تفہیم الاحادیث

www.KitaboSunnat.com

جلد ہفتم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(الحشر: آیت ۷)

”جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز
سے تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔“

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفہیم الاحادیث

جلد ہفتم

ہزاروں صفحات میں پھیلا ہوا یکجا ذخیرہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

جمع و ترتیب و تخریج: .... عبدالوکیل علوی

ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ﴾

نام کتاب	:	تفہیم الاحادیث (جلد ہفتم)
	:	کتاب المعاش (اراضی کے متعلق احکامات، سود، زکوۃ)
	:	کتاب الآداب، کتاب الدعوات
مواد از تصنیفات	:	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ
تخریج و ترتیب	:	عبدالوکیل علوی
باہتمام	:	ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور
کمپوزنگ	:	علی گرافکس
اشاعت اول	:	جنوری 2002ء
قیمت	:	350/- روپے
تقسیم کنندہ	:	مکتبۂ معارف اسلامی

منصورہ ملتان روڈ، لاہور

فون: 7830033-7448022

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب : اراضی کے متعلق احکام

فصل اول

ملکیت زمین

- اراضی کے متعلق احکام اور اقسام 21
- صلح کرنے والے لوگوں کی زمین کا معاملہ 22
- بزور شمشیر فتح ہونے والوں کی اراضی 24
- حقوق ملکیت زمین بربنائے آباد کاری 27
- عطیۂ زمین من جانب سرکار 32
- عطیۂ زمین کے بارے میں شرعی ضابطہ 35
- جاگیروں کے معاملہ میں صحیح شرعی رویہ 37
- حقوق ملکیت کا احترام 39
- زرعی اراضی کی تحدید 43
- قیمتوں میں تسعیر (کنٹرول کا مسئلہ) (Price Control) 45
- کسی چیز کا قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنا 49
- ادائے قرض سے عاجز شخص اور اسلامی عدالت 52
- رزق حلال موجب اجر و ثواب 53

فصل دوم

مزارعت کا مسئلہ

- رافع بن خدیجؓ کی روایات 54
- جابرؓ بن عبداللہ کی روایات 60
- حضرت ابوہریرہؓ سے مزید تائیدی روایات 63
- حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی تائیدی روایات 64
- ضحاک بن ثابت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ زید بن ثابت سے 65

تنقید بلحاظ نقل روایت

○ تنقید بلحاظ عقل و درایت 76

○ امتناعی احکام کا اصل مفہوم 78

○ رافعؓ بن خدیج کی توضیحات 78

○ جابرؓ بن عبداللہ کی توضیحات 78

○ زیدؓ بن ثابت کی توضیح 83

○ سعدؓ بن ابی وقاص کی توضیح 83

○ ابن عباسؓ کی توضیحات 84

○ تحقیق مسئلہ 85

○ فقہاء کے مذاہب 86

○ مذہب حنفی کی تفصیل 88

○ مذہب حنبلی 89

○ مذہب مالکی 89

○ مذہب شافعی 90

○ بیع سلم کی شرائط 94

○ سرکاری عطایا کی ملکیت کا مسئلہ 95

○ سرکاری عطایا پر نظر ثانی 95

دوسرا باب : زکوٰۃ

○ اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ کی حیثیت 97

○ انسان کا اپنا مال کونسا ہے؟ 98

○ کون سا صدقہ باعث فضیلت ہے 99

○ مال حرام کا صدقہ 102

○ قرض حسنہ یعنی راہ خدا میں صدقہ 104

○ شریعت میں ٹیکس کی حیثیت 106

○ کیا زکوٰۃ کے علاوہ انکم ٹیکس عائد کرنا جائز ہے؟ 110

○ کیا زکوٰۃ کے نصاب اور شرح کو بدلا جا سکتا ہے؟ 111

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- زکوٰۃ اور معاشی بہبود 112
- کیا ہر سائل مستحق زکوٰۃ ہے؟ 113
- زکوٰۃ کہاں خرچ کی جائے
- نابالغ بچوں کے اموال پر زکوٰۃ 116
- زکوٰۃ اور مسئلۂ تملیک 118
- کرائے پر دی جانے والی اشیاء پر زکوٰۃ 121
- تجارتی حصص کی زکوٰۃ 122
- زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ 122
- سونے اور چاندی کی زکوٰۃ 123
- چند اشیاء کا نصاب 123
- شرح زکوٰۃ 124
- سونے کا نصاب 124
- زیور کی زکوٰۃ 128
- سونے کا الگ اور چاندی کا الگ نصاب 131
- کارخانوں کی زکوٰۃ 138
- برآمد شدہ دفینہ کی زکوٰۃ 140
- شہد کی زکوٰۃ 140

تیسرا باب: سود

- ربٰو کی تعریف 143
- ربٰو کا مفہوم 143
- جاہلیت کا ربٰو 145
- حرمت سود کی شدت 147
- الربٰو کے مفہوم کا ماخذ اور قدر مشترک 149
- سود کے متعلقات 150
- ربٰوالفضل کا مفہوم 154
- احکام بالا کا ماحصل 160
- حضرت عمرؓ کا قول 163

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- فقہاء کے اختلافات 164
- جانوروں کے مبادلہ میں تفاضل 165
- تجدید کے لیے چند ضروری شرطیں 165
- پہلی شرط 165
- دوسری شرط 167
- تیسری شرط 168
- چوتھی شرط 168
- عرب میں کونسا سود رائج تھا 171
- تخفیفات کے عام اصول 172
- مسئلہ سود میں شریعت کی تخفیفات 173
- الربا کا اطلاق تجارتی اغراض کے لیے سود پر بھی ہوتا ہے 176
- سود کے اخلاقی و روحانی نقصانات 178
- تمدنی و اجتماعی نقصانات 178
- معاشی نقصانات 180
- نقد کی قیمت اور ادھار کی اور 181
- بیمہ کا جواز وعدم جواز 182
- لاربو بین المسلم والحربی 183
- دارالکفر میں سود خواری 186
- انعامی بانڈز کی شرعی حیثیت 188

چوتھا باب : وراثت

- اسلام کا قانون وراثت 189
- تقسیم میراث کا قانون 190

اصول وراثت 191
- مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے 193
- وراثت میں دادی کا حصہ 195
- انبیاء کی میراث سے کیا مراد ہے؟ 196
- رسول اللہ ﷺ کی میراث کا مسئلہ 197

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- آیت تطہیر میں حضرت علی شامل ہیں یا نہیں، کیا ان کا میراث نبوی کا مطالبہ برحق تھا؟ 205
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی باہمی رنجیدگی 206
- قانون وصیت 212
- وصیت میں نقصان رسانی کبیرہ گناہ ہے 214
- ہبہ مستقل کرنا چاہئے 217

پانچواں باب : باب نذر

- نذر کی فقہاء کی نظر میں اقسام 218
- ایسی نذر جس سے تقدیر بدل جانے کا خیال ہو 219
- کون سی نذر پوری کرنی ضروری ہے 219
- جو کام بجائے خود نیکی نہ ہو اس کی نذر 220
- جس نذر کا عملاً پورا کرنا ناممکن ہو 227
- راہ خدا میں سارا مال دینے کی نذر 227
- قبول اسلام سے پہلے کی مانی ہوئی نذر 228
- میت کے ذمہ نذر 230
- غلط اور ناجائز نوعیت کی نذر اور کفارہ 231
- کفارہ قسم 236

کتاب الآداب

- احسان جتلانے والے اللہ کی نظر میں 239
- ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد 241
- ظلم و سرکشی کا انسداد 242
- تعلق باللہ 245
- ایفائے عہد کی تاکید 247
- انسان کی اصل خوبی 249
- شاکر و صابر بندے کی پہچان 251
- دانش مند آدمی 252
- رہبانیت (ترک دنیا) اسلام کی نظر میں 254
- والدین کی نافرمانی 258

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ اپنے آپ پر صدقہ 260
○ اسراف اور بخل کے درمیان راہِ اعتدال 262
○ ناپ تول میں کمی کا مرض 264
○ اسلامی سوسائٹی میں بدعتی کا مقام 265
○ تحفہ دے کر واپس لینا 267
○ لوگوں میں صلح کرانے والا 269
○ اسلام میں ضرورت و مصلحت کا لحاظ 272
○ دیوث کون ہے؟ 275
○ وصیۃ العینین یعنی آنکھوں کا عطیہ 278
○ وہ تین شخص جن کے خلاف خود باری تعالیٰ مدعی ہو گا 279
○ غلاموں سے حسن سلوک 280
○ مسلمان کی خیر خواہی 283
○ دین اسلام میں جبر و اکراہ نہیں 285
○ نعمت کے اظہار کی ترغیب 287
○ برائی اور بھلائی کی ترویج کے اثرات 288
○ مسکین کسے کہتے ہیں 290
○ مخلوق کا ایک دوسرے پر رحم 292
○ رحمت الٰہی کا مظہر 292
○ عورت کا گھر بیٹھ رہنا جہاد ہے 293
○ جان بوجھ کر اپنا نسب بدلنا 295
○ اذیت رسانی پر آپؐ کا رد عمل 296
○ ازواج مطہرات کے حقوق کی ادائیگی میں حضورؐ کا طریق کار 297
○ ۶۰ سال کی عمر تک معذرت خواہی کا موقعہ 300
○ حق و باطل کی معرکہ آرائی میں شرافت و کمینگی کا مقابلہ 301
○ ماں حق خدمت کی سب سے زیادہ مستحق 303
○ منافق کی مثال 304
○ یہود و منافقین کی خباثت اور آپ کا حسن سلوک 306
○ آداب مجلس (مجلسی آداب) ناجائز سرگوشی کی ممانعت 308

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سرگوشی سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کی اصلاح 312
- انسان کا اصل دشمن 314
- شح (کنجوسی اور بخل) سے بچنے کی ہدایت 315
- غیر مسلم اقربا سے صلہ رحمی 318
- غیر مرد سے جنا ہوا بچہ اپنے شوہر کے خاندان میں گھسالانے والی عورت 321
- کافر رشتہ دار حقیقت میں مسلمان کا دشمن ہے 322
- ہر ایک کی ذمہ داری کے حدود 323
- توبۃ النصوح 324
- یتامیٰ اور مساکین سے محبت و شفقت کا سلوک 328
- سچی مومنہ (حضرت مریم) کا مقام و مرتبہ 333
- غلاموں سے حسن سلوک 335
- آزادیٔ غلاماں کے لیے ترغیب 336
- کونسا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے 337
- لونڈی اور غلاموں کے لیے حسن تعلیم اور حسن معاشرت کی تلقین 337
- لڑکیوں سے حسن سلوک 342
- ہاتھ جوڑ کر سلام کرنا 346

لباس کے احکام

- اسلام میں تشبہ کی ممانعت 347
- سر کے بالوں کا جواز و عدم جواز 351
- قزع اور تشبہ بالکفار 352
- داڑھی 360
- دور جدید میں داڑھی رکھنا جہاد بھی ہے 361
- داڑھی کی مقدار 263
- کیا داڑھی منڈا شخص فاسق ہے 363
- سوال و جواب 364
- لفظ سنت کی تشریح 365
- سونا اور ریشم مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال 370

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- فرمان رسولؐ کی بلاچون وچرا اطاعت 373

معاشرتی آداب

- گھروں میں داخلہ کے آداب 375
- جن عورتوں کے شوہر گھر پر موجود نہ ہوں ان سے تنہائی میں ملاقات کی ممانعت 381
- اس کی مؤیدات 381
- آپؐ کا اعلیٰ اخلاقی کردار 381
- آپؐ نے عورتوں سے بیعت کس طرح لی۔ 381
- ذی محرم کی عدم موجودگی میں کسی عورت کے لیے تنہا سفر کی ممانعت 381
- حواس انسانی کی زنا 386
- منافق کی تین نشانیاں 390
- ہمسایوں کے حقوق 392
- اپنے غلام سے پردہ 395
- معیار فضیلت اسلام کی نظر میں 396

غیبت اور اس کے احکام

- غیبت کی تعریف 401
- غیبت پر وعید 401
- استثنائی صورتیں 402
- جائز صورتیں 402
- استثناء کی بنیاد 405
- غیبت مباحہ کی صورتیں 406
- غیبت کے مسئلے میں بحث کا ایک اور رخ 410

رشوت اور خیانت

- تعریف 414
- رشوت اور خیانت کا اطلاق 414

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الدعوات

مسنون دعائیں

فصل اول

دعا' اس کی اہمیت و فضیلت

○ دعا کی حقیقت 421
○ روح دعا کو سمجھنے کے لیے تین باتیں 421
○ قبولیت توبہ کی شرط 422
○ دعا عین عبادت ہے 423
○ دعا ہر بلا کے لیے نافع ہے۔ 428
○ اللہ سے طلب فضل کی دعا 429
○ اللہ کی نگاہ میں دعا کی وقعت 430
○ دعا پورے یقین و اعتماد کے ساتھ مانگنی چاہیے۔ 433
○ اپنی ہر حاجت قطعیت کے ساتھ مانگنی چاہیے 431
○ دعا میں جلد بازی 434
○ بد دعا کی ممانعت 434
○ دعا کے ذریعہ حضور ﷺ کا احساس ذمہ داری 437
○ حضور ﷺ نے اپنا حق دعا امت کے لیے قیامت پر اٹھا رکھا 443
○ ہر حاجت صرف اللہ سے طلب کی جائے 446
دعا پہلے اپنے لیے پھر دوسروں کے لیے 448
○ اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں دعا 449

فصل دوم

دعا میں ہاتھ اٹھانا

○ اللہ کے حضور دعا میں ہاتھ اٹھانا 454

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- دعا میں ہاتھ سینے تک اٹھانا 456
- کسی بڑی مصیبت کے وقت منہ تک ہاتھ اٹھانا 457
- دعا سیدھے ہاتھوں مانگنی چاہیے 458
- دعا میں ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں 459
- دعا کے اختتام پر اپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا 459
- تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں قبولیت دعا 460

فصل سوم

دعا میں وسیلہ

- دعا میں بزرگوں کی حرمت و جاہ سے توسل 464
- اصحاب قبور سے درخواست دعا 466

فصل چہارم

ایصالِ ثواب

- ایصالِ ثواب اور اس کی حیثیت 468
- ایصالِ ثواب کے چند واقعات 469

فصل پنجم

ذکر اللہ

- ذکر اللہ کی فضیلت و اہمیت 483
- ذکر اللہ کی فضیلت 485
- ذکر اللہ سے کیا مراد ہے 487
- زبان ذکر الٰہی سے ہر وقت تر رہنی چاہیے 489
- ذاکر اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور بلند درجہ انسان ہے 493
- اللہ کی یاد ہی انسان کو راہِ راست پر قائم رکھ سکتی ہے۔ 495

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ○ بکثرت ذکر کرنے والے سبقت لے جاتے ہیں۔ 496
- ○ غافل لوگوں میں اللہ کو یاد رکھنے والا 498
- ○ ذکر الٰہی کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ کی طرح ہے 499
- ○ اللہ اپنے بندے کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا وہ اسے گمان کرتا ہے 500
- ○ محفل ذکر میں شرکت کی فضیلت 502
- ○ محفل رسالت مآبؐ اور صحابہ کرامؓ 506
- ○ سب سے زیادہ نجات دلانے والی چیز 508
- ○ ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے 510
- ○ اللہ کی یاد سے خالی مجلس مردہ گدھے کی لاش ہے 511
- ○ کسی محفل میں بیٹھتے اور بستر پر لیٹے وقت اللہ کا ذکر نہ کرنا باعث حسرت ہے 513
- ○ اللہ کی یاد اور درود و سلام کے بغیر محفل موجب حسرت ہوگی 515
- ○ زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کی جواب دہی 517
- ○ ذکر الٰہی کے علاوہ کثرت گفتگو قساوت قلبی کا موجب ہے۔ 518
- ○ بہترین مال ذکر الٰہی ہے 519
- ○ نوافل ذریعۂ تقریب الٰہی 521
- ○ ہر نیکی کا دس گنا اجر 525

فصل ششم

حضور ﷺ کی چند مخصوص دعائیں

- ○ اللہ سے دعا کہ مجھ پر کسی فاجر و فاسق کا احسان نہ ہونے دے 528
- ○ اللہ سے طلب رحمت کی درخواست 530
- ○ ناسازگار و مشکل حالات میں دعا 532
- ○ سواری پر سوار ہونے کی دعا 533
- ○ حضور ﷺ کا ہر روز سو مرتبہ استغفار 537

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن اور دوسری بے شمار کتب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بہت سی احادیث کا حوالہ دے کر ان کی ایسی جامع اور بہترین تشریح کی ہے، جس سے اسلامی نظام زندگی کے مختلف پہلوؤں کی بہت اچھی وضاحت قاری کے سامنے آجاتی ہے۔

ادارہ معارف اسلامی کی انتظامیہ نے ابتدائے کار ہی میں یہ طے کر لیا تھا کہ مولانا مودودیؒ کی تفسیر اور دوسری اہم تالیفات میں جن احادیث نبوی کو بنائے استدلال بنایا گیا ہے اور ان کی جو تشریح اور وضاحت کی ہے، انہیں ان کی تمام کتابوں سے نکال کر جمع کر دیا جائے تاکہ حدیث کے میدان میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحقیقی فکر ملک کے اہل علم حضرات کے سامنے لائی جا سکے۔ اور اسلامی نظام زندگی کے قیام کے سلسلے میں رہنمائی حاصل کی جائے۔ یہ اہم کام مولانا عبدالوکیل علوی صاحب کے سپرد کیا گیا تھا۔ انہوں نے کئی سال کی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس مفید کام کو بہت خوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ جمع و ترتیب کے وقت اگر کسی جگہ خلا محسوس کیا گیا تو اسے اچھے طریقے سے پُر کر دیا گیا۔ ہر حدیث کی اسناد شامل کر دی گئیں اور تخریج حدیث کا محنت طلب کام خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ برصغیر کے علمی حلقوں میں اس مجموعۂ احادیث کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

تفہیم الاحادیث کی پہلی جلد جو "ایمانیات" خاص طور پر توحید باری تعالیٰ کے مباحث پر مشتمل ہے، پہلی مرتبہ اگست ۱۹۹۳ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اس کی دوسری جلد جو "ایمانیات" کے دوسرے اور تیسرے اہم اجزاء یعنی "رسالت" اور "آخرت" کے مباحث پر مشتمل ہے، پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۹۴ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس کے بھی تین ایڈیشن شائع کئے جا چکے ہیں۔ اس کے تیسرے ایڈیشن کو نسبتاً چھوٹے اور بہتر سائز یعنی (20x30 / 8) سائز میں شائع کیا گیا ہے۔ قارئین نے اسے پسند کیا ہے۔ اس لئے یہ طے کیا گیا کہ آئندہ سے اس مجموعہ کی تمام جلدیں اسی سائز میں شائع کی جائیں گی۔

اس کتاب کی تیسری جلد جو "کتاب الصلوۃ" پر مشتمل ہے، کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ اکتوبر ۱۹۹۷ء میں شائع کی گئی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن نئے مناسب سائز میں شائع کیا گیا ہے۔

چوتھی جلد جو "صوم" اور "حج" کے مباحث پر مشتمل ہے، پہلی مرتبہ جنوری ۱۹۹۸ء میں شائع کی گئی۔ اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا ایڈیشن اپریل ۲۰۰۰ء میں نئے سائز میں شائع کیا گیا ہے۔

پانچویں جلد جو "کتاب النکاح" اور "کتاب الحدود" پر مشتمل ہے، پہلی مرتبہ کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ جون ۱۹۹۹ء میں شائع کی گئی۔ چھٹی جلد جو "غزوات، جہاد، نظم جماعت، سیاسیات، اسلامی ریاست، مشاورت، حقوق شہریت، قضاء اور قاضی کے اجتہاد" جیسے اہم عنوانات پر مشتمل ہے، جون ۲۰۰۰ء میں بہت اچھی کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ نئے اور مناسب سائز میں شائع کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس مفید اور اہم مجموعہ کی ساتویں جلد جو "کتاب المعیشت" "کتاب الاداب" اور "کتاب الدعوات" جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے، شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اس جلد میں اراضی کے متعلق احکام، زکوۃ، حرمت سود، اور وراثت وغیرہ کے احکام، لباس کے احکام، معاشرتی آداب، مجلسی آداب، غیبت کے احکام، رشوت اور خیانت کے سدباب کے سلسلے میں احکام موجود ہیں۔ نیز دعا، اس کی اہمیت و فضیلت، ایصال ثواب، ذکر اللہ کی فضیلت اور حضور نبی کریم ﷺ کی کچھ مخصوص دعائیں شامل ہیں۔

امید ہے کہ تفہیم الاحادیث کی یہ جلد بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی اور اب تک شائع کی جانے والی چھ جلدوں کی طرح اسے بھی قارئین کرام کی طرف سے پذیرائی حاصل ہوگی۔ اس جلد میں مذکور احکام پاکستان میں اسلامی معاشرے کے قیام کی جدوجہد میں مفید اور معاون ثابت ہوں گے۔ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی دعاؤں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنی نیم شبی دعاؤں میں ان سے مدد و رہنمائی حاصل کرنا چاہئے۔

تحدیث نعمت کے لئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مجموعۂ احادیث کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے مرکزی مکتبہ اسلامی نئی دہلی نے تفہیم الاحادیث کی اب تک شائع شدہ جلدوں کو بھارت میں شائع کرنے کی اجازت طلب کی جو اشاعت دین کے جذبے کے ساتھ ان کو دے دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعے کو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے مفید اور نافع بنائے! آمین۔

محمد اسلم سلیمی
ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی منصورہ
۲۲ صفر ۱۴۲۲ھ بمطابق ۶ ستمبر ۲۰۰۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اول

اراضی کے متعلق احکام

فصل اول

ملکیت زمین

ان القوم اذا اسلموا احرزوا دماء ھم و اموالھم. (ابو داؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین) ①

”جب لوگ اسلام قبول کر لیں تو وہ اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔“

انه من اسلم علی شی فھو له. (کتاب الاموال لابی عبید)

”آدمی اسلام قبول کرتے وقت جن املاک کا مالک تھا وہ اسی کی ملکیت رہیں گی۔“

تشریح : یہ اصول جس طرح املاک منقولہ پر چسپاں ہوتا تھا' اسی طرح غیر منقولہ پر بھی چسپاں ہوتا تھا اور اس معاملہ میں جو برتاؤ غیر زرعی جائدادوں کے ساتھ تھا وہ زرعی جائدادوں کے ساتھ بھی تھا۔ حدیث اور آثار کا پورا ذخیرہ اس پر شاہد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عرب میں کسی جگہ بھی اسلام قبول کرنے والوں کی املاک سے ذرہ برابر کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ جو جس چیز کا مالک تھا اسی کا مالک رہنے دیا گیا۔ اس باب میں اسلامی قانون کی تشریح امام ابو یوسف رحمہ اللہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

جو لوگ اسلام قبول کر لیں ان کا خون حرام ہے قبول اسلام کے وقت جن اموال کے وہ مالک ہوں وہ انہی کی ملک رہیں گے اسی طرح ان کی زمینیں بھی انہی کی ملک رہیں گی اور وہ زمینیں عُشری قرار دی جائیں گی۔ اس کی نظیر مدینہ ہے جس کے باشندوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور وہ اپنی زمینوں کے مالک رہے اور ان پر عشر لگا دیا گیا۔ ایسا ہی معاملہ طائف اور بحرین کے لوگوں سے بھی کیا گیا۔ اسی طرح بدویوں سے بھی جن جن لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ اپنے اپنے چشموں اور اپنے اپنے علاقوں کے مالک تسلیم کیے گئے۔

ان کی زمین عُشری زمین ہے وہ اُس سے بے دخل نہیں کیے جا سکتے اور انہیں اس پر بیع اور وراثت کے جملہ حقوق حاصل ہیں بالکل اسی طرح جن علاقوں کے باشندے اسلام قبول کر لیں وہ اپنی املاک کے مالک رہیں گے۔ (کتاب الخراج ص ۳۵)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تخریج:

① ﷺ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَبُو حَفْصٍ، ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، ثَنَا اَبَانٌ، قَالَ عُمَرُ: وَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ صَخْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا ثَقِيْفًا، فَلَمَّا اَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ صَخْرٌ، رَكِبَ فِيْ خَيْلٍ يُمِدُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْصَرَفَ وَ لَمْ يَفْتَحْ فَجَعَلَ صَخْرٌ، يَوْمَئِذٍ عَهْدَ اللّٰهِ وَ ذِمَّتَهُ، اَنْ لَّا يُفَارِقَ هٰذَا الْقَصْرَ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ صَخْرٌ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ ثَقِيْفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلٰى حُكْمِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَ اَنَا مُقْبِلٌ اِلَيْهِمْ وَ هُمْ فِيْ خَيْلٍ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ جَامِعَةً، فَدَعَا لِاَحْمَسَ عَشَرَ دَعَوَاتٍ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاَحْمَسَ فِيْ خَيْلِهَا وَ رِجَالِهَا وَ اَتَاهُ الْقَوْمُ فَتَكَلَّمَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ صَخْرًا اَخَذَ عَمَّتِيْ وَ دَخَلَتْ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فَدَعَاهُ فَقَالَ: يَا صَخْرُ اِنَّ الْقَوْمَ اِذَا اَسْلَمُوْا اَحْرَزُوْا دِمَاءَهُمْ اَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ اِلَى الْمُغِيْرَةِ عَمَّتَهُ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ، وَ سَاَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِبَنِيْ سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوْا عَنِ الْاِسْلَامِ، وَتَرَكُوْا ذٰلِكَ الْمَاءَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنْزِلْنِيْهِ اَنَا وَ قَوْمِيْ قَالَ: نَعَمْ، فَاَنْزَلَهُ وَ اَسْلَمَ. يعنى السُّلَمِيِّيْنَ فَاَتَوْا صَخْرًا فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَدْفَعَ اِلَيْهِمِ الْمَاءَ، فَاَبٰى فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اَسْلَمْنَا وَ اَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ اِلَيْنَا مَاءَنَا، فَاَبٰى عَلَيْنَا فَاَتَاهُ فَقَالَ: يَا صَخْرُ اِنَّ الْقَوْمَ اِذَا اَسْلَمُوْا اَحْرَزُوْا اَمْوَالَهُمْ وَ دِمَاءَهُمْ فَادْفَعْ اِلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ، قَالَ: نَعَمْ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ حُمْرَةً حَيَاءً مِّنْ اَخْذِهِ الْجَارِيَةَ وَ اَخْذِهِ الْمَاءَ.

ماخذ:

- ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۶- کتاب الخراج والامارة والفيئ- باب فى اقطاع الارضين.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اراضی کے متعلق احکام اور اقسام

اسلامی قانون معیشت کے دوسرے جلیل القدر محقق امام ابو عبید القاسم بن سلام لکھتے ہیں :

"رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء سے جو آثار ہم تک پہنچے ہیں وہ اراضی کے بارے میں تین قسم کے احکام لائے ہیں۔ ایک قسم ان اراضی کی جن کے مالک اسلام قبول کر لیں، تو قبول اسلام کے وقت وہ جن اراضی کے مالک ہوں وہ انہی کی ملک میں رہیں گی۔ اور وہ عشری زمینیں قرار پائیں گی۔ عُشری کے سوا ان پر اور کچھ نہ لگے۔" (کتاب الاموال ص ۵۵)

آگے چل کر پھر لکھتے ہیں:

"جس علاقے کے باشندے اسلام لے آئے وہ اپنی زمینوں کے مالک رہے جیسے مدینہ طائف یمن اور بحرین۔ اسی طرح مکہ اگرچہ بزور شمشیر فتح ہوا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے باشندوں پر احسان کیا اور ان کی جانوں سے تعرض نہ کیا اور ان کے اموال کو غنیمت نہ ٹھرایا...... پس جب ان کے اموال ان کی ملک میں چھوڑ دیئے گئے، اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تو ان کی املاک کا حکم بھی وہی ہو گیا جو دوسرے مسلمان ہونے والے لوگوں کی املاک کا تھا اور ان کی زمینیں بھی عُشری قرار دی گئیں۔" (ص ۵۱۲)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں لکھتے ہیں :

"نبی ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جو شخص اسلام لانے کے وقت جس چیز پر قابض تھا، وہ اسی کے قبضہ میں رہنے دی گئی۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ اسلام لانے سے پہلے وہ چیز کس ذریعہ سے اس کے قبضہ میں آئی تھی، بلکہ وہ اس کے ہاتھ میں اسی طرح رہنے دی گئی جس طرح وہ پہلے سے چلی آ رہی تھی۔" (ج ۲ ص ۹۶)

یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے جس میں استثناء کی کوئی ایک مثال بھی عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ کے نظائر میں نہیں ملتی۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کی معاشی زندگی میں جو اصلاحیں بھی جاری کیں، آئندہ کے لئے کیں، مگر جو ملکیتیں پہلے سے لوگوں کے قبضے میں چلی آ رہی تھیں ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ (معاشیات اسلام ص ۱۹۴ تا ۱۹۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلح کرنے والے لوگوں کی زمین کا معاملہ

لعلکم تقاتلون قوما فیظھرون علیکم فیتقونکم باموالھم دون انفسھم و ابناء ھم فتصالحونھم علی صلح فلا تصیبوا منھم فوق ذلک فانہ لا یصلح۔ ① (ابو داؤد' ابن ماجہ)

اگر کبھی ایسا ہو کہ کسی قوم سے تمہاری جنگ ہو' پھر وہ تمہارے سامنے آ کر اپنی اور اپنے بال بچوں کی جانیں بچانے کے لئے اپنے مال دینے پر تیار ہو جائیں' اور تم ان سے صلح کر لو' تو ایسی صورت میں جس چیز پر ان سے تمہاری صلح ہو اس سے زائد کچھ نہ لینا کیونکہ وہ تمہارے لئے جائز نہیں۔

الا من ظلم معاھدا او انتقصہ او کلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیئا بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یوم القیامۃ۔ ② (ابو داؤد)

خبردار رہو' جو شخص کسی معاہد ذمی پر ظلم کرے گا' یا از روئے معاہدہ اس کے جو حقوق ہوں ان کے اندر کوئی کمی کرے گا' یا اس پر اس کی برداشت سے زیادہ بار ڈالے گا' یا اس سے اس کی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لے گا' اس کے خلاف میں خود قیامت کے روز مدعی بنوں گا۔

اسی اصول کے مطابق نبی ﷺ نے نجران' ایلہ اذرعات' ہجر اور دوسرے جن جن علاقوں اور قبیلوں کے ساتھ صلح کی ان سب کو ان کی زمینوں اور جائدادوں اور صنعتوں اور تجارتوں پر بدستور بحال رہنے دیا اور صرف وہ جزیہ و خراج اُن سے وصول کرنے پر اکتفا فرمایا جس پر اُن سے معاہدہ ہوا تھا۔ پھر اُسی اصول پر خلفائے راشدین نے بھی عمل کیا "عراق' شام' الجزیرہ' مصر' ارمینیہ' غرض جہاں بھی کسی شہر اور کسی بستی کے لوگوں نے صلح کے طریقے پر اپنے آپ کو اسلامی حکومت کے حوالہ کیا' ان کی املاک بدستور ان کے قبضے میں رہنے دی گئیں۔ اور اُن سے مال صلح کے سوا کوئی چیز کبھی وصول نہ کی گئی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بعض اہم مصلحتوں کی بنا پر نجران کے باشندوں کو اندرون عرب سے شام و عراق کی طرف منتقل کیا بھی گیا تو ان میں سے جس جس کے پاس نجران میں جتنی زرعی اور سکنی جائداد تھی اس کے بدلے میں نہ صرف اتنی ہی جائداد اس کو دوسری جگہ بھی دی گئی بلکہ حضرت عمرؓ نے اپنے شام و عراق کے گورنروں کے نام فرمان عام لکھا کہ جس کے علاقے میں بھی وہ جا کر آباد ہوں وہ فلیوسعھم من خریب الارض فراخ دلی کے ساتھ افتادہ زمینوں میں سے ان کو دے۔ (کتاب الاموال لابی عبید ص ۱۸۹)۔

اس قاعدہ کلیہ میں بھی کسی استثناء کی مثال عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ کے نظائر سے پیش نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ یہ بھی فقہاء اسلام کا متفق علیہ قانون ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کو اپنی کتاب الخراج میں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قانونی دفعہ کے طور پر اس طرح ثبت فرماتے ہیں۔

”غیر مسلموں میں سے جس قوم سے اس بات پر امام کی صلح ہو جائے کہ وہ مطیع حکم ہو جائیں اور خراج ادا کریں وہ اہل ذمہ ہیں' اُن کی اراضی اراضی خراج ہیں' ان سے بس وہی کچھ لیا جائے گا جس پر اُن سے صلح ہوئی' اُن کے ساتھ عہد پورا کیا جائے گا اور اُن پر کسی چیز کا اضافہ نہ کیا جائے گا۔“ (ص ۳۵)

(معاشیات اسلام ۱۹۷ - ۱۹۸)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا: ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالٍ' عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ' عَنْ رَجُلٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُوْنَكُمْ بِاَمْوَالِهِمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ وَ اَبْنَآءِ هِمْ' قَالَ سَعِيْدٌ: فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُصَالِحُوْنَكُمْ عَلٰى صُلْحٍ ثُمَّ اتَّفَقَا فَلَا تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ.

② حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْمَهْرِيُّ' اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ صَخْرٍ الْمَدِيْنِيُّ' اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عِدَّةٍ مِّنْ اَبْنَآءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اٰبَآءِ هِمْ دِنْيَةً' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا' مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ' اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ' اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ماخذ:

① ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۰- کتاب الخراج والامارة والفئی باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات۔

② ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۱- کتاب الخراج والامارة والفئی باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بروز شمشیر فتح ہونے والوں کی اراضی

رہے وہ لوگ جو آخر وقت تک مقابلہ کریں اور بزور شمشیر مغلوب ہوں' تو ان کے بارے میں تین مختلف طرز عمل ہم کو عہد نبوت و خلافت راشدہ میں ملتے ہیں۔

ایک وہ طرزِ عمل جو نبی ﷺ نے مکہ میں اختیار فرمایا' یعنی فتح کے بعد ﴿ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ﴾ کا اعلان اور مفتوحین کو جان و مال کی پوری معافی۔ اس صورت میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اہل مکہ اپنی زمینوں اور جائدادوں کے بدستور مالک رہے' اور اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی زمینیں عشری زمینیں قرار دے دی گئیں۔

دوسرا وہ طرزِ عمل جو آپؐ نے خیبر میں اختیار فرمایا' یعنی مفتوح علاقے کو مال غنیمت قرار دینا۔ اس صورت میں سابق مالکوں کی ملکیت ساقط کر دی گئی۔ ایک حصہ خدا اور رسول کے حق میں لے لیا گیا اور باقی زمین کو اُن لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا جو فتح خیبر کے موقع پر لشکر اسلام میں شامل تھے۔ یہ تقسیم شدہ زمینیں جن جن لوگوں کے حصے میں آئیں وہ اُن کے مالک قرار پائے اور اُن پر عشر لگا دیا گیا۔ (کتاب الاموال لابی عبید ص ۵۱۳)

تیسرا وہ طرزِ عمل جو حضرت عمرؓ نے ابتداً شام اور عراق میں اختیار فرمایا اور بعد میں تمام مفتوح ممالک کا بندوبست اسی کے مطابق ہوا۔ وہ یہ تھا کہ آپ نے مفتوح علاقے کو فاتح فوج میں تقسیم کرنے کے بجائے اُس کو تمام مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت قرار دیا' اس کا انتظام مسلمانوں کی طرف سے نیابتاً اپنے ہاتھ میں لے لیا' اصل باشندوں کو حسب سابق اُن کی زمینوں پر بحال رہنے دیا ان کو ذمی قرار دے کر ان پر جزیہ و خراج عائد کر دیا اور اس جزیہ و خراج کا مصرف یہ قرار دیا کہ وہ عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر صرف ہو' کیونکہ بنیادی نظریہ کے اعتبار سے وہی ان مفتوح علاقوں کے اصل مالک تھے۔

اس آخری صورت میں بظاہر اس اجتماعی ملکیت کے تصور کا ایک دھندلا سا شائبہ پایا جاتا ہے' مگر جس طرح یہ پورا معاملہ طے ہوا تھا۔ اس کی تفصیلات پر نظر ڈالنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس اجتماعی ملکیت کو اشتراکیت کے تصور سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب مصر و شام اور عراق کے وسیع علاقے فتح ہوئے تو حضرت زبیرؓ اور حضرت بلالؓ اور ان کے ہم خیال لوگوں نے حضرت عمرؓ سے مطالبہ کیا کہ ان علاقوں کی تمام زمینیں اور جائدادیں خیبر کی طرح فاتح فوج میں تقسیم کر دی جائیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس سے انکار کیا۔ اور حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت معاذ بن جبل جیسے اکابر صحابہ نے اس معاملہ میں ان کی تائید کی اس کے وجوہ کیا تھے۔ اس پر وہ تقریریں روشنی ڈالتی ہیں جو اس موقع پر ہوئیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اگر آپ اسے تقسیم کریں گے تو خدا کی قسم اس کا نتیجہ وہ ہو گا جو آپ ہرگز پسند نہ کریں گے۔ بڑی بڑی زرخیز زمینوں کے ٹکڑے فوج میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پھر یہ لوگ مرکھپ جائیں گے اور کسی کی وارث کوئی عورت ہو گی اور کسی کا وارث کوئی بچہ ہو گا۔ پھر جو دوسرے لوگ اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے اٹھیں گے' انہیں دینے کے لئے حکومت کے پاس کچھ نہ ہو گا۔ لہٰذا آپ وہ کام کیجئے جس میں آج کے لوگوں کے لئے بھی گنجائش ہو اور بعد والوں کے لئے بھی۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ملک کی کاشت کار آبادی کو اس کے حال پر رہنے دیجئے تاکہ وہ سب مسلمانوں کے لئے معاشی قوت کا ذریعہ ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس زمین کو تم لوگوں پر تقسیم کر دوں اور بعد کے آنے والوں کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ ان کا اس میں کچھ حصہ نہ ہو۔ آخر بعد کی نسلوں کے لئے کیا رہے گا؟..... کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ آئندہ آنے والوں کے لئے کچھ نہ رہے؟..... اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر میں اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دوں تو تم پانی پر آپس میں فساد کرنے لگو گے۔"

اس بنیاد پر جو فیصلہ کیا گیا وہ یہ تھا کہ زمین اس کے سابق' باشندوں ہی کے پاس رہنے دی جائے' اور اُن کو ذمی بنا کر ان پر جزیہ و خراج لگا دیا جائے' اور یہ خراج مسلمانوں کی عام فلاح پر صرف ہو۔ اس فیصلہ کی اطلاع حضرت عمرؓ نے اپنے عراق کے گورنر' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو جن الفاظ میں دی تھی وہ یہ ہیں:

﴿ فانظر ما اجلبوا به عليك في العسكر من كراع او مال فاقسمه بين من حضر من المسلمين واترك الارضين والانهار لعمالها ليكون ذلك في اعطيات المسلمين' فانا ان قسمناها بين من حضر لم يكن لمن بعدهم شيء ﴾ ①

"جو کچھ اموال منقولہ سپاہیوں نے دوران جنگ میں بطور غنیمت حاصل کئے ہیں اور لشکر میں جمع کرا دیئے ہیں انہیں تو انہی لوگوں میں تقسیم کر دو جو جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ مگر نہروں اور زمینوں کو انہی لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جو ان پر کام کرتے تھے۔ تاکہ وہ مسلمانوں کی تنخواہوں کے لئے محفوظ رہیں۔ ورنہ اگر ہم ان کو بھی موجود لوگوں میں تقسم کر دیں تو پھر بعد والوں کے لئے کچھ نہ رہے گا۔"

اس نئے بندوبست کا اساسی نظریہ تو یہی تھا کہ اب ان مفتوحہ اراضی کے مالک مسلمان ہیں' اور سابق مالکوں کی اصل

---

① اس پوری بحث کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الخراج صفحہ نمبر ۲۰-۲۱ اور کتاب الاموال ص ۵۷-۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت صرف کاشتکارانہ ہے۔ اور حکومت مسلمانوں کے ایجنٹ کی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملہ کر رہی ہے۔ ○ لیکن عملاً ذمی بنا لینے کے بعد اُن کو جو حقوق دیئے گئے وہ مالکانہ حقوق سے کچھ بھی مختلف نہ تھے۔ وہ انہی رقبوں پر قابض رہے جن پر پہلے قابض تھے۔ ان پر خراج کے سوا کوئی دوسری چیز حکومت یا مسلمانوں کی طرف سے عائد نہ کی گئی اور ان کو اپنی زمینوں پر بیع اور رہن اور وراثت کے وہ تمام حقوق بدستور حاصل رہے جو پہلے حاصل تھے۔

اس معاملہ کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ ایک قانونی ضابطہ کی شکل میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"جس سرزمین کو امام بزور شمشیر فتح کرے، اس کے معاملہ میں وہ اختیار رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو فاتح فوج میں اسے تقسیم کر دے، اس صورت میں وہ عشری زمین ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ تقسیم کرنا مناسب نہ سمجھے اور بہتر یہی خیال کرے کہ اسے اس کے پرانے باشندوں کے ہاتھوں میں رہنے دے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق میں کیا، تو وہ ایسا کرنے کا بھی اختیار رکھتا ہے۔ اس صورت میں وہ زمین خراجی زمین ہو گی اور خراج لگ جانے کے بعد پھر امام کو یہ حق باقی نہ رہے گا کہ اس کے باشندوں سے اس کو چھین لے۔ وہ ان کی ملک ہو گی، وہ اس کو وراثت میں ایک دوسرے کی طرف منتقل کریں گے، اس کی خرید و فروخت کر سکیں گے، ان پر خراج لگا دیا جائے گا۔ اور اُن کی طاقت سے زیادہ اُن پر بوجھ نہ ڈالا جائے گا۔" (کتاب الخراج ص ۳۵-۳۶)

○ اس نظریہ کی توضیح اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ عتبہ بن فرقد حضرت عمرؓ سے ملنے آئے اور ان کو اطلاع دی کہ میں نے فرات کے کنارے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کس سے؟ انہوں نے عرض کیا اس کے مالکوں سے۔ آپ نے مہاجرین و انصار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کے مالک تو یہاں بیٹھے ہیں۔ (کتاب الاموال ص ۷۴) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد بھی اس نظریہ پر روشنی ڈالتا ہے کہ جب عراق کے پرانے زمین داروں میں سے ایک نے آ کر آپ کے سامنے قبول اسلام کا اعلان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب جزیہ تو تجھ سے ساقط ہو گیا لیکن تیری زمین خراجی ہی رہے گی، کیوں کہ وہ ہماری ہے۔ (کتاب الاموال ص ۸۰)۔ (معاشیات اسلام ص ۱۹۹ تا ۲۰۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوق ملکیت زمین بربنائے آباد کاری

عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من عمر ارضا لیست لاحد فھو احق بھا. قال عروة قضی به عمر فی خلافته. ① (بخاری' احمد' نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی دوسرے کی ملک نہ ہو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں عمل درآمد کیا۔"

تشریح : "موات" کے بارے میں نبی ﷺ نے اس قدیم ترین اصول کی تجدید فرمائی جس سے دنیا میں ملکیت زمین کا آغاز ہوا ہے جب انسان نے اس کرہ خاکی کو آباد کرنا شروع کیا تو اصول یہی تھا کہ جو جہاں رہ پڑا ہے وہ جگہ اسی کی ہے' اور جس جگہ کو کسی نے کسی طور پر کار آمد بنالیا ہے اُس کے استعمال کا وہی زیادہ حق دار ہے۔ یہی قاعدہ تمام عطیات فطرت پر انسان کے مالکانہ حقوق کی بنیاد ہے' اور اسی کی توثیق نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر اپنے ارشادات میں فرمائی ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔

عن جابر بن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من احی ارضا میتة فھی له. ②

(احمد' ترمذی' نسائی' ابن حبان)

"جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس کسی نے مردہ زمین کو زندہ کیا (یعنی بے کار پڑی ہوئی زمین کو کار آمد بنالیا) وہ زمین اسی کی ہے۔"

عن سمرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من احاط حائطا علی ارض فھی له. ③ (ابوداؤد)

"سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی افتادہ زمین پر احاطہ کھینچ لیا وہ اُسی کی ہے۔"

عن سمرہ بن مضرس' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ من سبق الی ماء لم یسبقه الیه مسلم فھوله. ④ (ابوداؤد)

"سمرہ بن مضرس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی ایسے کنوئیں کو پائے جس پر پہلے سے کوئی مسلمان قابض نہ ہو وہ کنواں اسی کا ہے۔"

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ الْاَرْضَ اَرْضُ اللّٰه و العباد عباد اللّٰه' و من احیی مواتا فھوا حق به جاء نا بِهٰذَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْنَ جاءوا بالصلوات عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"عروہ بن زبیر (تابعی) کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ زمین خدا کی ہے اور بندے بھی خدا کے ہیں، جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کر لے وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔ یہ قانون ہم تک نبی ﷺ سے انہی بزرگوں کے ذریعہ پہنچا ہے جن کے ذریعہ سے پانچ وقت کی نماز پہنچی ہے۔ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ⑤

اسی فطری اصول کی تجدید و توثیق کرنے کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے دو ضابطے مقرر فرما دیئے۔ ایک یہ کہ جو شخص دوسرے کی مملوکہ زمین کو آباد کرے وہ اس فعل آبادکاری کی بنا پر ملکیت کا حق دار نہ ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ جو شخص خواہ مخواہ احاطہ کھینچ کر یا نشان لگا کر کسی زمین کو روک رکھے اور اس پر کوئی کام نہ کرے، اس کا حق تین سال کے بعد ساقط ہو جائے گا۔ پہلے ضابطہ کو آپؐ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ وَ لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ. ⑥ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

"سعید بن زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے کسی مردہ زمین کو زندہ کر لیا وہ اسی کی ہے اور دوسرے کی زمین میں ناروا طور پر آبادکاری کرنے والے کے لئے کوئی حق نہیں ہے۔"

دوسرے ضابطہ کا ماخذ یہ روایات ہیں:

عن طاؤس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عادی الارض للّٰه وللرسول ثم لکم من بعد. فمن احیا ارضا میتة فهی له و لیس لمحتجر حق بعد ثلث سنین. ⑦ (ابویوسف، کتاب الخراج)

"طاؤس (تابعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیر مملوکہ زمین جس کا کوئی والی وارث نہ ہو خدا اور رسول ﷺ کی ہے، پھر اُس کے بعد تمہارے لئے ہے پس جو کوئی مردہ زمین کو زندہ کر لے وہ اسی کی ہے اور بے کار روک کر رکھنے والے کے لئے تین سال کے بعد کوئی حق نہیں ہے۔"

عن سالم بن عبداللّٰه ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه قال علی المنبر من احیا ارضا میتة فهی له و لیس لمحتجر حق بعد ثلث سنین و ذلک ان رجالا کانوا یحتجرون من الارض مالا یعملون. ⑧ (ابویوسف، کتاب الخراج)

"سالم بن عبداللہ (حضرت عمرؓ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر سر منبر فرمایا کہ جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کی ہے مگر خواہ مخواہ روک رکھنے والے کے لئے تین سال کے بعد کوئی حق نہیں ہے یہ اعلان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ بعض لوگ زمینوں کو یونہی روک رکھتے تھے اور ان پر کوئی کام نہ کرتے تھے۔"

یہ مسئلہ فقہاء اسلام کے درمیان متفق علیہ ہے اگر کوئی اختلاف ہے تو صرف اس امر میں ہے کہ آیا محض آبادکاری کا فعل کر لینے ہی سے کوئی شخص ارض موات کا مالک ہو جاتا ہے یا ثبوت ملکیت کے لئے حکومت کی منظوری و اجازت ضروری ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے لئے حکومت کی منظوری کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابویوسف، امام محمد، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس معاملہ میں احادیث بالکل صاف ہیں لہٰذا آبادکاری کا حق ملکیت حکومت کی اجازت اور منظوری پر موقوف نہیں ہے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے حق کی بناپر مالک ہو جائے گا اس کے بعد یہ حکومت کا کام ہے کہ جب معاملہ اُس کے سامنے آئے تو وہ اس حق کو تسلیم کرے اور نزاع کی صورت میں اس کا استقرار کرائے۔ امام مالک رحمہ اللہ بستی سے قریب کی زمینوں اور دور دراز کی افتادہ اراضی میں فرق کرتے ہیں پہلی قسم کی زمینیں اُن کے نزدیک اس حکم سے مستثنیٰ ہیں رہیں دوسری قسم کی زمینیں تو اُن کے لئے امام کے عطیہ کی کوئی شرط نہیں وہ محض احیا سے آدمی کی ملک ہو جاتی ہیں۔

اس معاملہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ دونوں کا عمل یہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی زمین کو افتادہ سمجھ کر آباد کر لیتا اور بعد میں کوئی دوسرا شخص آکر ثابت کرتا کہ زمین اُس کی تھی تو اس کو اختیار دیا جاتا کہ یا تو آبادکار کے عمل کا معاوضہ ادا کر کے اپنی زمین لے لے یا زمین کی قیمت لے کر حق ملکیت اُس کی طرف منتقل کر دے۔ ⓿ (معاشیات اسلام ص ۲۰۴ تا ۲۰۷)

تخریج:

① حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَعْمَرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ: قَضٰى بِهٖ عُمَرُ فِيْ خِلَافَتِهٖ.

② حَدَّثَنَا بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ. (هذا حديث حسن صحيح) وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا. وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ غَيْرِهِمْ. وَ هُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَ اِسْحَاقَ، وَ قَالُوْا لَهٗ اَنْ يُّحْيِيَ الْاَرْضَ الْمَوَاتَ بِغَيْرِ اِذْنِ السُّلْطَانِ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يُّحْيِيَهَا اِلَّا بِاِذْنِ السُّلْطَانِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ. وَ فِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدُّ كَثِيْرٍ وَ سَمُرَةَ.

③ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحَاطَ حَائِطًا عَلٰى اَرْضٍ فَهِيَ لَهٗ.

⓿ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الخراج لابی یوسف ۳۶-۳۷ و کتاب الاموال لابی عبید ص ۲۸۵-۲۸۹ شیخ علی متقی نے کنزالعمال میں اس مسئلے پر تمام احادیث و آثار کو یکجا کر دیا ہے جو اصحاب اس کی تفصیل دیکھنا چاہیں وہ کتاب مذکور کے جزو دوم میں احیاء موات کی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُالْحَمِیْدِ بْنِ عَبْدِالْوَاحِدِ، حَدَّثَنِیْ اُمُّ جُنُوْبِ بِنْتُ نُمَیْلَةَ، عَنْ اُمِّهَا سُوَیْدَةَ بِنْتِ جَابِرٍ، عَنْ اُمِّهَا عَقِیْلَةَ بِنْتِ اَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ عَنْ اَبِیْهَا اَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَبَایَعْتُهُ، فَقَالَ: مَنْ سَبَقَ اِلٰی مَآءٍ لَمْ یَسْبِقْهُ اِلَیْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ.

⑤ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْاٰمُلِیُّ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ الْاَرْضَ اَرْضُ اللّٰهِ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللّٰهِ، وَ مَنْ اَحْیَاءَ مَوَاتًا فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ جَآءَ نَا بِهٰذَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالصَّلَوَاتِ عَنْهُ.

⑥ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ یعنی ابْنَ اِسْحَاقَ۔ عَنْ یَحْیٰی بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحْیَاءَ اَرْضًا مَیْتَةً فَهِیَ لَهٗ۔ و ذکرہ مثلہ.

قَالَ: فَلَقَدْ خَبَّرَنِی الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ هٰذَا الْحَدِیْثَ اَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَرَسَ اَحَدُهُمَا نَخْلًا فِیْ اَرْضِ الْاٰخَرِ فَقَضٰی لِصَاحِبِ الْاَرْضِ بِاَرْضِهٖ، وَ اَمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ اَنْ یُخْرِجَ نَخْلَهٗ مِنْهَا۔ قَالَ: فَلَقَدْ رَاَیْتُهَا وَ اِنَّهَا لَتُضْرَبُ اُصُوْلُهَا بِالْفُؤُوْسِ، وَ اِنَّهَا لَنَخْلٌ عُمٌّ حَتّٰی اُخْرِجَتْ مِنْهَا.

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ الدَّارِمِیُّ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، بِاِسْنَادِهٖ وَ مَعْنَاهُ، اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهٖ مَكَانَ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ هٰذَا فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَ اَكْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّهٗ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ: فَاَنَا رَاَیْتُ الرَّجُلَ یَضْرِبُ فِیْ اُصُوْلِ النَّخْلِ.

⑦ وَ یُرْوٰی عَنْ عُمَرَ وَ ابْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ فِیْ غَیْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَ لَیْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِیْهِ حَقٌّ. وَ یُرْوٰی فِیْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

مآخذ:

① ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۴ کتاب الحرث المزارعة و ماجاء فیہ باب من احیی ارضا مواتًا.

② ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶۔ ابواب الاحکام، باب ما ذکر فی احیاء ارض الموات. ابوداؤد ج ۳ ص ۱۸۷۔ کتاب الخراج والامارة والفئی، باب فی احیاء الموات عن عروة ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۲۱۔ کتاب الاقضیة، باب القضاء فی عمارة الموات ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۸۱. کتاب البیوع، باب مَنْ اَحْیَا اَرْضًا مَیْتَةً فَهِیَ لَهٗ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۴ - ۳۲۷ - ۳۳۸ - ۳۵۶ - ۳۶۳ - ۳۸۱ ✿ سنن دارمی نے من احیا ارضا میتة فله فیها اجر نقل کیا ہے ✿ السنن الکبریٰ ج ۶ ص ۹۹۔ کتاب الغصب باب لَیْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ. عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ۔

③ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۹۔ کتاب الخراج والامارة الفئی ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۱، ج ۵ ص ۱۲-۲۱.

④ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۷۔ کتاب الخراج والامارة والفئی.

⑤ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۸-۱۷۹۔ کتاب الخراج والامارة والفئی باب فی احیاء الموات.

⑥ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۸۔ کتاب الخراج والامارة والفئی، باب فی احیاء الموات۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عروہ سے منقول ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ عُرْوَةَ ' قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْاَرْضَ اَرْضُ اللّٰهِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰهِ. وَ مَنْ اَحْيَآ مَوَاتًا فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ' جَآءَ نَا بِهٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ الَّذِيْنَ جَآءُ وْا بِالصَّلَوَاتِ عَنْهُ.

سمرۃ کی روایت کے الفاظ ہیں: عَنْ سَمُرَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحَاطَ حَائِطًا عَلٰى اَرْضٍ فَهِيَ لَهٗ.

✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۹- کتاب الخراج والامارۃ والفئی باب فی احیاء الموات.

ترمذی نے ایک روایت حضرت جابر سے بھی روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ' حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ- حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ- قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶- ابواب الاحکام باب ما ذکر فی احیاء ارض الموات.

Ⓒ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۴ کتاب الحرث والمزارعة' باب من احیا ارضا میتة فهی له ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۸- کتاب الخراج والامارة والفئی ' باب فی احیاء الموات ✿ ابوداؤد نے سعید بن زید کے حوالہ سے من احیا ارضا میتة فهی له' و لیس لعرق ظالم حق. ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶ ابواب الاحکام' باب ما ذکر فی احیاء ارض الموات ✿ دارمی کتاب البیوع باب ۶۵ ✿ مؤطا امام مالک کتاب الاقضیة باب ۲۶-۲۷- مشکوٰۃ باب الغصب ص ۲۵۵- الفصل الثانی ✿ ترمذی نے بھی سعید بن زید کے حوالہ سے روایت کیا ہے- عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ وَ لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ-

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ- وَ قَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا- وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ' وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَ اِسْحَاقَ- قَالُوْا: لَهٗ اَنْ يُحْيِيَ الْاَرْضَ الْمَوَاتَ بِغَيْرِ اِذْنِ السُّلْطَانِ- وَ قَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ لَهٗ اَنْ يُحْيِيَهَا اِلَّا بِاِذْنِ السُّلْطَانِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ: قَالَ: وَ فِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدِّ كَثِيْرٍ وَ سَمُرَةَ.

حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: سَاَلْتُ اَبَا الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيَّ عَنْ قَوْلِهٖ (وَ لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ) فَقَالَ: الْعِرْقُ الظَّالِمُ- الْغَاصِبُ الَّذِيْ يَاْخُذُ مَا لَيْسَ لَهٗ- قُلْتُ: هُوَ الرَّجُلُ الَّذِيْ يَغْرِسُ فِيْ اَرْضِ غَيْرِهٖ وَ قَالَ: هُوَ ذَاكَ-

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ اَبِيْهِ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهٗ' وَ لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ- مرسل باتفاق الرواة = قَالَ مَالِكٌ- وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا احْتُفِرَ اَوْ اُخِذَ اَوْ غُرِسَ بِغَيْرِ حَقٍّ- (مؤطا امام مالک کتاب الاقضیة باب القضاء فی عمارة الموات)

✿ مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۷- پر صرف لیس لعرق ظالم حق کے الفاظ ہیں-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطیہ زمین من جانب سرکار ﷺ

موات اور خالصہ دونوں طرح کی زمینوں میں سے بکثرت قطعات نبی ﷺ نے خود بھی لوگوں کو عطا فرمائے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین بھی برابر اسی طرح کے عطیے دیتے رہے اس کی بہت سی نظیریں حدیث و آثار کے ذخیرے میں موجود ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ان کو اور حضرت عمرؓ بن خطاب کو چند زمینیں عطا کی تھیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے خاندان عمر رضی اللہ عنہ کے لوگوں سے ان کے حصے کی زمین خرید لی اور اس خریداری کی توثیق کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اُن سے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی شہادت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ زمینیں ان کو اور عمرؓ بن خطاب کو عطا کی تھیں سو میں نے خاندان عمرؓ سے ان کا حصہ خرید لیا ہے اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ عبدالرحمٰن سچی شہادت دینے والے آدمی ہیں خواہ وہ ان کے حق میں پڑتی ہو یا ان کے خلاف۔ (مسند احمد)

۲۔ علقمہ بن وائل اپنے والد (وائل بن حجر) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو حضرت موت میں ایک زمین عطا کی تھی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۳۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین عطا فرمائی تھی جس میں کھجور کے درخت بھی تھے اور دوسرے درخت بھی۔ اس کے علاوہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو ایک نخلستان بنی نضیر کی زمینوں میں سے بھی دیا تھا نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک اور وسیع خطۂ زمین بھی آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اور اس کی صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے ان کو فرمایا گھوڑا دوڑاؤ جہاں جاکر تمہارا گھوڑا ٹھہر جائے گا وہاں تک کی زمین تمہیں دے دی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے گھوڑا دوڑایا اور جب ایک جگہ جاکر گھوڑا ٹھہر گیا تو وہاں سے انہوں نے کوڑا آگے پھینک دیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اچھا جہاں ان کا کوڑا گرا ہے وہاں تک کی زمین انہیں دے دی جائے۔ ①

(بخاری، احمد، ابوداؤد، کتاب الخراج لابی یوسف کتاب الاموال لابی عبید)

۴۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں کو زمینیں عطا فرمائیں۔ (کتاب الخراج لابی یوسف)

۵۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے خاندان والوں کو ایک زمین عطا کی تھی۔ مگر وہ اسے آباد نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہوں نے اسے آٹھ ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ (کتاب الخراج)

۶۔ ابن سیرین کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ایک صاحب سلیط کو ایک زمین عطا فرمائی۔ وہ اس کے انتظام کے لئے اکثر باہر جاتے رہتے اور بعد میں آکر ان کو معلوم ہوتا کہ ان کے پیچھے اتنا اتنا قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احکام دیئے۔ اس سے ان کی بڑی دل شکنی ہوتی۔ آخر کار انہوں نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ زمین میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مجھ سے واپس لے لیں چنانچہ وہ واپس لے لی گئی بعد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے درخواست کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ زمین ان کو دے دی۔ (کتاب الاموال)

۷۔ بلال رضی اللہ عنہ بن حارث مزنی کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عقیق کی پوری زمین عطا فرمائی تھی۔ (کتاب الاموال)

۸۔ عدی بن حاتم کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرات بن حیان عجلی کو یمامہ میں ایک زمین عطا کی تھی۔ (کتاب الاموال)

۹۔ عرب کے مشہور طبیب حارث بن کلدہ کے بیٹے نافع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ بصرہ کے علاقے میں ایک زمین ہے جو نہ تو اراضی خراج میں شامل ہے اور نہ مسلمانوں میں سے کسی کا مفاد اس سے وابستہ ہے آپ وہ مجھے عطا کریں میں اپنے گھوڑوں کے لئے اس میں چارہ کی کاشت کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے گورنر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمان لکھا کہ اگر اس زمین کی کیفیت وہی ہے جو نافع نے مجھ سے بیان کی ہے تو وہ ان کو دے دی جائے۔ (کتاب الاموال)

۱۰۔ موسیٰ بن طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام، سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود، اسامہؓ بن زید، خبابؓ بن ارت، عمارؓ بن یاسر اور سعد بن مالکؓ کو زمینیں عطا کی تھیں۔ (کتاب الخراج، کتاب الاموال)

۱۱۔ عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ینبع کا علاقہ عطا کیا تھا۔ (کنز العمال)

۱۲۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ متعدد معتبر حوالوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب زمینوں کو خالصہ قرار دیا تھا جو کسریٰ اور آل کسریٰ نے چھوڑی تھیں۔ یا جن کے مالک بھاگ گئے تھے یا جنگ میں مارے گئے تھے یا جو دلدل اور سیلاب اور جھاڑیوں کے نیچے آگئی تھیں پھر جن لوگوں کو بھی آپ زمینیں عطا کرتے تھے انہی اراضی میں سے کرتے تھے۔ (کتاب الخراج)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، حَدَّثَنِي اَبِي ، ثنا عُثْمَانُ ثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ ، اَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ قَالَ : اَقْطَعَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَرْضَ كَذَا وَ كَذَا۔ فَذَهَبَ الزُّبَيْرُ اِلٰى اٰلِ عُمَرَ ' فَاشْتَرٰى نَصِيْبَهُ مِنْهُمْ۔ فَاَتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ : اِنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَقْطَعَهُ وَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرْضَ كَذَا وَ كَذَا وَ اِنِّیْ اشْتَرَيْتُ نَصِيْبَ اٰلِ عُمَرَ۔ فَقَالَ عُثْمَانُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ جَائِزُ الشَّهَادَةِ لَهُ وَ عَلَيْهِ

مآخذ :

○ مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۲۔

② ⇐ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ ' اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ ' عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ ' عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَقْطَعَهُ اَرْضًا بِحَضْرَ مَوْتَ۔

مآخذ :

○ ابوداود ج ۳ ص ۱۷۳۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ باب فی اقطاع الارضین۔ ۞ ترمذی ابواب الاحکام ۞ مسند احمد ج ٦ ص ۳۹۹۔

③ ⇐ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ' ثنا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَقْطَعَ الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهٖ ' فَاَجْرٰى فَرَسَهُ ' حَتّٰى قَامَ ' ثُمَّ رَمٰى بِسَوْطِهٖ ' فَقَالَ : اَعْطُوْهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ۔

مآخذ :

۞ ابو داود ج ۳ ص ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی باب فی اقطاع الارضین ۞ مسند احمد ج ۲ ص ۱۵٦۔ عبداللہ بن عمر۔

④ ⇐ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَقْطَعَ لِاَبِيْ بَكْرٍ ' وَ اَقْطَعَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

⑤ ⇐ وَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ ' عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ ' عَنْ صَلْتِ الْمَكِّيِّ ۔ عَنِ ابْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ : اَعْطَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَرْضًا ۔ فَعَجَزُوْا عَنْ عِمَارَتِهَا۔ فَبَاعُوْهَا فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَمَانِيَةِ اٰلَافِ دِيْنَارٍ اَوْ ثَمَانِيَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ۔

مآخذ :

۞ کتاب الخراج لابی یوسف نمبر ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ص ۱۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطیہ زمین کے بارے میں شرعی ضابطہ

یہ عطائے زمین کا طریقہ محض شاہانہ بخشش و انعام کی نوعیت نہ رکھتا تھا بلکہ اس کے چند قواعد تھے جو ہم کو احادیث و آثار میں ملتے ہیں۔

۱۔ پہلا قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص زمین لے کر تین سال تک اس پر کچھ کام نہ کرے اس کا عطیہ منسوخ سمجھا جائے گا۔ اس کی نظیر میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت لاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبیلہ مزینہ کے اور جہینہ کے لوگوں کو کچھ زمین دی تھی' مگر انہوں نے بے کار رکھ چھوڑی۔ پھر کچھ اور لوگ آئے اور انہوں نے اسے آباد کر لیا۔ اس پر مزینہ اور جہینہ کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں دعویٰ لے کر آئے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا اگر یہ میرا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہوتا تو میں اسے منسوخ کر دیتا۔ لیکن یہ عطیہ تو نبی ﷺ کا ہے اس لئے میں مجبور ہوں۔ البتہ قانون یہی ہے کہ ﴿ من كانت له ارض ثم تركها ثلث سنين فلم يعمرها فعمرها قوم آخرون فهم احق بها ﴾ جس کے پاس ایک زمین ہو اور وہ اس کو تین برس تک بیکار ڈال رکھے اور آباد نہ کرے' پھر کچھ لوگ آ کر اسے آباد کر لیں تو وہی اس زمین کے زیادہ حق دار ہیں۔

۲۔ دوسرا قاعدہ یہ تھا کہ جو عطیہ صحیح طور پر استعمال میں نہ آ رہا ہو اس پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے اس کی نظیر میں ابوعبید نے کتاب الاموال میں اور یحییٰ بن آدم نے الخراج میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو پوری وادی عقیق دے دی تھی مگر وہ اس کے بڑے حصے کو آباد نہ کر سکے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ زمین تم کو اس لئے نہیں دی تھی کہ تم نہ خود اس کو استعمال کرو اور نہ دوسروں کو استعمال کرنے دو اب تم اس میں سے بس اتنی رکھ لو جسے استعمال کر سکو تاکہ ہم اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیں بلال بن حارث نے اس سے انکار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اصرار کیا۔ آخر کار جتنا رقبہ ان کے زیر استعمال میں تھا' اسے چھوڑ کر باقی پوری زمین آپ نے ان سے واپس لے لی اور دوسرے مسلمانوں میں اس کے قطعات بانٹ دیئے۔

۳۔ تیسرا قاعدہ یہ تھا کہ حکومت صرف اراضی موات اور اراضی خالصہ میں سے زمینیں عطا کرنے کی مجاز ہے یہ حق اس کو نہیں ہے کہ ایک شخص کی زمین چھین کر دوسرے کو دے دے یا اصل مالکان اراضی کے سر پر خواہ مخواہ ایک شخص کو جاگیردار یا زمین دار بنا کر مسلط کر دے۔ اور اس کو مالکانہ حقوق عطا کر کے اصل مالکوں کی حیثیت اس کے ماتحت کاشکاروں کی سی بنا دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ چوتھا قاعدہ یہ تھا کہ حکومت زمینیں انہی لوگوں کو دے گی جنہوں نے فی الحقیقت اجتماعی مفاد کے لئے کوئی قابل قدر خدمت انجام دی ہو یا جن سے اب اس نوعیت کی کوئی خدمت متعلق ہو یا جن کو عطیہ دینا کسی نہ کسی طور پر اجتماعی مفاد کے لئے مناسب ہو۔ رہیں شاہانہ غلط بخشیاں جن سے ڈوم ڈھاڑیوں اور خوشامدی لوگوں کو نوازا گیا ہو' یا وہ عطیے جو ظالموں اور جباروں نے اجتماعی مفاد کے برعکس خدمات انجام دینے والوں کو دیئے ہوں' تو وہ کسی طرح جائز عطایا کی تعریف میں نہیں آتے۔

تخریج:

① ⇐ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ' عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَقْطَعَ نَاسًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ أَرْضًا فَلَمْ يَعْمُرُوْهَا۔ فَجَاءَ قَوْمٌ فَعَمَرُوْهَا فَخَاصَمَ الْجُهَنِيُّوْنَ أَوِ الْمُزَنِيُّوْنَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ كَانَتْ مِنِّي أَوْ مِنْ أَبِي بَكْرٍ لَرَدَدْتُّهَا ' وَلٰكِنَّهَا قَطِيْعَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ ثُمَّ تَرَكَهَا ثَلَاثَ سِنِيْنَ لَا يَعْمُرُوْهَا فَعَمَرَهَا قَوْمٌ آخَرُوْنَ ۔ فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا۔

مآخذ:

❁ کتاب الخراج لابی یوسف ۱۴۵۔ ص ۱۳۱۔

② ⇐ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَشْيَاخِنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: أَقْطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِلَالًا الْمُزَنِيَّ مَا بَيْنَ الْبَحْرِ وَالصَّخْرِ۔ فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَهُ: إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَعْمَلَ هٰذَا۔ فَطِيْبَ لَهُ أَنْ يَقْطَعَهَا مَاخَلَا الْمَعَادِنِ فَإِنَّهُ اسْتَثْنَاهَا۔

مآخذ:

❁ کتاب الخراج لابی یوسف نمبر ۱۴۹۔ ص ۱۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاگیروں کے معاملہ میں صحیح شرعی رویہ

مؤخرالذکر دونوں اصولوں کی بنیاد اس پورے طرز عمل پر قائم ہے جو نبی ﷺ اور آپ کے خلفاء نے برتا تھا۔ اس کی تشریح امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الخراج میں اس طرح فرماتے ہیں۔

"امام عادل کو حق ہے کہ جو مال کسی کی ملک نہ ہو اور جس کا کوئی وارث بھی نہ ہو۔ اس میں سے ان لوگوں کو عطیے اور انعام دے جن کی اسلام میں خدمات ہوں جس شخص کو ولاۃ مھدیین (راہ راست پر چلنے والے فرمانرواؤں) نے کوئی زمین عطا کی ہو اسے واپس لینے کا کسی کو حق نہیں ہے' لیکن جو زمین کسی حاکم نے ایک سے چھینی اور دوسرے کو بخشی تو اس کی حیثیت اس مال کی سی ہے جو ایک سے غصب کیا گیا اور دوسرے کو عطا کر دیا گیا۔"

کچھ دور آگے چل کر پھر لکھتے ہیں :

"پس جن جن اقسام کی زمینوں کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ امام ان کو عطا کر سکتا ہے اُن میں سے جو زمین بھی عراق اور عرب اور الجبال اور دوسرے علاقوں میں ولاۃ مہدیین نے کسی کو دی ہے بعد کے خلفاء کے لئے حلال نہیں ہے کہ اسے واپس لیں یا ان لوگوں کے قبضے سے نکالیں جن کے پاس ایسی زمینیں اس وقت موجود ہیں خواہ وہ انہوں نے وراثت میں پائی ہوں یا وارثوں سے خریدی ہوں۔"

آخر میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"پس یہ نظیریں ثابت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے خود بھی زمینیں عطا کی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء بھی دیتے رہے ہیں آنحضرت ﷺ نے جس کو بھی زمین دی یہ دیکھ کر دی کہ ایسا کرنے میں صلاح اور بہتری ہے مثلاً کسی نو مسلم کی تالیف قلب یا زمین کی آبادی۔ اسی طرح خلفاء راشدین نے بھی جس کو زمین دی یہ دیکھ کر دی کہ اس نے اسلام میں کوئی عمدہ خدمت انجام دی ہے یا وہ اعدائے اسلام کے مقابلہ میں کار آمد ہو سکتا ہے یا یہ کہ ایسا کرنے میں بہتری ہے۔ (کتاب الخراج ص ۳۲-۳۵) لہ

یہ تصریحات امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے دراصل عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے اس سوال کے جواب میں فرمائی ہیں کہ جاگیروں کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ایک فرمانروا کہاں تک ایسا کرنے کا مجاز ہے اس کا جو کچھ جواب امام صاحب نے دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے عطائے زمین بجائے خود تو ایک جائز فعل ہے مگر نہ سب زمین دینے والے یکساں ہیں اور نہ سب لینے والے۔ ایک عطیہ وہ ہے جو عادل' متدین راست رو اور خدا ترس حکمرانوں نے دیا ہو' اعتدال کے ساتھ دیا ہو دین اور ملت کے سچے خادموں کو' یا کم سے کم مفید اور کار آمد لوگوں کو دیا ہو۔ کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی غرض کے لئے دیا ہو جس کا فائدہ بحیثیت مجموعی ملک اور ملت ہی کی طرف پلٹتا ہو اور ایسے مال میں سے دیا ہو جس کے دینے کے وہ مجاز تھے۔ دوسرا عطیہ وہ ہے جو ظالموں اور جباروں نے اور نفس پرستوں نے دیا ہو' بُرے لوگوں کو دیا ہو بُرے اغراض کے لئے دیا ہو' بے تحاشا دیا ہو' اور ایسے مال میں سے دیا ہو جس کے دینے کا ان کو حق نہ تھا۔ یہ دو مختلف طرح کے عطیے ہیں اور دونوں کا حکم یکساں نہیں ہے۔ پہلا عطیہ جائز ہے اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو برقرار رکھا جائے۔ دوسرا عطیہ ناجائز ہے اور انصاف چاہتا ہے کہ اسے منسوخ کیا جائے۔ بڑا ظالم ہے وہ جو دونوں طرح کے عطیوں کو ایک ہی لکڑی سے ہانک دے۔ (معاشیات اسلام ۲۱۰-۲۱۳)

تخریج:

① ⇐ قَالَ اَبُو يُوْسُف ۔ وَ كُلُّ مَنْ اَقْطَعَهُ الْوُلَاةُ الْمَهْدِيُّوْنَ اَرْضًا مِنْ اَرْضِ السَّوَادِ وَاَرْضِ الْعَرَبِ وَالْجِبَالِ ' مِنَ الْاَصْنَافِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا اَنَّ لِلْاِمَامِ اَنْ يَقْطَعَ مِنْهَا۔ فَلَا يَحِلُّ لِمَنْ يَاْتِيْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْخُلَفَاءِ اَنْ يَرُدَّ ذٰلِكَ وَلَا يُخْرِجُهُ مِنْ يَدَيْ مَنْ هُوَ فِيْ يَدِهٖ وَارِثٌ اَوْ مُشْتَرٍ ۔ وَ اَمَّا مَنْ اَخَذَ مِنَ الْوُلَاةِ مِنْ يَدٍ وَاحِدٍ اَرْضًا وَ اَقْطَعَهَا اٰخَرَ۔ فَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ الْغَاصِبِ غَصَبَ وَاحِدًا وَ اَعْطٰى آخَرَ۔

وَلَا يَحِلُّ لِلْاِمَامِ وَلَا يَسَعُهُ اَنْ يُّقْطِعَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَقَّ مُسْلِمٍ وَلَا مُعَاهِدٍ ۔ وَلَا يُخْرِجُ عَنْ يَدِهٖ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا اِلَّا بِحَقٍّ يَجِبُ لَهٗ عَلَيْهِ فَيَاْخُذُهٗ بِذٰلِكَ الَّذِيْ وَجَبَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُقْطِعُهٗ مَنْ اَحَبَّ مِنَ النَّاسِ۔ فَذَالِكَ جَائِزٌ لَّهٗ۔

وَالْاَرْضُ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ الْمَالِ۔ وَلِلْاِمَامِ اَنْ يُجِيْزَ ذَالِكَ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ مَنْ كَانَ لَهٗ غَنَاءٌ فِي الْاِسْلَامِ' وَ مَنْ يَقوى بِهٖ عَلَى الْعَدُوِّ ' وَ يَعْمَلُ فِيْ ذَالِكَ بِالَّذِيْ يَرٰى اَنَّهٗ اَخْيَرُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَ اَصْلَحُ لِاَمْرِهِمْ۔ وَ كَذٰلِكَ الْاَرْضُوْنَ يُقْطِعُ الْاِمَامُ مِنْهَا مَنْ اَحَبَّ مِنَ الْاَصْنَافِ الَّتِيْ سَمَّيْتُ۔ وَلَا اَرٰى اَنْ يَتْرُكَ اَرْضًا لَا مِلْكَ لِاَحَدٍ فِيْهَا وَلَا عِمَارَةَ حَتّٰى يُقْطِعَهَا الْاِمَامُ۔ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَعْمَرُ لِلْبِلَادِ وَ اَكْثَرُ لِلْخَرَاجِ۔

فَهٰذَا حَدُّ الْاِقْطَاعِ عِنْدِيْ عَلٰى مَا اَخْبَرْتُكَ۔

قَالَ اَبُو يُوْسُف۔ وَ قَدْ اَقْطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔ وَ تَاَلَّفَ عَلَى الْاِسْلَامِ اَقْوَامًا۔ وَ اَقْطَعَ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِهٖ مَنْ رَاٰى اَنَّ فِيْ اِقْطَاعِهٖ صَلَاحًا۔

ماخذ:

❀ کتاب الخراج لابی یوسف ص ۱۳۰-۱۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوق ملکیت کا احترام

یہ شواہد نظائر اُس پورے دور کے عمل درآمد کا نقشہ پیش کرتے ہیں جس میں قرآن کے منشا کی تفسیر خود قرآن کے لانے والے تھے اور اس کے براہ راست شاگردوں نے اپنے اقوال اور اعمال میں کی تھی۔ اس نقشے کو دیکھنے کے بعد کسی شخص کے لئے اس طرح کا کوئی شبہ تک کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی' کہ زمین کے معاملہ میں اسلام کے پیش نظر یہ اُصول تھا کہ اسے شخصی ملکیتوں سے نکال کر اجتماعی ملکیت بنا دیا جائے اس کے بالکل برعکس اس نقشے سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نگاہ میں زمین سے انتفاع کی فطری اور صحیح صورت یہی ہے کہ وہ افراد کی ملکیت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے محض اتنا ہی نہیں کیا کہ اکثر و بیشتر حالات میں سابق ملکیتوں کو برقرار رکھا' بلکہ جن صورتوں میں آپ ﷺ نے پچھلی ملکیتیں منسوخ کیں' ان میں بھی نئی انفرادی ملکیتیں پیدا کر دیں اور آئندہ کے لئے غیر مملوکہ اراضی پر نئی ملکیتوں کے قیام کا دروازہ کھول دیا اور خود سرکاری املاک کو بھی افراد میں تقسیم کر کے انہیں حقوق ملکیت عطا فرمائے۔ یہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ سابق نظام ملکیت کو محض ایک ناگزیر برائی کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا بلکہ ایک اصول برحق کی حیثیت سے اس کو باقی رکھا گیا اور آئندہ کے لئے اسی کو جاری کیا گیا۔

اس کا مزید ثبوت وہ احکام ہیں جو نبی ﷺ نے حقوق ملکیت کے احترام کے متعلق دیئے ہیں۔ مسلم نے متعدد حوالوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ایک عورت نے مروان بن حکم کے زمانے میں دعویٰ دائر کیا ہے کہ انہوں نے میری زمین کا ایک حصہ ہضم کر لیا ہے اس کے جواب میں حضرت سعید نے مروان کی عدالت میں جو بیان دیا وہ یہ تھا کہ میں اس کی زمین کیسے چھین سکتا تھا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ ﴿ من اخذ شبراً من الارض ظلما طوقة الى سبع ارضين ﴾ "جس شخص نے بالشت بھر زمین بھی از راہ ظلم لی اس کی گردن میں سات تہوں تک اسی زمین کو طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔" اسی مضمون کی احادیث مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل کی ہیں۔ (مسلم' کتاب المساقاة والمزارعة' باب تحريم الظلم و غصب الارض)

ابوداؤد' نسائی اور ترمذی نے متعدد حوالوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لیس لعرق ظالم حق۔ [1] "دوسرے کی زمین میں بلا استحقاق آبادکاری کرنے والے کے لئے کوئی حق نہیں۔"

www.KitaboSunnat.com

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زرع فی ارض قوم بغیر اذنهم فلیس له من الزرع شیء و له نفقة۔ ⑦

"جس نے دوسرے لوگوں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کاشت کی وہ اس کھیتی پر تو کوئی حق نہیں رکھتا البتہ اس کا خرچ اسے دلوا دیا جائے گا۔" (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں ایک شخص نے ایک انصاری کی زمین میں کھجور کے درخت لگا دیئے تھے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ وہ درخت اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں اور زمین اصل مالک کے حوالے کی جائے۔ (ابوداؤد)

یہ احکام کس چیز کی شہادت دیتے ہیں؟ کیا اس بات کی کہ زمین کی شخصی ملکیت کوئی برائی تھی جسے مٹانا مطلوب تھا مگر ناگزیر سمجھ کر مجبوراً اس کو برداشت کیا گیا؟ یا اس بات کی کہ یہ سراسر ایک جائز و معقول حق تھا جس کا احترام فرد اور حکومت دونوں پر فرض کر دیا گیا؟ (معاشیات اسلام ص ۲۱۴-۲۱۵)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ- حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيهِ- اَنَّ اَرْوٰى بِنْتَ اُوَيْسٍ ادَّعَتْ عَلٰى سَعِيدِ ابْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِنْ اَرْضِهَا، فَخَاصَمَتْهُ اِلٰى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ- فَقَالَ سَعِيدٌ: اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: وَ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ- فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا- فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ، اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَ اقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا- قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا- ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا، فَاِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

ماخذ:

✿ مسلم ج ۲ ص ۳۲- کتاب المساقاۃ- باب تحریم الظلم و غصب الارض و غیرھا ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۵۳- کتاب بدء الخلق، ماجاء فی سبع ارضین ✿ دارمی ج ۲ ص ۲۶۳- کتاب البیوع- باب من اخذ شبرا من الارض- عن سعید بن زید۔

انہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ- اَنَّ اَرْوٰى خَاصَمَتْهُ فِيْ بَعْضِ دَارِهٖ، فَقَالَ: دَعُوْهَا وَ اِيَّاهُ، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ' طُوِّقَهٗ فِيْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا' وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِيْ دَارِهَا- قَالَ: فَرَاَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ- تَقُوْلُ: اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ- فَبَيْنَمَا تَمْشِيْ فِي الدَّارِ فَمَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَوَقَعَتْ فِيْهَا- فَكَانَتْ قَبْرَهَا-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ' اِلَّا طَوَّقَهُ اللّٰهُ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

حضرت عائشہؓ سے مروی روایت میں ہے:

اَنَّ اَبَا سَلْمَةَ حَدَّثَهٗ' وَكَانَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ قَوْمِهٖ خُصُوْمَةٌ فِيْ اَرْضٍ وَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا- فَقَالَتْ: يَا اَبَا سَلَمَةَ- اجْتَنِبِ الْاَرْضَ- فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ-

مآخذ:

○ مسلم ج ۲ ص ۳۳- کتاب المساقاۃ باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرھا ○ بخاری ج ۱ ص ۴۵۳- کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین-الخ- عن عائشۃ- ○ بخاری ج ۱ ص ۳۳۱- کتاب المظالم' باب اثم من ظلم شیئا من الارض- عن عائشۃ-

بخاری نے ایک روایت سالم سے روایت کی ہے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ-

مآخذ:

○ دارمی ج ص ۶۶۳- کتاب البیوع' باب من اخذ شبرا من الارض- عن سعید بن زید ○ مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۷-۱۹۰- ج ۲ ص ۹۹- ۳۸۷- ۳۸۸- ج ۳ ص ۱۴۰- ۱۷۴- ۱۷۳-

تخریج:

⑦ ⇐ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ- حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ النَّخَعِيُّ' عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ زَرَعَ فِيْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهٗ نَفَقَتُهٗ-

قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ- لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحَاقَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ-

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ- وَ هُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَ اِسْحَاقَ وَ سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ هٰذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَدِيْثِ فَقَالَ: هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ- وَ قَالَ: لَا اَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اِسْحَاقَ اِلَّا مِنْ رِوَايَةِ شَرِيْكٍ قَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا مَعْقِلُ بْنُ مَالِكِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْاَصَمِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ-

مآخذ:

○ ترمذی ابواب الاحکام باب ماجاء فیمن زرع فی ارض قوم بغیر اذنہم ○ ابو داؤد ج ۳ ص ۲۶۱- کتاب البیوع باب فی زرع الارض بغیر اذن صاحبہا ○ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۰- کتاب الرہون باب من زرع فی ارض قوم بغیر اذنہم-

ابوداؤد مطبوعہ استنبول کی جلد ۳ ص ۶۹۳ پر حاشیہ نمبر ۱ کے تحت مندرجہ ذیل عبارت درج ہے-

قَالَ الشَّيْخُ: هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَثْبُتُ عِنْدَ اَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيْثِ، وَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ مُوْسَى بْنِ هَارُوْنَ الْحَمَّالِ: اَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَ يُضَعِّفُهُ وَ يَقُوْلُ لَمْ يَرْوِهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ غَيْرُ شَرِيْكٍ، وَ لَا عَنْ عَطَاءٍ غَيْرُ اَبِيْ اِسْحَاقَ- وَ عَطَاءٌ: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ شَيْئًا، وَضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا- وَ قَالَ تَفَرَّدَ بِذٰلِكَ شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، وَ شَرِيْكٌ يَهِمُ كَثِيْرًا اَوْ اَحْيَانًا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زرعی اراضی کی تحدید

یہ بات اصولی طور پر جان لینے کی ہے کہ حکومت کی عطا کردہ جاگیروں کے حقوق ملکیت اس طرح قائم نہیں ہو جاتے جس طرح کسی شخص کو اپنی زر خرید املاک یا موروثی ملکیتوں پر حاصل ہوتے ہیں جاگیروں کے معاملہ میں حکومت کو ہر وقت نظر ثانی کرنے کا حق حاصل ہے اور کسی عطیہ کو نامناسب پا کر حکومت منسوخ بھی کر سکتی ہے اور اس میں ترمیم بھی کر سکتی ہے۔

اس کی کئی نظیریں احادیث و آثار میں موجود ہیں ابیض بن حمال مازنی کو نبی ﷺ نے مآرب میں ایک ایسی زمین دی جس سے نمک نکلتا تھا۔ بعد میں جب لوگوں نے حضور ﷺ کو توجہ دلائی کہ وہ تو نمک کی بڑی کان ہے تو آپ ﷺ نے اسے اجتماعی مفاد کے خلاف پا کر اپنا عطیہ منسوخ فرما دیا۔ اس سے صرف یہی بات معلوم نہیں ہوتی کہ سرکاری عطایا پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو حد اعتدال سے زیادہ دے دینا اجتماعی مفاد کے خلاف ہے اور اگر ایسا عطیہ دیا جا چکا ہو تو اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ یہی بات اُس روایت سے معلوم ہوتی ہے جس میں ذکر آتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک زمین کے عطیہ کا فرمان لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اس پر فلاں فلاں اصحاب کی شہادت ثبت کرا لو جن میں سے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے اس پر اپنی مہر لگانے سے انکار کر دیا اور کہا۔ ھذا کلہ لک دون الناس؟ "کیا اتنی ساری زمین دوسروں کو چھوڑ کر تنہا تم اکیلے کو دے دی جائے؟" (ملاحظہ ہو کتاب الاموال لابی عبید ص ۲۷۶-۲۷۵)

رہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا معاملہ تو جس وقت حضور ﷺ نے وہ زمین ان کو دی ہے اس وقت بے حساب زمینیں غیر آباد پڑی تھیں اور حضور ﷺ کے سامنے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ کسی طرح ان کو آباد کیا جائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس زمانہ میں بکثرت لوگوں کو افتادہ اراضی کے بڑے بڑے رقبے عطا فرمائے تھے۔ (معاشیات اسلام ص ۲۲۰-۲۲۱)

تخریج:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّقَفِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ' الْمَعْنٰى وَاحِدٌ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ قَيْسِ الْمَارِبِيُّ حَدَّثَهُمْ' اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شَرَاحِيْلَ' عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ' عَنْ

ابیض بن حمال کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نمک کی کان اپنے لیے جاگیر بنانے کی درخواست کی۔ (ابن متوکل نے کہا کہ یہ کان یمن میں واقع مارب میں تھی) آپ نے وہ کان اسے جاگیر کے طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَمِيْرٍ، قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: ابْنُ عَبْدِالْمَدَانِ، عَنْ اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ، اَنَّهٗ وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ، قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: الَّذِیْ بِمَارِبَ، فَقَطَعَهٗ لَهٗ، فَلَمَّا اَنْ وَلّٰى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أَتَدْرِیْ مَا قَطَعْتَ لَهٗ، اِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ، قَالَ: فَانْتَزَعَ مِنْهُ۔ الحديث.

عنایت فرما دی۔ یونہی وہ واپس ہوا تو مجلس میں موجود ایک شخص نے عرض کیا (اے اللہ کے رسولؐ) آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اسے کیا جاگیر عنائت فرما دی ہے--- آپ نے تو اسے ایسا چشمۂ جاری عطا فرما دیا ہے جو کبھی بند نہیں ہو گا۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) آپ نے اس سے اسے واپس لے لیا۔

ماخذ:

○ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۵۔ کتاب الخراج والامارہ والفئی باب فی اقطاع الارضین ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶۔ ابواب الاحکام، باب ماجاء فی القطائع ○ مشکوٰۃ۔ کتاب البیوع باب احیاء الموات والشرب ص ۲۵۹۔ الفصل الثانی قال: و فی الباب عن وائل و اسماء بنت ابی بکر۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی :۔ حَدِیْثُ ابیض حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ غَيْرِهِمْ فِي الْقَطَائِعِ، يَرَوْنَ جَائِزًا اَنْ يُقْطِعَ الْاِمَامُ لِمَنْ رَاٰى ذٰلِكَ۔

○ دارمی ج ۲ ص ۲۶۳۔ کتاب البیوع۔ باب فی القطائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیمتوں پر تسعیر (کنٹرول) کا مسئلہ (Price Control)

① ان السعر غلاؤه و رخصه بيدالله و انى اريد ان القى الله و ليس لاحد عندى مظلمة يطلبنى بها.

قیمتوں کا چڑھنا اور گرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی قدرتی قوانین کے تحت ہے) اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے خدا سے ملوں تو اس حال میں ملوں کہ کوئی شخص میرے خلاف ظلم و بے انصافی کی شکایت کرنے والا نہ ہو۔

پس منظر: نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قیمتیں چڑھ گئیں لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ قیمتیں مقرر فرمادیں آپؐ نے مذکورہ بالا جواب دیا۔

تشریح: اُس کے بعد آپ ﷺ نے مسلسل اپنے خطبوں میں بات چیت میں اور لوگوں سے ملاقاتوں میں یہ فرمانا شروع کیا کہ:

② الجالب مرزوق والمحتكر ملعون.

”ضروریات زندگی کو بازار میں لانے والا خدا سے رزق اور رحمت پاتا ہے اور ان کو روک رکھنے والا خدا کی لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔“

③ من احتكر طعامًا اربعين يوما يريد به الغلاء فقد برئ من الله و برئ الله منه.

”جس نے چالیس دن تک غلہ روک کر رکھا تاکہ قیمتیں چڑھیں اللہ کا اس سے اور اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔“

④ بئس العبد المحتكر ان ارخص الله الاسعار حزن و ان اغلاها فرح.

”کتنا برا ہے وہ شخص جو اشیاء ضرورت کو روک کر رکھتا ہے ارزانی ہوتی ہے تو اُس کا دل دکھتا ہے گرانی بڑھتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔“

⑤ من احتكر طعامًا اربعين يومًا ثم تصدق به لم يكن له كفارة. (زرین)

”جس نے چالیس دن تک غلہ کو روک کر رکھا پھر اگر وہ اُس غلہ کو خیرات بھی کر دے تو اس گناہ کی تلافی نہ ہوگی جو اُن چالیس دنوں کے دوران میں وہ کر چکا ہے۔“

اس طرح نبی ﷺ احتکار کے خلاف مسلسل تبلیغ فرماتے رہے یہاں تک کہ تاجروں کے نفس کی اصلاح خود بخود ہوگئی اور جو ذخیرے روکے گئے تھے وہ سب بازار میں آگئے۔

یہ شان ہے اُس حکمران کی جس کی حکومت اخلاق فاضلہ کی بنیاد پر قائم ہو اُس کی اصل قوت پولیس اور عدالت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنٹرول اور آرڈیننس نہیں ہوتے بلکہ وہ انسانوں کے قلب و روح کی تہوں میں برائی کی جڑوں کا استیصال کرتا ہے نیتوں کی اصلاح کرتا ہے خیالات اور ذہنیتیں بدلتا ہے معیار قدر بدلتا ہے اور لوگوں سے رضاکارانہ اپنے ان احکام کی پابندی کراتا ہے جو بجائے خود صحیح اخلاقی بنیادوں پر مبنی ہوتے ہیں برعکس اس کے یہ دنیوی حکام جن کی اپنی نیتیں درست نہیں ہیں جن کے اپنے اخلاق فاسد ہیں اور جن کی حکمرانی کے لئے جابرانہ تسلط کے سوا کوئی دوسری بنیاد بھی موجود نہیں ہے انہیں جب کبھی اس طرح کے حالات سے سابقہ پیش آتا ہے جیسے آج کل درپیش ہیں تو یہ سارا کام جبر سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اخلاق کی اصلاح کرنے کے بجائے عامۃ الناس کے اخلاقی بگاڑ میں جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی ہے اسے بھی پورا کر کے چھوڑتے ہیں۔

انی ارید ان القی اللہ و لیس لاحد عندی مظلمۃ یطلبنی بھا.

"میں اپنے خدا سے اس طرح ملنا چاہتا ہوں کہ میرے خلاف کوئی ایک شخص بھی ظلم کی شکایت کرنے والا نہ ہو۔" ○

پس منظر: یہ بات نبی ﷺ نے مدینے میں ایک قحط کے موقع پر فرمائی تھی۔ جب آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ قیمتیں بہت چڑھ رہی ہیں، آپ ﷺ سرکاری طور پر اشیاء کے نرخ مقرر فرما دیں۔ تو آپ نے ایسا کرنے سے انکار فرما دیا اور مندرجہ بالا الفاظ میں عذر بیان کر دیا۔

تشریح: اسلام جو ذہنیت اور اخلاقی نقطۂ نظر انسان کے اندر پیدا کرتا ہے اس کا سنگ بنیاد ہے خدا کا خوف اور خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری کا احساس یہ دونوں اوصاف جس شخص یا جس گروہ میں موجود ہوں اس پر اگر اجتماعی معاملات کی سربراہی کا بار ڈال دیا جائے تو وہ ایسا ایک نظام قائم کرنے اور چلانے کے لئے خود ہی تیار نہیں ہو سکتا جس میں اپنے ذاتی بوجھ کے ساتھ ساتھ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی انفرادی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی وہ ان کے سر سے اتار کر خود اپنے سر پر لاد لے۔

○ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے برائی کو اس کے حال پر چھوڑ دیا اور اس کے علاج کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ دراصل جس چیز سے آپ ﷺ نے انکار کیا تھا وہ یہ تھی کہ حکومت اپنی مصنوعی مداخلت سے قیمتوں کے پیچیدہ نظام کو درہم برہم کرے۔ اس طریقہ کو چھوڑ کر آپ نے اپنی پوری قوت کاروباری لوگوں کی اخلاقی اصلاح پر صرف فرمائی اور مسلسل تبلیغ سے یہ بات ان کے ذہن نشین کی کہ جان بوجھ کر قیمتیں چڑھانا ایک بہت بڑا گناہ ہے یہ تبلیغ خوب کارگر ثابت ہوئی اور کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ قیمتیں اعتدال پر آنی شروع ہو گئیں اور یہ گنجائش کچھ اس فطری نظام ہی میں نکل سکتی ہے کہ ایک آدمی معاشرے کے اندر رہتے ہوئے بھی اپنی معیشت میں آزاد اور اپنی زندگی میں مستقل ہو سکے وہ بے شمار چھوٹے بڑے ازم جو نیم پختہ ذہن کے لوگ آئے دن تصنیف کرتے رہتے ہیں تو وہ سب ایک نہ ایک طرح کا مصنوعی نظام تجویز کرتے ہیں جس میں آدمی ایک مستقل ذی روح انسان ایک ذی شعور حیثیت اور ایک مقصدی اہمیت رکھنے والی ہستی کے بجائے محض اجتماعی مشین کا ایک پرزہ بن کر رہ جاتا ہے۔

(اسلام اور جدید معاشی نظریات ص ۱۲۲ تا ۱۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید برآں اسلام ہر معاملہ میں انسان کو فطری حالت سے قریب تر رکھنا چاہتا ہے اور زندگی کے کسی پہلو میں بھی مصنوعی پن کو پسند نہیں کرتا انسانی معیشت کے لئے فطری حالت یہی ہے کہ خدا نے رزق کے جو ذرائع اس زمین پر پیدا کئے ہیں ان کو افراد اپنے قبضے میں لائیں فرد فرد اور گروہ گروہ بن کر ان پر تصرف اور ان سے استفادہ کریں اور اپنے آپس میں اشیاء اور خدمات کا آزادانہ لین دین کرتے رہیں غیر معلوم مدت سے اسی طرز پر انسانی معیشت کا کارخانہ چلتا آ رہا ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ بِلَالٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلْ اَدْعُوْ. ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلِ اللّٰهُ۔ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ، وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ عِنْدِيْ مَظْلِمَةٌ.

② حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ۔ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ۔ ثنا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ.

③ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يُرِيْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ وَبَرِئَ اللّٰهُ مِنْهُ. (رواه رزين)

④ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعْدٍ الْمَالِيْنِيُّ۔ اَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عِمْرَانَ الْجُرْجَانِيُّ بِحَلَبٍ، ثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ بَقِيَّةَ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ اِذَا رَخَّصَ اللّٰهُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِذَا غَلَّى فَرِحَ.

⑤ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَفَّارَةً.

مآخذ:

① ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۷۲۔ کتاب البیوع والاجارہ باب فی التسعیر ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۴۵۔ ابواب البیوع باب ماجاء فی التسعیر۔

ترمذی نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَعِّرْلَنَا فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ، وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقَى رَبِّيْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِيْ لِمَظْلِمَةٍ فِيْ دَمٍ وَلَا مَالٍ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

○ ابن ماجہ کتاب التجارات، باب من کرہ ان یسعر۔ عن انس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجہ نے ایک اور روایت ابو سعید خدری کے حوالہ سے مندرجہ ذیل سند سے نقل کی ہے۔
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، ثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى۔ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالُوْا: لَوْ قَوَّمْتَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُفَارِقَكُمْ وَلَا يَطْلُبُنِيْ اَحَدٌ مِنْكُمْ بِمَظْلِمَةٍ ظَلَمْتُهُ.

○ فی الزوائد: فی اسناده سعید بن ابی عروبة۔ اختلط باخرة لکن عبدالاعلٰی الشامی روی عنه قبل الاختلاط، و محمد بن زیاد۔ قال الذهبی روی له البخاری مقرونا بغیره۔ و قال ابن حبان۔ فی الثقات و ربما اخطأ۔ و باقی رجال الاسناد ثقات ○ دارمی کتاب البیوع، باب فی النهی عن ان یسعر فی المسلمین۔ عن انس ○ مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۷۔ عن ابی هریرة مسند احمد ج ۳ ص ۲۸۶۔ عن انس ○ مشکوٰۃ ص ۲۵۱۔ کتاب البیوع، باب الاحتکار۔ عن انس۔

② ○ فی الزوائد: فی اسناده زید بن جدعان، و هو ضعیف ○ ابن ماجه کتاب التجارات، باب الحکرة والجلب ○ دارمی کتاب البیوع باب ۱۲ فی النهی عن الاحتکار ○ مشکوٰۃ کتاب البیوع باب فی الاحتکار ○ شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۵۲۵۔ حدیث نمبر ۱۱۲۱۳۔ فصل فی ترک الاحتکار۔

③ ○ مشکوٰۃ کتاب البیوع باب فی الاحتکار۔

④ ○ شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۵۲۵۔ حدیث نمبر ۱۱۲۱۵۔ فصل فی ترک الاحتکار ○ المصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۵۳۰ ○ مشکوٰۃ کتاب البیوع باب فی الاحتکار ص ۲۵۱ ○ رزین فی کتابه بحواله مشکوٰۃ کتاب البیوع باب فی الاحتکار۔

⑤ ○ رزین بحواله مشکوٰۃ کتاب البیوع باب فی الاحتکار ص ۲۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی چیز کو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنا

① لا تبع ما لیس عندک. (ترمذی' ابن ماجہ' ابوداؤد' نسائی)

کوئی ایسی چیز نہ بیچو جو فی الواقع تمہارے پاس موجود نہ ہو۔

② اذا اشتریت شیئا فلا تبعه حتی تقبضه.

جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کرو۔

③ نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یشتری الطعام ثم یباع حتی یستوفی. (احمد' مسلم)

نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایک شخص غلہ خریدے اور پورا پورا ناپ تول کر لینے سے پہلے اسے آگے کو فروخت کر دے۔

④ کانوا یتبایعون الطعام جزافًا باعلی السوق فنهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یبیعوه حتی ینقلوه. (بخاری' مسلم' ابوداؤد)

لوگ غلے کے ڈھیر منڈی میں کھڑے کھڑے خریدتے اور وہیں بیچ دیتے تھے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ جب تک غلہ اس جگہ سے منتقل نہ کر دیا جائے اسے آگے نہ بیچا جائے۔

ان احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک چیز کو خرید کر قبضے میں لئے بغیر بیچنا ممنوع ہے۔ اس کے ممنوع ہونے کی عقلی دلیل یہ ہے کہ اول تو اس طرح کی خرید و فروخت میں جھگڑے کے امکانات زیادہ ہیں دوسرے اس میں بغیر کسی حقیقی تمدنی خدمت کے ایک شخص سے دوسرا شخص ایک غائب چیز کو اپنا منافع لگا لگا کر بیچتا اور خریدتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صارفین (Consumers) تک پہنچتے پہنچتے اس چیز کی قیمت چڑھ کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ یہ بہت سے بچولیوں کی منافع خوری بغیر اس کے کہ وہ واقعی کوئی خدمت اس مال کے پیدا کرنے یا فراہم کرنے میں انجام دیں' خواہ مخواہ اشیاء کی قیمتیں چڑھنے کی موجب بنتی ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۳۰۷-۳۰۶)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ' حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ' عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ' عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ' عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ' قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' یَاتِیْنِی الرَّجُلُ فَیُرِیْدُ مِنِّی الْبَیْعَ لَیْسَ عِنْدِیْ اَفَاَبْتَاعَهُ لَهُ مِنَ السُّوْقِ؟ فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ.

② ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ' ثَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ' ثَنَا هِشَامٌ یعنی الدَّسْتَوَائِیُّ' حَدَّثَنِیْ یَحْیَ بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ رَجُلٍ' اَنَّ یُوْسُفَ بْنَ مَاهَكَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَصْمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنِّیْ اشْتَرِیْ بُیُوْعًا فَمَا یَحِلُّ لِیْ مِنْهَا وَ مَا یَحْرُمُ عَلَیَّ؟ قَالَ: فَاِذَا اشْتَرَیْتَ بَیْعًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰی تَقْبِضَهٗ۔

③ ⟸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح، وَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ وَ هٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ طَاؤسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرٰی اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَقْبِضَهٗ۔الخ

④ ⟸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ، اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ، کَانُوْا یَتَبَایَعُوْنَ الطَّعَامَ جُزَافًا بِاَعْلَی السُّوْقِ، فَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَبِیْعُوْهُ حَتّٰی یَنْقُلُوْهُ۔ انہی سے مروی ایک روایت میں ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَبِیْعَ اَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِکَیْلٍ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهٗ۔ ابن عباس سے مروی روایت میں ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَکْتَالَهٗ۔

مآخذ:

① ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۸۳۔ کتاب البیوع والاجارات۔ باب فی الرجل یبیع ما لیس عنده ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۳۳۔ ابواب البیوع، باب کراهیة بیع ما لیس عندک ○ نسائی ج ۱ ص ۲۸۹۔ کتاب البیوع، باب بیع ما لیس عندالبائع۔ اسناده صحیح ○ ابن ماجه ج ۱ ص ۱۵۹۔ کتاب التجارات، باب النهی عن بیع ما لیس عندک ○ مسند احمد ج ۳ ص ۴۰۲-۴۳۴۔

② ○ مسند احمد ج ۳ ص ۴۰۲۔

③ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۸۲۔ کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی ○ نسائی ج ۷ ص ۲۸۶۔ کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان یستوفی ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۴۲۔ ابواب البیوع، ماجاء فی کراهیة بیع الطعام حتی یستوفیه ○ ابن ماجه ج ۱ ص ۱۶۱۔ کتاب التجارات، باب النهی عن بیع الطعام قبل مالم یقبض ○ دارمی ج ۲ ص ۶۴۸-۶۴۹۔ کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الطعام قبل القبض ○ مسند احمد ج ۱ ص 215 ○ مسلم ج ۲ ص ۵ کتاب البیوع باب بطلان بیع المبیع قبل القبض ○ بخاری ج ۱ ص ۲۸۶۔ کتاب البیوع، باب مایذکر فی بیع الطعام والحکرة۔ اور باب بیع الطعام قبل ان یقبض و یبیع ما لیس عندک۔

ترمذی نے ابن عباس سے مروی روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل نقل کیے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَ اَحْسِبُ کُلَّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ۔ قَالَ: و فی الباب عن جابر و ابن عمر و ابی هریرة۔

قَالَ اَبُوْعِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ۔ کَرِهُوْا بَیْعَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَقْبِضَهُ الْمُشْتَرِیْ۔ وَ قَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْمَنِ ابْتَاعَ شَیْئًا مِمَّا لَا یُکَالُ وَلَا یُوْزَنُ، مِمَّا لَا یُؤْکَلُ وَلَا یُشْرَبُ، اَنْ یَبِیْعَهٗ قَبْلَ اَنْ یَسْتَوْفِیَهٗ۔ وَ اِنَّمَا التَّشْدِیْدُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِی الطَّعَامِ وَ هُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَ اِسْحَاقَ۔

بخاری نے کتاب البیوع میں باب ما یذکر فی بیع الطعام والحکرة میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَبِیْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ۔ ابن عمر کی روایت میں من ابتاع طعاما فلا یبیعہ حتی یقبضہ۔

ابن عباس والی روایت بخاری کے علاوہ مسلم کتاب البیوع۔ ابوداؤد کتاب البیوع' اور مؤطا وغیرہ میں بھی ہے۔ اور ابن ماجہ کتاب التجارات باب النھی عن بیع الطعام قبل ما لم یقبض۔

⊙ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۸۱۔ کتاب البیوع والاجارات۔ باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۸۷۔ کتاب البیوع' باب بیع ما یشتری من الطعام جزافا قبل ان ینقل من مکانہ ✿ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۶۳۔ کتاب التجارات' باب بیع المجازفۃ۔ عن ابن عمر ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۵۶۔ ج ۲ ص ۱۵-۲۱-۴۰-۵۳ ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۸۶۔ کتاب البیوع' باب من رای اذا اشتری طعاما جزافا ان لا یبیعہ حتی یؤویہ الی مرحلہ والادب فی ذلک ✿ مسلم ج ۲ ص ۵۔ کتاب البیوع باب بطلان بیع المبیع قبل القبض۔ ✿ بخاری کے الفاظ ہیں: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ النَّاسَ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْتَاعُوْنَ جَزَافًا یَعْنِی الطَّعَامَ یُضْرَبُوْنَ اَنْ یَبِیْعُوْہُ فِیْ مَکَانِھِمْ حَتّٰی یُؤْوُوْہُ اِلٰی رِحَالِھِمْ۔ یہی الفاظ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی میں اور مسند احمد ج ۱ ص ۵۶۔ ج ۲ ص ۱۵۔ ۲۱۔ ۴۰۔ ۵۳ پر اور نسائی ج ۷ ص ۲۸۷۔ کتاب البیوع باب بیع ما یشتری من الطعام قبل ان ینقل من مکانہ۔

بخاری نے عبداللہ سے مروی ایک روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ' قَالَ: کَانُوْا یَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِیْ اَعْلَی السُّوْقِ فَیَبِیْعُوْنَہٗ فِیْ مَکَانِھِمْ فَنَھَاھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَبِیْعُوْہُ فِیْ مَکَانِہٖ حَتّٰی یَنْقُلُوْہُ۔

✿ بخاری ج ۱ ص ۲۸۹۔ کتاب البیوع' باب منتھی التلقی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادائے قرض سے عاجز شخص اور اسلامی عدالت

"ایک شخص کے کاروبار میں گھاٹا آگیا اور اس پر قرضوں کا بار بہت چڑھ گیا معاملہ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے لوگوں سے اپیل کی کہ اپنے اس بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس کو مالی امداد دی مگر قرضے پھر بھی صاف نہ ہو سکے۔ تب آپ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا کہ جو کچھ حاضر ہے بس وہی لے کر اسے چھوڑ دو۔ اس سے زیادہ تمہیں نہیں دلوایا جا سکتا۔" (1)

تشریح: جو شخص ادائے قرض سے عاجز آگیا ہو' اسلامی عدالت اس کے قرض خواہوں کو مجبور کرے گی کہ اسے مہلت دیں' اور بعض حالات میں وہ پورا قرض یا قرض کا ایک حصہ معاف بھی کرانے کی مجاز ہو گی۔
فقہا نے تصریح کی ہے کہ ایک شخص کے رہنے کا مکان' کھانے کے برتن' پہننے کے کپڑے اور وہ آلات جن سے وہ اپنی روزی کماتا ہو' کسی حالت میں قرق نہیں کیے جا سکتے۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۲۱۸' سورۃ البقرہ حاشیہ ۳۲۴)

تخریج:

(1) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ' حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ' عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ' قَالَ: اُصِيْبَ رَجُلٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا۔ فَكَثُرَ دَيْنُهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ' فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ۔ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهِ' خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ۔ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ۔

ماخذ:

○ مسلم ج ۲ ص ۱۷۔ کتاب المساقاۃ' باب استحباب الوضع من الدین ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۷۶۔ کتاب البیوع والاجارات' باب فی وضع الجائحة ○ نسائی ج ۷ ص ۳۱۱۔ کتاب البیوع' باب الرجل یبتاع البیع فیفلس و یوجد المتاع بعینه ○ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۹۔ ابواب الزکوٰۃ' باب ماجاء من تحل له الصدقة من الغارمین وغیرهم۔ قال۔ و فی الباب عن عائشة و جویریة وانس ○ قال ابوعیسٰی حدیث ابی سعید حدیث حسن صحیح ○ ابن ماجه ج ۱ ص ۱۷۲۔ کتاب الاحکام' باب تفلیس المعدم والبیع علیه لغرمائه۔ عن ابی سعید خدری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رزقِ حلال موجبِ اجر و ثواب

مَثَلُ الَّذِیْ یَعْمَلُ وَ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ کَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰی تُرْضِعُ وَلَدَهَا وَ تَاْخُذُ اَجْرَهَا.
(تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورہ قصص ۳۸۲)

جو شخص اپنی روزی کمانے کے لئے کام کرے اور اس کام میں اللہ کی خوشنودی پیش نظر رکھے اس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی سی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو دودھ پلایا اور اس کی اجرت بھی پائی۔ ①

تشریح : یعنی ایسا شخص اگرچہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے کام کرتا ہے' جس کے ساتھ بھی معاملہ کرتا ہے اس کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کرتا ہے اور رزق حلال سے اپنے نفس اور اپنے بال بچوں کی پرورش اللہ عزوجل کی عبادت سمجھتے ہوئے کرتا ہے اس لئے وہ اپنی روزی کمانے پر بھی اللہ عزوجل کے ہاں اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ گویا روزی بھی کمائی اور اللہ سے اجر و ثواب بھی پایا۔

ان علمتم فیهم حرفة ولا ترسلوهم کلاً علی الناس.

اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ کما سکتا ہے تو مکاتبت کرو۔ یہ نہ ہو کہ اسے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرنے کے لئے چھوڑ دو۔
② (ابن کثیر' بحوالہ ابوداؤد)

تشریح : گویا کہ اگر غلام مکاتبت کرنا چاہے تو اس میں مال کتابت ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہئے۔ یعنی وہ کمال کر یا محنت کر کے اپنی آزادی کا فدیہ ادا کر سکتا ہے۔

تخریج :

① ⇐ جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ: مَثَلُ الَّذِیْ یَعْمَلُ وَ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ کَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰی تُرْضِعُ وَلَدَهَا وَ تَاْخُذُ اَجْرَهَا۔

② ⇐ و روی ابوداؤد فی المراسیل عن یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (فَکَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا قَالَ: اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ حِرْفَةً وَلَا تُرْسِلُوْهُمْ کَلًّا عَلَی النَّاسِ)

مآخذ :

① ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۲۔ سورۃ القصص آیت ۱۳۔
② ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۷۔ سورہ النور آیت ۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

مزارعت کا مسئلہ

ہمیں ان احادیث کی تحقیق کرنی چاہئے جن سے یہ گمان ہوتا ہے کہ شریعت زمین کی شخصی ملکیت کو صرف کاشتی کی حد تک محدود کر دینا چاہتی ہے اور اسی غرض کے لئے اس نے بٹائی اور نقد لگان کی ممانعت کی ہے اس مسئلے کی پوری تحقیق کے لئے پہلے ہم ان احادیث کو بتمام و کمال نقل کریں گے جن پر اس گمان کی بنا پر قائم ہے پھر ان پر تنقید کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس معاملہ میں اصل احکام شریعت کیا ہیں۔

احادیث کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن روایات میں مزارعت یا کرایۂ زمین کی ممانعت وارد ہوئی ہے یا جن میں یہ حکم آیا ہے کہ آدمی کے پاس خود کاشت سے زائد جتنی زمین ہو اسے دوسروں کو مفت دے دے یا روک رکھے وہ ۶ صحابیوں سے مروی ہیں۔ رافعؓ بن خدیج، جابر بنؓ عبداللہ، ابو ہریرہؓ، ابو سعید خدریؓ، زید بن ثابت اور ثابت بن ضحاک، سہولت بیان کی خاطر ہم ان میں سے ہر ایک کی روایات کو الگ الگ نقل کرتے ہیں۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایات:

اس مسئلے نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جن صحابی کے ذریعے سے شہرت پائی ہے وہ حضرت رافع بن خدیج ہیں اس لئے پہلے انہی کی روایات کو لیجئے۔

(۱) حضرت رافع کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زراعت کے لئے زمینیں لیتے تھے اور تہائی، چوتھائی اور ایک خاص مقدار غلہ کرایہ کے طور پر مقرر کرتے تھے اور ایک روز میرے چچاؤں میں سے ایک آئے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لئے نافع تھا مگر ہمارے لئے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تابعداری زیادہ نافع ہے۔

نهانا ان نحاقل بالارض فنكريها على الثلث والربع والطعام المسمى و امر رب الارض ان يزرعها او يزرعها و كره ان كرائها و ماسوى ذلك.

آپ ﷺ نے ہم کو اس بات سے منع کر دیا کہ ہم زمینوں میں مزارعت کا معاملہ کریں اور تہائی، چوتھائی اور مقرر مقدار غلہ کے عوض انہیں کرایہ پر دیں اور آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مالک زمین یا تو خود کاشت کرے یا دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو کاشت کرنے کے لئے دے دے اور آپ ﷺ نے زمین کے کرایہ کو اور اس کے سوا دوسری صورتوں کو ناپسند فرمایا۔ (مسلم)

(۲) ایک اور روایت میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ اپنے چچا کا نام ظہیر بن رافع بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سے نبی ﷺ نے پوچھا تم لوگ اپنی کھیتی باڑی کا معاملہ کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے مزارعت کی تفصیل بتائی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فلا تفعلوا' ازرعوها او ازرعوها او امسکوها.

ایسا نہ کیا کرو' یا خود زراعت کرو' یا دوسروں کو زراعت کے لئے دے دو' یا اپنی زمینوں کو روک رکھو۔ (بخاری' ابن ماجہ)

(۳) ایک اور روایت میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ خود اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی کھیتی کو پانی دے رہے تھے۔ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس کی کھیتی ہے اور کس کی زمین ہے؟ انہوں نے عرض کیا:

زرعی ببذری و عملی- لی الشطر و لبنی فلان الشطر.

"میری کھیتی ہے۔ اس میں تخم اور عمل میرا ہے' آدھی پیداوار میری ہو گی اور آدھی بنی فلاں کی۔"

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اربیتما' فرد الارض علی اھلھا و خذ نفقتكَ.

"تم نے سودی معاملہ کیا۔ زمین اس کے مالکوں کو واپس کر دو' اور اپنا خرچ ان سے وصول کر لو۔" (ابوداؤد) (۱۱)

(۴) مجاہد کی روایت ہے کہ رافع بن خدیج نے کہا:

نھانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن امر کان لنا نافعا اذا کانت لاحدنا ارض ان یعطیھا ببعض خراجھا و بدراھم- و قال اذا کانت لاحدکم ارض فَلْیمنحھا اخاہ اولیذرعھا.

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسے کام سے روک دیا جو ہمارے لئے نافع تھا' یعنی اس بات سے کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس کوئی زمین ہو تو وہ اسے اس کی پیداوار اور نقدی کے عوض زراعت کے لئے کسی دوسرے شخص کو دے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی زمین ہو تو یا وہ اپنے کسی بھائی کو یونہی دے دے یا خود کاشت کرے۔ (ترمذی)

(۵) سعید بن مسیب نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

---

(۱۱) اس حدیث کے سلسلۂ سند میں ایک راوی بکر بن عامر البجلی ہے جس کے معتبر ہونے میں کلام کیا گیا ہے۔
(ملاحظہ ہو: نیل الاوطار ج ۵ ص ۲۳۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة والمزابنة و قال انما يزرع ثلثة' رجل له ارض فيزرعها' و رجل مُنِحَ ارضا فهو يزرع ما مُنِحَ' و رجل استكرى ارضا بذهب اوفضة.

رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ ① (بٹائی پر کاشت کرانے) اور مزابنہ ② (درختوں پر کھجور کی بیع) سے منع فرمایا اور فرمایا کہ زراعت تین ہی آدمی کر سکتے ہیں۔ ایک وہ جس کی اپنی زمین ہو اور وہ اس میں خود کاشت کرے۔ دوسرا وہ جسے کوئی زمین یونہی دے دی جائے اور وہ اس میں کھیتی باڑی کرے۔ تیسرا وہ جو سونے اور چاندی کے عوض زمین کرائے پر لے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' نسائی)

مگر نسائی نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ سے یہ بتایا ہے کہ "اصل اس حدیث کا صرف پہلا ٹکڑا یعنی ((نهى عن المحاقلة والمزابنة)) ہی نبی ﷺ کا فرمایا ہوا ہے۔ باقی کلام سعید بن مسیب کا اپنا تشریحی کلام ہے جو بعد میں اصل حدیث کے ساتھ خلط ملط ہو گیا۔

⑥ سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں وہ اپنے کسی چچا کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے آکر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كانت له ارض فلا يكريها بطعام مسمى.

"جس کے پاس کوئی زمین ہو وہ غلے کی ایک مقدار ٹھہرا کر اسے کرائے پر نہ دے۔" (ابن ماجہ' ابوداؤد' نسائی)

اور دوسری روایت کی رو سے ان کے چچا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من كانت له ارض فليزرعها اوليزرعها اخاه و لا يكاريها بثلث ولا بربع ولا بطعام مسمى.

"جس کے پاس کوئی زمین ہو اسے چاہئے کہ یا خود زراعت کرے یا اپنے کسی بھائی کو زراعت کے لئے دے دے مگر کرائے پر نہ دے' نہ تہائی پیداوار پر' نہ چوتھائی پر' اور نہ ایک مقرر مقدار غلہ پر۔ (ابن ماجہ' ابوداؤد' نسائی)

⑦ رافع بن خدیج کے صاحبزادے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آ کر ہم لوگوں کو بتایا کہ:

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ يَرْفُقُ بِنَا' وَ طَاعَةُ اللّٰهِ وَ طَاعَةُ رَسُوْلِهٖ اَرْفَقُ بِنَا' نَهَانَا اَنْ يَزْرَعَ اَحَدُنَا اِلَّا اَرْضًا يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھا۔ مگر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔

---

① المحاقلة۔ اكتراء الارض بالحنطة۔

② المزابنة۔ بيع الرطب فى رووس النخل بالتمر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَوْ مَنِيحَةٌ يَمْنَحُهَا رَجُلٌ.

آپ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی زمین میں زراعت کرے' الایہ کہ یا تو وہ خود اس زمین کا مالک ہو' یا کوئی دوسرا شخص اس کو بلا معاوضہ زراعت کے لئے دے دے--(ابوداؤد)

﴿۸﴾ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم اپنی زمین کرائے پر دے دیا کرتے تھے- پھر جب ہم نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث سنی تو یہ کام چھوڑ دیا-

دوسری روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مخابرہ (یعنی بٹائی پر کاشت کا معاملہ کرتے تھے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے- پھر رافع نے دعویٰ کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے منع کیا تھا- لہٰذا ان کے قول کی وجہ سے ہم نے اسے چھوڑ دیا- (مسلم' ابوداؤد' ابن ماجہ)

تخریج:

﴿۱﴾ ⟸ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ' وَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ' قَالَا: نَا اِسْمَاعِيْلُ وَ هُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ' عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ' عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ' عَنْ نَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ' قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ الْاَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى' فَجَاءَ نَاذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُوْمَتِیْ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا' وَ طَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا اَنْ نُحَاقِلَ بِالْاَرْضِ فَنُكْرِيْهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى' وَ اَمَرَ رَبَّ الْاَرْضِ اَنْ يَّزْرَعَهَا اَوْ يُزْرِعَهَا وَ كَرِهَ كِرَائَهَا وَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ.

﴿۲﴾ ⟸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ' اَنَا عَبْدُاللّٰهِ' اَنَا الْاَوْزَاعِیُّ' عَنْ اَبِی النَّجَاشِیِّ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ' قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهٖ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ' لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا قُلْتُ: مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ: دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟ قُلْتُ: نُوأَجِرُهَا عَلَى الرُّبَيْعِ وَ عَلَى الْاَوْسَقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ' قَالَ: لَا تَفْعَلُوْا' اِزْرَعُوْهَا وَ اَزْرِعُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا قَالَ رَافِعٌ: قُلْتُ: سَمْعًا وَ طَاعَةً.

﴿۳﴾ ⟸ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ' ثَنَا بُكَيْرٌ' يعنى ابْنُ عَامِرٍ- عَنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ' حَدَّثَنِیْ رَافِعُ ابْنُ خَدِيْجٍ اَنَّهٗ زَرَعَ اَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يَسْقِيْهَا' فَسَاَلَهٗ لِمَنِ الزَّرْعُ؟ وَ لِمَنِ الْاَرْضُ؟ فَقَالَ: زَرْعِیْ بِبَذْرِیْ وَ عَمَلِیْ' لِیَ الشَّطْرُ وَ لِبَنِیْ فُلَانٍ الشَّطْرُ فَقَالَ: اَرْبَيْتُمَا' فَرُدَّ الْاَرْضَ عَلٰى اَهْلِهَا وَ خُذْ نَفَقَتَكَ.

﴿۴﴾ ⟸ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ' ثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ' عَنْ اَبِیْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ' عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ' قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا اِذَا كَانَتْ لِاَحَدِنَا اَرْضٌ اَنْ يُّعْطِيَهَا بِبَعْضِ خَرَاجِهَا وَ بِدَرَاهِمَ وَ قَالَ: اِذَا كَانَتْ لِاَحَدِكُمْ اَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ اَوْ لِيَزْرَعْهَا.

﴿۵﴾ ⟸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ' ثنا اَبُوالْاَحْوَصِ' ثنا طَارِقُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ' عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَ الْمُزَابَنَةِ، وَ قَالَ: اِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ لَّهُ اَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، وَ رَجُلٌ مُنِحَ اَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ، وَ رَجُلٌ اسْتَكْرٰى اَرْضًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔

(۶) حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثنا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ثنا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَمَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهٖ اَتَاهُمْ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلَا يُكْرِيْهَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى۔

(۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ، قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهٖ اَتَاهُ فَقَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَ طَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا وَ اَنْفَعُ، قَالَ قُلْنَا: وَ مَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ فَلْيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكَارِيْهَا بِثُلُثٍ وَلَا بِرُبُعٍ وَلَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى۔

(۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، ثَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: جَاءَ نَا اَبُوْرَافِعٍ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ يَرْفُقُ بِنَا، وَ طَاعَةُ اللّٰهِ وَ طَاعَةُ رَسُوْلِهٖ اَرْفَقُ بِنَا، نَهَانَا اَنْ يَزْرَعَ اَحَدُنَا اِلَّا اَرْضًا يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا اَوْ مَنِيْحَةً يَمْنَحُهَا رَجُلٌ۔

(۸) حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِيْ اَرْضِيْهِ حَتّٰى بَلَغَهٗ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَلَقِيَهٗ عَبْدُاللّٰهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ خَدِيْجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كِرَاءِ الْاَرْضِ؟ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ لِعَبْدِاللّٰهِ: سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَ كَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ اَهْلَ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُاللّٰهِ اَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْدَثَ فِيْ ذَالِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عِلْمَهٗ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْاَرْضِ۔

مآخذ:

(۱) ☸ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع، باب فی کراء الارض ☸ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۰۔ کتاب البیوع، باب فی التشدید فی ذالک ☸ نسائی ج ۷ ص ۴۲۔ کتاب المزارعۃ۔ باب ذکر الاحادیث المختلفۃ فی النہی عن کراء الارض بالثلث والربع۔ الخ ☸ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۱۔ کتاب المزارعۃ باب بیان المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔الخ

(۲) ☸ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵۔ ابواب الحرث والمزارعۃ و ماجاء فیہ۔ باب ماکان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ یواسی بعضھم بعضا فی الزراعۃ والثمر ☸ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ☸ ابن ماجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الرہون' باب مایکرہ من المزارعۃ۔ عن ظہیر۔ ابن ماجہ میں من البُرِّ والشعیر ہے ۞ نسائی ج ۷ ص ۳۹۔ کتاب المزارعۃ' باب ذکر الاحادیث المختلفۃ فی النہی عن کراء الارض بالثلث والربع۔الخ ۞ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۱۔ کتاب المزارعۃ باب بیان المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔الخ

(۳) ۞ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۱۔ کتاب البیوع' باب فی التشدید فی ذالک ۞ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۳۔ کتاب المزارعۃ باب المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔الخ

(۴) ۞ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۸۔ ابواب الاحکام' باب..... و فی الباب عن زید بن ثابت۔ حدیث رافع حدیث فیہ اضطراب یروی ہذا الحدیث عن رافع بن خدیج' عن عمومتہ و یروی عنہ عن ظہیر بن رافع و ہواحد عمومتہ و قدروی ہذا الحدیث عنہ علی روایات مختلفۃ ۞ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۱۳۱۔ کتاب المزارعۃ۔ باب بیان المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔ الخ۔

(۵) ۞ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۱۔ کتاب البیوع باب فی التشدید فی ذالک ۞ نسائی ج ۷ ص ۲۶۷۔ کتاب البیوع' باب بیع الکرم بالزبیب ۞ ابن ماجہ کتاب الرہون۔ باب المزارعۃ بالثلث والربع ۞ نسائی نے صرف ((عن رافع بن خدیج قال نہی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمزابنۃ)) نقل کیا ہے۔ ۞ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲ ۔ کتاب المزارعۃ' باب بیان المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔ الخ۔

(۶) ۞ ابن ماجہ کتاب الرہون' باب استکراء الارض بالطعام ۞ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۱ کتاب البیوع باب فی التشدید فی ذالک ۞ نسائی ج ۷ ص ۴۲ کتاب البیوع ۞ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۱۳۱۔ کتاب المزارعۃ۔ باب بیان المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔ الخ۔

(۷) ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۰۔ کتاب البیوع' باب فی التشدید فی ذلک ۞ ابن ماجہ کتاب الرہون باب استکراء الارض ۞ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۱۳۱۔ کتاب المزارعۃ۔ باب بیان المنہی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔ الخ

(۷) ۞ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۰۔ کتاب البیوع' باب فی التشدید فی ذالک۔

(۸) ۞ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ۞ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۵۹۔ کتاب البیوع' باب فی التشدید فی ذلک ۞ ابن ماجہ کتاب الرہون باب کراء الارض ۞ نسائی ج ۷ ص ۴۵ کتاب المزارعۃ ۞ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵۔ ابواب الحرث والمزارعۃ و ماجاء ۞ فیہ باب ماکان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یواسی بعضہم بعضا فی الزراعۃ والثمر۔ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۱۲۹۔ کتاب المزارعۃ باب ماجاء فی النہی عن کراء الارض

مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ کتاب البیوع باب کراء الارض۔ ۞ مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸۔ جابر بن عبداللّٰہ۔

---

(۱۱) بخاری نے صرف ان عبداللّٰہ بن عمر قال: کنت اعلم فی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ فترک کراء الارض۔ نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٭ نسائی ج ۷ ص ۴۸- کتاب المزارعة' باب ذکر الاحادیث المختلفة فی النھی عن کراء الارض بالثلث والربع-الخ ٭ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۶ ص ۱۲۹- کتاب المزارعة باب ماجاء فی النھی عن کراء الارض-

جابرؓ بن عبداللہ کی روایات:

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بعد اس مضمون کے احکام کا دوسرا بڑا ماخذ جابرؓ بن عبداللہ کی روایات ہیں- ان میں حسب ذیل احادیث وارد ہوئی ہیں-

① نھی رسول اللّٰه صلی اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کراء الارض- "رسول اللہ ﷺ نے زمین کے کرائے سے منع فرمادیا"-

② نھی عن المخابرة- "آنحضرت ﷺ نے مخابرۃ (بٹائی پر کاشت کرانے) سے منع فرمادیا"- (مسلم)

③ نھی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان تؤخذ الارض اجرا اوحظًا- رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ زمین اجرت پر یا پیداوار کے حصے پر کاشت کے لئے لی جائے- (مسلم)

④ من کانت له ارض فلیزرعھا فان لم یزرعھا فلیزرعھا اخاہ- "جس کے پاس کوئی زمین ہو اسے چاہئے کہ خود کاشت کرے- اور اگر خود نہ کرتا ہو تو اپنے کسی بھائی کو کاشت کے لئے دے دے"-

یہ حدیث مختلف روایتوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے- ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں-

من کانت له فضل ارض فلیزرعھا اولیمنحھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضه- "جس کے پاس فاضل زمین ہو اسے چاہئے کہ یا خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو دے دے' لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو پھر اپنی زمین کو روک رکھے-"

دوسری روایت میں ہے-

فلیُھِبھا اولیُعرِھا- "اسے چاہئے کہ ہبہ کر دے- یا عاریتاً دے دے-"

ایک اور روایت میں ہے-

ولا یؤاجرھا ایاہ- "اس کو اجرت پر نہ دے-"

ایک اور روایت میں ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولا یکریھا۔ — "اس کو کرایہ پر نہ دے۔" (مسلم' بخاری' ابن ماجہ)

⑤ نھی عن بیع ارض البیضاء سنتین او ثلاثا — آنحضرت ﷺ نے خالی زمین کو دو تین سال کے لئے بیچنے سے منع فرمایا۔"

دوسری روایت میں ہے:

عن بیع السنین۔ — "چند سال کے لئے بیع کرنے سے۔"

ایک اور روایت میں ہے۔

عن بیع ثمر سنین۔ — "چند سال کے ثمرہ کی بیع سے۔" (مسلم)

⑥ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینھی عن المزابنۃ و الحقول۔ — "جابرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو مزابنہ اور حقول سے منع کرتے ہوئے سنا۔"

پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خود ہی "مزابنہ" کی تشریح یہ کی کہ اس سے مراد "کھجوروں کے بدلے ثمرہ بیچنا ہے اور "حقول" کی تشریح میں کہا کہ اس سے مراد زمین کو کرایہ پر دینا ہے۔" (مسلم)

⑦ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من لم یذر المخابرۃ فلیاذن بحرب من اللّٰہ و رسولہ۔ — "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مخابرۃ نہ چھوڑے اس کو اللہ اور رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔" (ابوداؤد)

تخریج:

① حَدَّثَنِیْ اَبُوْ کَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ' قَالَ: نا حَمَّادٌ یعنی ابْنُ زَیْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ کِرَاءِ الْاَرْضِ۔

② حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ' قَالَ: نا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو' عَنْ جَابِرٍ' اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُخَابَرَۃِ۔

③ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ' قَالَ: نا مُعَلَّی بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّازِیُّ قَالَ: نا خَالِدٌ' قَالَ: انا الشَّیْبَانِیُّ' عَنْ بُکَیْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُؤْخَذَ الْاَرْضُ اَجْرًا وَ حَظًّا۔

④ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ' قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ لَقَبُہٗ عَارِمٌ وَ ھُوَ اَبُوالنُّعْمَانِ السَّدُوْسِیُّ' قَالَ: نا مَھْدِیُّ ابْنُ مَیْمُوْنٍ' قَالَ: نا مَطَرُ الْوَرَّاقُ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ کَانَتْ لَہٗ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْھَا' فَاِنْ لَّمْ یَزْرَعْھَا فَلْیُزْرِعْھَا اَخَاہُ۔

② حَدَّثَنَا الْحَکَمُ بْنُ مُوْسٰی' قَالَ: نا ھِقْلٌ یعنی ابن زِیَادٍ' عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ' عَنْ عَطَاءٍ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: کَانَ لِرِجَالٍ فُضُوْلُ اَرْضِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَتْ لَهُ فَضْلُ اَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ۔

۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى قَالَ: نَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: نَا اَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَهَبْهَا اَوْ لِيُعِرْهَا۔

۴ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: نَا اَبِيْ قَالَ: نَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَزْرَعَهَا وَ عَجَزَ عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَ لَا يُؤَاجِرْهَا اِيَّاهُ۔

۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ: انا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ اَرْضِ الْبَيْضَاءِ سَنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

۶ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَمْرُو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا: نا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ حُمَيْدٍ الْاَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ۔

۶ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ: نا اَبُوْ تَوْبَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ نُعَيْمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَ الْحُقُوْلِ۔ فَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَابَنَةُ الثَّمَرُ وَ بِالتَّمْرِ وَالْحُقُوْلُ كِرَاءُ الْاَرْضِ۔

۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ ثنا ابْنُ رَجَاءٍ يعنى المكى قَالَ ابْنُ خُثَيْمٍ: حَدَّثَنِيْ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ لَّمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيَاْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ۔

ماخذ:

۱ ⭘ مسلم ج ۲ ص ۱۱ کتاب البیوع' باب کراء الارض۔ ⭘ مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸۔ جابر بن عبداللہ۔ ⭘ نسائی ج ۷ ص ۴۸ کتاب المزارعۃ۔ باب ذکر الاحادیث المختلفۃ فی النھی عن کراء الارض بالثلث و الربع الخ
⭘ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۶ ص ۱۲۹۔ کتاب المزارعۃ باب ماجاء فی النھی عن کراء الارض۔

۲ ⭘ مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ کتاب البیوع۔ باب کراء الارض ⭘ نسائی ج ۵ ص ۴۸۔ کتاب المزارعۃ' باب ذکر الاحادیث المختلفۃ فی النھی عن کراء الارض بالثلث و الربع۔الخ۔

۳ ⭘ مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ⭘ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۱۲۹۔ کتاب المزارعۃ۔ باب ماجاء فی النھی عن کراء الارض۔

۴ ⭘ مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ کتاب البیوع' باب کراء الارض ⭘ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۶ ص ۱۲۹۔ کتاب المزارعۃ۔ باب ماجاء فی النھی عن کراء الارض۔

۶ مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ⭘ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵۔ کتاب الحرث و المزارعۃ' باب ماکان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواسی بَعْضُهُمْ بعضا فی الزراعۃ و الثمر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری نے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔

مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ۔ ○

(۲) ✿ ابن ماجه كتاب الرهون باب ۷ المزارعة بالثلث والربع ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۴۔ جابر بن عبدالله

✿ السنن الكبرى للبيهقي ج ۶ ص ۱۳۰۔ كتاب المزارعة باب بيان المنهي عنه و انه مقصور على كراء الارض۔الخ

(۳) ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۲۔ كتاب البيوع' باب كراء الارض۔

(۴) ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ كتاب البيوع' باب كراء الارض ✿ السنن الكبرىٰ ج ۶ ص ۱۲۹۔ كتاب المزارعة باب ماجاء في النهي عن كراء الارض۔

(۵) ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۲۔ كتاب البيوع باب كراء الارض۔

✿ مسلم ج ۲ ص ۱۲۔ كتاب البيوع' باب كراء الارض۔ ✿ و في رواية ابن ابي شيبة عن بيع ثمر سنين---

✿ نسائي ج ۷ ص ۲۹۴۔ كتاب البيوع' باب بيع السنين ✿ السنن الكبرى ج ۵ ص ۳۰۲۔ كتاب البيوع۔ باب النهي عن بيع السنين۔الخ ✿ السنن الكبرى ج ۵ ص ۳۰۶ كتاب البيوع باب ماجاء في وضع الجائحة۔

(۶) ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۲۔ كتاب البيوع' باب كراء الارض۔

(۷) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۲۔ كتاب البيوع' باب في المخابرة ✿ السنن الكبرىٰ ج ۶ ص ۱۲۸۔ كتاب المزارعة۔ باب ماجاء في النهي عن المخابرة و المزارعة۔

مزید تائیدی روایات:

باقی چار صحابیوں کی روایات جو مذکورہ بالا احادیث کی مزید تصدیق و تائید کرتی ہیں حسب ذیل ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے:

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له ارض فليزرعها او ليمنحها اخاه فان ابى فليمسک ارضه۔ (بخاری' مسلم' ابن ماجه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے' یا اپنے بھائی کو بلا معاوضہ دے دے' لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔" (بخاری)

(۲) نهى عن المحاقلة والمزابنة۔ (مسلم' ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

تخریج:

(۱) ‏"" وَ قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ اَبُو تَوْبَةَ۔ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ' فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نا يَعْقُوْبُ يعنى ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

مَاٰخَذ:

(۱) ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵- كتاب الحرث والزراعة- باب ماكان اصحاب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يواسى بعضهم بعضًا فى المزارعة والثمر- ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۲- كتاب البيوع، باب كراء الارض ✿ ابن ماجه كتاب الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع-

www.KitaboSunnat.com

ثابت بن ضحاک سے :

① نهى عن المزارعة۔

حضور ﷺ نے مزارعت سے منع فرمادیا۔

تخریج :

① ⟸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى' قَالَ انا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ' ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' قَالَ: نا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَيْهِمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ' قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ عَنِ الْمُزَارَعَةِ' فَقَالَ: اَخْبَرَنِيْ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَارَعَةِ۔

مآخذ :

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۳ كتاب البيوع باب كراء الارض ✿ السنن الكبرى للبيهقي ج ٦ ص ۱۲۸۔ كتاب المزارعة۔ باب ماجاء في النهي عن المخابرة والمزارعة عن عبدالله ابن معقل۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے :

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المخابرة۔ قلت وما المخابرة قال أن تأخذ الارض بنصف او ثلث او ربع۔ (ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا۔ ثابت بن حجاج نے حضرت زید بن ثابت سے پوچھا کہ مخابرہ کے کیا معنی ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم آدھی یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض زمین لو۔

تخریج :

① ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' ثنا عُمَرُ بْنُ اَيُّوْبَ' عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَرْقَانٍ' عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ' عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ' قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ' قُلْتُ: وَ مَا الْمُخَابَرَةُ؟ قَالَ: اَنْ تَاْخُذَ الْاَرْضَ بِنِصْفٍ اَوْ ثُلُثٍ اَوْ رُبُعٍ۔

مآخذ :

① ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۲٦۲۔ كتاب البيوع' باب في المخابرة ✿ السنن الكبرى للبيهقي ج ٦ ص ۱۳۳۔ كتاب المزارعة۔ باب بيان المنهي عنه و انه مقصور على كراء الارض۔ الخ عن زيد بن ثابت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنقید بلحاظ نقل و روایت:

اوپر ہم نے وہ تمام روایات لفظ بلفظ نقل کر دی ہیں جن پر اس مسئلے کا مدار ہے کہ اسلام میں بٹائی اور نقد لگان کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور خود کاشت کرنے یا مفت زمین عطا کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ غالباً اس سلسلہ کی کوئی قابل ذکر اور لائق اعتناء روایت ہم سے چھوٹ نہیں گئی ہے۔ آیئے اب ہم ذرا ان پر ایک تنقیدی نگاہ ڈال کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ آیا فی الواقع اس معاملہ میں اسلام کا مسلک وہی ہے جو ان کثیرالتعداد روایات سے ظاہر ہوتا ہے؟

ہر شخص جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ محض ایک مفتی اور معلم ہی نہ تھے' بلکہ ملک کے حاکم بھی تھے اور عملاً پورا نظم و نسق آپ کے ہاتھ میں تھا۔

ہر شخص یہ بھی جانتا ہے کہ زمین کا معاملہ دو چار یا دس پانچ افراد کی نجی اور شخصی زندگی کا کوئی اتفاقی و ہنگامی معاملہ نہیں ہے کہ اس کا حکم بس چند آدمیوں کے کان میں چپکے سے کہہ دیا جاتا۔ یہ تو ایک پوری سلطنت کے نظم و نسق سے تعلق رکھنے والی چیز ہے جس سے لاکھوں آدمیوں کی معیشت مستقل طور پر متاثر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں جو پالیسی بھی آنحضرت ﷺ نے اختیار کی تھی وہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے خلفاء کے زمانے میں ایک نہایت مشہور و معروف بات ہونی چاہئے تھی۔

پھر کوئی ایسا شخص جو نبی ﷺ کی سیرت و شخصیت اور آپ کے خلفاء راشدین کی زندگی اور آپ کے صحابہ کرام کے حالات سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو۔ یہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ نبی ﷺ معاذ اللہ ان لوگوں میں سے تھے جو زبان سے ایک چیز کو غلط کہیں اور اسے رائج رہنے دیں اور زبان سے ایک دوسرے طریقہ کو برحق کہیں اور عملاً اس کو جاری نہ کریں۔ یا یہ کہ حضور ﷺ ایک طریقہ کو روکنا اور دوسرے طریقے کو رائج کرنا چاہتے ہوں اور صحابہ کرام مان کر نہ دیں۔ یا یہ کہ خلفاء راشدین کو یہ معلوم ہو چکا ہو کہ حضور ﷺ کسی رواج کا انسداد کر کے ایک دوسرا اصلاحی طریقہ جاری کرنا چاہتے تھے اور پھر وہ اپنے تمام زمانہ خلافت میں آپ کے منشاء کو عملی جامہ پہنانے سے باز رہ جائیں۔

یہ تین حقیقتیں ایسی ظاہر و باہر ہیں جن سے کسی صاحب عقل و فکر اور صاحب علم و نظر آدمی کے لئے مجال انکار نہیں ہے۔ اب اگر آپ یہ سنیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ سے لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وسط تک' یعنی تقریباً ۵۰ سال تک مذکور بالا پانچ چھ اصحاب کے سوا کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت ﷺ نے بٹائی اور لگان پر زمین کاشت کے لئے دینے کو منع فرمایا ہے' اور یہ کہ نبی ﷺ خود اور تمام اکابر صحابہ اور آپ ﷺ سے قریب ترین تعلق رکھنے والے تمام بڑے بڑے گھرانے بٹائی پر زمینیں دیتے رہے' اور یہ کہ خلافت راشدہ کے پورے عہد میں یہی طریقہ رائج رہا' تو کیا آپ حیرت سے ھک دھک نہ رہ جائیں گے؟ حقیقت میں یہ ہے نہایت حیرت انگیز بات' مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعہ یہی ہے کہ ہم ان روایات کو یہاں نمبروار نقل کرتے ہیں جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمینیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں برابر کرائے پر دیتے رہے۔ امیر معاویہؓ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بھی ان کا یہی طریقہ رہا۔ یہاں تک کہ جب امیر معاویہ کی خلافت کا آخری زمانہ آیا۔ (یعنی تقریباً ۵۰ ہجری یا اس کے بعد کا زمانہ) تو ان کو یہ خبر پہنچی کہ رافعؓ بن خدیج نبی ﷺ سے اس فعل کی ممانعت کرنے کا حکم روایت کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ رافع بن خدیج سے ملنے گئے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے رافع سے پوچھا کہ یہ کیا روایت ہے جو تم بیان کرتے ہو؟ رافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ زمینوں کے کرائے سے منع فرماتے تھے۔ اس پر ابن عمرؓ نے زمینیں کرائے پر دینی بند کر دیں۔ اور جب کبھی ان سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ جواب دیتے کہ رافع بن خدیج کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا تھا۔

اسی سے ملتی جلتی روایت خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے حضرت سالمؒ روایت کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عبداللہؓ کے سوال پر حضرت رافعؓ نے ان کو جواب دیا کہ میں نے اپنے دو چچاؤں کو، جو بدری صحابی تھے، گھر والوں سے یہ کہتے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کے کرائے سے منع کیا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ نے فرمایا:

لقد کنت اعلم فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان الارض تکریٰ.	"مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زمینیں کرائے پر دی جاتی تھیں"؟

تخریج:

⟸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: انا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ صَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ حَتَّى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ - أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ فِيهَا بِنَهْيٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَ أَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ، فَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا بَعْدُ قَالَ، زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا۔

مآخذ:

⭘ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ⭘ نسائی ج ۷ ص ۴۶۔ کتاب المزارعة باب ذکر الاحادیث المختلفة۔الخ ⭘ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۶ ص ۱۳۰۔ کتاب المزارعة باب ماجاء فی النهی عن کراء الارض۔ عن نافع۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس ڈر سے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہو اور مجھے نہ معلوم ہوا ہو، اپنی زمینیں کرائے پر دینی بند کر دیں۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

دیکھئے عبداللہ بن عمرؓ وہ شخص ہیں جن کی حقیقی بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔ جن کے والد، حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے معتمد ترین وزیر رہے۔ اور پھر خود دس سال تک اسلامی حکومت کے خلیفہ رہے کیا یہ ممکن تھا کہ ان کو پورے زمانۂ نبوت اور پورے زمانۂ خلافت راشدہ میں یہ خبر نہ ہوتی کہ زمینوں کے بارے میں اسلام کا قانون کیا ہے؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کا اپنا بیٹا خود ان کی طرف سے ان کے گھر کی زمینداری کا انتظام ایسے طریقے پر کرتا رہتا جو اسلامی قانون میں ممنوع تھا؟ ○

○ یہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ اطمینان تھا کہ مزارعت اور کرایۂ زمین ناجائز نہیں ہے تو پھر رافعؓ بن خدیج کی روایت سن کر انہوں نے یہ طریقہ چھوڑ کیوں دیا؟ یہ بظاہر ایک شبہ میں ڈالنے والی بات ہے۔ لیکن جو شخص حضرت ابن عمرؓ کی طبیعت اور ان کے مزاج سے واقف ہو وہ اس طرح کی کسی غلط فہمی میں نہیں پڑ سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مزاج میں احتیاط ورع کی حد سے گزر کر تشدد تک پہنچ گئی تھی، اور آخر عمر میں تو اس نے ایک حد تک وہم کی سی صورت اختیار کر لی تھی۔ مثلاً وہ وضو میں اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ آنکھوں کے اندرونی حصوں کو بھی دھویا کرتے تھے، یہاں تک کہ آخر کار اسی وجہ سے ان کی بینائی جاتی رہی۔ اپنے بچوں کو اگر پیار کر لیتے تو پھر کلی کئے بغیر نماز نہ پڑھتے۔ اگر دوران نماز میں امام کے ساتھ آ کر شامل ہوتے تو بعد میں صرف چھوٹی ہوئی نماز ہی ادا نہ کرتے بلکہ سجدۂ سہو بھی کرتے تھے۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو زاد المعاد ج ۱ ص ۲۲۶) اس شدت احتیاط کی بنا پر اگر انہوں نے رافع بن خدیج کی حدیث سن کر اپنی زمینیں کرائے پر دینی بند کر دیں تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں اس عمل کی صحت میں واقعی کوئی شک ہو گیا تھا جسے وہ پچاس برس تک زمانۂ نبوت و خلافت راشدہ میں کرتے رہے تھے اور جس پر اکابر صحابہ و خلفائے راشدین اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عمل کرتے دیکھ چکے تھے۔ اگر ان کے دل میں مزارعت کے جواز کے متعلق ذرا برابر بھی کوئی شک ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ ان کی زبان سے یہ شکایت آمیز فقرہ نکلتا (جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے) کہ:

لقد منعنا رافع نفع ارضنا. (مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض) "رافع نے ہم کو ہماری زمین کے نفع سے محروم کر دیا"۔

کیا کوئی شخص یہ توقع کر سکتا ہے کہ ابن عمرؓ کو اگر کسی درجہ بھی یہ گمان ہوتا کہ یہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے تو ان کی زبان اس پر حرف شکایت سے آلودہ ہو سکتی تھی؟

تخریج:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثنا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى =

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی روایت ہے، اور عبداللہ بن عباسؓ اور انس بن مالک کی روایات اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا۔ اس کا کچھ حصہ صلحاً فتح ہوا اور کچھ بزور شمشیر مغلوب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے آدھے علاقے کو حکومت کی ضروریات کے لئے مخصوص فرما دیا اور آدھے علاقے کو اٹھارہ سو حصوں میں تقسیم کر کے ان پندرہ سو مجاہدین پر بانٹ دیا جو غزوۂ خیبر میں شریک تھے۔ (یعنی بارہ سو پیادوں کا اکہرا حصہ اور تین سو سواروں کا دوہرا حصہ) پھر آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہودی باشندوں کو علاقہ مفتوحہ سے نکال دیں۔ مگر یہودیوں نے آکر عرض کیا کہ آپ ہمیں یہاں رہنے دیں۔ ہم آپ کی طرف سے یہاں کاشت کریں گے، آدھی پیداوار آپ لے لیجئے گا اور آدھی ہم لے لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھ کر کہ آپ کے پاس کام کرنے والے آدمیوں کی کمی ہے، ان کی بات مان لی، اور ان سے فرمایا کہ ہم جب تک چاہیں گے، تم کو رکھیں گے، اور جب چاہیں گے تمہیں یہاں سے نکال دیں گے۔ چنانچہ ان شرائط پر آپ نے ان سے معاملہ طے کر لیا۔ وہ کاشتکاروں کی حیثیت سے خیبر میں کام کرتے تھے۔ آدھی زمین کی مالک حکومت تھی اور بقیہ نصف کے مالک وہ پندرہ سو حصہ دار تھے جن پر اٹھارہ سو قطعات تقسیم کیے گئے تھے۔ بٹائی کے معاہدے کی رو سے جو نصف پیداوار وہاں سے آتی تھی اس کو حکومت اور حصہ داروں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ نبی ﷺ کا اپنا حصہ بھی عام حصہ داروں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ آپ اس میں سے ہر سال ایک خاص مقدار میں غلہ اور کھجوریں اپنی ازواج مطہرات کو برابر برابر دیا کرتے تھے۔ یہ بندوبست حضور ﷺ کے آخر حیات تک جاری رہا۔ اسی پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں عمل کیا۔ اسی پر حضرت عمرؓ ابتدائی زمانہ میں کاربند رہے۔ پھر جب یہودیوں نے خیبر میں پیہم شرارتیں کیں اور حضرت عمرؓ کی رائے یہ ہوئی کہ معاہدے کے مطابق ان کو وہاں سے نکال دیا جائے، تو آپ نے اعلان کیا کہ خیبر میں جس جس کا حصہ ہے وہ جا کر اپنی اپنی زمین سنبھال لے۔ ازواج مطہرات کے سامنے حضرت عمرؓ نے یہ تجویز پیش کی کہ آپ میں سے

= اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ۔ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى رَافِعٍ وَ ذَهَبْتُ مَعَهٗ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا كُنَّا نُكْرِیْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْاَرْبِعَاءِ وَ شَیْءٍ مِّنَ التِّبْنِ۔

ماخذ:

○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵۔ ابواب الحرث والمزارعة۔ باب ماکان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواسی بعضھم بعضا فی الزراعة والثمر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو جو پسند کریں وہ اتنی زمین لے لیں جس کی پیداوار اسی قدر ہو جس قدر غلہ اور ثمرہ آپ کو نبی ﷺ کے زمانے میں ملتا آ رہا ہے' اور جو چاہیں اپنے حصہ کی زمین حکومت کے انتظام میں رہنے دیں اور اتنا ہی غلہ اور ثمرہ حکومت سے لیتی رہیں۔ اس تجویز کے مطابق بعض ازواج مطہرات نے غلہ اور ثمرہ پسند کیا۔ اور حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین لے لی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے منتقل کر کے تیماء اور اریحاء میں بسا دیا۔ (بخاری' مسلم' احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

یہ عہد نبوت و خلافت کے مشہور ترین واقعات میں سے ہے اور اس کی صحت میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اس میں صریح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے خود بٹائی پر زمین کاشت کے لئے دی ہے' اپنی طرف سے بھی' حکومت کی طرف سے بھی' اور ان پندرہ سو افراد کی طرف سے بھی جن کا حصہ خیبر میں تھا۔ اس طریقہ پر آپ اپنے آخری لمحۂ حیات تک عامل رہے' اور آپ کے بعد شیخین کا عمل بھی اسی پر رہا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اسلامی قانون میں بٹائی پر زمین کاشت کے لئے دینا ممنوع تھا؟

اس کے جواب میں جو لوگ کہتے ہیں کہ خیبر کا معاملہ بٹائی کا نہیں بلکہ خراج کا معاملہ تھا' ان کی بات صحیح نہیں ہے۔ خیبر کی آدھی زمین جو حکومت کی ملک قرار دی گئی تھی' اس کی بٹائی تو بے شک خراج تھی' لیکن جو بقیہ نصف اراضی مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دی گئی تھیں۔ ان کی بٹائی کو "خراج" کا نام کیسے دیا جا سکتا ہے؟

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ "خیبر کے یہودی باقاعدہ ذمی رعایا نہ تھے' کیونکہ ان پر جزیہ نہیں لگایا گیا تھا' اس لئے مسلمان مجاز تھے کہ ان سے جو چاہتے لیتے" ان کی بات بھی صحیح نہیں ہے سب کو معلوم ہے کہ قرآن مجید میں جزیہ کے احکام غزوۂ خیبر کے وقت نازل ہی نہ ہوئے تھے۔ پھر بھلا احکام جزیہ کی غیر موجودگی میں جزیہ نہ عاید کئے جانے پر کسی قانونی استدلال کی بنا کیسے رکھی جا سکتی ہے؟ اہل خیبر کا ذمی ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت نے ان کو ایک باضابطہ قرار داد کے مطابق اپنے ملک میں آباد رہنے دیا' ان پر خراج عائد کیا۔ اور ان پر دیوانی و فوجداری قوانین اسی طرح نافذ کئے جس طرح وہ مسلمان رعایا پر نافذ کئے جا رہے تھے۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ جب خیبر کی قرار داد ہو چکی اور مسلمان یہودیوں کی بستیوں میں چلنے پھرنے لگے تو بعض مسلمان یہودیوں پر کچھ دست درازی کر بیٹھے۔ اس کی شکایت یہودیوں نے نبی ﷺ سے کی۔ اس پر آپ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ "اللہ نے تمہارے لئے یہ حلال نہیں کیا ہے کہ اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت گھسو اور ان کے بال بچوں

○ واضح رہے کہ یہ نبی ﷺ کی میراث نہیں تھی جو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں تقسیم ہوئی' بلکہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں کو چونکہ تمام امت کی مائیں قرار دیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ ﷺ کے بعد نکاح سے روک دیا تھا اس لئے ان کا نفقہ امت پر واجب تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو مارو پیٹو اور ان کے پھل کھا جاؤ' حالانکہ جو کچھ ان پر واجب تھا وہ انہوں نے تم کو ادا کر دیا ہے۔" کیا یہ اہل خیبر کے ذمی ہونے کی کھلی دلیل نہیں ہے۔ اسلامی قانون فوجداری میں قسامت کے قاعدہ کا تو ماخذ ہی وہ واقعہ ہے جو خیبر میں ایک مسلمان کے خفیہ قتل کا پیش آیا تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کو قانون کی نگاہ میں مسلمان کے برابر حیثیت حاصل تھی۔ اگر کہا جائے کہ جب یہ بات تھی تو آیت جزیہ کے نزول کے بعد ان پر جزیہ کیوں نہ لگایا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ نزول آیت سے پہلے ایک معاہدہ طے ہو چکا تھا ان پر ایک نئی شرط کا اضافہ کر دینا کیونکر جائز ہو سکتا تھا۔ اگر کہا جائے کہ جب وہ ذمی تھے تو پھر ان کو خیبر سے نکالا کیوں گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا اخراج اس قرارداد کے مطابق تھا جو انہیں ذمی بناتے وقت ان سے طے ہو چکی تھی۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو صرف حجاز سے نکالا تھا' سلطنت سے نہیں نکال دیا تھا۔ آپ نے سلطنت کے ایک حصہ سے ان کو منتقل کیا اور دوسرے حصے یعنی (تیماء اور اریحا) میں لے جا کر بسا دیا۔ ⑪

پھر جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ مزارعت کا نہیں تھا' کیونکہ اس میں مدت کا تعین نہ ہوا تھا' ان کی بات بھی صحیح نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ ان سے طے کیا تھا اس میں منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ:-

نقرکم بہا علی ذلک ماشئنا۔ "ہم اس قرارداد پر جب تک چاہیں گے' تم کو یہاں رکھیں گے۔"

اس میں مدت کا تعین بلحاظ وقت نہیں' بلکہ بلحاظ مشیت مالک کیا گیا تھا' اور یہ ان مخصوص حالات کی وجہ سے تھا' جن میں اس وقت یہودیوں سے معاملہ طے ہوا تھا۔ اتنی سی بات کی وجہ سے یہ فیصلہ کر دینا درست نہیں ہے کہ خیبر کا معاملہ سرے سے مزارعت کا معاملہ ہی نہ تھا' حالانکہ اپنی دوسری تفصیلات میں وہ صریحاً ایک مزارعت کا معاملہ نظر آتا ہے۔ ⑫

تخریج:

① حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ' وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ' قَالَا نَا يَحْيٰى وَ هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ' قَالَ: اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ بْنِ عُمَرَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ۔

---

⑪ اس پر مفصل بحث کے لئے علامہ ابن القیم کی زاد المعاد جلد دوم میں حسب ذیل مقامات ملاحظہ ہوں۔ ص ۹' ۱۰۸' ۱۱۱' ۲۰۱' ۲۰۶۔

⑫ واضح رہے کہ حنفیہ کے نزدیک مزارعت کے لئے مدت کا تعین ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ لسان الحکام میں ہے و فی النوازل عن محمد بن سلمة المزارعة من غیر بیان المدة جائزة ایضاً ص ۱۹۵۔ اور الفقه علی المذاهب الاربعة میں مذہب حنفی کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ و یصح عقد المزارعة بدون بیان المدة اذا کان وقت الزرع معروفا۔ (جلد ۳ ص ۱۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۲﴾ ⇐ حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، قَالَ: انا اللَّيْثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوْهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرُ ثَمَرِهَا.

﴿۳﴾ ⇐ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، ثنا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا مُوْسٰى، أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ قَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ انا ابْنُ جُرَيْجٍ، ثنى مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَ كَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهِ وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، وَ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذَالِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْمَاءَ وَ أَرِيْحَاءَ.

﴿۴﴾ ⇐ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَا: نا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: انا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا، وَ كَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا، فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا، وَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيْحَاءَ.

﴿۵﴾ ⇐ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، قَالَ: نا عَلِيٌّ وَ هُوَ ابْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: نا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِيْ أَزْوَاجَهُ كُلَّ سَنَةٍ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانِيْنَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ، وَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ شَعِيْرٍ۔ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ قَسَمَ خَيْبَرَ خَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْطَعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ وَالْمَاءَ أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْأَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَاخْتَلَفْنَ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَالْمَاءَ وَ مِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ، فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَ حَفْصَةُ مِمَّنِ اخْتَارَتَا الْأَرْضَ وَالْمَاءَ.

﴿۶﴾ ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى، ثنا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ، ثنا أَرْطَاةُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ عُمَيْرٍ أَبَا الْأَحْوَصِ، يُحَدِّثُ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَ مَعَهُ، مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَ كَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا فَأَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَلَكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا حُمُرَنَا، وَ تَأْكُلُوْا ثَمَرَنَا وَ تَضْرِبُوْا نِسَاءَنَا؟ فَغَضِبَ يعني النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ: يَا ابْنَ عَوْفٍ ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ أَلَا، إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَ أَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلَاةِ، قَالَ: فَاجْتَمَعُوْا، ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيْكَتِهِ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ؟ أَلَا وَ إِنِّيْ وَاللّٰهِ، قَدْ وَعَظْتُ، وَ أَمَرْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَ لَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۴- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۳- کتاب الحرث والمزارعۃ و ماجاء فیہ باب المزارعۃ مع الیھود- اور باب اذا لم یشترط السنین فی المزارعۃ ✿ السنن الکبری ج ۶ ص ۱۱۳- کتاب المساقاۃ- باب المعاملہ علی النخل بشطر ما یخرج منھا-

② ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ✿ بخاری ج ۲ ص ۶۱۰- کتاب المغازی باب معاملۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھل خیبر بخاری سے اس مقام پر من ثمر اوزرع نقل نہیں کیا۔

③ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵- کتاب المزارعۃ باب اذا قال رب الارض اقرک ما اقرک اللہ و لم یذکر اجلا معلومًا فھما علی تراضیھما-

④ ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ✿ السنن الکبری ج ۶ ص ۱۱۴- کتاب المساقاۃ باب المعاملۃ علی النخل بشطر ما یخرج منھا او ما تشارطا علیہ من جزء معلوم-

⑤ ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۴- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۳- کتاب الحرث والمزارعۃ و ماجاء فیہ باب المزارعۃ' بالشطر و نحوہ-

⑥ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۰- کتاب الخراج والفئی- باب فی تعشیر اھل الذمۃ اذا اختلفوا بالتجارات-

③ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے (اور خیال رہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن سے اوپر بٹائی اور لگان کی ممانعت اور خود کاشت کرنے یا مفت زمین دینے کی ہدایت نقل کی جا چکی ہے) کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انصار نے آکر عرض کیا۔

اقسم بیننا و بین اخواننا النخل- | آپ ہمارے نخلستانوں کو ہمارے درمیان اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیں-

تخریج:

حَدَّثَنَا الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ' انا شُعَیْبٌ' ثنا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' قَالَ: قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' اَقْسِمْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِیْلَ' قَالَ: لَا فَقَالُوْا: فَتَکْفُوْنَا الْمَؤُنَةَ وَ نُشْرِکُکُمْ فِی الثَّمَرَةِ' قَالُوْا: سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا-

مآخذ:

✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۲- ابواب الحرث والمزارعۃ و ماجاء فیہ- باب اذا قال اکفنی مؤنۃ النخل او غیرہ و تشرکنی فی الثمرۃ اور بخاری ج ۱ ص ۳۷۵- کتاب الشروط' باب الشروط فی المعاملۃ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر آنحضرت ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انصار نے مہاجرین سے کہا:

تکفونا العمل و نشرککم فی الثمرۃ۔ آپ لوگ ہماری طرف سے ان نخلستانوں میں کام کریں۔ اور ہم آپ کو ثمرہ میں شریک کریں گے۔

اس پر مہاجرین نے کہا:

سمعنا و اطعنا۔ (بخاری) یہ بات بخوشی منظور ہے۔

(۴) قیس بن مسلم حضرت ابو جعفر (یعنی امام محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ مدینے میں مہاجرین کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی حصہ پیداوار کے عوض کاشت نہ کرتا ہو۔ امام بخاری اس روایت کو نقل کرنے کے بعد پھر اس کی تائید میں مزید نظائر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بٹائی پر معاملہ حضرت علیؓ نے کیا ہے۔ سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کیا ہے، عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ نے کیا ہے۔ ○ آل ابوبکرؓ آل علیؓ آل عمرؓ ○، سب بٹائی پر کاشت کراتے رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ لوگوں سے اس طرح معاملہ کیا کرتے تھے کہ اگر عمرؓ اپنے پاس سے بیج دے گا تو آدھی پیداوار لے گا اور اگر کاشت کار اپنا بیج لائیں تو ان کا حصہ اتنا ہو گا۔ ○ (بخاری باب المزارعة بالشطر و نحوه)

تخریج:

(۱) قَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَ زَارَعَ عَلِيٌّ وَ سَعْدُ ابْنُ مَالِكٍ، وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ، وَالْقَاسِمُ، وَ عُرْوَةُ وَ اٰلُ أَبِي بَكْرٍ، وَ اٰلُ عُمَرَ، وَ اٰلُ عَلِيٍّ وَ ابْنُ سِيرِينَ، وَ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ، كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ، وَ عَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ، وَ إِنْ جَاءُوا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا۔ وَ قَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ لِأَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَأَى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ۔ وَ قَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَابْنُ سِيرِينَ وَ عَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَ قَتَادَةُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُعْطَى الثَّوْبُ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ وَ نَحْوَهُ، وَ قَالَ مَعْمَرٌ: لَا بَأْسَ أَنْ تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى۔

مآخذ:

○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۳۔ ابواب الحرث والمزارعة و ماجاء فیه باب المزارعة بالشطر و نحوه۔

○ قاسم بن ابی بکر کے اثر کو پوری سند کے ساتھ عبدالرزاق نے اور باقی پانچوں بزرگوں کے آثار کو سند کے ساتھ ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے۔

○ ان تینوں خاندانوں میں مزارعت کا رواج ہونے کی پوری سند عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے دی ہے۔

○ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو پوری سند کے ساتھ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بیان کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ حضرت ابو جعفر (امام محمد باقر) کی ایک اور روایت ہے جس میں وہ تصریح کرتے ہیں کہ:-

کان ابوبکر یعطی الارض علی الشطر۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زمین نصف نصف کی بٹائی پر زراعت کے لئے دیتے تھے۔" (طحاوی)

⑥ ابن ابی شیبہ نے حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے۔

لا باس بالمزارعة بالنصف۔ نصف نصف کی بٹائی پر زمین کاشت کے لئے دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (کنزالعمال)

⑦ طاؤس کی روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی زمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کے زمانہ میں تہائی اور چوتھائی پیداوار کی بٹائی پر زراعت کے لئے دیتے رہے۔ (ابن ماجہ) اس حدیث میں غلطی صرف اتنی ہے کہ طاؤس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد کا بھی ذکر کر دیا ہے' حالانکہ حضرت معاذؓ کا انتقال حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہو چکا تھا۔ لیکن محض اس غلطی کی بنا پر طاؤس جیسے شخص کی پوری روایت کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ ○ خصوصاً جبکہ اس سند کی روایت میں سب ثقہ لوگ ہیں۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی اور عامل زکوٰۃ مقرر فرمایا تھا' جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا:-

اعلمھم بالحلال و الحرام۔ وہ صحابہ میں سب سے زیادہ حلال و حرام کی واقفیت رکھتے ہیں۔

اور جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد پورے شام کا فوجی گورنر مقرر کیا تھا۔ کیا یہ ممکن تھا کہ ایسے شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ زمین کے بارے میں اسلام کا قانون کیا ہے۔

⑧ موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود' عمارؓ بن یاسر' خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک کو زمینیں عطا کی تھیں۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور سعدؓ بن مالک اپنی زمینیں تہائی اور چوتھائی پیداوار کی بٹائی پر کاشت کے لئے دیتے تھے۔ (کتاب الخراج لابی یوسف)

ان شواہد و نظائر سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ مزارعت کا طریقہ عہد نبوت و خلافت راشدہ میں بالعموم رائج تھا۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ کے تمام زراعت پیشہ گھرانے اس پر عامل تھے' اور رافع بن خدیجؓ وغیرہ حضرات کی روایات پھیلنے تک پورے ۵۰ سال کے دوران میں کسی کو یہ بات سرے سے معلوم ہی نہ تھی کہ اس معاملہ میں کسی قسم کے امتناعی احکام موجود ہیں۔

○ طاؤس کے متعلق محدثین بالعموم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت معاذؓ کے حالات سے وہ خوب واقف تھے۔ اور ان کے بارے میں ان کی روایات مستند ہیں اگرچہ وہ ان سے ملے نہیں تھے۔ چنانچہ امام شافعی کہتے ہیں۔ طاؤس عالم بامر معاذ و ان لم یلقه لكثرة من لقیه ممن ادرک معاذا۔ اور ابن حجر اس قول کو نقل کرنے کے بعد اس پر اضافہ کرتے ہیں کہ و ھذا مما لا اعلم عن احد فیه خلافاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنقید بلحاظ عقل و درایت:

اب ذرا اس معاملہ کو ایک دوسرے رخ سے بھی دیکھئے- اسلام کے احکام ایک دوسرے کی ضد اور ایک دوسرے سے متناقض و متصادم نہیں ہیں- اس کی ہدایات اور اس کے قوانین میں سے ہر چیز اس کے مجموعی نظام میں اس طرح ٹھیک بیٹھتی ہے کہ دوسرے تمام احکام و قوانین کے ساتھ اس کا جوڑ مل جاتا ہے- یہ وہ خوبی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے من جانب اللہ ہونے کا ایک نمایاں ثبوت قرار دیا ہے- لیکن اگر ہم یہ مان لیں کہ شریعت میں مزارعت ناجائز ہے- اور یہ کہ شارع زمین کی ملکیت کو خود کاشتی تک محدود کرنا چاہتا ہے' اور یہ کہ شارع آدمی کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ خود کاشتی کی حد سے زائد جتنی زمین اس کے پاس موجود ہو اسے یا تو دوسروں کو مفت دے دے یا بیکار ڈال رکھے- تو ذرا سا غور کرنے پر ہمیں علانیہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ احکام اسلام کے دوسرے اصول اور قوانین سے مناسبت نہیں رکھتے- اور ان کو اسلامی نظام میں ٹھیک بٹھانے کے لئے دور دور تک ہمیں اس نظام کی بہت سی چیزوں میں ترمیم ناگزیر ہو جاتی ہے- مثال کے طور پر تناقض کی چند نہایت صریح صورتیں ملاحظہ ہوں-

1. اسلامی نظام میں ملکیت کے حقوق صرف ہٹے کٹے مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ عورتوں' بچوں' بیماروں اور بوڑھوں کو بھی یہ حقوق پہنچتے ہیں- اگر مزارعت ممنوع ہو تو ان سب کے لئے زرعی ملکیت بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے-
2. اسلامی قانون وراثت کی رو سے جس طرح ایک آدمی کی میراث اس کے مرنے پر بہت سے آدمیوں کے درمیان بٹ جاتی ہے' اسی طرح بسا اوقات بہت سے مرنے والوں کی میراث ایک آدمی کے پاس جمع بھی ہو سکتی ہے- اب یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اسلام کا قانون وراثت تو بیسیوں اور سینکڑوں ایکڑ تک زمین ایک شخص کے پاس سمیٹ لائے' مگر اس کا قانون زراعت اس کے لئے ایک محدود رقبے کے سوا باقی تمام ملکیت سے انتفاع کو حرام قرار دے-
3. اسلامی قانون بیع و شراء نے کسی نوعیت کی جائز اشیاء کے معاملہ میں بھی انسان پر یہ پابندی عائد نہیں کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایک مخصوص حد تک ہی ان کو خرید سکتا ہو اور اس حد سے زیادہ کی خریداری کا مجاز نہ ہو- خرید و فروخت کا یہ غیر محدود حق جس طرح تمام جائز چیزوں کے معاملہ میں آدمی کو حاصل ہے اسی طرح زمین کے معاملہ میں بھی حاصل ہے- لیکن یہ بات پھر نہایت عجیب معلوم ہوتی ہے کہ دیوانی قانون کی رو سے تو ایک شخص جتنی چاہے زمین خرید سکے' مگر قانون زراعت کی رو سے وہ ایک حد خاص سے زائد ملکیت کا نفع اٹھانے کا حق دار نہ ہو-
4. اسلام نے کسی نوع کی ملکیت پر بھی مقدار اور کمیت کے لحاظ سے کوئی حد نہیں لگائی ہے- جائز ذرائع سے جائز چیزوں کی ملکیت' جبکہ اس سے تعلق رکھنے والے شرعی حقوق و واجبات ادا کئے جاتے رہیں' بلا حد و نہایت رکھی جا سکتی ہے- روپیہ' پیسہ' جانور' استعمالی اشیاء' مکانات' سواری' غرض کسی چیز کے معاملہ میں وہ کون سی خصوصیت ہے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر صرف اس ایک معاملہ میں شریعت کا میلان یہ ہو کہ آدمی کے حقوق ملکیت کو مقدار کے لحاظ سے محدود کر دیا جائے' یا انتفاع کے مواقع سلب کر کے ایک حد خاص سے زائد ملکیت کو آدمی کے لئے عملاً بیکار کر دیا جائے۔ ○

۵ اسلام نے احسان اور فیاضی کی تعلیم تو زندگی کے ہر معاملہ میں دی ہے۔ لیکن واجبی حقوق وصول کر لینے کے بعد پھر کسی معاملہ میں بھی ہم اس کا یہ طریقہ نہیں دیکھتے' کہ وہ فیاضی کو آدمی پر فرض قرار دیتا ہو۔ مثلاً جو شخص زکوۃ ادا کر چکا ہے۔ اسلام اس کو یہ ترغیب تو ضرور دیتا ہے کہ وہ اپنا ضرورت سے زائد روپیہ حاجت مند لوگوں کو بخش دے۔ مگر وہ اس بخشش و سخاوت کو فرض نہیں کرتا۔ اور نہ یہ کہتا ہے کہ حاجت مند کو قرض کی شکل میں روپیہ دینا' یا مضاربت کے اصول پر روپیہ دے کر اس کے کاروبار میں شریک ہو جانا حرام ہے' بلکہ مدد صرف عطا اور بخشش ہی کی شکل میں ہونی چاہئے۔ اسی طرح مثلاً جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد مکانات ہوں' یا ایک بڑا مکان اس کی ذاتی ضرورت سے زیادہ کی گنجائش رکھتا ہو' اسلام بہت پسند کرتا ہے کہ آدمی اپنے ایسے مکانات اور گنجائشوں سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا مفت موقع دے دے جو گھر نہ رکھتے ہوں۔ لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ موقع لازماً مفت ہی دیا جانا چاہئے' کرایہ پر مکان دینا حرام ہے۔ ایسا ہی معاملہ ضرورت سے زائد کپڑوں' اور برتنوں اور سواریوں وغیرہ کا بھی ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو فیاضانہ طریقہ سے مفت دے دینا پسند تو ضرور کیا گیا ہے مگر فرض نہیں کیا گیا اور فروخت کرنے یا کرایہ پر دینے کو حرام نہیں ٹھہرایا گیا۔ اب آخر زرعی زمین میں وہ کیا خصوصیت ہے جس کی بنا پر صرف اس کے معاملہ میں اسلام اپنے اس عام اصول کو بدل دے اور آدمی سے اس کی پیداوار پر زکوۃ وصول کر لینے کے بعد اسے اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنی ضرورت سے زائد زمین لازماً دوسروں کو مفت دے دے اور شرکت یا مضاربت کے اصول پر ان سے معاملہ ہرگز نہ کرے۔

۶ اسلامی قانون نے تجارت' صنعت اور معاشی کاروبار کے تمام شعبوں میں آدمی کو اس بات کی کھلی اجازت دی ہے کہ وہ نفع و نقصان کی شرکت کے اصول پر دوسروں کے ساتھ معاملہ کر لے۔ ایک شخص دوسرے کو اپنا روپیہ دے سکتا ہے اور طے کر سکتا ہے کہ تو اس سے کاروبار کر' نفع ہو تو اس میں آدھے یا چوتھائی کا میں حق دار ہوں۔ ایک شخص دوسرے کو اپنا سرمایہ کسی عمارت کی شکل میں کسی مشین یا انجن کی شکل میں۔ کسی موٹر یا کشتی یا جہاز کی شکل میں بھی دے سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ تو اس پر کام کر' جو نفع ہو اس میں میرا اتنا حصہ ہے۔ لیکن آخر اس بات کے لئے کون سے معقول وجوہ ہیں کہ ایک شخص اپنا سرمایہ زمین کی شکل میں دوسرے کو دے کر یہ نہ کہہ سکے کہ تو اس میں کاشت کر' پیداوار میں تہائی یا چوتھائی یا نصف کا میں شریک ہوں۔

○ اس مقام پر یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام کا اصولی قانون تو یہی ہے جو اوپر ہم نے بیان کیا ہے۔ البتہ کسی خاص حالت میں یہ ضرورت محسوس ہو کہ زمین کی زیادہ سے زیادہ ملکیت کے لئے مقدار کی ایک حد مقرر کی جائے تو عارضی طور پر اتنی مدت کے لئے ایسا کیا جا سکتا ہے جب تک وہ ضرورت باقی رہے۔ لیکن اس طرح کے کسی فیصلے سے اسلام کے اصولی قانون میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ آگے چل کر ہم اس مسئلے پر مفصل بحث کر رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ چند نمایاں ترین مثالیں ہیں جن پر نگاہ ڈال کر آدمی بیک نظر دیکھ سکتا ہے کہ یہ مزارعت کی حرمت اور یہ خود کاشتی کی قید' اور یہ ملکیت زمین کے لئے رقبے کی حد بندی اسلام کے مجموعی نظام میں کسی طرح ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ اسے کھپانا ہو تو دوسرے بہت سے اصول و قوانین کو بدلنا پڑے گا۔ دوسرے اصول و قوانین اپنی جگہ رہیں تو یہ ہر قدم پر ان سے متصادم ہوتی رہے گی۔

امتناعی احکام کا اصل مفہوم:

پھر کیا نقل اور عقل کے ان دلائل کی بنا پر یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ وہ تمام احادیث غلط ہیں جو اس کثرت سے ثقہ راویوں نے اتنے صحابیوں سے روایت کی ہیں۔ نہیں' اصل بات یہ نہیں ہے کہ یہ روایتیں جھوٹی یا ضعیف ہیں۔ اصل حقیقت صرف یہ ہے کہ ان میں ادھوری بات بیان ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ خود رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج اور جابر بن عبداللہ وغیرہ حضرات کی دوسری روایتیں جب ہمارے سامنے آتی ہیں اور بعض دوسرے جلیل القدر صحابہ کی توضیحات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور تھا اور وہ روایات میں بیان کسی اور طرح ہو گیا۔

رافع بن خدیجؓ کی توضیحات:

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' امیر معاویہؓ کے ابتدائی دور حکومت تک تمام بلاد اسلامیہ میں بالعموم سب ہی بٹائی اور لگان کا معاملہ کرتے تھے اور کسی کو یہ گمان تک نہ تھا کہ اس میں کسی قسم کی شرعی قباحت ہے۔ اس لئے جب ۵۰ ہجری کے لگ بھگ زمانہ میں یکایک یہ خبر یکایک مشہور ہوئی کہ بعض صحابی اس چیز کی ممانعت کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تو ہر طرف ایک کھلبلی سی مچ گئی اور لوگ مجبور ہوئے کہ صحابہؓ کرام کے پاس جا کر تحقیق کریں' کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الواقع کیا حکم دیا ہے' کن حالات میں دیا ہے۔ اور کس چیز کے متعلق دیا ہے؟ اس سلسلہ میں خود ان صحابیوں سے بھی پوچھ گچھ کی گئی جن سے مزارعت اور کرایہٴ زمین کی ممانعت کے احکام مروی ہوئے

تخریج:

(1) ⇐ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتِ الْجَحْدَرِيُّ' ثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ' عَنْ خَالِدٍ' عَنْ مُجَاهِدٍ' عَنْ طَاوُسٍ' اَنَّ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ- اَكْرَى الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَ اَبِيْ بَكْرٍ' وَ عُمَرَ' وَ عُثْمَانَ' عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَهُوَ يُعْمَلُ بِهِ اِلٰى يَوْمِكَ هٰذَا۔

ماخذ:

○ ابن ماجه كتاب الرهون' باب الرخصة فى المزارعة بالثلث والربع۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے' اور دوسرے صحابہ سے بھی پوچھا گیا- اس طرح جو بات کھلی وہ ہم ذیل میں خود انہی بزرگوں کی زبان سے نقل کرتے ہیں-

حنظلہ بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیج سے پوچھا' سونے اور چاندی کی شکل میں زمین کا کرایہ طے کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں- اس کے بعد انہوں نے مزید تشریح کے طور پر فرمایا:

(۱) انما كان الناس يؤاجرون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على الماذيانات و اقبال الجداول واشياء من الزرع فيهلك هذا و يسلم هذا و يسلم هذا و يهلك هذا- فلم يكن للناس كراء الا هذا فلذلك زجر عنه- و اما شيء معلوم مضمون فلا بأس به- (مسلم' ابوداؤد' نسائی)

"اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ اپنی زمینیں اجرت پر دیتے تھے اور یہ طے ہوتا تھا کہ پانی کی نالیوں کے سرے پر اور ان کے کناروں پر اور کھیت کے بعض مخصوص حصوں میں جو پیداوار ہو گی وہ مالک زمین لے گا- اب کبھی ایسا ہوتا کہ ایک جگہ کی کھیتی برباد ہوتی اور دوسری جگہ کی بچ جاتی اور کبھی اس جگہ کی بچ جاتی اور اس جگہ کی برباد ہو جاتی- اس زمانہ میں زمین کرائے پر دینے کا کوئی دوسرا دستور اس کے سوا نہ تھا- اس کو نبی ﷺ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا- رہا ایک واضح اور متعین حصہ' تو اس پر معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں-"

حنظلہ بن قیس کی دوسری روایت میں رافع بن خدیج کے الفاظ یہ ہیں:-

(۲) كنا نكرى الارض بالناحية منها مسمى لسيد الارض قال فمما يصاب ذلك و تسلم الارض و مما يصاب الارض و يسلم ذلك فنهينا- و اما الذهب والورق فلم يكن يومئذ- (بخاری)

ہم لوگ زمین اس طرح کرایہ پر دیتے تھے کہ مالک زمین کھیت کے ایک خاص حصے کی پیداوار کو اپنے لئے مخصوص کر لیتا تھا- اب کبھی ایسا ہوتا کہ اسی حصہ پر آفت آ جاتی اور باقی زمین بچ جاتی اور کبھی ایسا ہوتا کہ وہی حصہ بچ جاتا اور ساری زمین پر آفت آ جاتی- اسی لئے ہم کو ایسا معاملہ کرنے سے روک دیا گیا- رہا سونا چاندی تو اس پر معاملہ کرنے کا اس زمانہ میں دستور ہی نہ تھا-

حنظلہ بن قیس کی تیسری روایت میں یہ تفصیل ہے کہ حضرت رافعؓ نے فرمایا:

(۳) حدثنی عمای انهم كانوا يكرون الارض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بما ينبت على الاربعاء' او شيء يستثنيه صاحب

"میرے دو چچاؤں نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں لوگ اپنی زمینوں کو اس پیداوار کے عوض کرائے پر دیتے تھے جو پانی کی نالیوں پر پیدا ہو یا زمین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الارض فنهانا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذلک۔ فقلت لرافع فکیف هی بالدینار والدرهم فقال رافع لیس بها بأس بالدینار والدرهم۔ (بخاری' احمد' نسائی)

کسی ایسے حصے میں پیدا ہو جسے مالک زمین مستثنیٰ کر لیتا تھا۔ اس طریقے کو نبی ﷺ نے منع فرما دیا۔ اس پر میں نے رافع سے پوچھا کہ دینار اور درہم کے عوض معاملہ کرنا کیسا ہے؟ رافع نے کہا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

حضرت رافع کی ایک اور روایت جو حنظلہ الزرقی کے واسطہ سے آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

④ کنا اکثر الانصار حقلا' قال کنا نکری الارض علی ان لنا هذه و لهم هذه فربما اخرجت هذه ولم تخرج هذه فنهانا عن ذلک و اما الورق فلم ینهنا۔ (مسلم' ابن ماجہ' بخاری۔ مگر بخاری میں اما الورق فلم ینهنا کے الفاظ نہیں ہیں۔

"ہم لوگ انصار میں سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے۔ ہم زمین اس طرح کرایہ پر دیا کرتے تھے کہ کھیت کے اس حصہ کی پیداوار ہماری اور اس حصے کی پیداوار تمہاری۔ اب کبھی ایسا ہوتا کہ ایک حصے میں فصل ہوتی اور دوسرے میں نہ ہوتی۔ اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ہم کو یہ معاملہ کرنے سے منع فرما دیا۔ رہا چاندی کے عوض معاملہ کرنا تو اس سے آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔"

خود رافع بن خدیج کے چچا زاد بھائی اسید بن ظہیر روایت کرتے ہیں:

⑤ کان احدنا اذا استغنی عن ارضه اوافتقر الیها اعطاها بالثلث والربع والنصف و اشترط ثلث جداول والقصارة و ما یسقی الربیع و کان العیش اذا ذاک شدیدا و کان یعمل فیها بالحدید و بما شاء اللّٰه و یصیب منها منفعة فاتانا رافع بن خدیج فقال ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نهاکم عن امرکان لکم نافعا و طاعة اللّٰه و طاعة رسوله انفع لکم۔ ان رسول

"ہم میں سے کوئی شخص جب اپنی زمین سے بے نیاز ہوتا۔ یا اسے کرائے پر دینے کا حاجت مند ہوتا تو اسے تہائی یا چوتھائی یا نصف پیداوار کی بٹائی پر دوسرے کو دے دیتا تھا اور ساتھ ہی شرط کر لیتا تھا کہ تین نالیاں اور گانٹھیں (یا گھنڈیاں ○) اور بڑی نالی کے کنارے کی پیداوار اس کی ہے۔ اس زمانہ میں زندگی بڑی سخت تھی۔ آدمی دن بھر ہل چلاتا یا دوسرا کام کرتا' تب تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتا تھا۔ ایک روز رافع بن خدیج ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ

○ لغت میں قصارئ اور قصری سے مراد ہے۔ بقیة الحب فی سنبل بعدما یداس۔ یعنی وہ غلہ جو کھلیان کے بعد بالوں میں بچا رہتا ہے۔ میں خود ایک "غیر زراعت پیشہ" آدمی ہوں' اس لئے معلوم نہیں کہ اسے اردو میں کیا کہتے ہیں۔ میرے جیل کے دونوں رفیق ماشاء اللہ زراعت پیشہ ہیں' ان کے اعتماد پر میں نے اس لفظ کا ترجمہ "گانٹھ" یا "گھنڈی" لکھ دیا ہے۔ گانٹھ کے راوی امین احسن صاحب ہیں اور گھنڈی کے راوی طفیل محمد صاحب۔ غالباً یہ فرق پنجاب اور یو۔پی کی اصطلاحوں کا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ ینھاکم عن الحقل و یقول من استغنی عن ارضہ فلیمنحھا اخاہ اولیدع. (ابوداؤد' احمد' نسائی' ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے تم کو ایسے کام سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نافع تھا' مگر اللہ اور رسول کی اطاعت تمہارے لیے زیادہ نافع ہے۔ رسول اللہ ﷺ تم کو زمینیں کرایہ پر دینے سے منع فرماتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اپنی زمین سے مستغنی ہو وہ یا تو اپنے بھائی کو مفت دے دے یا یونہی رہنے دے۔ ○

تخریج :

① حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ' قَالَ: انا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ ' قَالَ: نَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ حَنْظَلَۃُ بْنُ قَیْسِ الْاَنْصَارِیُّ ' قَالَ: سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ عَنْ کِرَاءِ الْاَرْضِ بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ ' فَقَالَ: لَا بَاْسَ بِہٖ اِنَّمَا کَانَ النَّاسُ یُؤَاجِرُوْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمَاذِیَانَاتِ وَ اَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَ اَشْیَاءِ مِنَ الزَّرْعِ فَیَھْلِکُ ھٰذَا وَ یَسْلَمُ ھٰذَا ' وَ یَسْلَمُ ھٰذَا وَ یَھْلِکُ ھٰذَا فَلَمْ یَکُنْ لِلنَّاسِ کِرَاءٌ اِلَّا ھٰذَا ' فَلِذَالِکَ زَجَرَعَنْہُ فَاَمَّا شَیْءٌ مَعْلُوْمٌ مَضْمُوْنٌ فَلَا بَاْسَ بِہٖ۔

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ' اَنَا عَبْدُاللّٰہِ ' اَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ ' عَنْ حَنْظَلَۃَ بْنِ قَیْسِ الْاَنْصَارِیِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ ' قَالَ: کُنَّا اَکْثَرَ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مُزْدَرِعًا کُنَّا نُکْرِی الْاَرْضَ بِالنَّاحِیَۃِ مِنْھَا مُسَمًّی لِسَیِّدِ الْاَرْضِ ' قَالَ: فَمِمَّا یُصَابُ ذَالِکَ وَ تَسْلَمُ الْاَرْضُ ' وَ مِمَّا تُصَابُ الْاَرْضُ وَ یَسْلَمُ ذَالِکَ ' فَنُھِیْنَا ' وَ اَمَّا الذَّھَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ۔

③ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ' ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنَ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ' عَنْ حَنْظَلَۃَ بْنِ قَیْسٍ ' عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ حَدَّثَنِیْ عَمَّایَ اَنَّھُمْ کَانُوْا یُکْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ' بِمَا یَنْبُتُ عَلَی الْاَرْبَعَاءِ اَوْ بِشَیْءٍ یَسْتَثْنِیْہِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَھَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِکَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ: فَکَیْفَ ھِیَ بِالدِّیْنَارِ وَ الدِّرْھَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَیْسَ بِھَا بَاْسٌ بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمِ۔الخ

④ حَدَّثَنَا عَمْرُوْنِ النَّاقِدُ ' قَالَ: نا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ ' عَنْ یَحْیٰی وَ ھُوَ ابْنُ سَعِیْدٍ ' عَنْ حَنْظَلَۃَ الزُّرَقِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَافِعَ ابْنَ خَدِیْجٍ ' یَقُوْلُ: کُنَّا اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ حَقْلًا ' قَالَ: کُنَّا نُکْرِی الْاَرْضَ عَلٰی اَنَّ لَنَا ھٰذِہٖ ' وَ لَھُمْ ھٰذِہٖ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ھٰذِہٖ وَلَمْ تَخْرُجْ ھٰذِہٖ۔ فَنَھَانَا عَنْ ذَالِکَ وَ اَمَّا الْوَرِقُ فَلَمْ یَنْھَنَا۔

⑤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی ' اَنْبَانَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ' اَنَا الثَّوْرِیُّ ' عَنْ مَنْصُوْرٍ ' عَنْ مُجَاھِدٍ ' عَنْ اُسَیْدِ بْنِ ظُھَیْرٍ '

○ اس جگہ یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ رافع بن خدیج کی عمر نبی ﷺ کی وفات کے وقت بمشکل ۲۲ سال کی تھی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک انیس بیس سال کے نوجوان کا آنحضرت ﷺ کی بات کو سننے اور سمجھنے اور دوسروں سے جا کر روایت کرنے میں تھوڑی بہت غلطی کر جانا کچھ زیادہ مستبعد امر نہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْنِ اَخِیْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ، قَالَ: كَانَ اَحَدُنَا اِذَا اسْتَغْنٰی عَنْ اَرْضِهٖ اَعْطَاهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ۔ وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ، وَالْقُصَارَةَ، وَ مَا یَسْقِی الرَّبِیْعُ۔ وَ كَانَ الْعَیْشُ اِذْ ذَاكَ شَدِیْدًا۔ وَ كَانَ یَعْمَلُ فِیْهَا بِالْحَدِیْدِ، وَ بِمَا شَآءَ اللّٰهُ، وَ یُصِیْبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً، فَاَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِیْجٍ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا، وَ طَاعَةُ اللّٰهِ وَ طَاعَةُ رَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَكُمْ۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ، وَ یَقُوْلُ: مَنِ اسْتَغْنٰی عَنْ اَرْضِهٖ فَلْیَمْنَحْهَا اَخَاهُ، اَوْ لِیَدَعْ۔

مآخذ:

(۱) ○ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع، باب کراء الارض ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۵۸۔ کتاب البیوع، باب فی المزارعة ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲-۱۳۱۔ کتاب المزارعة باب بیان المنہی عنه و انه مقصور علی کراء الارض۔ الخ۔

(۲) ○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۳۔ کتاب البیوع، باب ---- ○ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲۔ کتاب المزارعة۔ باب بیان المنہی عنه و انه مقصور علی کراء الارض۔الخ

(۳) ○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵۔ کتاب الحرث والمزارعة و ماجاء فیه۔ باب کراء الارض بالذهب و الفضة۔ ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲۔ کتاب المزارعة۔ باب بیان المنہی عنه وانه مقصور علی کراء الارض۔الخ۔

(۴) ○ مسلم ج ۲ ص ۱۳۔ کتاب البیوع، باب کراء الارض ○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۳۔ کتاب الحرث والمزارعة باب ۹ ما یکره من الشروط فی المزارعة اور بخاری نے کتاب الشروط باب فی المزارعة میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اس میں ہے فنهینا عن ذالک و لم ننهٔ عن الورق ہے۔ ○ ابن ماجه کتاب الرهون باب الرخصة فی کراء الارض البیضاء بالذهب و الفضة۔ ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲۔ کتاب المزارعة۔ باب بیان المنہی عنه و انه مقصور علی کراء الارض۔ الخ۔

(۵) ○ ابن ماجه کتاب الرهون، باب ما یکره من المزارعة ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۶۰۔ کتاب البیوع، باب فی التشدید فی ذالک۔ (مختصر) ○ مسند احمد ج ۳ ص ۴۶۳۔ رافع بن خدیج ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲۔ کتاب المزارعة باب بیان المنہی عنه و انه مقصور علی کراء الارض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جابرؓ بن عبداللہ کی توضیح:

رافعؓ بن خدیج رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے بھی جب معاملہ کی تفصیلات دریافت کی گئیں تو اصل معاملہ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا یہ کھلا:

(۱) قال کنا نخابر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فنصیب من القصری و من کذا و من کذا؟ فقال النبی صلی الله علیه وسلم من کان له ارض فلیزرعها او لیحرثها اخاه والا فلیدعها. (احمد' مسلم)

"ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بٹائی پر زمینیں کاشت کے لئے دیتے تھے۔ اور کچھ گانٹھوں (یا گھنڈیوں) میں سے اور کچھ اس چیز میں سے اور کچھ اس چیز میں سے بھی وصول کرتے تھے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو اسے چاہئے کہ یا خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو کاشت کرا دے۔ ورنہ اپنی زمین پڑی رہنے دے۔"

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی توضیح:

حضرت زیدؓ بن ثابت سے جب عروہ بن زبیر نے معاملہ کی تحقیق کی تو انہوں نے فرمایا:

(۲) یغفر الله لرافع بن خدیج انا والله اعلم بالحدیث منه انما اتاه رجلان و قد اقتتلا فقال ان کان هذا شأنکم فلا تکروا المزارع فسمع قوله فلا تکروا المزارع۔ (ابوداؤد' ابن ماجه)

"خدا معاف کرے رافع بن خدیج کو' میں اس بات کو ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ اصل بات یہ تھی کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے جن کے درمیان سخت جھگڑا ہوا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگوں کا یہ حال ہے تو اپنی زمینیں کرایہ پر نہ دیا کرو۔ رافع بن خدیج نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بس اتنی بات سن لی کہ "اپنی زمینیں کرایہ پر نہ دیا کرو۔"

سعد بن ابی وقاصؓ کی توضیحات:

حضرت سعدؓ نے اس معاملہ کی جو حقیقت بیان کی وہ یہ ہے:

(۳) ان اصحب المزارع فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم کانوا یکرون مزارعهم بما یکون علی السواقی و ماسعد بالماء مما حول النبت فجاء وا رسول الله صلی الله علیه وسلم

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مالکان زمین کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی زمینیں اس شرط پر زراعت کے لئے دیتے تھے کہ نالیوں کے دونوں جانب کی پیداوار اور کھیتی کے اس حصہ کی پیداوار جس پر پانی خود پہنچ جائے۔ مالک زمین کی ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاختصموا فی بعض ذلک فنهاهم ان یکروا بذلک و قال اکروا بالذهب والفضة۔ (احمد' نسائی)

اس پر لوگوں کے جھگڑے ہوئے اور ان کے مقدمات رسول کریم ﷺ کے پاس آئے۔ تب آپ نے ایسی شرطوں پر زمین دینے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی کی شکل میں کرایہ طے کرو۔"

دوسری روایت میں فرماتے ہیں:-

④ کنا نکری الارض بما علی السواقی من الزرع و ما سعد بالماء منها فنهانا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذلک و امرنا ان نکریها بالذهب او فضة۔ (ابو داؤد)

"ہم لوگ زمینیں اس شرط پر زراعت کے لئے دیتے تھے کہ کھیتی کا جو حصہ نالیوں کے کناروں پر ہے' اور جس پر پانی خود پہنچ جائے' اس کی پیداوار مالک کی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایسا معاملہ طے کرنے سے ہم کو روک دیا اور حکم دیا کہ سونے اور چاندی کی شکل میں کرایہ طے کریں۔"

ابن عباسؓ کی توضیحات:

تابعین میں جو فقہاء سب سے زیادہ مشہور ہیں ان میں سے ایک حضرت طاؤس ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو معلومات حاصل کی ہیں' وہ اس مسئلے پر باقی ماندہ پردے بھی اٹھا دیتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

⑤ لما سمع اکثار الناس فی کراء الارض قال سبحان اللّٰه انما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه الا منحها احدکم اخاه (ای قاله تحریضًا للناس علی الاحسان) و لم ینه عن کرائها۔ (ابن ماجه)

"ابن عباسؓ نے جب کرایہ زمین کے بارے میں سنا کہ لوگوں میں بہت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ' رسول اللہ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی زمین اپنے بھائی کو مفت کیوں نہیں دے دیتا (یعنی آپ لوگوں کو احسان کی ترغیب دینا چاہتے تھے) آپ ﷺ نے کرایہ پر دینے سے منع نہیں فرمایا تھا۔"

دوسری مفصل روایت میں یہ ہے کہ طاؤس اپنی زمینیں بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ اس پر مجاہد نے ان سے کہا کہ چلو رافع بن خدیج کے بیٹے کے پاس چلیں' وہ اپنے والد سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ مگر طاؤس نے ان کو ڈانٹ دیا اور کہا خدا کی قسم' اگر مجھے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے تو میں اسے ہرگز نہ کرتا۔ لیکن جو شخص رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ یعنی ابن عباسؓ اس نے مجھ سے کہا کہ:

⑥ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لان یمنح الرجل اخاه ارضه خیرله من ان یأخذ

"رسول اللہ ﷺ نے دراصل یہ منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو' یونہی زمین دے دے تو یہ اس سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیها خرجا معلومًا۔

بہتر ہے کہ وہ اس پر ایک مقرر لگان لے۔" (مسلم)

دوسری روایت میں ابن عباسؓ کے الفاظ یہ ہیں:

⑦ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم ینہ عنها' انما قال یمنح احدکم اخاہ خیر له من ان یأخذ علیها خرجًا معلومًا۔

"نبی ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تھا۔ آپ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو یونہی زمین دے دے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اس پر ایک مقرر لگان وصول کرے۔"

ایک اور روایت میں ابن عباسؓ کے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

⑧ لم یحرم المزارعة و لکن امر ان یرفق بعضهم ببعض۔

"حضور ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت کا برتاؤ کریں۔" (بخاری' مسلم' ابوداؤد' نسائی' ترمذی)

تحقیق مسئلہ: ان تمام شہادتوں اور عقلی و نقلی دلائل پر ایک جامع نگاہ ڈالنے سے مسئلے کی جو حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے وہ یہ ہے:

- اسلام اس تخیل سے قطعی ناآشنا ہے کہ زرعی جائداد کی ملکیت دوسری اقسام کی املاک اور جائدادوں سے الگ کوئی نوعیت رکھتی ہے جس کی بنا پر ان سب کے برعکس اس کی جائز ملکیت کے لئے کسی رقبے کے لحاظ سے کوئی حد مقرر کر دی جائے۔ یا یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ ہر شخص اور خاندان کے قبضے میں صرف اتنی ہی زمین رہنی چاہئے جس میں وہ خود کاشت کر سکے یا خود کاشتی سے زائد ملکیت کا حق دینے کے بعد دوسری ایسی پابندیاں لگا دی جائیں جن کی وجہ سے یہ حق بے معنی ہو کر رہ جائے۔ ایسی حد بندیوں کے لیے فی الحقیقت کتاب و سنت میں کوئی اصل موجود نہیں ہے۔
- جو شخص خود کاشت نہ کرے' یا نہ کر سکتا ہو۔ یا خود کاشتی کی حد سے زائد زمین رکھتا ہو۔ اس کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ اپنی زمین دوسرے لوگوں کو زراعت کے لئے دے اور پیداوار میں تہائی یا چوتھائی یا نصف' جس پر بھی فریقین میں معاہدہ ہو۔ اپنا حصہ مقرر کر لے۔ جس طرح تجارت اور صنعت اور دوسرے کاروباری معاملات میں مضاربت جائز ہے۔ بالکل اسی طرح زراعت میں مزارعت بھی جائز ہے۔
- لیکن مضاربت کی طرح مزارعت بھی صرف اپنی سادہ صورت ہی میں جائز ہے' یعنی یہ کہ مالک زمین اور کاشت کار کے درمیان حصے کا تعین سیدھے سیدھے طریقہ سے اس طرح ہو کہ زمین میں جتنی پیداوار بھی ہو گی وہ اس تناسب سے فریقین میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ایسی کوئی شرط لگانا جس سے ایک فریق کا حصہ متعین اور دوسرے کا مشتبہ ہو' یا جس میں کسی ایک کا یا دونوں کا حصہ محض بخت و اتفاق پر منحصر ہو جائے۔ پورے معاملہ کو ناجائز کر دیتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے' کیونکہ اس طرح کی شرطیں مزارعت میں سود خواری اور قمار بازی کی خصوصیات پیدا کر دیتی ہیں۔

○ رہا نقد لگان' تو اگر وہ کرایۂ زمین کی نوعیت رکھتا ہو تو جائز ہے' لیکن اگر پیداوار کا تخمینہ کر کے مالک زمین اس میں اپنا حصہ پیشگی ایک مخصوص رقم کی شکل میں وصول یا معین کر لے تو اصولاً اس میں اور سود خواری میں کوئی فرق نہیں۔ کرایہ میں لحاظ صرف اس امر کا ہونا چاہیے کہ مالک اپنی چیز کو کرایہ دار کے لیے مہیا کرنے اور مہیا رکھنے کا' اور اس نقصان کا جو کرایہ دار کے استعمال سے اس کی چیز کو پہنچتا ہے' معاوضہ طلب کرے وہ چیز خواہ مکان ہو' یا فرنیچر' یا سواری یا زمین' بہرحال اس پہلو سے اس کا معاوضہ یقیناً لیا جا سکتا ہے' اور زیادہ نقصان دہ یا کم نقصان دہ استعمال کے لحاظ سے اس معاوضہ میں کمی و بیشی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر چیز کا مالک معاوضہ کا تعین اسی لحاظ سے کرے کہ کرایہ دار میری چیز کو جس معاشی کاروبار میں استعمال کر رہا ہے اس میں اندازاً اس کو اتنا نفع ہو گا' لہٰذا اس میں سے مجھے اتنا معاوضہ لازماً ملنا چاہیے' تو یہ پورا معاوضہ قطعی سود ہو جائے گا۔ خواہ وہ اس طریقے پر مکان کے معاملہ میں طے کیا جائے یا سواری کے معاملہ میں' یا زمین کے معاملہ میں۔ کرایہ دار کے منافع میں حصہ لینے کی نیت جو شخص رکھتا ہو' اسے سیدھی طرح مضاربت کرنی چاہیے اگر وہ تجارت و صنعت کے نفع میں شریک ہونا چاہتا ہے یا مزارعت کرنی چاہیے اگر وہ زراعت کے نفع میں حصہ بٹانا چاہتا ہے۔ لیکن ایک فریق کا حصہ ایک مخصوص رقم کی شکل میں معین ہو اور دوسرے کا حصہ مشتبہ اور بخت و اتفاق پر منحصر رہے۔ یہ نہ تجارت و صنعت میں جائز ہے اور نہ زراعت میں۔

فقہاء کے مذاہب:

آخر میں ایک نظر یہ بھی دیکھ لیجیے کہ اس مسئلے میں فقہائے اسلام کے مختلف مذاہب کا فتویٰ کیا ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ اپنی کتاب نیل الاوطار میں لکھتے ہیں:

"حازمی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ' سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ' محمد بن سیرین' عمر بن عبدالعزیز' ابن ابی لیلیٰ' ابن شہاب زہری اور حنفیہ میں سے قاضی ابو یوسف' اور محمد بن حسن کہتے ہیں کہ کھیت کی پیداوار اور باغ کے ثمرے' دونوں کی بٹائی پر مالک زمین اور کاشتکار کے درمیان اور مالک باغ اور باغبان کے درمیان معاملہ ہو سکتا ہے۔ ○ یہ دونوں معاملے ایک ساتھ بھی ہو سکتے ہیں جس طرح خیبر میں کیے گئے تھے کہ ایک ہی گروہ سے باغوں کی رکھوالی اور زمینوں کی کاشت کا معاملہ یکجا طے ہوا تھا۔ اور الگ الگ بھی ہو سکتے ہیں۔ جن احادیث میں مزارعت کی نہی وارد ہوئی ہے ان کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ وہ دراصل تنزیہ پر مبنی ہیں'

○ ان بزرگوں کے علاوہ صحابہ میں سے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سعد بن ابی وقاص۔ زبیر بن العوام' اسامہ بن زیدؓ' معاذ بن جبلؓ ابن عمرؓ' خباب بن ارت' اور ابن عباسؓ سے اور فقہاء میں طاؤس' اوزاعی اور ثوری سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔ ان میں سے اکثر کے دعوے ہماری پچھلی نقل کردہ روایات میں گذر چکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے مراد وہ صورت ہے جب کہ مالک زمین نے زمین کے کسی خاص حصہ کی پیداوار اپنے لئے مخصوص کی ہو۔

اور طاؤس اور ایک قلیل گروہ کہتا ہے کہ زمین کا کرایہ مطلقاً ناجائز ہے خواہ وہ زمین کی پیداوار کے ایک حصے کی شکل میں ہو' یا سونے اور چاندی کی شکل میں' یا کسی اور صورت میں۔ ○ اسی رائے کی طرف ابن حزم گئے ہیں اور انہوں نے بڑے زور سے اس کی تائید کی ہے۔ اور اپنی حجت میں ان احادیث سے استدلال کیا ہے جو اس کی مطلقاً ممانعت کرتی ہیں۔ ○

اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ (یعنی فقہائے امامیہ اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ زمین کا کرایہ ان تمام شکلوں میں طے کرنا جائز ہے جو اشیاء کی خرید و فروخت کے لیے قیمت کا کام دے سکتی ہیں' خواہ وہ سونا ہو' چاندی ہو' استعمالی سامان ہو' یا غلہ ہو۔ لیکن یہ کرایہ خود اس زمین کی پیداوار کے ایک حصہ کی صورت میں طے نہیں کیا جا سکتا جو کرایہ پر دی جا رہی ہو۔ ابن المنذر کہتا ہے کہ سونے اور چاندی کی شکل میں زمین کا کرایہ طے کرنے کے جواز پر تو تمام صحابہ متفق ہیں۔ اور ابن بطال کہتا ہے کہ تمام فقہاء امصار بھی اس کے جواز پر متفق ہیں۔ لیکن پیداوار کی بٹائی کے ناجائز ہونے پر مذکورہ بالا اصحاب ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں' جو اس کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں۔ اور خیبر کے معاملہ کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ خیبر تو بزور شمشیر فتح ہوا تھا اور اس کے باشندے آنحضرت ﷺ کے غلام بن چکے تھے' اس لئے اس کی پیداوار میں سے جو کچھ بھی آپ نے لیا وہ بھی آپ ہی کا تھا اور جو کچھ چھوڑ دیا وہ بھی آپ ہی کا تھا۔ حازمی کہتا ہے کہ یہ مذہب عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور رافع بن خدیج اور اسیدؓ بن حضیرؓ اور ابو ہریرہؓ اور نافعؒ سے مروی ہے۔ ○ اور اسی کی طرف مالکؒ اور شافعیؒ اور کوفیوں میں سے ابو حنیفہؒ گئے ہیں۔

امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ غلے اور ثمرے کے سوا ہر دوسری صورت میں زمین کا کرایہ طے کرنا جائز ہے۔ غلے اور ثمرے کی شکل میں کرایہ لینے سے وہ اس لئے منع کرتے ہیں کہ یہ معاملہ غلے سے غلے کی بیع نہ بن

○ تعجب ہے کہ طاؤس کی طرف مزارعت کے عدم جواز کا مسلک یہاں کیسے منسوب کر دیا گیا۔ طاؤس کا مذہب تو یہ تھا کہ وہ بٹائی کو جائز اور نقد لگان کو ناجائز کہتے تھے۔ نیل الاوطار جلد ۵ ص ۲۴۶۔

○ ابن حزم کی طرف بھی اس مذہب کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ محلی میں ابن حزم خود لکھتے ہیں: ”زمین کو نصف' ثلث یا ربع پیداوار کے بدلے بٹائی پر دینا حدیث خیبر سے ثابت ہے۔ یہ آپ کا آخری عمل تھا جو وفات تک جاری رہا اور آپ ﷺ کے بعد ابوبکرؓ' عمرؓ اور تمام صحابہؓ نے اس پر عمل درآمد کیا۔ لہٰذا یہ آپ کا آخری فعل ان تمام احادیث کے اس حصے کا ناسخ ہو گا جن میں مزارعت کی مطلقاً ممانعت آئی ہے۔ باقی رہا انہی روایات کا وہ حصہ جس میں زمین کو نقد لگان پر دینے سے منع کیا گیا ہے' تو یہ ممانعت علیٰ حالہ قائم رہے گی' کیونکہ ان کا ناسخ کوئی عمل یا حکم نہیں ملتا۔ (المحلی ج ۸ ص ۲۱۴)

○ ان میں سے اکثر بزرگوں کی طرف اس مذہب کی نسبت صحیح نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے اور ان کے نزدیک ممانعت کے احکام کا اصل منشا یہی ہے۔ فتح الباری کے مصنف نے ان کا مذہب اسی طرح نقل کیا ہے۔ مگر ابن المنذر کہتا ہے کہ امام مالک کے قول کا مطلب یہ لینا چاہئے کہ اگر کرایہ اس غلے میں سے طے ہو جو کرایہ پر دی جانے والی زمین سے پیدا ہو گا' تو یہ ناجائز ہے' رہی یہ صورت کہ کرایہ پر لینے والا شخص ایک مقرر مقدار غلہ ادا کرنے کا ذمہ لے یا موجودہ غلہ میں سے ادا کر دے تو اس کے جواز میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خود زمین ہی کی پیداوار میں سے ایک حصہ کرایہ کے طور پر مقرر کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ تخم مالک زمین کا ہو۔ امام احمدؒ کا یہ مذہب حازمی نے نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۲۳۲)

حال میں الفقہ علی المذاهب الاربعة کے نام سے ایک نفیس کتاب مصر سے شائع ہوئی ہے' جس میں اسلامی فقہ کے چاروں مذاہب کے احکام نہایت عمدہ ترتیب اور تفصیل کے ساتھ ان کی اصل کتابوں سے لے کر درج کئے گئے ہیں۔ اس کی تیسری جلد کے آغاز میں مزارعت کے مسئلے پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اس کا ایک ضروری خلاصہ درج کرتے ہیں تاکہ ہر شخص خود دیکھ لے کہ اس مسئلے میں فقہائے اسلام کے مختلف مذاہب کا فتویٰ کیا ہے؟

مذہب حنفی کی تفصیل:

"مزارعت" (یعنی بٹائی) دراصل مالک زمین اور عامل (کاشتکار) کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے جس کی رو سے یا تو عامل زمین کو اجرت پر لیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کی زمین میں کام کرے گا اور پیداوار کا ایک حصہ اپنے کام کی اجرت میں پائے گا۔ اس نوعیت کا معاملہ حنفیہ میں مختلف فیہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اور مذہب حنفی میں فتویٰ انہی دونوں بزرگوں کے قول پر ہے نہ کہ امام ابوحنیفہ کے قول پر۔ لیکن خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مزارعت کو مطلقاً ناجائز نہیں فرماتے' بلکہ ان کے نزدیک اگر مالک زمین صرف زمین ہی دے کر الگ نہ ہو جائے بلکہ تخم اور ہل بیل وغیرہ میں بھی عامل کے ساتھ شریک ہو تو اس صورت میں پیداوار کی بٹائی پر معاملہ کرنا جائز ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک (جس پر مذہب حنفی میں فتویٰ ہے) مزارعت کی جائز صورتیں یہ ہیں:

(۱) یہ کہ زمین ایک کی ہو اور تخم' آلات زراعت' اور عمل دوسرے کا ہو اور فریقین میں یہ قرار داد ہو جائے کہ زمین کا مالک پیداوار کا اتنا حصہ (مثلاً آدھا' تہائی یا چوتھائی) لے گا۔

(۲) یہ کہ زمین اور تخم اور آلات زراعت سب کچھ مالک کا ہو اور صرف عمل دوسرے شخص کا ہو اور پھر یہ طے ہو جائے کہ عامل کو پیداوار میں سے اتنا حصہ ملے گا۔

(۳) یہ کہ زمین اور تخم مالک دے اور آلات زراعت اور عمل دوسرے کا ہو' اور پھر بٹائی میں دونوں کے حصے کا تناسب طے ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) یہ کہ زمین بھی دونوں کی ہو، تخم بھی دونوں لائیں، آلات اور عمل میں بھی دونوں شریک ہوں، اور پھر آپس میں حصے مقرر کر لیں۔

اور اس معاملہ کی ناجائز صورتیں یہ ہیں:

(۱) یہ کہ زمین دونوں فریقوں کی ہو، اور ایک فریق زمین کے ساتھ صرف بیج دے اور دوسرا فریق زمین کے ساتھ صرف ہل بیل دے۔ (بعض علماء نے اس صورت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اگر کسی علاقے میں اس طریقے کا رواج عام ہو)

(۲) یہ کہ ایک کی زمین ہو، دوسرے کا تخم ہو، تیسرے کے ہل بیل ہوں اور چوتھے کا عمل ہو۔ یا ہل بیل اور عمل تیسرے کا ہو۔

(۳) یہ کہ تخم اور ہل بیل ایک کا ہو اور عمل اور زمین دوسرے کی ہو۔

(۴) یہ کہ زمین ایک کی ہو، اور تخم میں دونوں شریک ہوں، اور عمل کے بارے میں یہ شرط ہو کہ وہ مالک زمین کے سوا کوئی اور کرے گا۔

(۵) یہ کہ کسی ایک فریق کا حصہ مقدار کی شکل میں (مثلاً ۵۰ من یا ۱۰۰ من) معین کیا جائے، یا وہ بٹائی کے حصے کے علاوہ ایک خاص مقدار غلہ زائد لے، یا اس زمین کی پیداوار کے علاوہ کوئی اور جنس باہر سے فراہم کر کے دینے کی ذمہ داری کسی فریق پر ڈالی جائے۔

مذہب حنبلی:

حنابلہ کا مذہب اس معاملہ میں تقریباً وہی ہے جو امام یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ تخم مالک زمین مہیا کرے۔

لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں مذہب حنبلی کے علماء نے اس شرط میں کچھ ترمیم کر دی۔ چنانچہ آگے چل کر جہاں الفقہ علی المذاہب الاربعۃ کا مصنف مذہب حنبلی کے تفصیلی احکام بیان کرتا ہے وہاں وہ کہتا ہے۔

"صحیح یہ ہے کہ تخم کا مالک زمین کی طرف سے ہونا شرط نہیں ہے دراصل شرط یہ ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک کچھ راس المال دے۔ پس یہ صورت بھی صحیح ہے کہ ایک شخص صرف زمین دے اور دوسرا شخص تخم اور عمل اور آلات زراعت کے ساتھ شریک ہو۔ اور یہ بھی درست ہے کہ تخم یا ہل بیل یا دونوں مالک زمین کے ذمہ ہوں اور دوسرے کے ذمہ عمل اور تخم یا عمل اور ہل بیل ہوں۔" (ص ۲۱)

مذہب مالکی:

مالکیہ کے نزدیک مزارعت کی یہ صورت جائز نہیں ہے کہ ایک شخص زمین دے اور دوسرا تخم اور عمل اور آلات کے ساتھ شریک ہو، اور پیداوار کو دونوں فریق کسی طے شدہ تناسب کے مطابق آپس میں بانٹ لیں۔ اس کے بجائے مزارعت کی جو شکل وہ تجویز کرتے ہیں وہ یہ ہے، کہ زمین، عمل، اور آلات زراعت میں سے ہر ایک کی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیمت، روپے یا اموال تجارت (باستثناء غلہ) کے حساب سے مشخص کی جائے۔ مثلاً یہ کہ زمین کو اتنی مدت تک استعمال کرنے کی قیمت پچاس روپے یا اتنے گز کپڑا ہے۔ اور اس مدت کے دوران میں جو زراعت کا عمل اس پر کیا جائے گا اس کی قیمت اتنے روپے یا اتنا کپڑا ہے اور اس مدت میں آلات زراعت جن سے کام لیا جائے گا، ان کے استعمال کی قیمت اس قدر ہے۔ پھر جو فریق ان میں سے جس جس چیز کے ساتھ شریک ہو گا اس کے متعلق یہ قرار دیا جائے گا کہ وہ گویا اتنے سرمایہ کے ساتھ اس مشترک کاروبار میں حصہ دار بن رہا ہے۔ مگر تخم لازماً دونوں فریق برابر لائیں گے۔ اور جو کچھ منافع اس مشترک کاروبار سے حاصل ہو گا وہ اس سرمایہ کی نسبت سے فریقین کے درمیان تقسیم ہو جائے گا، جس کے ساتھ وہ شریک ہوئے ہیں۔

مذہب شافعی:

شافعیہ کے نزدیک بٹائی کی تمام صورتیں ناجائز ہیں۔ خواہ بیج اور زمین مالک دے، یا بیج اور عمل کاشت کا ہو۔ ان کا خیال یہ ہے کہ زمین کی اجرت خود اسی زمین کی پیداوار میں سے مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں کاشتکار یہ جانے بغیر عمل کرتا ہے کہ اس کے حصے میں کتنا غلہ آئے گا، اس لئے یہ دھوکے کا سودا ہے اس کے بجائے صحیح صورت یہ ہے کہ یا تو مالک زمین کاشتکار کی خدمات ایک مقرر اجرت پر حاصل کرے اور کھیتی مالک کی ہو۔ یا پھر کاشتکار ایک مقرر اجرت پر مالک سے زمین لے لے اور کھیتی کاشتکار کی ہو۔ یہ صاف صاف معاملہ کرنے کے بجائے ایسا معاملہ کیوں کیا جائے جس میں فریقین کو کچھ معلوم نہ ہو کہ ان کے حصے میں کتنا کچھ غلہ آئے گا؟ شافعیہ کا کہنا ہے کہ احادیث میں مخابرۃ اور مزارعت کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے اس کا مطلب یہی ہے۔

لیکن شافعیہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ ایک شخص اپنا باغ دوسرے کو رکھوالی کے لیے دے اور اس کے عمل کی اجرت مقرر کرنے کے بجائے ثمرے میں اس کا حصہ طے کرے۔ نیز ان کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ اگر باغ میں کچھ زمین زراعت کے لیے فارغ ہو تو اسی باغبان کو اس میں زراعت کی بھی اجازت دے دی جائے اور باغ کا مالک اس کی پیداوار میں سے اپنا حصہ بٹائی کے طریقے پر طے کرے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ یہ مزارعت بجائے خود ایک مستقل معاملہ کے طور پر نہ ہو بلکہ اسی باغبانی کے معاملہ میں شامل اور اس کی تابع ہو، اور اسی شخص کے ساتھ طے ہو جس سے باغبانی کا معاملہ کیا گیا ہے۔

ان تفصیلات پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات صاف صاف ظاہر جاتی ہے کہ فرقۂ ظاہریہ کی ایک ذرا سی جماعت کو چھوڑ کر پوری امت کے ماہرین قانون میں سے کسی کا بھی یہ مسلک نہیں ہے کہ زرعی جائداد کی ملکیت کو صرف خود کاشتی کی حد تک محدود ہونا چاہیے۔ یا یہ کہ خود کاشتی کی حد سے زائد جتنی زمین آدمی کے پاس ہو مفت دینے یا ڈال رکھنے کے سوا کوئی تیسری صورت اس کے استعمال کی شریعت میں نہیں ہے۔ زائد زمین کی کاشت دوسروں سے کرانے کی کیا صورت جائز ہے اور کیا ناجائز۔ اس میں تو ضرور مختلف مذاہب کے درمیان اختلاف ہے، مگر فقہ کے ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مذہب میں کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور جائز ہے جس سے ایک آدمی اپنی زمین کی کاشت دوسرے سے کرا سکتا ہے۔ (مسئلہ ملکیت زمین ۵۴ تا ۱۰۱)

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: نَا زُهَيْرٌ، قَالَ: نَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيْبُ مِنَ الْقِصْرِيِّ وَ مِنْ كَذَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ فَلْيُحْرِثْهَا اَخَاهُ وَ اِلَّا فَلْيَدَعْهَا۔

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا بِشْرٌ المعنى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِي الْوَلِيْدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، اَنَا وَاللّٰهِ اَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْهُ اِنَّمَا اَتَاهُ رَجُلَانِ، قَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْاَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَ قَدِ اقْتَتَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْ كَانَ هٰذَا شَانُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ زَادَ مُسَدَّدٌ فَسَمِعَ قَوْلَهٗ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ۔

(۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ لَبِيْبَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ الْمَزَارِعِ يُكْرُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُوْنُ عَلَى السَّاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ، فَجَآءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَصَمُوْا فِيْ بَعْضِ ذَالِكَ، فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْرُوْا بِذَالِكَ وَ قَالَ: اَكْرُوْا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔

(۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَبِيْبَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا نُكْرِى الْاَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ، وَ مَا سَعِدَ بِالْمَاءِ مِنْهَا، فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِكَ، وَ اَمَرَنَا اَنْ نُكْرِيَهَا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔

(۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، اَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ اِكْثَارَ النَّاسِ فِيْ كِرَاءِ الْاَرْضِ۔ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا مَنَحَهَا اَحَدُكُمْ اَخَاهُ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كِرَائِهَا۔

(۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: اَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو اَنَّ مُجَاهِدًا، قَالَ لِطَاوُسٍ: انْطَلِقْ بِنَا اِلَى ابْنِ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَانْتَهَرَهٗ قَالَ: اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهٗ، وَ لٰكِنْ حَدَّثَنِيْ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْهُمْ يعنى ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاَنْ يَمْنَحَ الرَّجُلُ اَخَاهُ اَرْضَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُوْمًا۔

www.KitaboSunnat.com

⑦ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ' قَالَ: نا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو' وَ ابْنِ كَاوُسٍ' عَنْ طَاوُسٍ' اَنَّهُ كَانَ يُخَابِرُ' قَالَ عَمْرٌو: فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لَوْ تَرَكْتَ هٰذِهِ الْمُخَابَرَةَ' فَاِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ فَقَالَ: اَیْ عَمْرُو! اَخْبَرَنِیْ اَعْلَمُهُمْ بِذَالِكَ يعنى ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا' اِنَّمَا قَالَ: يَمْنَحُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُوْمًا.

⑧ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ' ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى الشَّيْبَانِيُّ' ثَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ شُعْبَةَ' عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ' عَنْ طَاوُسٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمِ الْمُزَارَعَةَ وَ لٰكِنْ اَمَرَ اَنْ يَّرْفُقَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ۔
(هذا حديث حسن صحيح)

مآخذ:

① ○ مسلم ج ۲ ص ۱۱۔ کتاب البیوع باب کراء الارض ❁ مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۲۔ عن جابر بن عبداللّٰہ۔ ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۰-۱۳۱۔ کتاب المزارعۃ باب بیان المنھی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔ الخ۔

② ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۵۷۔ کتاب البیوع' باب فی المزارعۃ ❁ ابن ماجہ کتاب الرھون' باب مایکرہ من المزارعۃ ○ نسائی ج ۷ ص ۵۰۔ کتاب المزارعۃ باب ذکر الاحادیث المختلفۃ فی النھی عن کراء الارض بالثلث والربع۔الخ۔ ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۴۔ کتاب المزارعۃ باب من اباح المزارعۃ بجزء معلوم مشاع۔الخ۔

③ ○ نسائی ج ۷ ص ۴۱۔ کتاب المزارعۃ' باب ذکر الاحادیث المختلفۃ فی النھی عن کراء الارض بالثلث والربع۔الخ۔

④ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۵۸۔ کتاب البیوع' باب فی المزارعۃ ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۳۔ کتاب المزارعۃ۔ باب بیان المنھی عنہ و انہ مقصور علی کراء الارض۔الخ۔

⑤ ○ ابن ماجہ کتاب الرھون باب ۹ الرخصۃ فی کراء الارض البیضاء بالذھب والفضۃ۔ ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۴۔ کتاب المزارعۃ باب من اباح المزارعۃ بجزء معلوم مشاع۔ الخ۔

⑥ ○ مسلم ج ۲ ص ۱۴۔ کتاب البیوع' باب کراء الارض ○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۳۔ کتاب الحرث والمزارعۃ و ماجاء فیہ باب..... ○ ابن ماجہ کتاب الرھون' باب ۹ الرخصۃ فی کراء الارض البیضاء بالذھب والفضۃ۔ (مختصر ہے) ○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۴-۱۳۳ کتاب المزارعۃ۔ باب من اباح المزارعۃ بجزء معلوم مشاع۔الخ

⑦ ○ مسلم ج ۲ ص ۱۴۔ کتاب البیوع' باب کراء الارض ○ بخاری ج ۱ ص ۳۱۵-۳۱۳ کتاب الحرث والمزارعۃ و ماجاء فیہ باب --- بخاری میں علیہ ہے یعنی یاخذ علیھا کی جگہ۔ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۵۷۔ کتاب البیوع باب فی المزارعۃ۔ ابوداؤد نے ان یاخذ علیھا ہی روایت کیا ہے۔ ○ نسائی ج ۷ ص ۳۶۔ کتاب المزارعۃ باب ذکر الاحادیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المختلفة فی النہی عن کراء الارض بالثلث والربع۔ الخ۔ ○ ابن ماجہ کتاب الرہون باب ۹، الرخصۃ فی کراء الارض البیضاء بالذہب والفضۃ۔ ○ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۱۳۲-۱۳۳۔ کتاب المزارعۃ۔ باب من اباح المزارعۃ بجزء معلوم۔ الخ۔

(۸) ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۸۔ ابواب الاحکام باب۔ ○ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۱۳۲۔ کتاب المزارعۃ۔ باب من اباح المزارعۃ بجزء معلوم مشاع۔ الخ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیع سلم کی شرائط

تشریح : اسلام میں پیشگی سودے کی صرف ایک شکل جائز ہے اور اس کا نام بیع سلم ہے۔ بیع سلم میں چند شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔

① جس چیز کی خرید و فروخت ہو رہی ہو اس کا نام اور اس کی جنس کی نوعیت بالکل متعین ہونی چاہئے اور اس کا نمونہ بازار میں دستیاب ہونا چاہئے۔

② لینے اور دینے والے کا تعین ہونا چاہئے۔

③ شے کی مقدار' قیمت' اور شرح متعین ہونی چاہئے۔

④ اس وقت کا بھی تعین ہونا ضروری ہے جس وقت بائع مشتری کے سپرد مال کرے گا۔

⑤ پیشگی سودا کرتے وقت ساری قیمت کا ادا ہو جانا بھی لازمی ہے۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو گی تو یہ بیع فاسد قرار پائے گی۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۱۵۳)

تخریج :

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ' اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ' اَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِيْحٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ' عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَ هُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ' فَفِیْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَ وَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ۔

مآخذ :

٭ بخاری ج ۱ ص ۲۹۹۔ کتاب السلم' باب السلم فی وزن معلوم بخاری کی ایک روایت میں سنتین کے بجائے عام و العامین او قال عامین اور ثلاثة کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ ٭ مسلم ج ۲ ص ۳۱۔ کتاب المساقاة و المزارعة باب السلم۔ عن ابن عباس ٭ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۷۵۔ کتاب البیوع' باب فی السلف۔ عن ابن عباس ٭ ترمذی ج ۱ ص ۲۴۵۔ ابواب البیوع' باب ماجاء فی السلف فی الطعام والتمر۔ حدیث ابن عباس حدیث حسن صحیح۔ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و غیر ھم اجازوا السلف فی الطعام والثیاب و غیر ذلک مما یعرف حدہ و صفتة ٭ نسائی ج ۷ ص ۲۹۰۔ کتاب البیوع باب السلف فی الثمار۔ عن ابن عباس۔ ٭ ابن ماجه کتاب التجارات' باب ۵۹ السلف فی کیل معلوم و وزن معلوم الی اجل معلوم ٭ السنن الکبری للبیھقی ج ۶ ص ۱۸۔ کتاب البیوع' باب جواز السلف المضمون بالصفة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری عطایا کی ملکیت کا مسئلہ

ابیض بن حمال مآزنی کو نبی ﷺ نے مآرب میں ایک ایسی زمین دے دی جس سے نمک نکلتا تھا بعد میں جب لوگوں نے حضور ﷺ کو توجہ دلائی کہ وہ تو نمک کی بڑی کان ہے تو آپ ﷺ نے اسے اجتماعی مفاد کے خلاف پاکر اپنا عطیہ منسوخ فرمادیا۔

تشریح: حکومت کی عطا کردہ جاگیروں پر جاگیر داروں کے حقوق ملکیت اس طرح قائم نہیں ہو جاتے جس طرح کسی شخص کو اپنی زر خرید املاک یا موروثی ملکیتوں پر حاصل ہوتے ہیں۔ جاگیروں کے معاملے میں حکومت کو ہر وقت نظر ثانی کرنے کا حق حاصل ہے اور کسی عطیہ کو نامناسب پاکر حکومت منسوخ بھی کر سکتی ہے اور اس میں ترمیم بھی کر سکتی ہے۔ اس کی کئی نظیریں احادیث و آثار میں موجود ہیں۔

سرکاری عطایا پر نظر ثانی:

اس (حدیث) سے صرف یہی بات معلوم نہیں ہوتی کہ سرکاری عطایا پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو حد اعتدال سے زیادہ دے دینا اجتماعی مفاد کے خلاف ہے' اور اگر ایسا عطیہ دیا جاچکا ہو تو اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ یہی بات اس روایت سے معلوم ہوتی ہے جس میں ذکر آتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک زمین کے عطیہ کا فرمان لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اس پر فلاں فلاں اصحاب کی شہادت ثبت کرالو جن میں سے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب حضرت طلحہؓ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو آپ نے اس پر اپنی مہر لگانے سے انکار کر دیا اور کہا أھذا کلہ لک دون الناس؟ کیا اتنی ساری زمین دوسروں کو چھوڑ کر تنہا تم ایک کو دے دی جائے۔ (ملاحظہ ہو کتاب الاموال لابی عبید ص ۲۷۶-۲۷۵)

رہا حضرت زبیر کا معاملہ تو جس وقت حضور ﷺ نے وہ زمین ان کو دی ہے اس وقت بے حساب زمینیں غیر آباد پڑی تھیں۔ اور حضور ﷺ کے سامنے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ کسی طرح ان کو آباد کیا جائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس زمانہ میں بکثرت لوگوں کو افتادہ اراضی کے بڑے بڑے رقبے عطا فرمائے تھے۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۳۰۰-۳۰۱)

تخریج:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ' اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ قَيْسٍ الْمَأْرِبِيَّ حَدَّثَهُمْ' اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شُرَاحِيلَ' عَنْ سُمَيِّ بْنِ قَيْسٍ' عَنْ شُمَيْرٍ' قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: ابْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبْدِالْمَدَانِ عَنْ اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ، اَنَّهٗ وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ، قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ الَّذِیْ بِمَأْرِبَ، فَقَطَعَهٗ، فَلَمَّا اَنْ وَلّٰى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: اَتَدْرِیْ مَا قَطَعْتَ لَهٗ؟ اِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَانْتَزَعَ مِنْهُ، قَالَ: وَسَاَلَهٗ عَمَّا يُحْمٰى مِنَ الْاَرَاكِ، قَالَ: مَالَمْ تَنَلْهُ خِفَافٌ، وَ قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ: اَخْفَافُ الْاِبِلِ۔

ماخذ:

✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۵- کتاب الخراج والامارة والفئی ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶- ابواب الاحکام، باب ماجاء فی القطائع ✿ دارقطنی ج ۴ ص ۲۲۱- کتاب فی الاقضیة والاحکام و غیر ذالک ✿ ابن ماجه کتاب الرهون باب ۱۷ اقطاع الانهار والعیون ترمذی ابن ماجہ وغیرہ میں قال رجل من المجلس کی جگہ اقرع بن جالس کا نام ذکر کیا ہے ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۸۱- کتاب البیوع باب فی القطائع عن ابیض بن حمال ✿ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۶ ص ۱۴۹- کتاب احیاء الموات باب ما لایجوز اقطاعه من المعادن الظاهرة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

زکوٰۃ

اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ کی حیثیت

مسلمانوں کو جو تعلیم دی گئی وہ یہ تھی کہ آدمی اپنی کمائی کو صرف اپنے لئے مخصوص نہ رکھے بلکہ اپنی ضروریات اعتدال کے ساتھ پوری کرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں' اپنے ہمسایوں اور دوسرے حاجت مند لوگوں کے حقوق بھی ادا کرے- اجتماعی زندگی میں تعاون' ہمدردی اور حق شناسی و حق رسانی کی روح جاری و ساری ہو ہر رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کا معاون' اور ہر مستطیع انسان اپنے پاس کے محتاج انسان کا مددگار ہو- ایک مسافر جس بستی میں بھی جائے' اپنے آپ کو مہمان نواز لوگوں کے درمیان پائے- معاشرے میں حق کا تصور اتنا وسیع ہو کہ ہر شخص ان سب انسانوں کے حقوق اپنی ذات پر اور اپنے مال پر محسوس کرے جن کے درمیان وہ رہتا ہو ان کی خدمت کرے تو یہ سمجھتے ہوئے کرے کہ ان کا حق ادا کر رہا ہے' نہ یہ کہ احسان کا بوجھ ان پر لاد رہا ہے- اگر کسی کی خدمت سے معذور ہو تو اس سے معافی مانگے اور خدا سے فضل طلب کرے تاکہ وہ بندگان خدا کی خدمت کرنے کے قابل ہو-

مندرجہ بالا انفرادی اخلاق کی تعلیم آگے چل کر مدینہ طیبہ کے معاشرے اور ریاست میں انہی کی بنیاد پر صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے احکام دیئے گئے' وصیت اور وراثت اور وقف کے طریقے مقرر کئے گئے' یتیموں کے حقوق کی حفاظت کا انتظام کیا گیا- ہر بستی پر مسافر کا یہ حق قائم کیا گیا کہ کم از کم تین دن تک اس کی ضیافت کی جائے' اور پھر اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کا اخلاقی نظام عملاً ایسا بنایا گیا کہ پورے اجتماعی ماحول میں فیاضی' ہمدردی اور تعاون کی روح جاری و ساری ہو گئی' حتیٰ کہ لوگ آپ ہی آپ قانونی حقوق کے ماسوا ان اخلاقی حقوق کو بھی سمجھنے اور ادا کرنے لگے جنھیں نہ قانون کے زور سے مانگا جا سکتا ہے نہ دلوایا جا سکتا ہے- (تفہیم ج ۲ ص ۶۱۱- بنی اسرائیل حاشیہ ۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کا اپنا مال کون سا ہے؟

ایکم مالہ احب الیہ من مال وارثہ؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "تم میں سے کون ہے جس کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے؟" لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جسے اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا ((اعلموا ما تقولون)) "سوچ لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" لوگوں نے عرض کیا ہمارا حال واقعی یہی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ((انما مال احدکم ما قدم و مال وارثہ ما اخر)) تمہارا اپنا مال تو وہ ہے جو تم نے اپنی آخرت کے لیے آگے بھیج دیا اور جو کچھ تم نے روک رکھا وہ تو وارث کا مال ہے۔ (بخاری' نسائی' مسند ابویعلیٰ)

تشریح: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے جو کچھ آگے اپنی آخرت کے لیے بھیج دیا وہ اس سے زیادہ نافع ہے جو اس نے دنیا میں روک رکھا ہے اور کسی بھلائی کے کام میں اللہ کی رضا کی خاطر خرچ نہ کیا۔

(تفہیم ج ۶ ص ۴۳۴۔ المزمل حاشیہ ۲۶)

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ' عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ' قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَامِنَّا اَحَدٌ' اِلاَّ مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ' قَالَ: فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ' وَ مَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔

(۲) قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْيَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ: حَدَّثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ' حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ' عَنِ الْاَعْمَشِ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ' عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ' قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّكُمْ مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهٖ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنَّا مِنْ اَحَدٍ اِلاَّ مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهٖ قَالَ: اِعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ؟ قَالُوْا: مَا نَعْلَمُ اِلاَّ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّمَا مَالُ اَحَدِكُمْ مَا قَدَّمَ وَ مَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔

مآخذ:

(۱) ○ بخاری ج ۲ ص ۹۵۳۔ کتاب الرقاق' باب ماقدم من مالہ فھولہ ✿ نسائی ج ۶ ص ۲۳۸-۲۳۷۔ کتاب الوصایا۔ باب الکراھیۃ فی تاخیر الوصیۃ ○ مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۲۔ عبداللہ بن مسعود۔

(۲) ○ ابویعلٰی۔ بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۳۹ سورۃ المزمل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کونسا صدقہ باعث فضیلت ہے؟

① ترمذی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ہاں ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا گیا' آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو پوچھا بکری میں سے کیا باقی رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (ما بقی الا کتفها) "ایک شانے کے سوا کچھ نہیں بچا" فرمایا (بقی کلها غیر کتفها) "ایک شانے کے سوا ساری بکری بچ گئی۔"

② ان تصدق و انت صحیح شحیح تخشی الفقر تأمل الغنیٰ' و لا تمهل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا و لفلان کذا و قد کان لفلان۔

ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کس صدقے کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ فرمایا "یہ کہ تو صدقہ کرے اس حال میں کہ تو صحیح و تندرست ہو' مال کی کمی کے باعث اسے بچا کر رکھنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اور اسے کسی کام میں لگا کر زیادہ کما لینے کی امید رکھتا ہو' اس وقت کا انتظار نہ کر کہ جب جان نکلنے لگے تو تو کہے کہ یہ فلاں کو دیا جائے اور یہ فلاں کو' اس وقت تو یہ مال فلاں کو جانا ہی ہے"۔ (بخاری و مسلم)

③ حضور ﷺ نے فرمایا:

یقول ابن ادم مالی مالی' و هل لک من مالک الا ما اکلت فافنیت' او لبست فابلیت' او تصدقت فامضیت؟ و ما سویٰ ذالک فذاهب و تارکه للناس۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ "آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال' حالانکہ تیرے مال میں سے تیرا حصہ اس کے سوا کیا ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا' یا پہن کر پرانا کر دیا' یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا؟ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ تیرے ہاتھ سے جانے والا ہے۔ (مسلم)

تشریح: یہاں حضور ﷺ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جو مال انسان کے پاس ہے وہ دراصل اس کا ذاتی مال نہیں ہے' بلکہ اللہ کا بخشا ہوا مال ہے۔ وہ بذات خود اس کا مالک نہیں ہے' اللہ نے اپنے خلیفہ کی حیثیت سے یہ اس کے تصرف میں دیا ہے۔ لہٰذا مال کے اصل مالک کی خدمت میں اسے صرف کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔ نائب کا یہ کام نہیں ہے کہ مالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مال کو مالک ہی کے کام میں خرچ کرنے سے جی چرائے۔ دوسرے یہ مال نہ ہمیشہ سے اس کے پاس تھا نہ ہمیشہ اس کے پاس رہنے والا ہے' کل یہ کچھ دوسرے لوگوں کے پاس تھا' پھر اللہ نے اس کو ان کا جانشین بنا کر یہ مال اس کے حوالے کیا' پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب یہ اس کے پاس نہ رہے گا اور کچھ دوسرے لوگ اس پر اس کے جانشین بن جائیں گے' اس عارضی جانشینی کی تھوڑی سی مدت میں' جبکہ یہ اس کے قبض و تصرف میں ہے' اسے اللہ کے کام میں خرچ کرنا چاہیے' تاکہ آخرت میں اس کا مستقل اور دائمی اجر اسے حاصل ہو' کیونکہ جو کچھ خدا کی راہ میں خرچ ہو وہی باقی رہنے والا ہے۔

(تفہیم ج ۵ ص ۳۰۶۔ الحدید حاشیہ ۹)

تخریج:

﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ' نا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ' عَنْ سُفْيَانَ' عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ' عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا' قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا۔

(هذا حديث صحيح و ابو ميسرة هو الهمداني اسمه عمرو بن شرحبيل)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ' قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ' قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ' قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ' قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ' قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَ أَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ' وَ تَأْمَلُ الْغِنَى' وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ' قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ كَذَا' وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ' نا هَمَّامٌ' نا قَتَادَةُ' عَنْ مُطَرِّفٍ' عَنْ أَبِيهِ' قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يَقْرَأُ أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ' قَالَ: يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي' قَالَ: وَ هَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ' فَأَفْنَيْتَ' أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَعِيدٍ' حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ' عَنِ الْعَلَاءِ' عَنْ أَبِيهِ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي مَالِي' إِنَّ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى' أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى مَا سِوَى ذَالِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَ تَارِكُهُ لِلنَّاسِ۔

ماخذ:

﴿۱﴾ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۷۳۔ ابواب صفة القيامة باب --- ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۵۰۔ عن عائشة۔ ✿ مسند احمد نے قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا بَقِيَ إِلَّا كَتِفُهَا' قَالَ: كُلُّهَا قَدْ بَقِيَ إِلَّا كَتِفُهَا بیان کیے ہیں۔

﴿۲﴾ ✿ بخاری ج ۱ ص ۱۹۱۔ کتاب الزكاة' باب فضل صدقة الشحيح الصحيح۔ الخ۔ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۸۳۔۳۸۴۔ کتاب الوصايا' باب الصدقة عندالموت' کتاب الوصایا میں امام بخاری نے و انت صحيح حريص نقل کیا ہے ✿ مسلم ج ۱ ص ۳۳۲۔ کتاب الزكاة' باب ان افضل الصدقة' الصدقة الصحيح الشحيح ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الوصایا' باب ماجاء فی کراهیة الاضرار فی الوصیة۔ ✿ نسائی ج ۶ ص ۲۳۷۔ کتاب الوصایا' باب الکراهیة فی تاخیر الوصیة ✿ ابن ماجه کتاب الوصایا ص ۹۰۳۔ باب ۴ النهی عن الامساک فی الحیاة والتبذیر عندالموت۔ ابن ماجہ نے وَ هُوَ لَهُمْ وَ اِنْ کَرِهْتَ بھی نقل کیا ہے۔ ✿ السنن الکبری للبیهقی ج ۴ ص ۱۹۰۔ کتاب الزکاة باب فضل صدقة الصحیح الشحیح ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۱-۲۵۰-۳۱۵-۴۴۷۔ وغیره عن ابی هریرة۔

(۳) ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۰۷۔ کتاب الزهد' فصل لا ینبغی للانسان ان یتلهی بالتکاثر و لیس له من المال شیء الا ما اکل فافنی اولبس فابلی او اعطی فاقتنی۔

(۴) ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۰۷۔ کتاب الزهد۔ فصل لا ینبغی للانسان ان یتلهی بالتکاثر و لیس له من المال شیء الاما اکل فَاَفْنٰی اولبس فابلی او اعطی فاقتنٰی۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۶۰۔ ابواب الزهد باب ماجاء فی الزهادة فی الدنیا ✿ بخاری ج ۲ ص ۱۷۳۔ ابواب التفسیر سوره الهٰکم التکاثر عن عبدالله بن شخیر عن ابیه۔ ترمذی نے دونوں مقامات پر يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ: مَالِیْ' مَالِیْ' وَ هَلْ لَّکَ مِنْ مَّالِکَ اِلاَّ مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ' اَوْ اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ' اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ بیان کیا ہے۔ هذا حدیث حسن صحیح ✿ نسائی ج ۶ ص ۲۳۸۔ کتاب الوصایا باب الکراهیة فی تاخیر الوصیة ترمذی والی روایت ہے۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۸-۴۱۲۔ عن ابی هریرة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال حرام کا صدقہ

سوال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے جمع کیا مال حرام سے' اور پھر اس کو صدقہ دے دیا تو اس کے لیے کوئی اجر نہیں بلکہ اس کا اجر اس کو جائے گا جس کا مال اس شخص نے چرا لیا اور اس کو صدقہ کر دیا۔ (1)

اس حدیث کی رو سے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ بینک سے سود لے اور پھر غریبوں میں تقسیم کر دے؟ میں سمجھتا ہوں کہ شائد آپ نے اس فعل کو کسی عارضی حل کے طور پر پیش کیا ہو گا۔ کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

جواب میں بار بار اس بات کو واضح کر چکا ہوں کہ بینک کے سودی اکاؤنٹ میں اس غرض سے روپیہ رکھنا کہ جو سود اس سے وصول ہو گا اس کو غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے گا بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص جیب اس لئے کاٹے کہ جو روپیہ اسے ملے گا اس کو وہ کسی یتیم یا کسی بیوہ کو دے دے گا۔ جس طرح جیب کاٹ کر خیرات کرنا غلط ہے اسی طرح بینک سے سود لے کر خیرات کرنا بھی غلط ہے۔ میری جس بات کا آپ حوالہ دے رہے ہیں وہ دراصل یہ ہے کہ اگر آپ غلطی سے بینک کے سودی حساب میں روپیہ رکھ چکے ہوں اور اس پر آپ کو سود مل گیا ہو تو اس کو خود نہ استعمال کیجئے بلکہ غریبوں کو دے دیجئے۔ یہ بات میں اس وجہ سے کہتا ہوں کہ سود کے ذریعے سے جو روپیہ آتا ہے وہ صرف اسی شخص کے لئے حرام ہے جس نے سودی حساب میں روپیہ رکھا اور اس کو وصول کیا۔ لیکن اگر وہ شخص کسی اور آدمی کو یہ روپیہ ہبہ کر دیتا ہے یا کسی چیز کی قیمت یا اجرت میں دے دیتا ہے تو اس شخص کے لئے یہ حرام نہیں ہے کیونکہ اس کو جائز طریقے سے یہ روپیہ ملا ہے اور سود لینے والے کے پاس یہ ناجائز طریقے سے آیا تھا۔ مثال کے طور پر سود لینے والا آدمی اگر کسی ٹیکسی پر سوار ہوتا ہے اور ٹیکسی والے کو اجرت دیتا ہے تو وہ روپیہ ٹیکسی والے کے لئے حرام نہیں ہے' البتہ اس شخص کے لئے حرام ہے جس نے سودی روپے سے ٹیکسی پر سفر کیا۔ اسی طرح اگر وہ کسی کو ہبہ کر دیتا ہے یا صدقہ کر دیتا ہے تو یہ ایک شخص سے دوسرے کی طرف مال منتقل ہونے کی جائز شرعی صورتیں ہیں' اس لئے صدقہ یا ہبہ لینے والے کے لئے یہ روپیہ حرام نہیں ہے۔

تصریحات : سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
مرتبہ : سلیم منصور خالد ص ۲۱۷۔
مطبوعہ : مکتبہ ذکری رام پور یو' پی انڈیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج :

﴿۱﴾ ⇐ ((اَخْبَرَنَا)) اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْحَافِظُ' ثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ' ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ' ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ' عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجِ اَبِی السَّمْحِ' عَنِ ابْنِ حجيرة الْاَكْبَرِ الْخَوْلَانِيِّ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: اِذَا اَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ وَ مَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيْهِ اَجْرٌ وَ كَانَ اِصْرُهُ عَلَيْهِ۔

ماخذ :

﴿۱﴾ ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۸۴۔ کتاب الزکاۃ' باب الدلیل علی من ادا فرض اللّٰہ فی الزکاۃ فلیس علیہ اکثر منہ۔ الخ ✿ المستدرک ج ۱ ص ۳۹۰۔ کتاب الزکاۃ۔ باب من تصدق من مال حرام لم یکن له فیه اجر و کان اصرہ علیه ✿ کنزالعمال ج ۳ ص ۱۵ حدیث نمبر ۹۲۶۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرضہ حسنہ یعنی راہ خدا میں صدقہ

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب قرآن میں سورۃ الحدید کی آیت نمبر۱۱ نازل ہوئی کہ "کون ہے جو اللہ کو قرض دے تاکہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کر دے اور اس کے لئے بہترین اجر ہے۔" تو حضرت ابوالدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "ہاں! اے ابوالدحداح" انہوں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھایئے' آپ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا "میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض دے دیا" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس باغ میں کھجور کے ٦ سو درخت تھے' اسی میں ان کا گھر تھا' وہیں ان کے بال بچے رہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور بیوی کو پکار کر کہا "وحداح کی ماں نکل آؤ' میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے" وہ بولیں "تم نے نفع کا سودا کیا' وحداح کے باپ" اور اسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لے کر باغ سے نکل گئیں۔ (ابن ابی حاتم)

تشریح: اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مخلص اہل ایمان کا طرز عمل اس وقت کیا تھا۔

حدیث بالا سے واضح ہوتا ہے کہ قرض حسن (اچھا قرض) یہ ہے کہ انسان خالص نیت کے ساتھ کسی ذاتی غرض کے بغیر مال اللہ کی راہ میں دے' کسی قسم کی ریاکاری اور شہرت و ناموری کی طلب اس میں شامل نہ ہو' اسے دے کر کسی پر احسان نہ جتایا جائے' اس کا دینے والا صرف اللہ کی رضا کے لئے دے اور اس کے سوا کسی کے اجر اور کسی کی خوشنودی پر نگاہ نہ رکھے۔ اس قرض کے متعلق اللہ کے دو وعدے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس دے گا' دوسرے یہ کہ وہ اس پر اپنی طرف سے بہترین اجر بھی عطا فرمائے گا۔ (تفہیم ج ۵ ص ۳۱۰۔ الحدید حاشیہ ١٦)

تخریج:

(1) ⇐ قَالَ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ' حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ' عَنْ حُمَيْدِ الْاَعْرَجِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (مَنْ ذَاالَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهُ لَهٗ) قَالَ اَبُو الدَّحْدَاحِ الْاَنْصَارِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُرِيْدُ مِنَّا الْقَرْضَ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا اَبَا الدَّحْدَاحِ' قَالَ: اَرِنِي يَدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَنَاوَلَهٗ يَدَهٗ' قَالَ: فَاِنِّي قَدْ اَقْرَضْتُ رَبِّي حَائِطِي وَلَهٗ حَائِطٌ' فِيْهِ سِتُّمِائَةِ نَخْلَةٍ' وَ اُمُّ الدَّحْدَاحِ فِيْهِ وَ عِيَالُهَا قَالَ: فَجَآءَ اَبُو الدَّحْدَاحِ' فَنَادَاهَا يَا اُمَّ الدَّحْدَاحِ! قَالَتْ: لَبَّيْكَ' قَالَ: اُخْرُجِي' فَقَدْ اَقْرَضْتُهٗ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ وَ فِي رِوَايَةٍ

www.KitaboSunnat.com

اَنَّهَا قَالَتْ لَهُ: رَبِحَ بَيْعُكَ يَا اَبَا الدَّحْدَاحِ' وَ نَقَلَتْ مِنْهُ مَتَاعَهَا وَ صِبْيَانَهَا وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: كَمْ من عَذْقٍ رَدَاحٍ فِى الْجَنَّةِ لِاَبِى الدَّحْدَاحِ- و فی لفظ- رَبَّ نَخْلَةٍ مُدْلَاةٍ عُرُوْقُهَا دُرٌّ وَ يَاقُوْتٌ لِاَبِى الدَّحْدَاحِ فِى الْجَنَّةِ-

مآخذ:

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۰۷- الحدید-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں ٹیکس کی حیثیت

ان فی المال حقا سوی الزکاۃ۔ "لوگوں کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی ایک حق ہے۔"

تشریح: زکوٰۃ دراصل ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبادت ہے اور نماز کی طرح اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ اور ٹیکس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ٹیکس وہ ہوتا ہے جو زبردستی کسی انسان پر عائد کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ بخوشی اس کو قبول کرے۔ اس کے عائد کرنے والوں کا کوئی شخص معتقد نہیں ہوتا۔ ان کے برحق ہونے پر ایمان نہیں لاتا۔ ان کے ڈالے ہوئے اس بار کو زبردستی کی چٹی سمجھتا ہے۔ اس پر ناک بھوں چڑھاتا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے ہزار حیلے کرتا ہے۔ اس کو ادا نہ کرنے کی تدبیریں نکالتا ہے اور اس سے اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر ان دونوں میں اصولی فرق یہ ہے کہ ٹیکس دراصل ان خدمات کے مصارف پورے کرنے کے لئے عائد کیا جاتا ہے جن کا فائدہ خود ٹیکس ادا کرنے والے کی طرف پلٹتا ہے۔ اس کے پیچھے بنیادی تصور یہ کارفرما ہوتا ہے کہ آپ جن سہولتوں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حکومت کے ذریعہ سے وہ سہولتیں آپ کو بہم پہنچائی جائیں ان کے لئے آپ اپنی دولت کے لحاظ سے متناسب چندہ دیں۔ یہ ٹیکس درحقیقت ایک طرح کا چندہ ہی ہے جو قانونی جبر کے تحت ان اجتماعی خدمات کے لئے آپ سے لیا جاتا ہے جن کے فوائد سے متمتع ہونے والوں میں آپ خود بھی شامل ہیں۔ زکوٰۃ اس کے برعکس ایک عبادت ہے بالکل اسی طرح جیسے نماز ایک عبادت ہے۔ کوئی پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی اس کی عائد کرنے والی نہیں ہے۔ بلکہ اسے خدا نے عائد کیا ہے' جسے ایک مسلمان اپنا معبود برحق مانتا ہے۔ کوئی شخص اگر اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا چاہتا ہو تو وہ زکوٰۃ سے بچنے یا اس میں خورد برد کرنے کی کبھی کوشش نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر کوئی خارجی طاقت اس سے حساب لینے اور زکوٰۃ وصول کرنے والی نہ بھی ہو تو ایک مومن اپنی زکوٰۃ کا حساب خود کر کے اپنی مرضی سے نکالے گا۔ پھر یہ زکوٰۃ سرے سے اس غرض کے لئے ہے ہی نہیں کہ ان اجتماعی ضروریات کو پورا کیا جائے' جن سے متمتع ہونے میں آپ خود بھی شامل ہیں' بلکہ یہ صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے' جو کسی نہ کسی طرح سے دولت کی تقسیم میں اپنا حصہ پانے سے' یا پورا حصہ پانے سے محروم رہ گئے ہیں یا اور کسی وجہ سے مدد کے محتاج ہیں' خواہ عارضی طور پر یا مستقل طور پر۔ اس طرح زکوٰۃ اپنی حقیقت' اپنے بنیادی اصول اور اپنی روح اور شکل کے اعتبار سے ٹیکس سے بالکل ایک مختلف چیز ہے۔ یہ آپ کے لئے سڑکیں اور ریلیں اور نہریں بنانے اور ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ چند مخصوص حق داروں کے حقوق ادا کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ایک عبادت کے طور پر فرض کی گئی ہے' اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکن ہے اور اس کا کوئی فائدہ اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے اجر کے سوا آپ کی ذات کی طرف پلٹ کر نہیں آتا۔

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی بھی ہے کہ اسلام میں زکوٰۃ اور خراج کے سوا کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ ((ان فی المال حقًا سوی الزکاۃ)) لوگوں کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی ایک حق ہے۔ دراصل جن ٹیکسوں کو شریعت میں ناروا قرار دیا گیا ہے وہ قیصروں اور کسراؤں اور ان کے امراء کے لگائے ہوئے وہ ٹیکس تھے جنہیں بادشاہ اور امیر کی ذاتی ملک بنا لیا جاتا تھا۔ اور جن کی آمد و خرج کا حساب دینے کے وہ ذمہ دار نہ تھے۔ رہے وہ ٹیکس جو شوریٰ کے طریقے سے چلنے والی حکومت لوگوں کی مرضی اور مشورے سے لگائے' جن کی آمدنی پبلک کے خزانے میں جمع ہو' جن کو خرچ بھی لوگوں کے مشورے سے کیا جائے' اور جن کا حساب دینے کی حکومت ذمہ دار ہو' تو ایسے ٹیکس عائد کرنے پر شریعت میں مطلقاً کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر معاشرے میں اسلامی حکومت کے قیام سے پہلے کوئی بے جا اونچ نیچ پیدا ہو چکی ہو' یا حرام طریقوں سے کمائی ہوئی دولت بعض طبقوں نے بے تحاشا فراہم کر لی ہو' تو ایک اسلامی حکومت ضبطی جائداد کے طریقے اختیار کرنے کے بجائے ٹیکس عائد کر کے اس بیماری کا مداوا کر سکتی ہے۔ اور دوسرے اسلامی قوانین کی مدد سے دولت کے اس ارتکاز کو ختم کر سکتی ہے۔ ضبطی جائداد کا طریقہ استعمال کرنے کے لئے حکمرانوں کو ایسے جابرانہ اختیارات دینا ناگزیر ہو جاتا ہے' جنہیں پا کر وہ کسی حد پر روکے نہیں جا سکتے اور ایک ظلم کی جگہ اس سے بدتر ظلم قائم ہو جاتا ہے۔ (معاشیات اسلام ص ۱۵۵ تا ۱۵۷)

حدیث میں اصول بیان کیا گیا ہے "آدمی کے مال میں زکوٰۃ کے سوا اور بھی حق ہے۔ اس اصولی ارشاد کی موجودگی میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کیا ایک اسلامی حکومت زکوٰۃ کے سوا دوسرے محاصل عائد کر سکتی ہے۔ پھر جب کہ قرآن میں زکوٰۃ کے چند مخصوص مصارف معین کر دیئے گئے ہیں تو لامحالہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان مصارف کے ماسوا جو دوسرے فرائض حکومت کے ذمے عائد ہوں ان کو بجالانے کے لئے وہ دوسرے محاصل پبلک پر عائد کرے۔ نیز قرآن میں یہ اصولی ہدایت بھی دی گئی ہے۔ کہ ﴿ یسئلونک ماذا ینفقون' قل العفو ﴾ "تم سے پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ کہو عفو" -- عفو کا لفظ (Ecmonic Surplus) کا ہم معنی ہے۔ اور اس میں نشان دہی کی گئی ہے کہ "عفو" ٹیکس کا صحیح محل ہے۔ مزید برآں ایسے نظائر بھی موجود ہیں کہ خلفائے راشدین کے عہد میں دوسرے محاصل عائد کئے گئے ہیں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں محصول درآمد مقرر کیا گیا اور اس کا شمار زکوٰۃ میں نہیں بلکہ "فے" (حکومت کی عام آمدنیوں) میں تھا۔ علاوہ بریں شریعت میں کوئی ایسی ہدایت موجود نہیں ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ حکومت اجتماعی ضروریات کے لئے کوئی دوسرا ٹیکس نہیں لگا سکتی' اور اصول یہ ہے کہ جس چیز سے منع نہ کیا گیا ہو وہ مباح ہے۔ فقہائے اسلام میں سے بھی' جہاں تک ہم کو معلوم ہے' ایک غیر معروف شخصیت ضحاک بن مزاحم کے سوا کوئی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ نسخت الزکوٰۃ کل حق فی المال (زکوٰۃ نے مال میں ہر دوسرے حق کو منسوخ کر دیا ہے) ضحاک کی اس رائے کو کسی قابل ذکر فقیہ نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ (المحلی لابن حزم ج ۲ ص ۱۵۸۔ اور کتاب الاموال لابی عبید۔ باب مال میں زکاۃ کے علاوہ دیگر واجب حقوق ص ۹۳۰۔ معاشیات اسلام ص ۳۵۴)

سوال کیا زکوٰۃ ایک طرح کا انکم ٹیکس نہیں ہے؟ کیا ہم زکوٰۃ کو فلاح عامہ کے کاموں مثلاً مدارس اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہسپتالوں کے لئے استعمال نہیں کر سکتے؟

جواب زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دینا سرے سے ہی غلط ہے وہ تو اسی طرح ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے جس طرح نماز ایک رکن ہے زکوٰۃ انہی عبادتوں کی طرح ایک عبادت ہے اور اس عبادت کو مقرر کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے مصارف بھی متعین کر دیئے ہیں جن کے سوا کسی اور مصرف میں اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ آپ جتنے ٹیکس دیتے ہیں خواہ وہ انکم ٹیکس ہو یا کسی اور قسم کا ٹیکس' ہر ایک کا نفع آپ کی طرف پلٹ کر آتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ ایک ایسی چیز ہے جس کا نفع آپ کی طرف آخرت میں پلٹ کر آئے گا۔ اس دنیا میں آپ بس خدا کے بتائے ہوئے حق داروں کو زکوٰۃ دے دیجئے اور سمجھ لیجئے کہ یہ نیکی خدا کے دفتر میں درج ہو گئی۔ اگر آپ اس سے سڑکیں بنائیں گے یا ریلیں بنائیں گے یا مدرسے اور ہسپتال بنائیں گے تو ان سے امیر اور غریب سب فائدہ اٹھائیں گے درآں حالیکہ زکوٰۃ غریبوں کے لئے ہے' امیروں کے لئے نہیں ہے۔ ان چیزوں سے آپ خود بھی فائدہ اٹھائیں گے درآں حالیکہ زکوٰۃ سے آپ کو خود فائدہ اٹھانے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے زکوٰۃ کو صرف عبادت سمجھ کر ادا کیجئے' اس کو رکن اسلام سمجھئے۔ انکم ٹیکس نہ سمجھئے' ٹیکس کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خواہ کتنے ہی انصاف کے ساتھ لگایا جائے اور کتنی ہی ایمانداری سے وصول اور خرچ کیا جائے' بہرحال جن لوگوں پر اس کا بار پڑتا ہے وہ کبھی اس کو خوش دلی سے نہیں دیتے بلکہ اس سے بچنے کی بے شمار راہیں تلاش کرتے ہیں اب کیا خدا کی فرض کی ہوئی ایک عبادت کو بھی ٹیکس سمجھ کر اس کے ساتھ آپ یہی سلوک کرنا چاہتے ہیں؟ یہ طرز عمل آپ زکوٰۃ کے ساتھ اختیار کریں گے تو اپنے مال کے ساتھ اپنے ایمان کو بھی کھو دیں گے۔ یہ تو وہ چیز ہے جو خوش دلی سے دینی چاہئے' خدا کی خاطر دینی چاہئے' جتنی آپ پر واجب ہو اس سے بھی کچھ بڑھ کر دینا چاہئے تاکہ خدا کی خوشنودی اور زیادہ حاصل ہو سکے۔

تصریحات : ص ۲۱۸۔۲۱۷

سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ

مرتبہ : سلیم منصور خالد

مطبوعہ : انڈیا' مکتبہ ذکریٰ

تخریج :

⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُدوية' ناالْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ' عَنْ شَرِيْكٍ' عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ' عَنِ الشَّعْبِيِّ' عَنْ فَاطِمَةَ ابْنَةِ قَيْسٍ' قَالَتْ: سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّكَاةِ فَقَالَ: اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ۔ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ "لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ"۔الاية۔

ایک دوسری روایت میں ان فی المال حقا سوی الزکاۃ بھی مروی ہے قال ابو عیسٰی: ھذا حدیث اسنادہ لیس بذالک و ابو حمزہ میمون الاعور یضعف' وروی بیانٌ و اسماعیل بن سالم عن الشعبی ھذا الحدیث قولہ و ھذا اصح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

○ ترمذی ج ۱ص ۱۴۳- ابواب الزکاۃ' باب ماجاء فی المال حقا سوی الزکاۃ ○ سنن دارمی ج ۱ص ۳۲۴- کتاب الزکاۃ' باب ما یجب فی مال سوی الزکاۃ- دارمی نے فاطمہ بنت قیس کے حوالہ سے ان فی اموالکم حقا سوی الزکاۃ نقل کیا ہے ○ السنن الکبریٰ ج ۴ص ۸۴- کتاب الزکاۃ باب الدلیل علی من ادی فرض اللّٰہ فی الزکاۃ-الخ

سنن دارقطنی ابوبکر ہذلی ○ کے حوالے سے نقل کیا ہے:

① قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! فِی الْمَالِ حَقٌّ سِوَی الزَّکَاۃِ- قَالَ: نَعَمْ' ثُمَّ قَرَأَ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ-

مآخذ:

① ○ دارقطنی ج ۱ص ۲۰۵- کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الحلی ○ دارقطنی ج ۲ص ۱۲۵- کتاب الزکاۃ باب تعجیل الصدقۃ قبل الحول-

○ صاحب دارقطنی نے ابوبکر ہذلی کو متروک کہا ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا زکوٰۃ کے علاوہ انکم ٹیکس عائد کرنا جائز ہے؟

اسلامی ریاست میں یہ دونوں چیزیں جائز ہو سکتی ہیں۔ زکوٰۃ کے مصارف بالکل متعین ہیں جو کہ سورۃ توبہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح اس کا نصاب اور اس کی شرح بھی نبی ﷺ نے متعین فرما دی ہے۔ ان امور میں کوئی ترمیم و تنسیخ جائز نہیں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ریاست کو اگر دوسری مزید ضروریات درپیش ہوں تو ان کے لئے وہ قوم سے مالی مدد حاصل کر سکتی ہے۔ اگر یہ وصولی جبری ہو تو ٹیکس ہے۔ اگر رضاکارانہ ہو تو چندہ ہے اور واپسی کی شرط ہو تو (Loan) قرضہ ہے۔ زکوٰۃ اور یہ دوسری قسم کی وصولیاں نہ ایک دوسرے کی جگہ لے سکتی ہیں اور نہ ایک دوسرے کو ساقط کر سکتی ہیں۔ یہ تو اس مسئلے کا اصولی جواب ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ کو یہ اطمینان بھی دلاتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک میں ایک صحیح اسلامی حکومت قائم ہو جائے اور دیانتداری سے اس کا نظام چلایا جائے تو اتنے ٹیکسوں کی ضروریات باقی نہیں رہے گی جتنے آج موجود ہیں۔ موجودہ زمانے میں ٹیکسوں کے معاملے میں جتنی بد عنوانیاں اور بد دیانتیاں ہوتی ہیں وہ آپ خوب جانتے ہیں۔ ایک طرف تو جس مقصد کے لئے ٹیکس لگایا جاتا ہے اس کا بمشکل دس فیصد اس مقصد کے لئے صرف ہوتا ہے۔ دوسری طرف ٹیکس سے بچنے (Evasion) کی ایک عام ذہنیت پیدا ہو گئی ہے۔ اگر نظام درست ہو جائے تو موجودہ ٹیکسوں کا ایک چوتھائی حصہ بھی کفایت کرے گا اور افادیت چار پانچ گنی زیادہ ہو جائے گی۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۱۵۵-۱۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا زکوٰۃ کے نصاب اور شرح کو بدلا جا سکتا ہے؟

اگر اسلامی ریاست کو زیادہ ضروریات پیش ہوں تو وہ حدیث ((ان فی المال حقًا سوی الزکوۃ)) کی رو سے مزید رقوم وصول کر سکتی ہے خود یہی حدیث زکوٰۃ کی شرح کے مستقل ہونے پر اشارۃً دلالت بھی کرتی ہے اگر زکوٰۃ کی شرح بدلی جا سکتی تو اس حدیث کی ضرورت ہی کیا تھی۔

شارع کے مقرر کردہ حدود اور مقادیر میں ردوبدل کرنے کے ہم مجاز نہیں ہیں۔ یہ دروازہ اگر کھل جائے تو پھر ایک زکوٰۃ ہی کے نصاب اور شرح پر زد نہیں پڑتی' بلکہ نماز' روزہ' حج' نکاح' طلاق' وراثت وغیرہ کے بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں ترمیم و تنسیخ شروع ہو جائے گی اور یہ سلسلہ کہیں جا کر ختم نہ ہو سکے گا۔ نیز یہ کہ اس دروازے کے کھلنے سے وہ توازن و اعتدال ختم ہو جائے گا جو شارع نے فرد اور جماعت کے درمیان انصاف کے لئے قائم کر دی۔ اس کے بعد پھر افراد اور جماعت کے درمیان کھینچ تان شروع ہو جائے گی۔ افراد چاہیں گے کہ نصاب اور شرح میں تبدیلی ان کے مفاد کے مطابق ہو اور جماعت چاہے گی کہ اس کے مفاد کے مطابق۔ انتخابات میں یہ چیز ایک مسئلہ بن جائے گی۔ نصاب گھٹا کر اور شرح بڑھا کر اگر کوئی قانون بنایا گیا تو جن افراد کے مفاد پر اس کی زد پڑے گی وہ اسے خوش دلی کے ساتھ نہ دیں گے جو عبادت کی اصل روح ہے' بلکہ ٹیکس کی طرح چٹی سمجھ کر دیں گے اور حیلہ سازی (Tactics) اور گریز (Evasion) دونوں ہی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ بات جو اب ہے کہ حکم خدا اور رسول سمجھ کر ہر شخص سر جھکا دیتا ہے اور عبادت کے جذبے سے بخوشی رقم نکالتا ہے' اس صورت میں کبھی باقی رہ بھی نہیں سکتی جبکہ پارلیمنٹ کی اکثریت اپنے حسب منشا کوئی نصاب اور کوئی شرح لوگوں پر مسلط کرتی رہے۔

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۴۵-۱۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ اور معاشی بہبود

زکوٰۃ اور صدقہ تو ہے ہی معاشی بہبود کے لئے۔ لیکن اس بات کو خوب سمجھ لیجئے کہ معاشی بہبود کا اگر تصور یہ ہو کہ بحیثیت مجموعی پورے ملک کی معاشی ترقی کے لئے زکوٰۃ کو استعمال کیا جائے تو یہ جائز نہیں ہے۔ زکوٰۃ دراصل اس غرض کے لئے ہے کہ معاشرے میں کوئی شخص اپنی لازمی ضروریات زندگی غذا' لباس' مکان' علاج اور بچوں کی تعلیم سے محروم نہ رہنے پائے اور ہم اپنے معاشرے کے ان تمام لوگوں کی معاشی ضروریات فراہم کریں جو یا تو اپنی معاش کے لئے جدوجہد کرنے کے قابل ہی نہ ہوں۔ مثلاً یتیم بچے' بوڑھے اور معذور لوگ' یا عارضی طور پر بے روزگار ہو گئے ہوں' یا ذرائع کی کمی کے باعث اپنی روزی کمانے کی کوشش نہ کر سکتے ہوں اور کچھ مدد پا کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں' یا کسی نقصان کے چکر میں آ گئے ہوں۔ زکوٰۃ اس طرح کے لوگوں کی دستگیری کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ عام معاشی ترقی کے لئے آپ کو دوسرے ذرائع تلاش کرنے ہوں گے۔ (معاشیات اسلام ص ۱۶۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہر سائل مستحق زکوٰۃ ہے؟

① للسائل حق و ان جاء علی الفرس۔ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو۔

تشریح : بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ جس شخص کے پاس دو وقت کے کھانے کا سامان ہو اسے زکوٰۃ نہ لینی چاہئے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس دس روپے اور بعض فرماتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے بارہ روپے موجود ہوں اسے زکوٰۃ نہ لینی چاہئے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ جس کے پاس پچاس روپے سے کم ہوں وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ اس میں مکان اور گھر کا سامان اور گھوڑا اور خادم شامل نہیں ہیں۔ یعنی یہ سب سامان رکھتے ہوئے بھی جو شخص پچاس روپے سے کم مال رکھتا ہو وہ زکوٰۃ لینے کا حق دار ہے۔ اس معاملہ میں ایک چیز تو ہے قانون' اور دوسری چیز ہے درجۂ فضیلت۔ ان دونوں میں فرق ہے درجۂ فضیلت تو یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح و شام کی روٹی کا سامان رکھتا ہو وہ اگر سوال کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اپنے حق میں آگ جمع کرتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ ایک شخص لکڑی کاٹے اور اپنا پیٹ بھرے۔ بہ نسبت اس کے کہ سوال کے لئے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ تیسری حدیث میں ہے کہ جس کے پاس کھانے کو ہو یا جو کمانے کی طاقت رکھتا ہو' اس کا یہ کام نہیں ہے کہ زکوٰۃ لے۔ لیکن یہ اولوالعزمی کی تعلیم ہے۔ رہا قانون تو اس میں ایک آخری حد بتانی ضروری ہے کہ کہاں تک آدمی زکوٰۃ لینے کا حق دار ہو سکتا ہے۔ سو وہ دوسری حدیثوں میں ملتا ہے مثلاً آپؐ نے فرمایا کہ ((للسائل حق و ان جاء علی الفرس)) یعنی سائل کا حق ہے۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار آیا ہو۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پاس دس روپے ہیں۔ کیا میں مسکین ہوں' آپؐ نے فرمایا "ہاں" ایک مرتبہ دو آدمیوں نے آکر حضورؐ سے زکوٰۃ مانگی۔ آپؐ نے نظر اٹھا کر انہیں غور سے دیکھا' پھر فرمایا: "اگر تم لینا چاہتے ہو تو میں دے دوں گا لیکن اس مال میں غنی اور کمانے کے قابل ہٹے کٹے لوگوں کا حصہ نہیں ہے۔ ان سب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص بقدر نصاب مال سے کم رکھتا ہو وہ فقراء کے ذیل میں آجاتا ہے اور اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ زکوٰۃ لینے کا حق دراصل اصلی حاجت مندوں ہی کو پہنچتا ہے۔ (معاشیات اسلام ص ۳۲۶-۳۲۷)

② امرت ان آخذ الصدقة من اغنیاء کم و اردھا فی فقرائکم۔ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے مالداروں سے زکوٰۃ وصول کروں اور تمہارے فقراء میں تقسیم کر دوں۔"

تشریح : زکوٰۃ صرف مسلمان کا حق ہے' غیر مسلم کا حق نہیں ہے حدیث میں زکوٰۃ کی تعریف یہ آتی ہے کہ ((تؤخذ من اغنیاء کم و ترد فی فقرائکم)) "یعنی وہ تمہارے مال داروں سے لی جائے گی اور تمہارے ہی فقیروں میں تقسیم کر دی جائے گی۔" البتہ غیر مسلم کو عام خیرات میں سے حصہ دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ عام خیرات میں یہ تمیز کرنا اچھا نہیں ہے کہ مسلمان کو دی جائے اور کوئی غیر مسلم مدد کا محتاج ہو تو اس سے ہاتھ روک لیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طریقے پر نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل بھی تھا۔ تمام زکوٰۃ حکومت اسلامی کے کارکن جمع کرتے تھے اور مرکز کی طرف سے اس کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ (معاشیات اسلام ص ۳۲۵-۳۲۷)

(۳) لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي۔ صدقہ لینا نہ کسی غنی کے لیے حلال ہے اور نہ تندرست و توانا کے لئے۔ (مرتب)

(تفہیم ج ۵ ص ۱۹۶ النجم حاشیہ ۶)

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، ثنا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَ إِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ۔

(۲) حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: أُدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِ هِمْ وَ تُرَدُّ فِي فُقَرَاءِ هِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ یمنی لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت دو کہ وہ اس کی شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ اگر انہوں نے اس کو مان لیا تو پھر انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْأَنْبَارِيُّ الْخُتَّلِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ - يعني ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ رَيْحَانَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ۔

قال: ابوداود: رواه سفيان عن سعد بن ابراهيم كما قال ابراهيم، و رواه شعبة عن سعد، قال: لذى مرة قوى، والاحاديث الاخر عن النبى صلى الله عليه وسلم بعضها لذى مرة قوى، و بعضها لذى مرة سوى۔ و قال عطاء بن زهير: انه لقى عبدالله بن عمرو: فقال: ان الصدقة لا تحل لقوى ولا لذى مرة سوى۔

ماخذ:

(۱) ◎ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۶- کتاب الزکاۃ باب حق السائل ◎ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۵۸- کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقۃ- عن زید بن اسلم۔

① مؤطا میں اعطو السائل و ان جاء علی فرس۔ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۱۔ عن حسین بن علی ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۷ ص ۲۳۔ کتاب الصدقات، باب لاوقت فیما یعطی الفقراء والمساکین الی ما یخرجون به من الفقر والمسکنة عن فاطمه بنت حسین بن علی۔ ایک روایت میں علی فرسه کے الفاظ بھی مروی ہیں ✿ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵۸۔ کتاب البیوع باب الاجارہ۔ عن حسین بن علی مشکوٰۃ میں بھی للسائل حق و ان جاء علی فرس ہے۔

② ✿ بخاری ج ۱ ص ۱۸۷۔ کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ ✿ مسلم ج ۱ ص ۳۶۔ کتاب الایمان باب الدعاء الی الشهادتین و شرائع الاسلام ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۵۔ کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمة۔ عن ابن عباس ✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۶۔ ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی کراهیة اخذ خیار المال فی الصدقة۔ عن ابن عباس۔
((قال ابوعیسٰی! حدیث ابن عباس، حدیث حسن صحیح و ابومعبد مولٰی ابن عباس اسمه نافذ))
✿ نسائی ج ۵ ص ۴۔ کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ۔ عن ابن عباس ✿ ترمذی اور نسائی دونوں میں فقراء هم کی جگہ علی فقراء هم ہے۔ ✿ ابن ماجه کتاب الزکاۃ باب فرض الزکاۃ، عن ابن عباس۔ ✿ سنن دارمی ج ۱ ص ۳۱۸۔ کتاب الزکاۃ باب فی فضل الزکاۃ۔ عن ابن عباس ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۳۔ عن ابن عباس۔ ✿ دارقطنی ج ۲ ص ۱۳۶۔ کتاب الزکاۃ۔ باب الحث علی اخراج الصدقة و بیان قسمتها ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۹۶۔ کتاب الزکاۃ، باب لایأخذ الساعی فوق ما یجب و لاماخضا الا ان یتطوع اور ص ۱۰۱۔ باب لا یوخذ کرائم اموال الناس۔ دونوں مقامات پر علی فقراء هم ہے۔

③ ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۱۸۔ کتاب الزکاۃ، باب من یعطی من الصدقة؟ وحدالغِنٰی ✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۴۱ ابواب الزکاۃ، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة۔ و فی الباب: عن ابی هریرۃ، و حُبشی بن جُنادة و قبیصة بن المُخارق قال ابوعیسٰی: حدیث عبداللّٰه بن عمرو، حدیث حسن، و قد روی شعبة عن سعد بن ابراهیم هذا الحدیث بهذا الاسناد و لم یرفعه، و قدروی فی غیر هذا الحدیث عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: لا تحل المسألة لغنی ولا لذی مرة سوی۔ و اذا کان الرجل قویا محتاجا و لم یکن عنده شیء فتُصُدِّق علیه۔ اجزأ عن المتصدق عند اهل العلم۔ ووجه هذا الحدیث عند بعض اهل العلم علی المسألة۔ نسائی نے کتاب الزکاۃ میں ان المسالة لا تحل لغنی۔الخ نقل کیا ہے۔ ✿ ابن ماجه کتاب الزکاۃ باب من سأل عن ظهر غنی ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۴۔۱۹۲۔۳۷۷۔۳۸۹۔ ج ۳ ص ۳۱۔۴۰۔۵۶۔۹۷۔ ج ۵ ص ۳۷۵۔ ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۰۱۔ کتاب الزکاۃ باب آخذ الصدقة و ما یجوزله اخذها ✿ مؤطا میں ((لا تحل الصدقة لغنی الالخمسة)) ہے ✿ سنن دارمی ج ۱ ص ۳۲۴۔ کتاب الزکاۃ، باب من تحل له الصدقة۔ عن عبداللّٰه بن عمرو ✿ دارقطنی ج ۲ ص ۱۱۸۔ کتاب الزکاۃ، باب لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی۔ عن ابی هریرۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نابالغ بچوں کے اموال پر زکوٰۃ

الا ما ولی یتیمًا له مال فلیتجر له فیه و لا یترکه فتاکله الصدقة۔ (ترمذی، دارقطنی، بیہقی، کتاب الاموال، لابی عبید)

"خبردار جو شخص کسی ایسے یتیم کا ولی ہو جو مال رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے مال سے کوئی کاروبار کرے اور اسے یونہی نہ رکھ چھوڑے کہ اس کا سارا مال زکوٰۃ کھا جائے۔

تشریح: نابالغ بچوں کے بارے میں اختلاف ہے ایک مسلک یہ ہے کہ یتیم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ یتیم کے سن رشد کو پہنچنے پر اس کا ولی اس کا مال اس کے حوالے کرتے وقت اس کو زکوٰۃ کی تفصیل بتا دے۔ پھر یہ اس کا کام ہے کہ اپنے ایام یتیمی کی پوری زکوٰۃ ادا کرے۔ تیسرا مسلک یہ ہے کہ یتیم کا مال اگر کسی کاروبار میں لگایا گیا ہے اور نفع دے رہا ہے تو اس کا ولی اس کی زکوٰۃ ادا کرے ورنہ نہیں۔ چوتھا مسلک یہ ہے کہ یتیم کے مال کی زکوٰۃ واجب ہے اور اس کو ادا کرنا اس کے ولی کے ذمے ہے ہمارے نزدیک یہی چوتھا مسلک زیادہ صحیح ہے۔ یہ حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

(مندرجہ بالا حدیث) کے ہم معنی ایک حدیث امام شافعی نے مرسلاً اور ایک دوسری حدیث طبرانی اور ابوعبید نے مرفوعاً نقل کی ہے اور اس کی تائید صحابہ و تابعین کے متعدد آثار و اقوال سے ہوتی ہے جو حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے مجاہد، عطاء، حسن بن یزید، مالک بن انس اور زہری سے منقول ہیں۔

فاتر العقل لوگوں کے معاملے میں بھی اسی نوعیت کا اختلاف ہے، جو اوپر مذکور ہوا ہے اور اس میں بھی میرے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے اور اس کا ادا کرنا مجنون کے ولی کے ذمے ہے۔ امام مالک اور ابن شہاب زہری نے اس رائے کی تصریح کی ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۲۱)

تخریج:

۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیلَ، نا اِبْرَاهِیمُ بْنُ مُوْسٰی، نَاالْوَلِیْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْمُثَنّٰی بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: اَلَا مَنْ وَلِیَ یَتِیْمًا، لَهٗ مَالٌ، فَلْیَتَّجِرْ فِیْهِ وَلَا یَتْرُکْهُ حَتّٰی تَاْکُلَهُ الصَّدَقَةُ۔

قال ابوعیسٰی: و انما روی هذا الحدیث من هذا الوجه، و فی اسناده مقال، لان المثنی بن الصَّبَّاح یضعف فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحدیث و روی بعضھم هذا الحدیث عن عمرو بن شعیب ان عمر بن الخطاب فذکر هذا الحدیث۔ و قد اختلف اهل العلم فی هذا الباب: فرای غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی مال الیتیم زکاۃ۔ منهم عمرو علی و عائشة و ابن عمرؓ و به یقول مالک والشافعی و احمد و اسحاق۔ و قالت طائفة من اهل العلم لیس فی مال الیتیم زکاۃ۔ و به یقول سفیان الثوری و عبداللّٰہ بن المبارک۔ و عمرو بن شعیب هو ابن محمد بن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص۔ و شعیب قد سمع من جده عبداللّٰہ بن عمرو۔ و قد تکلم یحیٰی بن سعید فی حدیث عمرو بن شعیب و قال: هو عند ناواهٖ و من ضعفه فانما ضعفه من قبل انه یحدث من صحیفة جده عبداللّٰہ بن عمرو۔ و اما اکثر اهل الحدیث فیحتجون بحدیث عمرو بن شعیبؒ و یثبتونه منهم احمد و اسحاق و غیرهما۔

ماخذ:

✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۹۔ ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی زکاۃ مال الیتیم ✿ سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۰۶۔ کتاب الزکاۃ۔ باب وجوب الزکاۃ فی مال الصبی و الیتیم ✿ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۴ ص ۱۰۷۔ کتاب الزکاۃ، باب من تجب علیه الصدقة۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ اور مسئلہ تملیک

اذا ادیتھا الی رسولی فقد برئت منھا الی اللّٰہ و رسولہ فلک اجرھا و اثمھا علی من بدلھا۔

جب تو نے اسے میرے فرستادہ عامل کے حوالے کر دیا تو تو اللہ اور اس کے رسول کے آگے اپنے فرض سے بری الذمہ ہو گیا- اس کا اجر تیرے لئے ہے- اور جو اس میں ناجائز تصرف کرے اس کا گناہ اسی پر ہے-"

پس منظر: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں- کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اذا ادیت الزکوٰۃ الی رسولک فقد برئت منھا الی اللّٰہ و رسولہ؟ جب میں نے آپ کے بھیجے ہوئے عامل کو زکوٰۃ ادا کر دی تو میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اپنے فرض سے بری الذمہ ہو گیا نا؟- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "ہاں! جب تو نے اسے میرے فرستادہ عامل کے حوالے کر دیا تو تُو اللہ اور اس کے رسول کے آگے اپنے فرض سے بری الذمہ ہو گیا- اس کا اجر تیرے لئے اور جو اس میں ناجائز تصرف کرے اس کا گناہ اسی پر ہے-

تشریح: اس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنی زکوٰۃ عاملین علیھا کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو جاتا ہے- بالفاظ دیگر لام تملیک کا تقاضا جس طرح کسی فقیر یا مسکین کو زکوٰۃ دینے سے پورا ہوتا ہے- اسی طرح عاملین علیھا کو دے دینے سے بھی پورا ہو جاتا ہے- اب یہ فتویٰ کس بنیاد پر دیا جاتا ہے کہ عاملین علیھا اگر آگے تملیک ہی کے طریقے پر اموال زکوٰۃ کو صرف کرتے ہیں تو انہیں زکوٰۃ دو ورنہ نہیں؟ زکوٰۃ دینے والوں پر یہ دیکھنا کس نے فرض کیا ہے کہ عاملین کس طریقے پر عمل کرتے ہیں؟ ان کا فرض صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ کو مستحقین کو، یا ان کے لئے کام کرنے والے عاملین کو اپنے اموال زکوٰۃ کا مالک بنا دیں- عاملین کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ کہ جس شخص کو اس حیثیت سے زکوٰۃ دی جا رہی ہو، اس کے بارے میں زکوٰۃ دینے والا یہ اطمینان کر لے کہ وہ واقعی "عامل" ہے یا نہیں؟ حکومت اسلامی موجود ہو، اور اس نے عاملین زکوٰۃ مقرر کئے ہوں تو ان کے پاس حکومت کی طرف سے تحصیل زکوٰۃ کا پروانہ موجود ہونا ہی اس اطمینان کے لئے کافی ہے- لیکن اگر یہ صورت نہ ہو اور مسلمانوں کو کسی اجتماعی تنظیم نے بطور خود زکوٰۃ کی تحصیل و صرف کا بندوبست کیا ہو تو اس کے بارے میں بس یہ تحقیق کر لینا چاہئے کہ وہ واقعی مستحقین زکوٰۃ پر اس مال کو صرف کرتی ہے، اور "عمل" کے مصارف اسی حد تک لیتی ہے جنہیں جائز و معقول کہا جا سکے- تحقیق سے ان باتوں کا اطمینان ہو جائے تو اس کو زکوٰۃ دینے والا یقیناً اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے گا- کوئی شرعی دلیل مجھے ایسی نظر نہیں آتی جس کی بنا پر زکوٰۃ دینے والوں کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ عاملین علیھا کو زکوٰۃ دینے سے پہلے یہ بھی تحقیق کریں کہ وہ اموال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ کو بطریق تملیک صرف کرتے ہیں یا نہیں۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۱۴۸-۱۴۹)

تخریج:

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثنا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ثنا لَیْثٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ ذُوْمَالٍ کَثِیْرٍ، وَ ذُوْ اَهْلٍ وَوَلَدٍ وَ حَاضِرَةٍ فَاَخْبِرْنِیْ کَیْفَ اُنْفِقُ وَ کَیْفَ اَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ تُخْرِجُ الزَّکَاةَ مِنْ مَالِكَ، فَاِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ وَ تَصِلُ اَقْرِبَائَكَ، وَ تَعْرِفُ حَقَّ السَّائِلِ وَالْجَارِ وَ الْمِسْکِیْنِ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقْلِلْ لِیْ، قَالَ: فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ، وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا، فَقَالَ: حَسْبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَا اَدَّیْتُ الزَّکَاةَ اِلٰی رَسُوْلِكَ فَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهَا اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ۔ اِذَا اَدَّیْتَ اِلٰی رَسُوْلِیْ فَقَدْ بَرِئْتَ مِنْهَا فَلَكَ اَجْرُهَا وَ اِثْمُهَا عَلٰی مَنْ بَدَّلَهَا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ بنی تمیم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ میں مال کثیر کا مالک ہوں، اہل و عیال والا ہوں حاضر باش رہنے والی اولاد ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں مال کیسے خرچ کروں اور اسے کہاں لگاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے تو تُو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کیونکہ زکوٰۃ پاکیزگی ہے۔ جو مال کو پاک و صاف کر دیتی ہے۔ اور اپنے اعزہ و اقربا سے صلہ رحمی کر۔ اور سائل، ہمسایہ اور مسکین کے حقوق سے معرفت حاصل کر۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ کمی فرما دیں۔ فرمایا اقرباء کا حق ادا کر اور مسکین اور مسافر کے حقوق کا خیال رکھ۔ اور فضول خرچ نہ بن اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول بس میرے لئے یہ کافی ہے کہ جب میں نے آپ کے فرستادہ عامل کو اپنے مال کی زکوٰۃ دے دی تو میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے فرض سے اللہ اور اس کے رسول کے آگے بری الذمہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جب تو نے اسے میرے فرستادہ عامل کے حوالے کر دیا تو تُو اللہ اور اس کے رسول کے آگے اپنے فرض سے بری الذمہ ہو گیا۔ اس کا اجر تیرے لئے ہے اور جو اس میں ناجائز تصرف کرے اس کا گناہ اسی پر ہے۔

مآخذ:

✿ مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۶ ✿ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۴ ص ۹۷۔ کتاب الزکاة، باب الزکاة تتلف فی یدی الساعی فلا یکون علی رب المال ضمانها ✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۴۔ ابواب الزکاة۔ باب ماجاء اذا ادیت الزکاة فقد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قضیت ما علیک اور ابن ماجہ نے کتاب الزکاۃ باب ما ادی زکاتہ لیس بکنز کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اذا ادیت زکاۃ مالک' فقد قضیت ما علیک نقل کیا ہے ✿ السنن الکبرٰی ج ۴ ص ۸۴۔ کتاب الزکاۃ باب الدلیل علی ان من ادی فرض اللہ۔ الخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرائے پر دی جانے والی اشیاء پر زکوٰۃ

کرایہ پر چلانے کے کاروبار کی زکوٰۃ کا معاملہ اچھا خاصا پیچیدہ ہے۔ اس میں متعدد اصولی مشکلات کو میں خود بھی محسوس کرتا ہوں اور اس باب میں احادیث و آثار سے بھی کوئی واضح رہنمائی نہیں ملتی۔ اس میں بڑی مشکل یہ ہے کہ جس سامان کو کرایہ پر چلایا جاتا ہے وہ مال تجارت کی تعریف میں نہیں آتا۔ بلکہ آلات پیدائش سے اشبہ ہے۔ اس لئے اس کی قیمت پر زکوٰۃ عائد کرنا درست نہیں معلوم ہوتا۔ اس کو خارج کرنے کے بعد اس کاروبار میں ختم سال پر بجز "نقد موجود" (Cash in hand) یا بینک بیلنس کے کوئی چیز بھی نہیں ہوتی جس پر زکوٰۃ عائد ہو۔ حالانکہ کاروبار لاکھوں کا ہوتا ہے۔ بلکہ اب تو اس نوعیت کے کاروبار بہت بڑے پیانے پر چل رہے ہیں۔ ان وجوہ میں میں نے کاروبار کی مالیت کا ایک فارمولا سوچا ہے۔ یہ اجتہادی چیز ہے اور اس پر دوسرے اہل علم کو بھی غور کرنا چاہئے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۳۳)

میرا مدعا یہ ہے کہ جو لوگ فرنیچر یا موٹریں یا ایسی ہی دوسری چیزیں کرائے پر چلانے کا کاروبار کرتے ہیں، ان کے کاروبار کی مالیت اس منافع کے لحاظ سے مشخص کرنی چاہئے جو اس کاروبار میں ان کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس فرنیچر یا ان موٹروں کی قیمت پر زکوٰۃ محسوب کی جائے۔ جسے وہ کرائے پر چلاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ آلات ہیں جن سے وہ کام کرتے ہیں۔ اور آلات کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں لگتی۔ دراصل اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کاروبار جو منافع دے رہا ہو، اس کی بنا پر یہ رائے قائم کی جائے گی کہ اس قدر منافع دینے والے کاروبار کی مالیت کیا قرار پانی چاہئے۔ رہے کرایہ کے مکانات تو ان کے بارے میں مجھے بھی اس بنا پر تامل ہے کہ سلف سے ان پر زکوٰۃ لگائے جانے کا ثبوت نہیں ملتا۔

"الا بل العوامل" (کام کرنے والے اونٹوں) پر زکوٰۃ نہ لگنے کی وجہ وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کی ہے کہ ایک آدمی جن آلات یا حیوانات کے ذریعہ سے کام کرتا ہو ان پر زکوٰۃ نہیں لگتی۔ مثلاً ہل چلانے والے بیل، یا بار برداری کے جانور، ان پر زکوٰۃ مواشی عائد نہ ہوگی۔ اسی طرح ڈیری فارم کے جانوروں پر زکوٰۃ مواشی عائد نہ ہوگی۔ ان کی زکوٰۃ تو اس پیداوار پر زکوٰۃ لگنے کی صورت میں وصول ہو جاتی ہے جو ان کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو۔ کرائے پر چلائے جانے والے اونٹوں پر بھی عوامل کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے ان پر بھی زکوٰۃ مواشی عائد نہ ہونی چاہئے اور نہ ان کی مالیت پر زکوٰۃ لگنی چاہئے۔ بلکہ اس کرایہ کے کاروبار کی جو (Good Will) مشخص ہو، اس پر زکوٰۃ لگنی چاہئے۔

(رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۳۰-۳۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجارتی حصص کی زکوٰۃ

تجارتی حصص کی زکوٰۃ اس اصول پر نہیں نکالی جائے گی کہ گویا حصے کی رقم آپ کے پاس جمع ہے اور آپ جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ نکال رہے ہیں۔ بلکہ ان کی زکوٰۃ تجارتی مال کی زکوٰۃ کے اصول پر نکالی جائے گی۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کاروبار شروع ہونے کی تاریخ پر جب ایک سال گزر جائے تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے پاس تجارتی مال (Stock in Trade) کس قدر موجود ہے اور کس مالیت کا ہے اور نقد روپیہ (Cash in hand) کتنا ہے۔ دونوں کے مجموعہ پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ اسی قاعدے پر دیکھا جائے گا کہ کمپنی یا کمپنیوں میں آپ کے جو حصے ہیں' اس وقت بازاری قیمت کے لحاظ سے ان کی قیمت کیا ہے۔ سال کے دوران میں آدمی نے خواہ کتنی ہی مرتبہ پہلا حصہ فروخت کیا ہو اور دوسرا خریدا ہو' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پہلا حصہ جب آپ نے خریدا اس وقت سے سال شمار کیا جائے گا اور سال کے خاتمہ پر آپ کے حصوں کی جو بازاری قیمت ہو اس کے لحاظ سے زکوٰۃ کا تعین کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ آپ کے پاس نقد کس قدر موجود ہے۔ دونوں کے مجموعے کا ۴۰/ ا کی شرح سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۲۱-۳۲۲)

(دوسری شکل یہ بھی ہے کہ کمپنی اپنے طور پر زکوٰۃ نکال دے) کمپنی جب زکوٰۃ نکال دے گی تو ایک ایک حصہ دار کی الگ الگ زکوٰۃ نکلنے کا پھر کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ کمپنی کے لئے یہ مشکل ہے کہ ایک ایک حصہ دار کے متعلق یہ تحقیق کرے کہ وہ بجائے خود صاحب زکوٰۃ ہے کہ نہیں۔ یہ تو ایسے حصہ داروں کا اپنا کام ہے کہ وہ کمپنی کو اپنے صاحب نصاب نہ ہونے کی اطلاع دیں' تاکہ ان کے ذمہ کی زکوٰۃ محسوب نہ ہو۔

تحصیل زکوٰۃ اگر سرکاری انتظام میں ہو تو محصل زکوٰۃ سے یہ بات نہیں چھپ سکتی کہ کمپنی نے اپنی نکالی ہوئی زکوٰۃ کو اپنے کاروباری مصارف میں شمار کر کے قیمتیں بڑھائی ہیں۔ اس چیز کی روک تھام سرکاری طور پر ہو سکتی ہے اگر سرکاری انتظام نہ ہو تو اس صورت میں صرف وہی کمپنی بطور خود اپنی زکوٰۃ نکالے گی جس کے چلانے والوں میں کوئی دینی حس موجود ہو گی۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایک ہاتھ سے زکوٰۃ) نکال کر دوسرے ہاتھ سے اس کو وصول کرنے کی تدبیریں اختیار کریں گے۔ اور بالفرض اگر وہ ایسا کریں تو دوسرے سال ان پر زکوٰۃ زیادہ لگ جائے گی پھر قیمتیں بڑھائیں گے تو زکوٰۃ کے حساب میں مزید اضافہ ہو گا۔ یہاں تک کہ آخر کار قیمتیں بڑھانا ممکن نہ رہے گا۔

(رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۲۹-۳۳۰)

کمپنیوں کی زکوٰۃ کے معاملے میں دو ہی شکلیں ممکن ہیں۔ یا تو اسلامی حکومت موجود ہو گی اور تحصیل کا باقاعدہ انتظام کرے گی یا کوئی اجتماعی انتظام نہ ہو گا اور احساس فرض رکھنے والے افراد کو خود اپنی زکوٰۃ نکالنی ہو گی۔ پہلی صورت میں کمپنی کے سارے حسابات دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ اور جن اثاثوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی' ان کو حساب سے ساقط کر دیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن دوسری صورت میں منفرد حصہ داروں کے لئے اس طرح کے حسابات معلوم کرنا مشکل ہے۔ وہ تولا محالہ اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی ہی زکوٰۃ نکالیں گے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۳۳)

زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ:

حدیث میں آتا ہے کہ جو پیداوار آسمانی بارش سے ہو اس میں اللہ کا حق دسواں حصہ ہے اور جو پیداوار انسان کی اپنی کوشش (آبپاشی) سے ہو۔ اس میں اللہ کا حق بیسواں حصہ ہے۔ اور یہ حصہ پیداوار کٹنے کے ساتھ ہی واجب ہو جاتا ہے۔

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکال دی تو جو حق تجھ پر واجب تھا' وہ ادا ہو گیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب سونا اور چاندی جمع کرنے والوں پر عذاب کی دھمکی آئی تو مسلمان سخت پریشان ہوئے۔ کیوں کہ اس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ ایک درہم بھی اپنے پاس نہ رکھو' سب خرچ کر ڈالو۔ آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قوم کی پریشانی کا حال عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو تم پر اسی لئے فرض کیا ہے کہ باقی اموال تمہارے لئے پاک ہو جائیں۔

چند اشیاء کا نصاب:

چاندی کا نصاب	دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولے کے قریب ہے۔
سونے کا نصاب	ساڑھے سات تولہ۔
اونٹ کا نصاب	۵ اونٹ۔
بکریوں کا نصاب	۴۰ بکریاں۔
گائے کا نصاب	۳۰ گائیں۔

جس شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا نکالنا واجب ہے۔ چاندی اور سونے کے متعلق حنفیہ فرماتے کہ اگر یہ دونوں الگ الگ بقدر نصاب نہ ہوں لیکن دونوں مل کر کسی ایک کے نصاب کی حد تک ان کی قیمت پہنچ جائے تو ان میں سے بھی زکوٰۃ نکالنی واجب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح زکوٰۃ

رسول اللہ ﷺ نے مختلف اقسام کی ملکیتوں کے بارے میں ایک کم سے کم حد مقرر فرما دی جس سے کم پر فرض زکوٰۃ عائد نہ ہو گی۔ پھر بقدر نصاب یا اس سے زائد ملکیتوں پر مختلف اموال کے معاملہ میں زکوٰۃ کی حسب ذیل شرح مقرر فرمائی۔ ○

(۱) سونے چاندی اور زر نقد کی صورت میں جو دولت جمع (۱) ہو اس پر — اڑھائی فیصد سالانہ۔

(۲) زرعی پیداوار پر جبکہ وہ بارانی زمینوں سے ہو۔ — ۱۰ فیصد۔

(۳) زرعی پیداوار پر' جبکہ وہ مصنوعی آبپاشی سے ہو۔ — ۵ فیصد۔

(۴) معدنیات پر جبکہ وہ نجی ملکیت میں ہو اور دفینوں پر۔ — ۲۰ فیصد۔

(۵) مواشی پر' جو افزائش نسل اور فروخت کی غرض سے پالے جائیں۔ زکوٰۃ کی شرح بھیڑ' بکری' گائے' اونٹ وغیرہ جانوروں کے معاملہ میں مختلف ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

یہ مقدار زکوٰۃ آنحضرت ﷺ نے اللہ کے حکم سے اسی طرح مسلمانوں پر فرض کی ہے جس طرح روزانہ پانچ وقت کی نمازیں آپ ﷺ نے اس کے حکم سے فرض کی ہیں۔ دینی فریضے اور لزوم کے اعتبار سے ان دونوں کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (معاشیات اسلام ص ۱۰۳-۱۰۴)

سونے کا نصاب:

اگر کسی کے پاس مقدار نصاب سے کم سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے خواہ اس کی قیمت چاندی کے نصاب کی قیمت سے کتنی ہی زیادہ ہو۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۳۵۰)

تخریج:

(۱) ۱۴۸۳ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ' قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ' قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنْ أَبِيهِ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: فِيمَا سَقَتِ السَّمَآءُ' وَالْعُيُونُ' أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا' الْعُشْرُ' وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

○ الشوکانی' نیل الاوطار ج ۴ ص ۹۸-۱۲۶' مصطفیٰ البابی' مصر ۱۳۴۷ھ۔

(۱) بعد میں اجماع سے یہ طے کیا گیا کہ تجارتی اموال پر بھی اڑھائی فیصد سالانہ کے حساب سے زکوٰۃ عائد کی جائے۔ الشوکانی ج ۴ ص ۱۱۷۔ تجارتی زکوٰۃ کا یہ اصول ان کارخانوں پر بھی عائد ... جو فروخت کے لئے مختلف قسم کے سامان تیار کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ' نا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ نا عُمْرُو بْنُ الْحَارِثِ' عَنْ دَرَّاجٍ' عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ' فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ قَالَ اَبُوعِيْسٰى: هٰذَا حديث حسن غريب' و قدروى عن النبى صلى الله عليه وسلم غيروجه' انه ذكر الزكاة' فقال رجل: يا رسول الله! هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا' فقال: لا' الا ان تطوع' و ابن حجيرة هو عبدالرحمن بن حجيرة البصرى-

(۳) اَخْبَرَنَا اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ' قَالَ: ثنا اَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ ابْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِيءٍ' ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ مُهَاجِرٍ' ثنا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الايلىُّ' ثنا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ' اَخْبَرَنِى ابْنُ جُرَيْجٍ' عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ' عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: اِذَا اَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ' فَقَدْ اَذْهَبْتَ عَنْكَ شَرَّهُ' كذا رواه ابن وهب بهذ الاسناد مرفوعا- و كذلك رواه يونس بن عبدالاعلى عن ابن وهب' و رواه عيسى ابن مثرود عن ابن وهب من قول ابى الزبير-

(۴) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ' اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ' اَخْبَرَنِىْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ و سمى آخر' عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ' عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ وَالْحَرْثِ الْاَعْوَرِ' عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' بِبَعْضِ اَوَّلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ: فَاِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَ حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ- وَ لَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ- يعنى فى الذَّهَبِ- حَتّٰى يَكُوْنَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا' فَاِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا وَ حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا نِصْفُ دِيْنَارٍ' فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ' قَالَ: فَلَا اَدْرِيْ أَعَلِيٌّ يَقُوْلُ: فَبِحِسَابِ ذَالِكَ اَوْ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَ لَيْسَ فِيْ مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ اِلَّا اَنَّ جَرِيْرًا قَالَ: ابْنُ وَهْبٍ يَزِيْدُ فِي الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ فِيْ مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ-

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تیرے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر سال پورا بھی گزر جائے تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے- اور سونا جب تک بیس دینار کی تعداد میں نہ ہو تو تجھ پر اس کی کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے- اس تعداد سے زائد پر اسی حساب سے زکوٰۃ ہو گی (جو اوپر بیان ہوئی) راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں فبحساب ذالک حضرت علی کے الفاظ ہیں یا انہوں نے نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے- کہ کسی مال پر اس وقت تک کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر سال پورا نہ گزر جائے-

(۵) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' ثنا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ' ثنا اَبِيْ' ثنا غَيْلَانُ' عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ﴿ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ﴾ آیت کا نزول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِيَاسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ" قَالَ: كَبُرَ ذَالِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ، فَانْطَلَقَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّهُ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ، وَ إِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ، فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: اَلَا اُخْبِرُكَ وَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ: إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ، وَ إِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ۔

ہوا تو مسلمانوں پر یہ گراں گذری۔ حضرت عمر رضی اللہ نے کہا کہ میں تمہارے لئے عقدہ کشائی کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ چلے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ یہ آیت تو آپ کے ساتھیوں پر گراں گزری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ تو محض اس لئے فرض کی ہے کہ تمہارے بقیہ اموال پاک ہو جائیں اس سے وارثوں کے حصے بھی مقرر کئے تاکہ تمہارے بعد آنے والوں کے کام آئیں تو حضرت عمر رضی اللہ نے اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتاؤں جو مرد کا بہترین خزانہ ہے۔ وہ صالحہ عورت ہے جب اسے دیکھے تو اسے خوش کر دے اور جب حکم دے تو فرمانبرداری کرے۔ خاوند کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرے۔

مآخذ:

﴿۱﴾ ○ بخاری ج ۱ ص ۲۰۱۔ کتاب الزکاۃ، باب العشر فیما یسقی من ماء السماء الجاری ○ مسلم ج ۱ ص ۳۱۶۔ کتاب الزکاۃ ○ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۸۔ کتاب الزکاۃ باب صدقۃ الزرع۔ ○ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۹۔ ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ فیما یسقی بالانہار و غیرھا ○ نسائی ج ۵ ص ۴۱۔ کتاب الزکاۃ، باب مایوجب العشر و ما یوجب نصف العشر ○ ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب صدقۃ الزرع والثمار ○ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۰۲ کتاب الزکاۃ، زکاۃ ما یخرص من ثمار النخیل والاعناب ○ دارقطنی ج ۲ ص ۱۲۹۔ حدیث نمبر ۵۔ کتاب الزکاۃ باب فی قدر الصدقۃ فیما اخرجت الارض و خرص الثمار۔

بخاری کے علاوہ ابوداؤد، مؤطا، نسائی اور دارقطنی نے فِیْمَا سقتَ السماء والانہار والعیون او کان بعلا العشر، و فیما سُقِیَ بالسَّوانِی اوالنضح نصف العشر۔ روایت کیا ہے، مسلم کے الفاظ اس سے قدرے مختلف ہیں۔ ترمذی نے والعیون اور عثیریا والی روایت بھی نقل کی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے مروی روایت فِیْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُیُوْنُ وَالْاَنْہَارُ اَوْ کَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ وَ فِیْمَا سُقِیَ بِالسَّوَانِیْ اَوِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ روایت کیا ہے۔ اور اسے ھذا الحدیث اصح اور دوسری کو ھذا حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔ دارقطنی نے بخاری والی روایت بھی نقل کی ہے۔

○ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۱۳۰۔ کتاب الزکاۃ، باب قدر الصدقۃ فیما اخرجت الارض ○ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۱۱۔ حدیث معاذ و ابن عمرو جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما سقت السماء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ففیہ العشر و ما سقی بالسانیۃ فنصف العشر۔

(۲) ٭ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۴۔ ابواب الزکاۃ' باب ماجاء اذا ادیت الزکاۃ فقد قضیت ما علیک ٭ ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب ما ادی زکاتہ' لیس بکنز ٭ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۸۴۔ کتاب الزکاۃ باب الدلیل علی ان من ادی فرض اللّٰہ فی الزکاۃ فلیس علیہ اکثر منہ الا ان یتطوع سوی ما مضی فی الباب قبلہ ٭ السنن الکبرٰی میں فقد قضیت ما علیک کے بعد وَ مَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ فِيْهِ اَجْرٌ' وَ كَانَ اِصْرُهٗ عَلَيْهِ۔ کا اضافہ بھی منقول ہے۔ ٭ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۲۱۱۔

(۳) ٭ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۸۴۔ کتاب الزکاۃ باب الدلیل علی ان من ادی فرض اللّٰہ فی الزکاۃ فلیس علیہ اکثر منہ الا ان یتطوع سوی ما مضی فی الباب قبلہ اسی بات کے تحت ص ۸۴ پر۔ و فیما ذکر ابوداؤد فی المراسیل عن محمد بن صباح عن ہشیم' عن عذافر البصری عن الحسن عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرسلا۔ من ادی زکاۃ مالہ فقد ادی الحق الذی علیہ۔ و من زاد فھو افضل۔

(۴) ٭ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۱۔ کتاب الزکاۃ' باب فی زکاۃ السائمۃ ٭ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۸۔ ابواب الزکاۃ' باب ماجاء لا زکاۃ علی المال المستفاد حتی یحول علیہ الحول ٭ ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب ۵ من استفاد مالا ٭ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۸۹۔ کتاب الزکاۃ باب ما تجب فیہ الزکاۃ۔ ٭ مسند احمد ج ۱ ص ۱۴۸۔ ج ۲ ص ۸۵۔۳۱۰ ٭ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۹۰۔۹۱۔ باب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ بالحول ٭ ابن ماجہ کے اسی باب کے تحت مرقوم ہے۔ فی الزوائد۔ اسنادہ ضعیف لضعف حارثہ بن محمد۔ و ھو ابن ابی الرجال۔ والحدیث رواہ الترمذی من حدیث ابن عمر مرفوعًا و موقوفًا۔

قال السندی: قلت: لفظہ من استفاد مالاً فلا زکوٰۃ علیہ حتی یحول علیہ الحول' رواہ عن ابن عمر مرفوعًا باسناد فیہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم' و قال: وھو ضعیف فی الحدیث' کثیر الغلط۔ ضعفہٗ غیر واحد' و رواہ عنہ موقوفًا قال: ھذا اصح و رواہ غیر واحد موقوفًا۔

٭ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۹۵۔ کتاب الزکاۃ باب لا زکاۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول۔ عن عائشہ۔ اور ص ۱۰۳ باب لا یعدعلیھم بما استفادوہ من غیر نتھاجھا حتی یحول علیہ الحول عن عائشۃ۔

(۵) ٭ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۶۔ کتاب الزکاۃ' باب فی حقوق المال ٭ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۸۳۔ کتاب الزکاۃ باب تفسیر الکنز الذی ورد الوعید فیہ ٭ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۱۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیور کی زکوٰۃ

فی رقة ربع العشر وَ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ۔ ○ چاندی میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہے اور پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

تشریح : زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں کئی مسلک ہیں۔ ایک مسلک یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اسے عاریتاً دینا ہی اس کی زکوٰۃ ہے۔ یہ انس بن مالک' سعید بن مسیب' قتادہ اور شعبی کا قول ہے۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ زیور پر زکوٰۃ دے دینا کافی ہے۔ تیسرا مسلک یہ ہے کہ جو زیور عورت ہر وقت پہنے رہتی ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جو زیادہ تر رکھا رہتا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے چوتھا مسلک یہ ہے کہ ہر قسم کے زیور پر زکوٰۃ ہے۔ ہمارے نزدیک یہی آخری قول صحیح ہے۔ اول تو جن احادیث میں چاندی سونے پر زکوٰۃ کے وجوب کا حکم بیان ہوا ہے ان کے الفاظ عام ہیں۔ مثلاً یہ کہ (مندرجہ بالا حدیث) فی رقة ربع العشر و لیس فیما دون خمس اواق صدقة۔ پھر متعدد احادیث و آثار میں تصریح ہے کہ زیور پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چنانچہ ابوداوٗد' ترمذی اور نسائی میں قوی سند کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے ساتھ اس کی ایک لڑکی تھی جس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ایسرک ان یسورک الله بهما یوم القیمة سوارین من نار۔ کیا تجھے پسند ہے کہ خدا قیامت کے روز تجھے ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ نیز مؤطا' ابوداوٗد' اور دارقطنی میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے ما ادیت زکوٰتهٗ فلیس بکنز۔ جس زیور کی زکوٰۃ تو نے ادا کر دی۔ وہ کنز نہیں ہے۔

ابن حزم نے محلی میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر حضرت ابوموسیٰؓ اشعری رضی اللہ عنہ کو جو فرمان بھیجا تھا اس میں یہ ہدایت بھی تھی مرنساء المسلمین یزکین عن حُلِیهن۔ (مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنے زیوروں کی زکوٰۃ ادا کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ زیور کا کیا حکم ہے؟۔ تو انہوں نے جواب دیا اذا بلغ مائتین ففیه الزکٰوة۔ (جب وہ دو سو درہم کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس میں زکوٰۃ ہے۔ اسی مضمون کے اقوال صحابہ میں سے ابن عباسؓ عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت عائشہؓ سے' تابعین میں سے سعید بن مسیب' سعید بن جبیر' عطاء' مجاہد' ابن سیرین اور

○ قوله عليه السلام فى الرقة ربع العشر و ليس فيما دون خمس اواق زكاة۔

ماخذ :

○ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زہری سے اور ائمہ فقہ میں سے سفیان ثوری' ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے منقول ہیں۔

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۲۳-۱۲۴)

سونا اور چاندی اگر زیور کی صورت میں ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود کے نزدیک ان کی زکاۃ ادا کرنا فرض ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی قول لیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے اور پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ نکالتی ہو؟ ایک نے عرض کیا کہ نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسے پسند کرے گی کہ قیامت کے روز اس کے بدلے آگ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں؟ اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے کہ میرے پاس سونے کی پازیب تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا یہ کنز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں سے سونے کی مقدار نصاب زکوٰۃ تک پہنچتی ہے اور اس میں سے زکوٰۃ نکال دی گئی ہے تو یہ کنز نہیں ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا چاندی اگر زیور کی شکل میں ہوں تب بھی اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے جس طرح نقد کی صورت میں ہونے پر ہے۔ البتہ جواہر اور نگینوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (معاشیات اسلام ص ۳۱۶-۳۱۷)

حضرت عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو ان کا حق ادا کرو یعنی ان کی زکوٰۃ نکالو۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ زیور پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کو لکھا کہ تمہاری عمل داری میں جو مسلمان عورتیں رہتی ہیں ان کو حکم دو کہ اپنے زیوروں کی زکوٰۃ نکالیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن دینار کے حوالہ سے یہ روایات نقل کی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہنوں کو اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیٹیوں کو سونے کے زیور پہنائے تھے۔

ان تمام روایات کو نقل کرنے کے بعد علامہ جصاص لکھتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے جو روایات عورتوں کے لیے سونے اور ریشم کے حلال ہونے کے متعلق وارد ہوئی ہیں وہ عدم جواز کی روایات سے زیادہ مشہور اور نمایاں ہیں۔ پھر امت کا عمل بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانے سے ہمارے زمانے (یعنی چوتھی صدی کے آخری دور) تک یہی رہا ہے' بغیر اس کے کہ کسی نے اس پر اعتراض کیا ہو۔ اس طرح کے مسائل میں اخبار آحاد کی بنا پر کوئی اعتراض تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔" (تفہیم ج ۴ ص ۵۳۲۔ الزخرف حاشیہ ۱۸)

تخریج:

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ' ثنا حَمَّادٌ' قَالَ: اَخَذْتُ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ كِتَابًا زَعَمَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَتَبَهٗ لِاَنَسٍ' وَ عَلَيْهِ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حماد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثمامہ ابن عبداللہ بن انس سے ایک مکتوب لیا جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ یہ خط حضرت ابو بکرؓ نے انس کے نام لکھا ہے اور اس پر رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا، وَ كَتَبَهُ لَهُ، فَإِذَا فِيْهِ: هٰذِهِ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) بِهَا نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ---- وَ فِي الرِّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ: فَإِنْ لَّمْ يَكُنِ الْمَالُ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَ مِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْئٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا۔

اللہ ﷺ کی مہر بھی لگی ہوئی تھی جو آپ عامل زکوٰۃ کو بھیجتے وقت لگایا کرتے تھے۔ اس خط میں تحریر تھا۔ کہ یہ زکوٰۃ کے متعلق وہ ضابطہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اس میں تھا کہ چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اگر ایک سو نوے کی تعداد ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ہاں اگر صاحب مال اپنی مرضی سے دینا چاہے تو (دے سکتا ہے)

ماخذ:

○ ابوداؤد ج ۲ ص ۹۷۔ کتاب الزکاۃ' باب فی زکاۃ السائمۃ ○ مسند احمد ج ۱ ص ۱۲ عن ابی بکر ۞ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۸۵۔ کتاب الزکاۃ' باب کیف فرض الصدقۃ۔ عن ابی بکر الصدیق اور ص ۱۳۴۔ باب قدر الواجب فی الورق اذا بلغ نصابا ○ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۱۱۴۔ کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الابل و الغنم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سونے کا الگ اور چاندی کا الگ نصاب

تشریح: نبی ﷺ کے زمانے میں چاندی اور سونے کی قیمتوں میں وہی نسبت تھی جو نصاب کی مقدار سے معلوم ہوتی ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولے چاندی اور ساڑھے سات تولے سونا۔ لیکن آپ کے اس خیال سے مجھے اتفاق نہیں ہے کہ اب نسبتوں میں جو فرق عظیم ہو گیا ہے اس کی وجہ سے سونے کے نصاب کو بدل کر اس کے لئے بھی چاندی ہی کی قیمت کو نصاب بنا دیا جائے۔ اس کے لئے وجوہ یہ ہیں:

(۱) یہ طے کرنا مشکل ہے کہ اصل سونے کو قرار دیا جائے یا چاندی کو؟ سونے کا نصاب چاندی کی قیمت کے معیار پر کم و بیش کیا جائے یا چاندی کے نصاب کو سونے کی قیمت کے معیار پر گھٹایا اور بڑھایا جاتا رہے؟ ان میں سے جس کو بھی اصل اور معیار قرار دیا جائے گا وہ ایک غیر شرعی فعل ہو گا' کیونکہ شارع نے دونوں کا حکم الگ الگ مستقلاً بیان کیا ہے اور اشارۃً و کنایۃً بھی کوئی بات ایسی نہیں فرمائی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہو کہ سونے اور چاندی میں سے کسی ایک کو دوسرے کے لئے اصل اور معیار قرار دینا شارع کا منشا تھا۔

(۲) محض انفع للفقراء ہونا کوئی ایسی قطعی اور ثابت شدہ اصل نہیں ہے جس پر اعتماد کر کے شارع کے ایک منصوص حکم میں ترمیم کرنے کی جرأت کر ڈالی جائے۔

(۳) سونے اور چاندی کی نسبتوں میں آئے دن تغیر ہوتا رہتا ہے اگر ان کی مقداروں کا الگ الگ مستقل نصاب نہ ہو اور ایک کے نصاب کو دوسرے کی آئے دن بدلنے والی قیمتوں پر موقوف کر دیا جائے تو ان دائمی تغیرات کی وجہ سے کوئی ایک مستقل شرعی حکم باقی نہ رہے گا' اور عوام الناس کو تعمیل حکم میں عملی زحمتیں بھی پیش آئیں گی۔

(۴) جو مشکل آپ سونے اور چاندی کے معاملہ میں پیش کر رہے ہیں وہی بکریوں' اونٹوں' گائیوں' بھینسوں اور گھوڑوں کے نصاب میں بھی پیش آتی ہے۔ ان کی قیمتوں کی باہمی نسبتوں میں بھی مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں بہت بڑا فرق ہوتا رہتا ہے۔ اور ان کے بارے میں بھی یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کس کی قیمت کو اصل قرار دے کر دوسری سب انواع کے نصاب کو اس کے مطابق بدلا جاتا رہے۔

ان وجوہ سے مناسب یہی ہے کہ مختلف اشیاء کی زکوٰۃ کے لئے خود شارع نے جو نصاب مقرر کر دیا ہے اور جس مقدار یا تعداد پر جو زکوٰۃ عائد کر دی ہے' اسی کو جوں کا توں برقرار رکھا جائے۔ (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۲۲-۱۲۳)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ' قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ: انا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ ابْنِ اَبِي الْحَسَنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ اوقیہ سے کم پر کوئی زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر بھی زکوۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم پر بھی زکوۃ نہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ: نا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَ لَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ: فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ: اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْاَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذَالِكَ يَجْزِيْ عَنِّيْ وَ اِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ۔ قَالَتْ: فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ: بَلْ اِئْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ: وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ: اِئْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ: اَتَجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَ عَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَ لَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ: فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هُمَا؟ فَقَالَ: امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ زَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الزَّيَانِبِ؟

حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ نسواں! صدقہ و خیرات کرو خواہ تمہیں اپنے زیور سے کچھ دینا پڑے۔ زینب کا بیان ہے کہ عبداللہؓ بن مسعود کے پاس واپس آئی اور ان سے کہا کہ آپ مالی اعتبار سے کمزور ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا ہے آپ حضور ﷺ کی خدمت میں جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ اگر میں آپ (کو اپنا صدقہ دے دوں) تو مجھے کفایت کر جائے گا۔ ورنہ میں پھر دوسروں کو دے دوں گی۔ حضرت زینبؓ کا بیان ہے کہ عبداللہ نے مجھے کہا کہ تم خود ہی چلی جاؤ۔ وہ کہتی ہیں کہ میں چلی اور در رسالت پر پہنچی تو دیکھا کہ ایک انصاری عورت وہاں پہلے سے کھڑی انتظار میں ہے۔ اس کی ضرورت بھی وہی تھی جو میری تھی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ بڑی با رعب شخصیت کے مالک تھے اس وجہ سے ہم براہ راست جرأت کرنے سے گھبرا رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکل کر ہمارے سامنے آئے تو ہم نے اسے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور بتاؤ کہ دو عورتیں دروازے پر آپ سے کچھ دریافت کرنے کے لئے کھڑی ہیں (درپیش مسئلہ یہ ہے) کہ آیا وہ اپنے غریب شوہروں اور شوہر کی دوسری بیوی سے اولاد جو ان کی سرپرستی و کفایت میں ہیں کو اپنی زکوۃ دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ' فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهُمَا اَجْرَانِ: اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ۔

سکتی ہیں۔ یہ ذرا خیال رکھیں کہ یہ نہ بتائیں کہ ہم کون ہیں۔ بلال اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپؐ نے پوچھا کہ وہ کون ہیں (یعنی ان کے نام کیا ہیں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک تو انصاری عورت ہے اور دوسری زینب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ عرض کیا عبداللہ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا ان دونوں کے لئے دوہرا اجر ہے۔ ایک اجر قرابت داری کا دوسرا صدقہ کا۔

(۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ' نا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ جَدِّهٖ ' اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَ فِيْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ' فَقَالَ لَهُمَا: اَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهٗ؟ فَقَالَتْ: لَا' فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَتُحِبَّانِ اَنْ يُسَوِّرَ كُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَتَا: لَا' قَالَ: فَاَدِّيَا زَكَاتَهٗ۔

قال ابوعيسى: هذا حديث قدرواه المثنى بن الصباح عن عمرو بن شعيب نحو هذا- والمثنى بن الصباح و ابن لهيعة يُضَعَّفَان فى الحديث' و لا يصح فى هذا عن النبى صلى الله عليه وسلم شيء۔

(۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ وَ حُمَيْدُ بْنُ مُسْعِدَةَ' اَلْمَعْنٰى' اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحٰرِثِ حَدَّثَهُمْ' ثنا حُسَيْنٌ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ جَدِّهٖ' اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا' وَ فِيْ يَدِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ' فَقَالَ لَهَا: اَتُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا' قَالَ: اَيَسُرُّكِ اَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَ قَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ لِرَسُوْلِهٖ۔

(۵) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ' قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ' عَنْ اَيُّوْبَ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ' قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَاٰى اَنَّهٗ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ' فَاَتَاهُنَّ' وَ مَعَهٗ بِلَالٌ نَاشِرٌ ثَوْبَهٗ' فَوَعَظَهُنَّ وَ اَمَرَهُنَّ اَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِيْ' وَ اَشَارَ اَيُّوْبُ اِلٰى اُذُنِهٖ وَ اِلٰى حَلْقِهٖ۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز عید) خطبہ سے پہلے پڑھی ہے تو آپ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ وہ اپنا خطبہ عورتوں کو نہیں سنا سکے تو ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال تھے جو اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کریں تو عورتوں نے اپنے کانوں اور گلے کے زیور ڈال دیئے۔

(۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ الرَّازِيُّ' ثنا عَمْرُو ابْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ' ثنا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ' عَنْ

عبداللہ بن شداد روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اَنَّهٗ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰى فِيْ يَدِيْ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟ فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ اَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَتُؤَدِّيْنَ زَكَاتَهُنَّ؟ قُلْتُ: لَا، اَوْمَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ۔

انہوں نے فرمایا کہ ایک موقع پر حضور ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں چاندی کے زیورات ہیں۔ آپؐ نے پوچھا عائشہ یہ کیا ہے۔ کہتی ہیں میں نے عرض کیا میں نے آپ کے لئے آرائش و زیبائش کے لئے ان کو بنوایا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو تو میں نے عرض کیا نہیں یا کہا ماشاء اللہ آپ نے فرمایا پھر تو جہنم کی آگ سے تمہارے لئے یہی کافی ہیں۔

۞ ⟸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى، ثنا عَتَّابٌ۔ يعنى ابْنُ بَشِيْرٍ۔ عَنْ ثَابِتِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ اَلْبِسُ اَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ: مَا بَلَغَ اَنْ تُؤَدِّيَ زَكَاتَهٗ، فَزُكِّيَ، فَلَيْسَ بِكَنْزٍ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے کچھ زیورات پہنتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ کیا یہ کنز کی تعریف میں تو نہیں آتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ دے دی جائے تو وہ کنز شمار نہیں ہو گا۔

مآخذ:

(1) ۞ بخاری ج ۱ ص ۱۸۹۔ کتاب الزکاۃ، باب ما ادی زکاتہ۔ فلیس بکنز لقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمس اواق صدقۃ ۞ مسلم ج ۱ ص ۳۱۵-۳۱۶۔ کتاب الزکاۃ۔ (مسلم کی ایک روایت میں من ثمر بھی ہے) ۞ ابوداؤد، ج ۲ ص ۹۴۔ کتاب الزکاۃ، باب ماتجب فیہ الزکاۃ ۞ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۶۔ ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی صدقۃ الزرع والثمر والحبوب۔ و فی الباب عن ابی ہریرۃ، و ابن عمر، و جابر، و عبداللّٰہ بن عمرو قال ابوعیسٰی: حدیث ابی سعید حدیث حسن صحیح ۞ نسائی ج ۵ ص ۱۸۔ کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الابل۔ ۞ نسائی ج ۵ ص ۳۶۔ باب الزکاۃ الورق۔

ایک روایت حضرت ابوسعید خدری سے مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی مروی ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ وسق کھجوروں سے کم پر زکوٰۃ نہیں، اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

○ ابن ماجہ کتاب الزکاۃ' باب ماتجب فیہ الزکاۃ من الاموال' عن ابی سعید خدری۔ ○ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۸۸۔ کتاب الزکاۃ باب ما تجب فیہ الزکاۃ۔ عن ابی سعید خدری۔ (دونوں روایتیں نقل کی ہیں) ○ سنن دارمی ج ۱ ص ۳۲۳۔ کتاب الزکاۃ' باب ما لا تجب فیہ الصدقۃ من الحبوب۔ ○ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۹۳۔ حدیث نمبر ۵ کتاب الزکاۃ۔ باب وجوب زکاۃ الذہب والورق۔ الخ۔ ○ مسند احمد ج ۳ ص ۶ عن ابی سعید خدری۔ ○ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۸۳۔ کتاب الزکاۃ' باب العدد۔ الذی اذا بلغتہ الابل کانت فیھا صدقۃ۔ عن ابی سعید خدری۔ اور ص ۱۳۰ باب النصاب فی زکاۃ الثمار۔

(۴) ○ مسلم ج ۱ ص ۳۲۳۔ کتاب الزکاۃ' باب فضل النفقۃ و الصدقۃ علی الاقربین و الزوج والاولاد والوالدین ولو کانوا مشرکین ○ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۱۷۸۔ کتاب الزکاۃ باب الاختیار فی صدقۃ التطوع۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ' نا اَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ' عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ' عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ' عَنْ بْنِ اَخِي زَيْنَبَ امْرَاةِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنْ زَيْنَبَ امْرَاةِ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَتْ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ! تَصَدَّقْنَ وَ لَوْمِنْ حُلِيِّكُنَّ' فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ' نَا اَبُودَاوُدَ' عَنْ شُعْبَةَ' عَنِ الْاَعْمَشِ' قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔ وَ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَ اَبُو مُعَاوِيَةَ وَ هَمَ فِيْ حَدِيْثِهٖ' فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ' و الصحیح انما ھو عمرو بن الحارث بن اخی زینب قدوری عن عمرو بن شعیب' عن ابیہ' عن جدہ' عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ رای فی الحلی زکاۃ' و فی اسنادہ مقال' واختلف اھل العلم فی ذالک۔ فرای بعض اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والتابعین فی الحلی زکاۃ ما کان منہ ذھب و فضۃ' و بہ یقول سفیان الثوری و عبداللّٰہ بن المبارک' و قال بعض اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم منھم ابن عمر و عائشۃ و جابر بن عبداللّٰہ' و انس بن مالک لیس فی الحلی زکاۃ و ھکذا روی عن بعض فقہاء التابعین وبہ یقول مالک بن انس' والشافعی و احمد و اسحاق۔

مآخذ:

○ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۸۔ ابواب الزکاۃ' باب ماجاء فی زکاۃ الحلی۔

○ ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ علی ذی قرابۃ کے تحت زینب امرأۃ عبداللّٰہ۔ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے۔

قَالَتْ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُجْزِئُ عَنِّيْ مِنَ الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلٰى زَوْجِيْ وَ اِيْتَامٍ فِيْ حِجْرِيْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهَا اَجْرَانِ: اَجْرُ الصَّدَقَةِ' وَ اَجْرُ الْقَرَابَةِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے۔

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ: اَيُجْزِيْنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِيْ وَ هُوَ فَقِيْرٌ، وَ بَنِيْ اَخٍ لِّيْ، اَيْتَامٌ، وَ اَنَا اُنْفِقُ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا، وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ؟ قَالَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَكَانَتْ صَنَاعَ الْيَدَيْنِ۔

مآخذ:

⚙ ابن ماجه كتاب الزكاة، باب ٢٣- الصدقة على ذى قرابة۔ ⚙ السنن الكبرىٰ ج ٧ ص ٢٩- كتاب الصدقات، باب المرأة تصرف من زكاتها فى زوجها اذا كان محتاجا۔ ⚙ السنن نے بخاری و مسلم کے حوالہ سے لک اجر الصدقة و اجر الصلة نقل کیا ہے۔

(۳) ⚙ ترمذى ج ١ ص ١٣٨- ابواب الزكاة، باب ماجاء فى زكاة الحلى ⚙ سنن دارقطنى ج ٢ ص ١٠٨۔

احکام القرآن میں مذکور ہے۔

عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى امْرَاَتَيْنِ عَلَيْهِمَا اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِاَسْوِرَةٍ مِّنْ نَّارٍ؟

قَالَتَا: لَا، قَالَ: فَاَدِّيَا حَقَّ هٰذَا۔

و قالت عائشة: لا باس بلبس الحلى اذا اعطى زكاته و كاتب عمر الى ابى موسىٰ ان مر من قبلك من نساء المؤمنين ان يصدقن من الحلى- وروى ابو حنيفة عن عمر بن دينار- ان عائشة حلت اخواتها الذهب، و ان ابن عمر حلى بناته الذهب۔

مآخذ:

⚙ احكام القرآن للجصاص ج ٥ ص ٢٦٥- فصل فى اباحة لبس الحلى للنساء- سورة الزخرف۔

(۴) ⚙ ابوداؤد ج ٢ ص ٩٥- كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو؟ و زكاة الحلى ⚙ نسائى ج ٥ ص ٣٨- كتاب الزكاة، باب زكاة الحلى- عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده۔ ⚙ نسائی نے ان امرأة من اهل اليمن روایت کیا ہے اور تعطين کی جگہ أتؤدين نقل کیا ہے۔ ⚙ دارقطنى ج ٢ ص ١١٢- كتاب الزكاة باب استقراض الوصى من مال اليتيم ⚙ دارقطنی نے بھی من اهل اليمن بیان کیا ہے۔ ⚙ السنن الكبرىٰ للبيهقى ج ۴ ص ١٤٠- كتاب الزكاة، باب سياق اخبار وردت فى زكاة الحلى۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی الجامع الصحیح میں حدیث کا مندرجہ ذیل جز نقل کیا ہے۔

وَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَ لَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعُرُوْضِ مِنَ	نبی ﷺ نے فرمایا۔ صدقہ کرو خواہ اپنے زیورات میں سے ہو۔ آپ نے باقی سامان کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔ عورتوں نے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِهَا۔ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِيْ خُرْصَهَا وَ سِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوْضِ۔

سونے کے گلے کے ہار اور پاؤں کی پازیب تک اتار کر ڈال دیں۔ عروض میں سونا اور چاندی ہی مخصوص نہیں ہیں۔

مآخذ:

● بخاری ج ۱ ص ۱۹۴۔ کتاب الزکاۃ' باب العَرْض فی الزکاۃ۔

⑤ ● بخاری ج ۱ ص ۱۹۵۔ کتاب الزکاۃ' باب العرض فی الزکاۃ۔

⑥ ● ابوداود ج ۲ ص ۹۶۔ کتاب الزکاۃ باب الکنز ما ھو؟ و زکاۃ الحلی ● دارقطنی ج ۲ ص ۱۰۵۔ کتاب الزکاۃ باب زکاۃ الحلی ● المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۳۸۹۔۳۹۰۔ کتاب الزکاۃ۔ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاہ ● السنن الکبری للبیھقی ج ۴ ص ۱۳۹۔ کتاب الزکاۃ' باب سیاق اخبار و ردت فی زکاۃ الحلی۔ عن عائشۃ۔

⑦ ● ابوداؤد ج ۲ ص ۹۵۔ کتاب الزکاۃ' باب الکنز ما ھو؟ و زکاۃ الحلی ● سنن دارقطنی ج ۲ ص ۱۰۵۔ کتاب الزکاۃ' باب ما ادی زکاتہ فلیس بکنز۔

دارقطنی نے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

((ثنا عَطَاءٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ' اَنَّهَا كَانَتْ تَلْبِسُ اَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَسَاَلَتْ عَنْ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقَالَتْ: اَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ: اِذَا اَدَّيْتِ زَكَاتَهُ' فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)) اسے السنن الکبری نے ج ۴ ص ۸۳ پر نقل کیا ہے اور ص ۱۴۰ پر بھی۔

نوٹ: موطا امام مالک میں مندرجہ بالا الفاظ میں روایت نہیں ملی۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کارخانوں کی زکوٰۃ

کارخانوں کی مشینوں اور آلات پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی صرف اس مال کی قیمت پر جو آخر سال میں ان کے پاس خام یا مصنوع شکل میں اور اس نقد روپے پر' جو ان کے خزانے میں موجود ہو عائد ہوتی- اسی طرح تاجروں کے فرنیچر' اسٹیشنری' دوکان یا مکان اور اس نوعیت کی دوسری اشیاء پر زکوٰۃ عائد نہ ہو گی- صرف اس مال کی قیمت پر جو ان کی دکان میں' اور اس نقد روپے پر جو ان کے خزانے میں ختم سال پر موجود ہو' عائد ہوتی ہے-[1] اس معاملے میں اصول یہ ہے کہ ایک شخص اپنے کاروبار میں جن عوامل پیدائش سے کام لے رہا ہو' وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں- حدیث میں آتا ہے کہ ((ليس في ابل العوامل صدقة)) (کتاب الاموال) یعنی کوئی شخص جن اونٹوں سے آبپاشی کا کام لیتا ہو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے- کیونکہ ان کی زکوٰۃ اس زرعی پیداوار سے وصول کر لی جاتی ہے جو ان کے عمل سے حاصل کی گئی ہو- اس پر قیاس کر کے فقہاء نے بالاتفاق دوسرے تمام آلات پیدائش کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے-

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۲۵)

تخریج:

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ' ثنا زُهَيْرٌ' ثنا اَبُواِسْحَاقَ' عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ وَ عَنِ الْحٰرِثِ الْاَعْوَرِ' عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' قَالَ زُهَيْرٌ: اَحْسِبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ هَاتُوْا رُبْعَ الْعُشُوْرِ' مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ' وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتّٰى تَتِمَّ مِأَتَيْ دِرْهَمٍ فَاِذَا كَانَتْ مِأَتَيْ دِرْهَمٍ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ' فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذَالِكَ' وَ فِي الْغَنَمِ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ شَاةً' شَاةٌ' فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِلَّا تِسْعًا وَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے- زہیر کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ نے اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا- چالیسواں حصہ میرے پاس لاؤ یعنی ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم مگر یہ اس وقت ہے جب تمہارے پاس دو سو درہم پورے ہوں- پس جب دو سو درہم پورے ہوں تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور اس سے زیادہ ہونے کی صورت میں مذکورہ حساب سے- اور بکریوں میں زکوٰۃ اس طرح ہو گی کہ چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ میں لی جائے گی- اگر ان میں ایک بھی کم ہو

[1] جو کاروبار اس نوعیت کے ہوں کہ ان کی زکوٰۃ کا حساب اس طرح نہ لگایا جا سکے (مثلاً اخبار) ان کے کاروبار کی مالیت ان کی سالانہ آمدنی کے لحاظ سے رائج الوقت قاعدوں کے مطابق مشخص کی جائے اور اس پر زکوٰۃ عائد کی جائے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثَلَاثِيْنَ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيْهَا شَيْءٌ وَ سَاقَ صَدَقَةَ الْغَنَمِ مِثْلَ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: وَ فِي الْبَقَرِ فِيْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعٌ وَ فِي الْاَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَ لَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ وَ فِي الْاِبِلِ فذكر الصدقة كما ذكر الزهرى-الخ

اور ان کی تعداد ایک کم چالیس ہو تو ایسی صورت میں تم پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ گائیوں کی زکوٰۃ بکریوں کی طرح بیان کرتے ہوئے کہا کہ تیس گائیں ہوں تو ایک تبیعہ (ایک سالہ) اور اگر تعداد چالیس ہو تو ایک مُسِنّۃ۔ اور جن جانوروں سے پیداواری خدمت لی جائے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں۔

ماخذ:

○ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۰۔ کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ ○ السنن الکبری للبیہقی ج ۴ ص ۱۳۵۔ کتاب الزکاۃ باب وجوب ربع العشر فی نصابھا و فیما زاد علیه و ان قلت الزیادۃ۔

اَخْبَرَنَا اَبُوسَعْدِ الْمَالِيْنِيُّ، انبا اَبُو اَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، ثنا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الصُّوْفِيُّ، ثنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى الْمَرْوَزِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ الرَّقِيُّ عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيْسَ فِي الْاِبِلِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ۔

كذا قال غالب القطان، و روى فى ذلك فى البقر عن ابن عباس مرفوعا، و عن معاذ بن جبل موقوفا و فى اسنادهما ضعف واشهر ماروى فيه مسندا و موقوفًا۔

ماخذ:

○ السنن الکبری للبیہقی ج ۴ ص ۱۱۶۔ کتاب الزکاۃ باب ما یسقط الصدقۃ عن الماشیۃ ○ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۱۰۳۔ کتاب الزکاۃ باب لیس فی العوامل صدقۃ۔

اَخْبَرَنَا اَبُوالْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ بِبَغْدَادَ، انبا اَبُوْعَمْرٍو وَ عُثْمَانُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ السَّمَّاكِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ دَاوٗدَ، ثنا اَبُوبَدْرٍ، ثنا زُهَيْرٌ، اَنَّ اِسْحَاقَ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيْسَ فِي الْبَقَرِ الْعَوَامِلِ شَيْءٌ۔ ⓞ

ماخذ:

○ السنن الکبری ج ۴ ص ۱۱۶۔ کتاب الزکاۃ، باب ما یسقط الصدقۃ عن الماشیۃ ○ سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۰۳۔ کتاب الزکاۃ باب لیس فی العوامل صدقۃ۔

ⓞ جس گائے سے پیداواری خدمت لی جائے اس پر بھی کوئی زکوٰۃ نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برآمد شدہ دفینہ کی زکوٰۃ

فی الرکاز الخمس۔

"برآمد شدہ دفینہ (رکاز) میں خمس (۲۰ فی صدی) لیا جائے گا۔"

شہد کی زکوٰۃ:

شہد کے بارے میں یہ بات مختلف فیہ ہے کہ آیا بجائے خود شہد کی ایک مقدار میں سے زکوٰۃ وصول کی جانی چاہئے یا اس کی تجارت پر وہی زکوٰۃ عائد کی جائے گی جو تجارتی مال پر ہے۔ حنفیہ اس بات کے قائل ہیں کہ شہد بجائے خود محل زکوٰۃ ہے اور یہی مسلک احمدؒ' اسحاق بن راہویہؒ' عمر بن عبدالعزیزؒ' ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کا ہے' اور امام شافعیؒ کا بھی ایک قول اس کے حق میں ہے۔ بخلاف اس کے امام مالک اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ شہد بجائے خود محل زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کا بھی مشہور قول یہی ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لیس فی زکوٰۃ العسل شی یصح۔ "شہد کی زکوٰۃ کے معاملے میں کوئی حدیث صحیح موجود نہیں ہے۔" ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ شہد کی تجارت پر زکوٰۃ عائد کی جائے۔ (معاشیات اسلام ص ۳۴۳)

:

(۱) ⇐ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ' اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُاللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِیْلَ' عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ' عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَعْدِنُ جُبَارٌ' وَ الْبِئْرُ جُبَارٌ' وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ' وَفِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کان کنی کے (دوران جانی نقصان پر) تاوان نہیں۔ کنوئیں میں (گر جانے کی صورت میں) تاوان نہیں۔ جانور کے (زخمی کرنے کی صورت میں) کوئی تاوان نہیں اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

(۲) ⇐ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ الْحَرَّانِیُّ' ثنا مُوْسَی بْنُ اَعْیَنَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَرْثِ الْمِصْرِیِّ'

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بنی متعان کا ایک ھلال نامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: جَآءَ هِلَالٌ اَحَدُ بَنِیْ مُتْعَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُشُوْرِ نَحْلٍ لَّهٗ، وَ كَانَ سَاَلَهٗ اَنْ يَّحْمِیَ (لَهٗ) وَادِيًا يُقَالُ لَهٗ سَلَبَةُ۔ فَحَمٰی لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَالِكَ الْوَادِیَ۔ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ سُفْيَانُ ابْنُ وَهْبٍ اِلٰی عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ يَسْاَلُهٗ عَنْ ذَالِكَ، فَكَتَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ اَدّٰی اِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدِّیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُشُوْرِ نَحْلِهٖ فَاحْمِ لَهٗ سلبة وَ اِلَّا فَاِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَاْكُلُهٗ مَنْ يَّشَآءُ۔

شخص اپنے شہد کا عشر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے سلبہ نامی وادی کو اس کے لئے حمی (چراگاہ) قرار دینے کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے اس وادی کو اس کے لئے چراگاہ قرار دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب سربراہ مقرر ہوئے تو سفیان بن وہب نے اس وادی کو (ذاتی چراگاہ مقرر کیے جانے) کے متعلق استفسار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب میں لکھا کہ وہ تجھے اپنے شہد کا وہی عشر ادا کرے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتا تھا تو سلبہ نامی وادی کو اس کے لیے ذاتی چراگاہ کے طور پر دے دو بصورت دیگر وہ مکھیوں کی خوراک ہو گا جو چاہے اسے کھالے۔

اس سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے۔ ((مِنْ كُلِّ عَشْرِ قِرَبٍ قِرْبَةٌ))

مآخذ:

(1) ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۷۔ کتاب المساقاۃ، باب من حفر بئرا فی ملکه لم یضمن اور بخاری ج ۱ ص ۲۰۳۔ کتاب الزکاۃ باب فی الرکاز الخمس اور باب ما یستخرج من البحر ✿ مسلم ج ۲ ص ۷۳۔ کتاب الحدود باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار۔ عن ابی ھریرۃ۔ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۸۱۔ کتاب الامارہ، باب ماجاء فی الرکاز (و ما فیه) عن ابی ھریرۃ اور ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۷۔ کتاب اللقطة اور ج ۴ ص ۱۹۶۔ کتاب الدیات باب العجماء والمعدن والبئر جبار۔ ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۶۔ ابواب الاحکام، باب ماجاء فی العجماء ان جرحها جبار -- و فی الباب عن جابر و عمر و ابن عوف المزنی و عبادة بن الصامت۔ حدیث ابی ھریرۃ، حدیث حسن صحیح۔ و فی الرکاز الخمس، فالرکاز ما وجد عن دفن اھل الجاھلیة فمن وجد رکازا ادی منه الخمس الی السلطان و ما بقی منه فهو له۔ ✿ ابن ماجه کتاب اللقطه، باب من اصاب رکازا۔ عن ابی ھریرۃ و ابن عباس۔ ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۹۱۔ کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الشرکاء ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۹۱ کتاب العقول باب جامع العقول۔ عن ابی ھریرۃ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۴۔ ج ۲ ص ۱۸۶ - ۲۰۳ - ۲۲۸ - ۲۳۹ - ۲۵۴ - ۲۷۴ - ۲۸۵ - ۳۱۹ - ۳۸۲ - ۳۸۶ - ۴۰۶ - ۴۱۱ - ۴۱۴ - ۴۵۴ - ۴۵۶ - ۴۶۷ - ۴۷۵ - ۴۸۲ - ۴۹۲ - ۴۹۵ - ۴۹۹ - ۵۰۱ - ۵۰۷ - ج ۳ ص ۱۲۸ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۵۴۔ ✿ سنن دارمی ج ۱ ص ۳۳۱۔ کتاب الزکاۃ، باب فی الرکاز۔ عن ابی ھریرۃ ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۱۵۲۔ کتاب الزکاۃ، باب من قال: المعدن رکاز فیه الخمس۔ عن ابی ھریرۃ اور ص ۱۵۵ باب زکاۃ الرکاز۔ عن ابی ھریرۃ، عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدہ۔ ✿ کتاب الخراج لابی یوسف ص ۶۵۔ خمس المعادن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۴﴾ ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۹- کتاب الزکاۃ' باب زکاۃ العسل ✿ السنن الکبرٰی ج ۴ ص ۱۲۶- کتاب الزکاۃ باب ماورد فی العسل-

ترمذی نے مندرجہ ذیل اسناد سے ایک اور روایت نقل کی ہے-

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيسَابُوْرِيُّ' نا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ التِّنِّيْسِيُّ' عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنْ مُوْسَى ابْنِ يَسَارٍ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ فِيْ كُلِّ عَشْرَةِ اَزْقٍ زِقٌّ---- و فی الباب عن ابی ہریرۃ' و ابی سیارۃ المتعی' و عبداللہ بن عمرو- و قال ابوعیسی: حدیث ابن عمر فی اسنادہ مقال' و لا یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا الباب کبیر شی ء- والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم- و بہ یقول احمد و اسحاق' و قال بعض اھل العلم: لیس فی العسل شی ء-

مآخذ:

✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۷- ابواب الزکاۃ' باب ماجاء فی زکاۃ العسل ✿ ابن ماجہ کتاب الزکاۃ' باب زکاۃ العسل- عن عبداللہ بن عمرو- ابن ماجہ نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخذ من العسل العشر- بیان کیا ہے- ✿ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۴ ص ۱۲۶- کتاب الزکاۃ' باب ما ورد فی العسل-

ابن عمر کی روایت کے بارے میں امام بیہقی نے مندرجہ ذیل جرح کی ہے-

تفرد بہ ھکذا صدقۃ بن عبداللہ السمین و ھو ضعیف و ضعفہ احمد بن حنبل و یحی بن معین و غیرھما و قال ابوعیسٰی الترمذی: سألت محمد بن اسماعیل البخاری عن ھذا الحدیث' فقال: ھو عن نافع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل-

اور ابوسیارۃ المتعی کے واسطہ سے مروی روایت کے بارے میں امام بیہقی فرماتے ہیں-

و ھذا اصح ماروی فی وجوب العشر فیہ و ھو منقطع قال ابوعیسٰی الترمذی: سألت محمد بن اسماعیل البخاری عن ھذا' فقال: ھذا حدیث مرسل- و سلیمان ابن موسٰی لم یدرک احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لیس فی زکاۃ العسل شی ء یصح قال البخاری و عبداللہ بن محرر متروک الحدیث یعنی بذلک تضعیف-- و روایتہ عن الزھری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ مرفوعا فی العسل- اور مندرجہ ذیل ہے-

اَخْبَرَنَا اَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْحَافِظُ' انبأ اَبُواِسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ الزَّاهِدُ ثنا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عبادٍ الدبری' انبأ عَبْدُالرَّزَّاقِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَرَّرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ الْيَمَنِ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرُ-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو لکھا کہ عسل کی زکوٰۃ عشر کی صورت میں لی جائے گی-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

سود

ربٰو کی تعریف :

کل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربٰو۔ (بیہقی)

کل قرض جربه نفعا فهو ربوا۔ (مسند حارث بن اسامہ) "ہروہ قرض جس سے نفع اٹھایا جائے ربٰو ہے۔"

تشریح : بعض لوگ اس حدیث کی صحت پر اس دلیل سے کلام کرتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن جو اصول اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اسے تمام فقہائے امت نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔ یہ قبول عام حدیث کے مضمون کو قوی کر دیتا ہے۔ خواہ روایت کے اعتبار سے اس کی سند ضعیف ہو۔ (سود ص ۲۶۶)

تخریج :

﷽ اَخْبَرَنَا اَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْحَافِظُ، وَ اَبُوْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو، قَالَا: ثنا اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، ثنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُنْقِذٍ، حَدَّثَنِيْ اِدْرِيْسُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ مَرْزُوْقٍ التَّجِيْبِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ وَجْهٌ مِنْ وُّجُوْهِ الرِّبَا۔ (موقوف)

تخریج :

• السنن الکبریٰ بیہقی ج ۵ ص ۳۵۰ کتاب البیوع باب کل قرض جر منفعة فہو ربا۔

ربٰو کا مفہوم

قرآن مجید میں سود کے لیے "ربٰو" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مادہ "ر ب و" ہے جس کے معنی ہیں زیادت، نمو، بڑھوتری، اور چڑھنے کا اعتبار سے۔ رَبَا بڑھا اور زیادہ ہوا۔ ربا فلان الرابية۔ وہ ٹیلے پر چڑھ گیا۔ ربا فلان السويق۔ اس نے ستو پر پانی ڈالا اور ستو پھول گیا۔ ربانی حجره اس نے فلاں کی آغوش میں نشوونما پایا۔ اربی الشیء۔ چیز کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھایا- ربوۃ- بلندی- رابیۃ- وہ زمین جو عام سطح ارض سے بلند ہو- قرآن مجید میں جہاں جہاں اس مادے کے مشتقات آئے ہیں- سب جگہ زیادت اور علو اور نمو کا مفہوم پایا جاتا ہے- مثلاً:

﴿ فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت و ربت ﴾ (الحج:۵) جب ہم نے اس پر پانی برسایا تو وہ لہلہا اٹھی اور برگ و بار لانے لگی-

﴿ یمحق اللّٰه الربا و یربی الصدقٰت ﴾ (البقرۃ:۲۷۶) اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے-

﴿ فاحتمل السیل زبداً رابیًا ﴾ (الرعد:۱۷) جھاگ جو اوپر اٹھ آیا تھا' اس کو سیلاب بہا لے گیا-

﴿ فاخذهم اخذة رابیة ﴾ (الحاقۃ:۱۰) اس نے ان کو پھر زیادہ سختی کے ساتھ پکڑا-

﴿ ان تکون امة هی اربی من امة ﴾ (النحل:۹۲) تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ جائے-

﴿ آوینهما الی ربوة ﴾ (المومنون:۵۰) ہم نے مریم اور مسیح کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی-

اس مادے سے "ربو" ہے اور اس سے مراد مال کی زیادتی' اور اس کا اصل سے بڑھ جانا ہے- چنانچہ اس معنی کی تصریح بھی خود قرآن میں کر دی گئی ہے-

﴿ و ذروا ما بقی من الربوٰا..... و ان تبتم فلکم رؤوس اموالکم ﴾ (البقرۃ:۲۷۹) اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو..... اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہیں اپنے راس المال (یعنی اصل رقم) لینے کا حق ہے-

﴿ و ما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربو عنداللّٰه ﴾ (الروم:۳۹) اور جو سود تم نے دیا تھا تاکہ لوگوں کے اموال بڑھیں تو اللہ کے نزدیک اس سے مال نہیں بڑھتا-

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اصل رقم پر جو زیادتی بھی ہو گی وہ ربو کہلائے گی- لیکن قرآن مجید نے مطلق ہر زیادتی کو حرام نہیں کیا ہے- زیادتی تو تجارت میں بھی ہوتی ہے- قرآن مجید جس زیادتی کو حرام قرار دیتا ہے وہ ایک خاص قسم کی زیادتی ہے' اسی لئے وہ اس کو "الربوٰا" کے نام سے یاد کرتا ہے- اہل عرب کی زبان میں اسلام سے پہلے بھی معاملہ کی اس خاص نوعیت کو اس اصطلاحی نام سے یاد کیا جاتا تھا- مگر وہ "الربو" کو بیع کی طرح جائز سمجھتے تھے- جس طرح موجودہ جاہلیت میں سمجھا جاتا ہے- اسلام نے آ کر بتایا کہ راس میں جو زیادتی بیع سے ہوتی ہے وہ اس زیادتی سے مختلف ہے جو "الربو" سے ہوا کرتی ہے- پہلی قسم کی زیادتی حلال ہے اور دوسری قسم کی زیادتی حرام-

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾ (البقرۃ:۳۸) سود خواروں کا یہ حشر اس لئے ہو گا کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی "الربوٰ" کے مانند ہے' حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربٰو کو حرام کیا ہے۔

چونکہ "الربٰو" ایک خاص قسم کی زیادتی کا نام تھا' اور وہ معلوم و مشہور تھی' اس لئے قرآن مجید میں اس کی کوئی تشریح نہیں کی گئی' اور صرف یہ کہنے پر اکتفا کیا گیا کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے۔ اسے چھوڑ دو۔

جاہلیت کا ربٰو :

زمانہ جاہلیت میں "الربٰو" کا اطلاق جس طرز معاملہ پر ہوتا تھا' اس کی متعدد صورتیں روایات میں آئی ہیں۔

قتادہ کہتے ہیں کہ جاہلیت کا "ربو" یہ تھا کہ ایک شخص' ایک شخص کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرتا اور ادائے قیمت کے لئے ایک وقت مقررہ تک مہلت دیتا اگر وہ مدت گزر جاتی اور قیمت ادا نہ ہوتی تو پھر وہ مزید مہلت دیتا اور قیمت میں اضافہ کر دیتا۔

مجاہد کہتے ہیں جاہلیت کا "ربو" یہ تھا کہ ایک شخص کسی سے قرض لیتا اور کہتا۔ اگر تو مجھے اتنی مہلت دے تو میں اتنا زیادہ دوں گا۔ (ابن جریر۔ جلد سوم صفحہ ۶۲)

ابوبکر جصاص کی تحقیق یہ ہے کہ اہل جاہلیت ایک دوسرے سے قرض لیتے تو باہم یہ طے ہو جاتا کہ اتنی مدت میں اتنی رقم اصل راس المال سے زیادہ ادا کی جائے گی۔ (احکام القرآن جلد اول)

امام رازی رحمہ اللہ کی تحقیق میں اہل جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ وہ ایک شخص کو معین مدت کے لئے روپیہ دیتے اور اس سے ماہ بماہ ایک مقررہ رقم سود کے طور پر وصول کرتے رہتے۔ جب وہ مدت ختم ہو جاتی تو مدیون سے راس المال کا مطالبہ کیا جاتا۔ اگر وہ ادا نہ کر سکتا تو پھر ایک مزید مدت کے لئے مہلت دی جاتی اور سود میں اضافہ کر دیا جاتا۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۵۱)

کاروبار کی یہ صورتیں عرب میں رائج تھیں۔ انہی کو اہل عرب اپنی زبان میں "الربو" کہتے تھے۔ اور یہی وہ چیز تھی جس کی تحریم کا حکم قرآن مجید میں نازل ہوا۔

تخریج :

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ' وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ' وَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيَانِ وَ رُبَمَا زَادَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضِ الْكَلِمَةَ وَالشَّيْءَ' قَالُوْا: ثنا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ' ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ' قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهِ' سَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ' فَقُلْتُ: اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ' فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى رَاْسِيْ فَنَزَعَ زِرِّي الْاَعْلٰى' ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الْاَسْفَلَ' ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ' وَ اَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ' فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ وَ اَهْلًا يَا ابْنَ اَخِيْ سَلْ عَمَّا شِئْتَ' فَسَاَلْتُهٗ وَ هُوَ اَعْمٰى وَ جَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ' فَقَامَ فِيْ نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا' يعني ثَوْبًا مُلَفَّقًا' كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلٰى مَنْكِبِهٖ' رَجَعَ طَرَفَاهَا اِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا۔ فَصَلّٰى بِنَا وَرِدَاؤُهٗ اِلٰى جَنْبِهٖ عَلَى الْمِشْجَبِ' فَقُلْتُ: اَخْبِرْنِيْ عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقَالَ بِيَدِهٖ فَعَقَدَ تِسْعًا' ثُمَّ قَالَ: اِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَثَ تِسْعَ سِنِیْنَ لَمْ یَحُجَّ' ثُمَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ فِی الْعَاشِرَۃِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ---- فَرَکِبَ حَتّٰی اَتٰی بَطْنَ الْوَادِیْ' فَخَطَبَ النَّاسَ---- وَ رِبَا الْجَاهِلِیَّۃِ مَوْضُوْعٌ' وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُہٗ رِبَانَا: رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَاِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ کُلُّہٗ۔

(۲) حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو الْیَامِیُّ' ثنا یُوْنُسُ-- یعنی ابْنَ بُکَیْرٍ' ثنا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ الْھَمدانی' عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقُرَشِیِّ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْلَ نَجْرَانَ عَلٰی اَلْفَیْ حُلَّۃٍ' اَلنِّصْفُ فِیْ صَفَرٍ' وَالْبَقِیَّۃُ فِیْ رَجَبٍ' یُؤَدُّوْنَھَا اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ' وَ عَارِیَۃٌ ثَلَاثِیْنَ دِرْعًا' وَ ثَلَاثِیْنَ فَرَسًا' وَ ثَلَاثِیْنَ مِنْ کُلِّ صِنْفٍ مِنْ اَصْنَافِ السِّلَاحِ' یَغْزُوْنَ بِھَا' وَالْمُسْلِمُوْنَ ضَامِنُوْنَ لَھَا حَتّٰی یَرُدُّوْھَا عَلَیْھِمْ اِنْ کَانَ بِالْیَمَنِ کَیْدٌ اَوْ غَدْرَۃٌ عَلٰی اَنْ لَّا تُھْدَمَ لَھُمْ بِیْعَۃٌ- وَلَا یُخْرَجَ لَھُمْ قَسٌّ' وَ لَا یُفْتَنُوْا عَنْ دِیْنِھِمْ مَالَمْ یُحْدِثُوْا حَدَثًا اَوْ یَاْکُلُوا الرِّبَا- قَالَ اِسْمَاعِیْلُ: فَقَدْ اَکَلُوْا الرِّبَا- قَالَ اَبُوْدَاؤدَ: اِذَا نَقَضُوْا بَعْضَ مَا اشْتُرِطَ عَلَیْھِمْ فَقَدْ اَحْدَثُوْا۔

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ' وَ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ' قَالُوْا: نَاھُشَیْمٌ: اَنَا اَبُوالزُّبَیْرِ' عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبَا وَ مُؤْکِلَہٗ' وَ کَاتِبَہٗ' وَ شَاھِدَیْہِ' وَ قَالَ ھُمْ سَوَاءٌ۔

مآخذ:

(۱) ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸۵- کتاب المناسک (الحج) باب صفة حجة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ ابن ماجه کتاب المناسک باب حجة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۷۳- ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۶۲- کتاب البیوع- باب فی الربا الذی کان فی الجاهلیة- ✿ السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۷۵- کتاب البیوع باب تحریم الربا و انه موضوع-الخ- ✿ کتاب الاحکام للجصاص ج ۱ ص ۴۷۰- باب البیع-

(۲) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۶۷-۱۶۸- کتاب الخراج والامارة والفئی باب فی اخذ الجزیة-

(۳) ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۳- کتاب المساقاة والمزارعة باب الربا- ✿ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب البیوع باب موکل الربا کے تحت ایک روایت بیان کی ہے جس میں و اکل الربا و موکله بیان کیا ہے ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۸۰- کتاب البیوع' باب موکل الربا- الخ اور ص ۲۷۹ پر باب اکل الربا و شاهده و کاتبه-الخ ہے- ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۴ کتاب البیوع' باب فی اکل الربا و موکله ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹- ابواب البیوع باب ماجاء فی اکل الربا- عن عبداللّٰہ بن مسعود و فی الباب عن عمرو علی و جابر- حدیث عبداللّٰہ حدیث حسن صحیح- ✿ ابن ماجه کتاب التجارات' باب التغلیظ فی الربا ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۳- عن عبداللّٰہ بن مسعود ✿ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۵ ص ۲۷۵- کتاب البیوع' باب ماجاء من التشدید فی تحریم الربا- ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۶۲- کتاب البیوع باب فی لعن اکل الربا و موکله- (مختصر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرمت سود کی شدت :

قرآن میں اور بھی بہت سے گناہوں کی ممانعت کا حکم آیا ہے اور ان پر سخت وعیدیں بھی ہیں۔ لیکن اتنے سخت الفاظ کسی دوسرے گناہ کے بارے میں وارد نہیں ہوئے۔ ° اسی بنا پر نبی ﷺ نے اسلامی قلمرو میں سود کو روکنے کے لئے سخت کوشش فرمائی۔ آپ ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ کیا اس میں صاف طور پر لکھ دیا کہ اگر تم سودی کاروبار کرو گے تو معاہدہ کالعدم ہو جائے گا۔ اور ہم کو تم سے جنگ کرنی پڑے گی۔ (۱) بنو مغیرہ کے سود خوار عرب میں مشہور تھے، فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے ان کی تمام سودی رقمیں باطل کر دیں۔ اور اپنے عامل مکہ کو لکھا کہ اگر وہ باز نہ آئیں تو ان سے جنگ کرو۔ خود حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ ایک بڑے مہاجن تھے۔ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام سود ساقط کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں خود اپنے چچا عباس کا سود باطل کرتا ہوں۔ (۲) آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ سود لینے والے اور دینے والے، اور اس کی دستاویز کے کاتب، اور اس پر گواہی دینے والے، سب پر اللہ کی لعنت!

ان تمام احکام کا منشا یہ تھا کہ محض سود کی ایک خاص قسم یعنی یوژری (مہاجنی سود) کو بند کیا جائے اور اس کے سوا تمام اقسام کے سود کا دروازہ کھلا رہے۔ بلکہ ان سے اصل مقصد سرمایہ دارانہ اخلاق، سرمایہ دارانہ ذہنیت، سرمایہ دارانہ نظام تمدن اور سرمایہ دارانہ نظم معیشت کا کلی استیصال کر کے وہ نظام قائم کرنا تھا، جس میں بخل کے بجائے فیاضی ہو، خود غرضی کے بجائے ہمدردی اور امداد باہمی ہو، سود کے بجائے زکوٰۃ ہو، بینک کی جگہ بیت المال ہو، اور وہ حالات ہی سرے سے پیش نہ آئیں جن سے معاملہ کرنے کے لیے نظام سرمایہ داری میں کوآپریٹو سوسائٹیوں اور انشورنس کمپنیوں اور پراویڈنٹ فنڈس وغیرہ کی ضرورت پیش آتی ہے اور آخر کار اشتراکیت کا غیر فطری پروگرام اختیار کرنا پڑتا ہے۔ (سود ص ۱۴۷ تا ۱۵۱، ۱۵۷، ۱۵۸)

تخریج :

(۱) وَ رَوٰى اَبُوْعُبَيْدِ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ۔ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعْدَانُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَبِيْ مَلِيْحِ الْهُذَلِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَالَحَ اَهْلَ نَجْرَانَ فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ كِتَابًا فِيْ آخِرِهٖ عَلٰى اَنْ لَّا تَاْكُلُوا الرِّبَا فَمَنْ اَكَلَ الرِّبَا فَذِمَّتِيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ۔

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، وَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ حَاتِمٍ، قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ فَسَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ۔۔۔۔

° ایک حدیث میں ہے کہ سود کا گناہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے ستر درجہ زیادہ ہے۔ (ابن ماجہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاَتٰی بَطْنَ الْوَادِی فَخَطَبَ النَّاسَ وَ قَالَ:
اِنَّ دِمَآءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ وَ دِمَاءُ الْجَاهِلِیَّةِ مَوْضُوْعَةٌ۔ وَ اِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآءِ نَا دَمُ ابْنِ رَبِیْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ کَانَ مُسْتَرْضِعًا فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَیْلٌ وَ رِبَا الْجَاهِلِیَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ کُلُّهٗ۔ (الحدیث)

(۳) ← حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ، ثنا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اَبِیْ مَعْشَرٍ، عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا۔ اَیْسَرُهَا اَنْ یَنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔
فی الزوائد، فی اسناده نجیح بن عبدالرحمن، ابو معشر متفق علیه تضعیفه۔

مآخذ:

(۱) ● کتاب الحکام للجصاص ج ۱ ص ۴۷۲۔ باب البیع۔

(۲) ● مسلم ج ۱ ص ۳۹۷۔ کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ● السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۵ ص ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ کتاب البیوع، باب تحریم الربا و انه موضوع مردود الی رأس المال۔

مآخذ:

(۳) ● ابن ماجه کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا۔ ● کنزالعمال ج ۴ ص ۱۰۵۔ حدیث نمبر ۹۷۵۵۔ عن ابی هریرة۔

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عُثْمَانُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالُوْا: نا هُشَیْمٌ، انا اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبَا وَ مُؤْکِلَهٗ وَ کَاتِبَهٗ وَ شَاهِدَیْهِ وَ قَالَ: هُمْ سَوَاءٌ۔

مآخذ:

(۱) ● مسلم ج ۲ ص ۲۷۔ کتاب المساقاة۔ باب الربا ● بخاری ج ۱ ص ۲۷۹ پر باب اکل الربٰوا و شاهده و کاتبه اور ص ۲۸۰ پر نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم---- اکل الربٰوا و مؤکله ہے۔ ● ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۴۔ کتاب البیوع، باب فی اکل الربا و مؤکله ● نسائی ج ۸ ص ۱۴۷ ● مسند احمد ج ۱ ص ۸۳۔ ● ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت بیان کی ہے اس میں شَاهِدَیْهِ کی جگہ شاهده ہے۔ ● السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۷۵۔ کتاب البیوع باب ماجاء من التشدید فی تحریم الربا۔ عن جابر ● تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الربٰو کے مفہوم کا ماخذ اور قدر مشترک:

الربٰوا کا مفہوم متعین کرنے اور اس کی علت حرمت معلوم کرنے میں ہمارا انحصار صرف ان معاملات کی نوعیت پر ہی نہیں ہے جو اس وقت عرب میں رائج تھے۔ بلکہ لغت' بیان قرآن' حدیث اور فقہائے امت کی توضیحات اس کے اصل ماخذ ہیں' اور ان کے ساتھ ایک مددگار چیز یہ بھی ہے کہ اس وقت جن معاملات پر ربٰو کا اطلاق ہوتا تھا ان میں قدر مشترک معلوم کی جائے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ان میں قدر مشترک صرف اصل سے زائد ایک رقم لینا ہی نہ تھا بلکہ یہ بھی تھا کہ یہ زائد رقم حاجت مندوں کی ذاتی ضروریات کے لئے قرض دے کر وصول کی جاتی تھی۔ لیکن اول تو اس کا اعتبار علت حکم مشخص کرنے میں اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ نہ قرآن نے اس کی طرف کوئی اشارہ کیا ہے اور نہ سنت میں کوئی چیز ایسی ملتی ہے جس کی بنا پر یہ فرض کیا جائے کہ حاجت مندوں سے زائد رقم وصول کرنا وجہ حرمت ہے۔ دوسرے ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس وقت قرض کے معاملات صرف اسی نوعیت تک محدود تھے۔ جہاں تک عرب کے تجارتی معاملات کا تعلق ہے' ان کے بارے میں نہ یہ تصریح ہمارے علم میں آئی ہے کہ وہ قرض کے سرمائے سے چلتے تھے' اور نہ یہ تصریح ہم تک پہنچی ہے کہ ان میں قرض کا عنصر بالکل ہی شامل نہ ہوتا تھا۔ (سود ص ۲۷۰)

ان الربا و ان کثر فان عاقبته تصیر الی قل۔ (ابن ماجه' بیهقی' احمد) "سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو مگر انجام کار وہ کمی کی طرف پلٹتا ہے۔"

تشریح: یہ ایک نیا نظریہ ہے جو سرمایہ داری کے نظریہ کی بالکل ضد ہے۔ خرچ کرنے سے دولت کا بڑھنا اور خرچ کیے ہوئے مال کا ضائع نہ ہونا بلکہ اس کا پورا بدل کچھ زائد فائدے کے ساتھ واپس آنا' سود سے دولت میں اضافہ ہونے کے بجائے الٹا گھاٹا ہونا' زکوٰۃ و صدقات سے دولت میں کمی واقع ہونے کے بجائے اضافہ ہونا' یہ ایسے نظریات ہیں جو بظاہر عجیب معلوم ہوتے ہیں۔ سننے والا سمجھتا ہے کہ شاید ان سب باتوں کا تعلق محض ثواب آخرت سے ہو گا۔ اس میں شک نہیں کہ ان باتوں کا تعلق ثواب آخرت سے بھی ہے' اور اسلام کی نگاہ میں اصلی اہمیت اسی کی ہے' لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو گا کہ اس دنیا میں بھی معاشی حیثیت سے یہ نظریات ایک نہایت مضبوط بنیاد پر قائم ہیں۔ دولت کو جمع کرنے اور اس کو سود پر چلانے کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ دولت سمٹ سمٹ کر چند افراد کے پاس اکٹھی ہو جائے۔ جمہور کی قوت خرید (Purchasing Power) روز بروز گھٹتی چلی جائے۔ صنعت اور تجارت اور زراعت میں کساد بازاری رونما ہو' قوم کی معاشی زندگی تباہی کے سرے پر جا پہنچے' اور آخر کار خود سرمایہ دار افراد کے لئے بھی اپنی جمع شدہ دولت کو افزائش دولت کے کاموں میں لگانے کا کوئی موقع باقی نہ رہے۔ (سود ص ۴۰-۴۱)

تخریج:

۱۱۱۱ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِیْ اَبِیْ' ثنا حَجَّاجٌ' ثنا شَرِیْكٌ عَنِ الدُّکَیْنِ بْنِ الرَّبِیْعِ' عَنْ اَبِیْهِ' عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ' اَنَّ النَّبِیَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرِّبَا' وَ اِنْ كَثُرَ' فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ-

مآخذ:

✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۵-۴۲۴ ✿ ابن ماجه كتاب التجارات' باب التغليظ فى الربا- ✿ ابن ماجہ نے عن ابن مسعود' عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰى قِلَّةٍ- فى الزوائد- اسناده صحيح و رجاله موثقون- لان العباس بن جعفر و ثقه ابن ابى حاتم و ابن المدينى' و ذكره ابن حبان فى الثقات' و باقى رجال الاسناد على شرط مسلم- و فى الفتح اسناده حسن ✿ كنزالعمال ج ۴ ص ۱۰۵- حدیث نمبر ۹۷۵۸- اور مزید ۹۷۸۶ اور ۹۷۸۷-۹۷۸۸- ✿ روح المعانى ج ۱ پ ۳ ص ۴۵ سورة بقره آيت يمحق الله الربا-

سود کے متعلقات:

عن عبادة ابن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء يدا بيد' فاذا اختلفت هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد- (مسلم كتاب البيوع باب الربا)

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سونے کا مبادلہ سونے سے اور چاندی کا چاندی سے اور گیہوں کا گیہوں سے اور جو کا جو سے اور کھجور کا کھجور سے اور نمک کا نمک سے اس طرح ہونا چاہئے کہ جیسے کا تیسا' اور برابر برابر اور دست بدست ہو- البتہ اگر مختلف اصناف کی چیزوں کا ایک دوسرے سے مبادلہ ہو تو پھر جس طرح چاہو بشرطیکہ لین دین دست بدست ہو جائے- (احمد' مسلم' والنسائى' احمد و ابن ماجه و ابى داؤد نحوه و فى آخره) و امرنا ان نبيع البر بالشعير والشعير بالبر يدا بيد كيف شئنا-

(مسند احمد اور صحیح مسلم- یہی حدیث نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد میں بھی آئی ہے اور اس کے آخر میں اتنا اضافہ اور ہے) اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم گیہوں کا مبادلہ جو سے اور جو کا گیہوں سے دست بدست جس طرح چاہیں کریں-

تشریح: شریعت اسلامی کے قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جس چیز کو حرام کیا جاتا ہے اس کی طرف جانے کے جتنے رستے ممکن ہیں ان سب کو بند کر دیا جاتا ہے' بلکہ اس کی طرف پیش قدمی کی ابتدا جس مقام سے ہوتی ہے وہیں روک لگا دی جاتی ہے تاکہ انسان اس کے قریب بھی نہ جانے پائے- نبی ﷺ نے اس قاعدے کو ایک لطیف مثال میں بیان فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ عرب کی اصطلاح میں حمیٰ اس چراگاہ کو کہتے ہیں جو کسی شخص نے اپنے جانوروں کے لئے مخصوص کرلی ہو اور جس میں دوسروں کے لئے اپنے جانور چرانا ممنوع ہو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "ہر بادشاہ کی ایک حمیٰ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمیٰ اس کے وہ حدود ہیں جن سے باہر قدم نکالنے کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ جو جانور حمیٰ کے اردگرد چرتا پھرتا ہے۔ بعید نہیں کہ کسی وقت چرتے چرتے وہ حمیٰ کے حدود میں بھی داخل ہو جائے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی حمیٰ یعنی اس کے حدود کے اطراف میں چکر لگاتا رہتا ہے اس کے لئے ہر وقت یہ خطرہ ہے کہ کب اس کا پاؤں پھسل جائے اور وہ حرام میں مبتلا ہو جائے۔ لہٰذا جو امور حلال و حرام کے درمیان واسطہ ہیں' ان سے بھی پرہیز لازم ہے تاکہ تمہارا دین محفوظ رہے۔

یہی مصلحت ہے جس کو مد نظر رکھ کر شارع حکیم نے ہر ممنوع چیز کے اطراف میں حرمت اور کراہیت کی ایک مضبوط باڑھ لگا دی ہے۔ اور ارتکاب ممنوعات کے ذرائع پر بھی ان کے قرب و بعد کے لحاظ سے سخت یا نرم پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

سود کے مسئلہ میں ابتدائی حکم صرف یہ تھا کہ قرض کے معاملات میں جو سودی لین دین ہوتا ہے وہ قطعاً حرام ہے۔ چنانچہ اسامہ بن زید سے جو حدیث مروی ہے اس میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ((انما الربا النسیئة او فی بعض الالفاظ لا ربا الا فی النسیئة)) یعنی سود صرف قرض کے معاملات میں ہے۔ لیکن بعد میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس حمیٰ کے اردگرد بندشیں لگانا ضروری سمجھا تاکہ لوگ اس کے قریب بھی نہ پھٹک سکیں۔ اسی قبیل سے وہ فرمان نبوی ہے جس میں سود کھانے اور کھلانے کے ساتھ سود کی دستاویز لکھنے اور اس پر گواہی دینے کو بھی حرام کیا گیا ہے۔ اور اسی قبیل سے وہ احادیث ہیں جن میں ربوا الفضل کی تحریم کا حکم دیا گیا ہے۔

تخریج :

(1) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ' وَ عَمْرٌو النَّاقِدُ' وَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ' قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ: نا وَكِيْعٌ قَالَ: نا سُفْيَانُ عَنِ الْحَذَّاءِ' عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ' عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ' وَ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ' وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ' وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ' وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ' يَدًا بِيَدٍ' فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔

○ حضرت عبداللہ بن عباس نے ابتدا میں اسی حدیث کی بنا پر یہ فتویٰ دیا تھا کہ سود صرف قرض کے معاملات میں ہے۔ دست بدست لین دین میں نہیں ہے۔ لیکن جب بعد میں ان کو متواتر روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے نقد معاملات میں بھی تفاضل کو منع فرمایا ہے تو انہوں نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رجع ابن عباس من قولہ فی الصرف و عن قولہ فی المتعة اسی طرح حاکم نے حیان العدوی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بعد میں اپنے سابق فتوے پر توبہ و استغفار کی اور نہایت سختی کے ساتھ ربوا الفضل سے منع کرنے لگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ' قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ وَ هُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ' عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ' وَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَتِيْكٍ' قَالَا: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ' وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ' وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ' وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ' قَالَ اَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ- وَلَمْ يَقُلْهُ الْاُخَرُ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ وَ اَمَرَنَا نَبِيْعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ' وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ' وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا- الخ

(۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' ثنا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ' ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ' اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا صَالِحِ الزَّيَّاتِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ: الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ' وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ' فَقُلْتُ لَهُ- فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُوْلُهُ' فَقَالَ اَبُوسَعِيْدٍ: سَاَلْتُهُ' فَقُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ وَجَدْتَهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: كُلَّ ذٰلِكَ لَا اَقُوْلُ وَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ وَ لٰكِنْ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا رِبٰى اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ- قَالَ اَبُو عَبْدِاللّٰهِ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَرْبٍ' يَقُوْلُ: لَا رِبٰى اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ' قَالَ: هٰذَا عِنْدَنَا فِي الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ وَالْحِنْطَةِ بِالشَّعِيْرِ مُتَفَاضِلًا وَ لَا بَاْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ' وَ لَا خَيْرَ فِيْهِ نَسِيْئَةً-

(۴) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَمْرُو النَّاقِدُ' وَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ' وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ' وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو' قَالَ اِسْحَاقُ: انا' وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ: نا' سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ' عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: اِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ- اور ایک دوسری روایت میں جو انہی سے مروی ہے' میں الربا فی النسیئة ہے-

مآخذ:

(۱) ❁ مسلم ج ۲ ص ۲۵- کتاب المساقاة والمزارعة' باب الربا ❁ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۹-۲۴۸- کتاب البیوع باب فی الصَّرْف- عن عبادة بن صامت ❁ ترمذی ج ۱ ص ۲۳۵- ابواب البیوع باب ماجاء ان الحنطة بالحنطة مثلا بمثل و کراهیة التفاضل- عن عباده بن الصامت ❁ نسائی ج ۷ ص ۲۷۵- کتاب البیوع' باب بیع البُرّ بالبر- عن عبادة نسائی میں نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن بیع الذهب بالذهب- الخ نقل کیا ہے- ❁ ابن ماجه کتاب التجارات' باب ۴۸- الصرف و ما لایجوز متفاضلا یدًا بید عن عبادة بن الصامت- اس نے بھی نَهَانَا سے آغاز کیا ہے- اور فضة کی بجائے وَرِق بیان کیا ہے ❁ دارقطنی ج ۳ ص ۲۴- کتاب البیوع حدیث نمبر ۸۲- عن عبادة بن الصامت ❁ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۷۴- کتاب البیوع' باب فی النهی عن الصرف عن عباده بن الصامت- اس میں ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم نهی عن بیع الذهب- الخ سے آغاز روایت کیا گیا ہے ❁ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۵ ص ۲۷۸- کتاب البیوع' باب الاجناس التی وردالنص بجریان الربا فیها- عن عباده بن الصامت-

امام ترمذی نے عباده بن الصامت نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

و فی الباب عن ابی سعید' و ابی هریرة و بلال- حدیث عباده بن الصامت حدیث حسن صحیح و قدروی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعضهم هذا الحديث عن خالد بهذا الاسناد قال: بيعوا البر بالشعير كيف شئتم يد ابيد- و روى بعضهم هذا الحديث عن خالد عن ابى قلابة عن ابى الاشعث عن عبادة عن النبى صلى الله عليه وسلم الحديث و زاد فيه قال خالد' قال ابوقلابة: بيعوا البر بالشعير كيف شئتم' فذكر الحديث' والعمل على هذا عند اهل العلم لايرون ان يباع البر بالبر الا مثلا بمثل' والشعير بالشعير الا مثلا بمثل فاذا اختلف الاصناف فلا بأس ان يباع متفاضلا- اذا كان يدا بيد و هو قول اكثر اهل العلم من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وغيرهم و هو قول سفيان الثورى والشافعى و احمد و اسحاق-

و قال الشافعى والحجة فى ذلك قول النبى صلى الله عليه وسلم' بيعوا الشعير بالبر كيف شئتم يدا بيد- و قدكره قوم من اهل العلم ان يباع الحنطة بالشعير الا مثلا بمثل و هو قول مالك بن انس والقول الاول اصح-

(۲) ○ نسائی ج ۷ ص ۲۷۴- كتاب البيوع باب بيع البر بالبر- ○ ابن ماجه كتاب التجارات باب الصرف و مالا يجوز متفاضلا يدا بيد ابن ماجہ نے جمع المنزل کے بعد اما فی کنیسة و اما فی بِیْعَةٍ نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکرہ سے مندرجہ ذیل الفاظ روایت کیے ہیں۔

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ' ثنا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ' انا يَحْىَ بْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ' ثنا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ بَكْرَةَ' عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ- وَ اَمَرَنَا اَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ فِى الْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا' وَالْفِضَّةَ فِى الذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا-

○ بخارى ج ۱ ص ۲۹۱- كتاب البيوع باب بيع الذهب بالورق يداً بيد ○ مسلم ج ۲ ص ۲۵- كتاب البيوع باب الربا ○ نسائى ج ۷ ص ۲۸۱- كتاب البيوع باب بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة ○ السنن الكبرٰى للبيهقى ج ۵ ص ۲۸۳- كتاب البيوع باب جواز التفاضل فى الجنسين و ان البر والشعير جنسان- الخ

(۳) ○ بخارى ج ۱ ص ۲۹۱- كتاب البيوع باب بيع الدينار- بالدينار نَساءً ○ نَسائى ج ۷ ص ۲۸۱- كتاب البيوع باب بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة ○ كنزالعمال ج ۴ ص ۱۱۵ حديث نمبر ۹۸۱۸ ○ الاحكام القرآن للجصاص ج ۴ ص ۴۶۵-

(۴) ○ مسلم ج ۲ ص ۲۷- كتاب المساقاة والمزارعة باب الربا ○ ابن ماجه كتاب التجارات' باب من قال: لاربا الا فى النسيئة- عن ابن عباس ○ السنن الكبرٰى للبيهقى ج ۵ ص ۲۸۰- كتاب البيوع باب من قال الربا فى النسيئة- عن اسامة بن زيد ○ نسائى ج ۷ ص ۲۸۱- كتاب البيوع' باب بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة ○ كنزالعمال ج ۵ ص ۱۱۵- حدیث نمبر ۹۸۱۷- ۹۸۱۸ ○ الاحكام القرآن للجصاص ج ۴ ص ۴۶۵- و من ابواب الربا الشرعى السلم فى الحيوان- سورہ بقرہ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربٰوا الفضل کا مفہوم:

ربٰوا الفضل اس زیادتی کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو چیزوں کی دست بدست لین دین میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ ستانی کا دروازہ کھلتا ہے اور انسان میں وہ ذہنیت پرورش پاتی ہے جس کا آخری ثمرہ سود خواری ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے خود ہی اس مصلحت کو اس حدیث میں بیان فرمایا ہے جس کو ابی سعید خدری نے بدیں الفاظ نقل کیا ہے کہ ((لا تبیعوا الدرھم بدرھمین فانی اخاف علیکم الرما. والرما ھوا الربا)) (1) یعنی ایک درہم کو دو درہموں کے عوض فروخت نہ کرو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تم سود خواری میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔

سود کی اس قسم کے متعلق نبی ﷺ سے جو دیگر احکام منقول ہیں ان کو یہاں لفظ بلفظ نقل کیا جاتا ہے۔

(2) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذھب بالذھب والفِضَّة بالفِضَّة والبُرُّ بِالبُرِّ والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد او استزاد فقد اربٰی' الاٰخذ والمعطی فیہ سواء۔ (بخاری و احمد و مسلم و فی لفظ) لا تبیعوا الذھب بالذھب ولا الورق بالورق الا وزنا بوزن مثلا بمثل سواء بسواء۔ (احمد و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا سونے کا مبادلہ سونے سے' چاندی کا چاندی سے' گیہوں کا گیہوں سے' جو کا جو سے' کھجور کا کھجور سے نمک کا نمک سے' جیسے کا تیسا اور دست بدست ہونا چاہیے۔ جس نے زیادہ دیا یا لیا' اس نے سودی معاملہ کیا' لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (بخاری' احمد' مسلم اور ایک دوسری روایت میں ہے) سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو مگر وزن میں مساوی' جوں کا توں اور برابر سرابر۔ (احمد و مسلم)

(3) و عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تبیعوا الذھب بالذھب الا مثلا بمثل و لا تُشِفُّوا بعضھا علی بعض و لا تبیعوا منھا غائبا بحاضر۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا سونے کو سونے کے عوض نہ بیچو مگر جوں کا توں اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر جوں کا توں۔ کوئی کسی کو زیادہ نہ دے اور نہ غائب کا تبادلہ حاضر سے کرو۔ (بخاری و مسلم)

(4) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال التمر بالتمر والحنطة بالحنطة والشعیر بالشعیر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد اواستزاد فقد اربٰی الا ما اختلفت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کھجور کا مبادلہ کھجور سے گیہوں کا گیہوں سے' جو کا جو سے اور نمک کا نمک سے جوں کا توں اور دست بدست ہونا چاہیے۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سودی معاملہ کیا۔ سوائے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الوانه۔ (مسلم)

صورت کے جب کہ ان اشیاء کے رنگ مختلف ہوں۔

⑤ عن سعد بن ابی وقاص قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سئل عن شراء التمر بالرطب فقال أینقص الرطب اذا یبس فقال نعم فنهاه عن ذلک۔ (مالک، و الترمذی، و ابوداؤد، والنسائی، و ابن ماجه)

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ خشک کھجور کا تر کھجور کے ساتھ مبادلہ کس طریقہ پر کیا جائے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تر کھجور سوکھنے کے بعد کم ہو جاتی ہے؟ سائل نے عرض کیا ہاں۔ تب آپ نے سرے سے اس مبادلہ ہی کو منع فرما دیا۔

⑥ عن ابی سعید قال کنا نرزق تمر الجمع و هو الخلط من التمر و کنا نبیع صاعین بصاع فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا صاعین بصاع ولا درهمین بدرهم۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو بالعموم اجرتوں اور تنخواہوں میں مخلوط قسم کی کھجوریں ملا کرتی تھیں۔ اور ہم دو دو صاع مخلوط کھجوریں دے کر ایک صاع اچھی قسم کی کھجوریں لے لیا کرتے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہ دو صاع کا مبادلہ ایک صاع سے کرو اور نہ دو درہم کا ایک درہم سے۔ (بخاری)

⑦ عن ابی سعید و ابی هریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم استعمل رجلا علی خیبر فجاءه بتمر جنیب فقال اکل تمر خیبر هکذا۔ قال لا واللّٰہ یا رسول اللّٰہ انا لنا خذا لصاع من هذا بالصاعین والصاعین بالثلاث فقال لا تفعل بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنیبًا و قال فی المیزان مثل ذلک۔ (بخاری و مسلم)

ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا تحصیلدار مقرر کر کے بھیجا۔ وہ وہاں سے (مال گذاری) میں عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آیا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا، نہیں یا رسول اللہ ہم جو ملی جلی کھجوریں وصول کرتے ہیں انہیں کبھی دو صاع کے بدلے ایک صاع کے حساب سے اور کبھی تین صاع کے بدلے دو صاع کے حساب سے ان اچھی کھجوروں سے بدل لیا کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو پہلے ان مخلوط کھجوروں کو درہموں کے عوض فروخت کر دو، پھر اچھی قسم کی کھجوریں درہموں کے عوض خرید لو یہی بات آپ نے وزن کے حساب سے مبادلہ کرنے کی صورت میں بھی ارشاد فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

⑧ عن سعید قال جاء بلال الی النبی صلی اللّٰہ

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بلال نبی ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیه وسلم بتمر برنی فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من این هذا۔ قال کان عندنا تمر ردیٌ فبعت منه صاعین بصاع فقال اوّہ عین الربا عین الربا۔ لا تفعل ولکن اذا اردت ان تشتری فبع التمر ببیع آخر ثم اشتربه۔ (بخاری و مسلم)

خدمت میں برنی کھجوریں لے کر آئے (جو کھجور کی ایک بہترین قسم ہوتی ہے) آپؐ نے پوچھا یہ کہاں سے لے آئے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے پاس گھٹیا قسم کی کھجور تھی۔ میں نے وہ دو صاع دے کر یہ ایک صاع خرید لی۔ فرمایا ہائیں، قطعی سود، قطعی سود، ایسا ہرگز نہ کیا کرو۔ جب تمہیں اچھی کھجوریں خریدنی ہوں تو اپنی کھجوریں درہم یا کسی اور چیز کے عوض بیچ دو۔ پھر اس قیمت سے اچھی کھجوریں خرید لو۔ (بخاری و مسلم)

(۹) عن فضالة ابن عبید قال اشتریت یوم خیبر قلادة باثنی عشر دینارا فیها ذهب و خرز ففصلتها فوجدت فیها اکثر من اثنی عشر دینارا فذکرت ذلک للنبی صلی اللّٰه علیه و سلم فقال لا تباع حتی تفصل۔ (مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

فضالہ بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے جنگ خیبر کے موقع پر ایک جڑاؤ ہار ۱۲ دینار میں خریدا۔ پھر جو میں نے اس ہار کو توڑ کر نگ اور سونا الگ الگ کیا تو اس کے اندر ۱۲ دینار سے زیادہ کا سونا نکلا۔ ⓞ میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آئندہ سے سونے کا جڑاؤ زیور سونے کے عوض نہ بیچا جائے جب تک کہ نگ اور سونے کو الگ الگ نہ کر دیا جائے۔ (مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

(۱۰) عن ابی بکرة قال نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن الفضة بالفضة والذهب بالذهب الا سواء بسوا و امرنا ان نشتری الفضة بالذهب کیف شئنا و نشتری الذهب بالفضة کیف شئنا۔ (بخاری و مسلم)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ چاندی کا چاندی سے اور سونے کا سونے سے مبادلہ نہ کیا جائے مگر برابری کے ساتھ۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ چاندی کو سونے سے اور سونے کو چاندی سے جس طرح چاہو بدل سکتے ہو۔ ⓞ (بخاری و مسلم)

تخریج:

(۱) ⟵ حَدَّثَنَا اَبُو بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نا وَکِیْعٌ، قَالَ: نا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِیُّ، قَالَ: نا اَبُو الْمُتَوَکِّلِ النَّاجِیُّ،

ⓞ یہ خیال رہے کہ اس زمانے میں درہم اور دینار خالص چاندی اور سونے کے ہوتے تھے اور ان کی قیمت ان کی چاندی اور سونے ہی کے وزن کے لحاظ سے ہوتی تھی۔ لہٰذا اس زمانہ میں دینار کے عوض سونا اور درہم کے عوض چاندی خریدنا بالکل یہ معنی رکھتا تھا کہ آدمی نے سونے کے عوض سونا خریدا اور چاندی کے عوض چاندی حاصل کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ، فَمَنْ زَادَ اَوِاسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی الْاٰخِذُ وَالْمُعْطِیْ فِیْہِ سَوَاءٌ۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: نا یَعْقُوْبُ یعنی ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِیُّ، عَنْ سُھَیْلٍ، عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ، بِالذَّھَبِ، وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ انا مَالِکٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَبِیْعُوْا مِنْھَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُو کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی قَالَا: نا ابْنُ فُضَیْلٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْحِنْطَۃُ بِالْحِنْطَۃِ، وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، یَدًا بِیَدٍ، فَمَنْ زَادَ اَوِاسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی اِلَّا مَااخْتَلَفَتْ اَلْوَانُہٗ۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ یَزِیْدَ، اَنَّ زَیْدًا اَبَا عَیَّاشٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ الْبَیْضَاءِ بِالسُّلْتِ، فَقَالَ لَہٗ سَعْدٌ: اَیُّھُمَا اَفْضَلُ؟ قَالَ الْبَیْضَاءُ: فَنَھَاہُ عَنْ ذَالِکَ، وَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسْاَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَیَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا یَبِسَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، فَنَھَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِکَ۔ قال ابوداؤد: رواہ اسماعیل بن امیۃ نحو مالک۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ، ثنا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی، عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ، قَالَ: کُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَ ھُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ، وَ کُنَّا نَبِیْعُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا صَاعَیْنِ بِصَاعٍ، وَلَا دِرْھَمَیْنِ بِدِرْھَمٍ۔

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، انا مَالِکٌ، عَنْ عَبْدِالْمَجِیْدِ ابْنِ سُھَیْلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَیْبَرَ، فَجَآءَ ھُمْ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ، قَالَ: اَکُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ ھٰکَذَا؟ قَالَ: اِنَّا لَنَا خُذُالصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ، وَ الصَّاعَیْنِ بِالثَّلَاثَۃِ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاھِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاھِمِ جَنِیْبًا۔ وَ قَالَ فِی الْمِیْزَانِ مِثْلُ ذٰلِکَ۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ، انا یَحْیَ بْنُ صَالِحٍ، ثنا مُعَاوِیَۃُ ھُوَابْنُ سَلَّامٍ عَنْ یَحْیٰی، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَۃَ بْنَ عَبْدِالْغَافِرِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ، قَالَ: جَاءَ بِلَالٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِیٍّ، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مِنْ اَیْنَ ھٰذَا؟ قَالَ بِلَالٌ: کَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِیٌّ، فَبِعْتُ مِنْہُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ لِیُطْعِمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِکَ اَوَّہْ اَوَّہْ، عَیْنُ الرِّبَا عَیْنُ الرِّبَا، لَا تَفْعَلْ ذَالِکَ، وَلٰکِنْ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَشْتَرِیَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ۔

﴿۹﴾ ⟸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِيْ شُجَاعٍ، سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ عِمْرَانَ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا، فِيْهَا ذَهَبٌ وَّ خَرَزٌ، فَفَصَّلْتُهَا، فَوَجَدْتُ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ۔

﴿۹﴾ ⟸ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، قَالَ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِيَّ ابْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ: اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ بِخَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ، فِيْهَا خَرَزٌ وَ ذَهَبٌ وَ هِيَ مِنَ الْمَغَانِمِ تُبَاعُ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالذَّهَبِ الَّذِيْ فِي الْقِلَادَةِ فَنُزِعَ وَحْدَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ۔

﴿۱۰﴾ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ قَالَ: نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: اَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَ اَمَرَنَا اَنْ نَشْتَرِيَ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا، وَ نَشْتَرِيَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا۔ قَالَ: فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ

﴿۱۱﴾ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ، قَالَ: نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، قَالَ: اَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ، وَ اَمَرَنَا اَنْ نَشْتَرِيَ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا، وَ نَشْتَرِيَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ: فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَدًا بِيَدٍ، فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ۔

مآخذ:

﴿۱﴾ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵۔ کتاب المساقاۃ و المزارعۃ باب الربا ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۵ ص ۲۷۸۔ کتاب البیوع باب تحریم التفاضل فی الجنس الواحد مما یجری فیہ الربا مع تحریم النساء۔ عن ابی ہریرۃ۔

﴿۲﴾ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۴۔ کتاب المساقاۃ و المزارعۃ باب الربا۔

﴿۳﴾ ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۹۱۔ کتاب البیوع، باب بیع الفضۃ بالفضۃ۔ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۴۔ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب الربا۔ ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۳۵۔ ابواب البیوع، باب ماجاء فی الصرف ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۹۔ کتاب البیوع باب بیع الذہب بالذہب۔

امام ترمذی نے روایت نقل کرنے کے بعد بیان کیا ہے۔

◇۱◇ و فی الباب عن ابی بکرۃ و عمر، و عثمان، و ابی ہریرۃ و ہشام بن عامر، والبراء، و زید بن ارقم، و فضالۃ ابن عبید، و ابی بکرۃ، و ابن عمر، و ابی الدرداء و بلال، حدیث ابی سعید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدیث حسن صحیح۔ والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و غیرھم۔ الا ماروی عن ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس انه كان لا يرى باسًا ان يباع الذهب، بالذهب متفاضلا، والفضة بالفضة متفاضلا اذا كان يدا بيد، و قال: انما الربا في النسيئة و كذلك روى عن بعض اصحابه شيء من هذا- و قدروى عن ابن عباس انه رجع عن قوله حين حدثه ابوسعيد الخدرى عن النبى صلى الله عليه وسلم- والقول الاول اصح- والعمل على هذا عند اهل العلم و هو قول سفيان الثورى، و ابن المبارك والشافعى، و احمد، و اسحاق، وروى عن ابن المبارك انه قال: ليس في الصرف اختلاف-

① ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۷۶- کتاب البیوع باب الاجناس التی وردالنص بجریان الربا فیہا- عن ابی سعید خدری ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۵۸- کتاب البیوع باب بیع الذہب بالفضۃ تبرًا و عَیْنًا ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۶۱- عن ابی سعید خدری-

④ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب الربا- ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۳-۲۷۴- کتاب البیوع، باب بیع التمر بالتمر- ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۸۲- کتاب البیوع، باب جواز التفاضل فی الجنسین و ان البر والشعیر جنسان-الخ- عن ابی ہریرۃ اور ص ۲۹۲- باب لا یباع المصوغ من الذہب والفضۃ بجنسہ باکثر من وزنہ-

⑤ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۵۱- کتاب البیوع، باب فی التمر بالتمر ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۳۲- ابواب البیوع، باب ماجاء فی النہی عن المحاقلۃ والمزابنۃ ہذا حدیث حسن صحیح ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۶۹- کتاب البیوع، باب اشتراء التمر بالرطب- ابن ماجہ کتاب التجارات، باب بیع الرطب بالتمر- ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۵۳-۵۴- کتاب البیوع باب مایکرہ من بیع التمر ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۹۴- کتاب البیوع، باب ماجاء فی النہی عن بیع الرطب بالتمر- عن سعد بن ابی وقاص ✿ سنن دارقطنی ج ۳ ص ۴۹ حدیث نمبر ۲۰۵- کتاب البیوع- عن سعد-

⑥ ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۷۹- کتاب البیوع، باب بیع الخِلْط من التمر ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۷- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب الربا- عن ابی سعید خدری ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۲- کتاب البیوع- باب بیع التمر بالتمر متفاضلاً- عن ابی سعید ✿ ابن ماجہ کتاب التجارات باب الصرف و مالا یجوز متفاضلا یدا بید- ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۹۱- کتاب البیوع، باب اعتبار التماثل فیما کان موزونا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالوزن و فیما کان مکیلا علی عہدہ بالکیل اذا بیع الجنس الواحد فیما یجری فیہ الربا بعضہ ببعض- عن ابی سعید خدری-

⑦ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۰۸- کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ فی الصرف والمیزان- الخ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۶- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب الربا- عن ابی سعید خدری ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۵۳- کتاب البیوع، باب ما یکرہ من بیع التمر عن ابی سعید خدری اور ابی ہریرۃ- ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۲- کتاب البیوع باب بیع التمر بالتمر متفاضلا ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۹۱- کتاب البیوع، باب اعتبار التماثل فیما کان موزونا علی عہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالوزن-الخ- عن ابی سعید خدری و ابی ہریرۃ ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۷۳- کتاب البیوع باب فی النہی عن بیع الطعام الامثلا بمثل-

⑧ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۱۰-۳۱۱- کتاب الوکالۃ' باب اذا باع الوکیل شیئًا فاسدا' فبیعہ مردود- ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۶- کتاب المساقاۃ و المزارعۃ' باب الربا ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۳- کتاب البیوع' باب بیع التمر بالتمر متفاضلاً ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۶۲- ابو سعید خدری-

⑨ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ' باب الربا ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۹- کتاب البیوع' باب فی حلیۃ السیف تباع بالدارھم ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۳۸- ابواب البیوع' باب ماجاء فی شراء القلادۃ و فیھا ذَھَبٌ وَ خَرَزٌ- ھذا حدیث حسن صحیح ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۹- کتاب البیوع بیع القلادۃ فیھا الخرز والذھب بالذھب- ✿ ترمذی اور نسائی دونوں حتی تُفَصَّل یعنی باب تفعیل کا صیغہ نقل کیا ہے جب کہ مسلم نے باب افعال کا صیغہ بیان کیا ✿ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۵ ص ۲۹۳- باب لایباع ذھب بذھب مع احدالذھبین شی ء غیر الذھب ✿ سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳- کتاب البیوع' حدیث نمبر۱

⑨ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ' باب الربا ✿ السنن الکبرٰی ج ۵ ص ۲۹۲- کتاب البیوع' باب لایباع ذھب بذھب مع احدالذھبین شی ء غیر الذھب-

⑩ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ' باب الربا- ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۹۱ کتاب البیوع' باب بیع الذھب بالورق یدًا بیدٍ ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۸۰-۲۸۱ کتاب البیوع' باب بیع الفضۃ بالذھب' و بیع الذھب بالفضۃ ✿ السنن الکبرٰی ج ۵ ص ۲۸۲- کتاب البیوع- باب جواز التفاضل فی الجنسین و ان البر والشعیر جنسان مع تحریم النساء اذا جمعتھما علۃ واحدۃ فی الربا- عن ابی بکرۃ-

⑪ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵- کتاب المساقاۃ والمزارعۃ' باب الربا ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۹۱ کتاب البیوع' باب بیع الذھب بالورق یداً بید-

◇۱ بخاری میں حضرت ابوبکرہ سے وَلَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ' وَالْفِضَّۃَ بِالْفِضَّۃِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ' وَ بِیْعُوا الذَّھَبَ بِالْفِضَّۃِ' وَالْفِضَّۃَ بِالذَّھَبِ کَیْفَ شِئْتُمْ- مروی ہے-

◇۱ نسائی ج ۷ ص ۲۸۰-۲۸۱- کتاب البیوع باب بیع الفضۃ- بالذھب' و بیع الذھب بالفضۃ- نسائی میں وَ اَمَرَنَا اَنْ نَبْتَاعَ ہے- ✿ السنن الکبرٰی ج ۵ ص ۲۸۲- کتاب البیوع' باب جواز التفاضل فی الجنسین و ان البر والشعیر جنسان مع تحریم النساء اذا جمعتھما علۃ واحدۃ فی الربا- عن ابی بکرۃ-

احکام بالا کا ماحصل:

مذکورہ بالا احادیث کے الفاظ اور معانی پر اور ان حالات پر جن میں یہ احادیث ارشاد ہوئی ہیں' غور کرنے سے حسب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیل اصول اور احکام حاصل ہوتے ہیں:-

(۱) یہ ظاہر ہے کہ ایک ہی جنس کی دو چیزوں کو بدلنے کی ضرورت صرف اسی صورت میں پیش آتی ہے جبکہ اتحاد جنس کے باوجود ان کی نوعیتیں مختلف ہوں۔ مثلاً چاول اور گیہوں کی ایک قسم اور دوسری قسم' عمدہ سونا اور گھٹیا سونا' یا معدنی نمک اور سمندری نمک وغیرہ۔ ان مختلف اقسام کی ہم جنس چیزوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بدلنا' اگرچہ بازار کے نرخ ہی کو ملحوظ رکھ کر ہو۔ بہرحال ان میں کمی بیشی کے ساتھ مبادلہ کرنے سے اس ذہنیت کے پرورش پانے کا اندیشہ ہے جو بالآخر سود خواری اور ناجائز نفع اندوزی تک جا پہنچتی ہے۔

اس لئے شریعت نے قاعدہ مقرر کر دیا کہ ہم جنس اشیاء کے مبادلہ کی اگر ضرورت پیش آئے تو لازماً حسب ذیل دو شکلوں میں سے ہی کوئی ایک شکل اختیار کرنی ہو گی۔ ایک یہ کہ ان کے درمیان قدر و قیمت کا جو تھوڑا سا فرق ہو اسے نظر انداز کر کے برابر سرابر مبادلہ کر لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ چیز کا چیز سے برابر راست مبادلہ کرنے کے بجائے ایک شخص اپنی چیز روپے کے عوض بازار کے بھاؤ بیچ دے اور دوسرے شخص سے اس کی چیز روپے کے عوض بازار کے بھاؤ خرید لے۔

(۲) جیسا کہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں' قدیم زمانے میں تمام سکے خالص چاندی سونے کے ہوتے تھے۔ اور ان کی قیمت دراصل ان کی چاندی اور ان کے سونے کی قیمت ہوتی تھی۔ اس زمانے میں درہم کو درہم سے اور دینار کو دینار سے بدلنے کی ضرورت ایسے مواقع پر پیش آتی تھی جبکہ مثلاً کسی شخص کو عراقی درہم کے عوض رومی درہم درکار ہوتے یا رومی دینار کے بدلے ایرانی دینار کی حاجت ہوتی۔ ایسی ضرورتوں کے مواقع پر یہودی ساہوکار اور دوسرے ناجائز نفع کمانے والے لوگ کچھ اسی طرح کا ناجائز منافع وصول کرتے تھے' جیسا موجودہ زمانے میں بیرونی سکوں کے مبادلہ پر بٹاون لی جاتی ہے' یا اندرون ملک میں روپیہ کی ریزگاری مانگنے والوں' یا دس اور پانچ روپے کے نوٹ بھنانے والوں سے کچھ پیسے یا آنے وصول کر لئے جاتے ہیں۔ یہ چیز بھی چونکہ سود خورانہ ذہنیت ہی کی طرف لے جانے والی ہے اس لئے نبی ﷺ نے حکم دے دیا کہ نہ تو چاندی کا مبادلہ چاندی سے اور سونے کا تبادلہ سونے سے کمی بیشی کے ساتھ کرنا جائز ہے اور نہ ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچنا درست ہے۔

(۳) ہم جنس اشیاء کے درمیان مبادلہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک چیز خام شکل میں ہو' اور دوسرے کے پاس اسی جنس سے بنی ہوئی کوئی شے ہو۔ اور دونوں آپس میں ان کا مبادلہ کرنا چاہیں۔ اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ آیا صنعت نے اس شے کی ماہیت بالکل ہی تبدیل کر دی ہے۔ یا اس کے اندر صنعت کے تصرف کے باوجود ابتدائی خام صورت کی بہ نسبت کوئی بڑا فرق واقع نہیں ہوا۔ پہلی صورت میں تو کمی بیشی کے ساتھ مبادلہ ہو سکتا ہے' لیکن دوسری صورت میں شریعت کا منشا یہ ہے کہ یا تو سرے سے مبادلہ ہی نہ ہو' یا اگر ہو تو برابری کے ساتھ ہو تاکہ زیادہ ستانی کے مرض کو غذا نہ مل سکے۔ مثال کے طور پر ایک تو وہ عظیم الشان تغیرات ہیں جو روئی سے کپڑا اور لوہے سے انجن بننے کی صورت میں رونما ہوتے ہیں اور دوسرے وہ خفیف تغیرات ہیں جو سونے سے ایک چوڑی یا کنگن بنائے جانے کی صورت میں ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلی صورت میں تو کوئی مضائقہ نہیں اگر ہم زیادہ مقدار میں روئی دے کر کم مقدار میں کپڑا اور بہت سے وزن کا خام لوہا دے کر تھوڑے سے وزن کا ایک انجن خرید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیں۔ لیکن دوسری صورت میں یا تو سونے کے کنگن کا مبادلہ ہم وزن سونے ہی سے کرنا ہو گا۔ (۱۱) یا پھر سونے کو بازار میں بیچ کر اس کی قیمت کے کنگن خریدنے پڑیں گے۔

(۳) مختلف اجناس کی چیزوں کا باہم مبادلہ کمی بیشی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ معاملہ دست بدست ہو جائے۔ اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ دست بدست جو لین دین ہو گا وہ تو لا محالہ بازار کے نرخوں ہی پر ہو گا' مثلاً جو شخص چاندی دے کر سونا لے گا وہ نقد کی صورت میں سونے کے بالمقابل اتنی ہی چاندی دے گا جتنی اسے بازار کے بھاؤ کے لحاظ سے دینی چاہیے۔ لیکن قرض کی صورت میں کمی بیشی کا معاملہ اس اندیشہ سے خالی نہیں ہو سکتا کہ اس کے اندر سود کا غبار شامل ہو جائے۔ مثال کے طور پر جو شخص آج ۸۰ تولہ چاندی دے کر یہ طے کرتا ہے کہ ایک مہینہ بعد وہ ۸۰ تولہ چاندی کے بجائے ۲ تولہ سونا لے گا' اس کے پاس درحقیقت یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک مہینہ بعد ۴۰ تولہ چاندی ایک تولہ سونے کے برابر ہو گی۔ لہٰذا اس نے چاندی اور سونے کے درمیان مبادلے کی اس نسبت کا جو پیشگی تعین کر لیا' یہ بہرحال ایک طرح کی سود خوارانہ اور قمار بازانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے اور قرض لینے والے نے جو اسے قبول کیا تو اس نے بھی گویا جوا کھیلا کہ شاید ایک مہینہ بعد سونے اور چاندی کی باہمی نسبت ۴۰:۱ کے بجائے ۳۵:۱ ہو۔ (۱)

اسی بنا پر شارع نے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ مختلف اجناس کا مبادلہ کمی بیشی کے ساتھ کرنا ہو تو وہ صرف دست بدست ہی ہو سکتا ہے۔ رہا قرض تو وہ لازماً دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر ہونا چاہیے۔ یا تو جو چیز جتنی مقدار میں قرض دی گئی ہے' وہی چیز اسی مقدار میں واپس قبول کی جائے۔ یا پھر معاملہ اجناس اور اشیاء کی شکل میں طے کرنے کے بجائے روپے کی شکل میں طے کیا جائے۔ مثلاً یہ کہ آج زید نے بکر سے ۸۰ روپے یا ۸۰ روپے کے گیہوں قرض لئے اور ایک مہینہ بعد وہ بکر کو ۸۰ روپے یا ۸۰ روپے کے جو واپس دے گا۔ اس قانون کو ابوداؤد کی اس روایت میں بالکل واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۴) ولا بأس ببيع الذهب بالفضة والفضة اكثرهما يدا بيد' و اما النسيئة فلا- ولا باس ببيع البر بالشعير والشعير اكثر همايدًا بيد و اما النسيئة فلا-

اور کوئی مضائقہ نہیں اگر سونے کو چاندی کے عوض بیچا جائے اور چاندی زیادہ ہو بشرطیکہ معاملہ دست بدست ہو جائے۔ رہا قرض تو وہ جائز نہیں ہے اور کوئی مضائقہ نہیں اگر گیہوں کو جو کے عوض بیچا جائے اور جو زیادہ ہوں بشرطیکہ

○ یہاں کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ "اس طرح تو پھر سنار کا سارا کاروبار بند ہو جائے گا' کیونکہ اسے سونے کی بنی ہوئی چیزیں ہم وزن سونے کے عوض فروخت کرنی ہوں گی اور وہ اپنی صنعت کی کوئی اجرت نہ لے سکے گا۔" یہ شبہ اس لئے غلط ہے کہ سنار سے دراصل ہم مبادلہ کا معاملہ نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنا سونا دے کر اس سے اپنے مطلب کی کوئی چیز بنواتے ہیں۔ لہٰذا وہ اسی طرح اپنے عمل کی اجرت لینے کا حق دار ہے جس طرح ایک درزی یا ایک نانبائی۔ البتہ اگر ہم کسی زیور فروش سے سونے کا بنا ہوا کوئی زیور خریدیں تو یقیناً اسے قیمت میں زیادہ سونا دینا جائز نہ ہو گا' بلکہ ہمیں لازماً اسے چاندی یا کاغذ کے سکے ہی قیمت دینی ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملہ دست بدست ہو جائے۔ رہا قرض تو وہ جائز نہیں ہے۔"

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهَا وَ عَيْنُهَا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهَا وَ عَيْنُهَا، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا يَدًا بِيَدٍ، وَ أَمَّا نَسِيئَةً فَلَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا يَدًا بِيَدٍ، وَ أَمَّا نَسِيئَةً فَلَا۔

قال ابو داؤد: روى هذا الحديث سعيد بن ابى عروبة و هشام الدستوائى عن قتادة عن مسلم بن يسار باسناده۔

مآخذ:

(۱) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۸۔ کتاب البیوع، باب فی الصَّرْف ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۷۷۔ کتاب البیوع۔ باب بیع الشعیر بالشعیر عن عبادة بن الصامت ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۵ ص ۲۸۳۔ کتاب البیوع، باب جواز التفاضل فی الجنسین۔ الخ۔ عن عبادة بن الصامت ✿ سنن دارقطنی ج ۳ ص ۱۸۔ حدیث نمبر ۵۹۔ کتاب البیوع۔ عن عبادة بن الصامت ✿ کنز العمال ج ۵ ص ۱۱۲۔ حدیث نمبر ۹۷۹۸۔

حضرت عمرؓ کا قول:

نبی ﷺ کے یہ احکام مجمل ہیں اور معاملات کی تمام جزئی صورتوں کی ان میں تصریح نہیں ہے۔ اس لئے بہت سے جزئیات ایسے پائے جاتے ہیں جن میں شک کیا جا سکتا ہے کہ آیا وہ ربٰو کی تعریف میں آتے ہیں یا نہیں۔ یہی بات ہے جس کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ:

ان آية الربا من آخر ما نزل من القرآن و انّ النبى صلى الله عليه وسلم قبض قبل ان يبينه لنا فدعوا الربا والريبة۔

آیت ربٰو قرآن کی ان آیات میں سے ہے جو آخر زمانہ میں نازل ہوئی ہیں اور نبی ﷺ کا وصال ہو گیا قبل اس کے کہ آپ اس کے تمام احکام ہم پر واضح فرماتے۔ لہٰذا تم اس چیز کو بھی چھوڑ دو، جو یقیناً سود ہے، اور اس چیز کو بھی جس میں سود کا شبہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج:

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَتْ، آيَةُ الرِّبَا وَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَ لَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا، فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّيْبَةَ۔

مآخذ:

✿ ابن ماجه كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۔ عن عمر بن الخطاب ✿ احكام القرآن للجصاص ج ۱ ص ۴۶۴۔ باب الربا سورة بقره آیت ﴿ الذين ياكلون الربا۔ الاية ﴾ ✿ روح المعانی ج ۱ پ ۳ سوره بقره ص ۴۴ ✿ مشكوٰة ج ۱ ص ۲۴۶۔ ✿ كنزالعمال ج ۴ ص ۱۸۶۔ حديث نمبر ۱۰۰۸۲۔

فقہاء کے اختلافات:

احکام کا یہ اجمال ہی ان اختلاف کا مبنیٰ ہے جو سودی اجناس کے تعین، اور ان میں تحریم کی علت، اور حکم تحریم کے اجزاء میں فقہائے امت کے درمیان ہوئے ہیں:-

ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ ربٰو صرف ان چھ اجناس میں ہے جن کا ذکر نبی ﷺ نے فرما دیا ہے۔ یعنی سونا، چاندی، گیہوں، جو، خرما، نمک اور ان کے سوا دوسری تمام چیزوں میں تفاضل کے ساتھ بلا کسی قید کے ہم جنس اشیاء کا لین دین ہو سکتا ہے۔ یہ مذہب قتادہ اور طاؤس اور عثمان البتی اور ابن عقیل حنبلی اور ظاہریہ کا ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ حکم ان تمام چیزوں میں جاری ہو گا جن کا لین دین پیمانہ اور وزن کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہ سعید بن المسیب کا مذہب ہے، اور ایک ایک روایت اس بات میں امام شافعی اور امام احمد سے بھی منقول ہے۔

چوتھا گروہ کہتا ہے کہ یہ حکم مخصوص ہے ان چیزوں کے ساتھ جو غذا کے کام آتی ہیں اور ذخیرہ کر کے رکھی جاتی ہیں۔ یہ امام مالک کا مذہب ہے۔

درہم و دینار کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ ان میں علت تحریم ان کا وزن ہے۔ اور شافعی و مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کی رائے یہ ہے کہ قیمت اس کی علت ہے۔

مذاہب کے اس اختلاف سے جزئی معاملات میں حکم تحریم کا اجرا بھی مختلف ہو گیا ہے۔ ایک چیز ایک مذہب میں سرے سے سودی جنس ہی نہیں ہے اور دوسرے مذہب میں اس کا شمار سودی اجناس میں ہوتا ہے۔ ایک مذہب کے نزدیک ایک شے میں علت تحریم کچھ ہے۔ اور دوسرے مذہب کے نزدیک کچھ اور۔ اس لئے بعض معاملات ایک مذہب کے لحاظ سے سود کی زد میں آ جاتے ہیں اور دوسرے مذہب کے لحاظ سے نہیں آتے۔ لیکن یہ تمام اختلافات ان امور میں نہیں ہیں جو کتاب و سنت کے صریح احکام کی رو سے ربٰو کے حکم میں داخل ہیں۔ بلکہ ان کا تعلق صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشتبہات سے ہے' اور ایسے امور سے ہے جو حلال و حرام کی درمیانی سرحد پر واقع ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان اختلافی مسائل کو حجت بنا کر ان معاملات میں شریعت کے احکام کو مشتبہ ٹھہرانے کی کوشش کرے جن کے سود ہونے پر نصوص صریحہ وارد ہو چکی ہیں' اور اس طریق استدلال سے رخصتوں اور حیلوں کا دروازہ کھولے۔ اور پھر ان دروازوں سے بھی گزر کر امت کو سرمایہ داری کے راستوں پر چلنے کی ترغیب دے' خواہ وہ اپنی جگہ نیک نیت اور خیر خواہ ہی کیوں نہ ہو' حقیقت میں اس کا شمار ان لوگوں میں ہو گا جنہوں نے کتاب و سنت کو چھوڑ کر ظن و تخمین کی پیروی کی' خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

جانوروں کے مبادلہ میں تفاضل:

اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہم جنس اشیاء کے مبادلہ میں تفاضل کی ممانعت کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے جانور مستثنیٰ ہیں۔ ایک ہی جنس کے جانوروں کا مبادلہ ایک دوسرے کے ساتھ تفاضل کے ساتھ کیا جا سکتا ہے' نبی ﷺ نے خود کیا ہے اور آپ کے بعد صحابہ نے بھی کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جانور اور جانور میں قدر و قیمت کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک معمولی قسم گھوڑا اور ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا۔ جو ریس میں دوڑایا جاتا ہے' یا ایک عام کتا اور ایک اعلیٰ قسم کا کتا' اور ان کی قیمتوں میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ ایک جانور کا تبادلہ اسی جنس کے سو جانوروں سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ (سود ص ۱۶۳ تا ۱۸۲)

تجدید کے لئے چند ضروری شرطیں:

اسلام میں اس امر کی پوری وسعت رکھی گئی ہے کہ تغیر احوال اور خصوصیات حوادث کے لحاظ سے احکام میں اصول شرع کے تحت تغیر کیا جا سکے' اور جیسی جیسی ضرورتیں پیش آتی جائیں' ان کو پورا کرنے کے لئے قوانین مرتب کئے جا سکیں۔ اس معاملے میں ہر زمانے اور ہر ملک کے مجتہدین کو اپنے زمانی اور مکانی حالات کے لحاظ سے استنباط احکام اور تفریع مسائل کے پورے اختیارات حاصل ہیں' اور ایسا ہرگز نہیں ہے کہ کسی خاص دور کے اہل علم کو تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے وضع قانون کا چارٹر دے کر دوسروں کے اختیارات کو سلب کر لیا گیا ہو۔ لیکن اس کے معنی یہ بھی نہیں ہیں کہ ہر شخص کو اپنے منشا اور اپنی اہواء کے مطابق احکام کو بدل ڈالنے اور اصول کو توڑ موڑ کر ان کی الٹی سیدھی تاویلیں کرنے' اور قوانین کو شارع کے اصل مقصد سے پھیر دینے کی آزادی حاصل ہو۔ اس کے لئے بھی ایک ضابطہ ہے اور وہ چند شرائط پر مشتمل ہے۔

o پہلی شرط:

فروعی قوانین مدون کرنے کے لئے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مزاج شریعت کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ یہ بات صرف قرآن مجید کی تعلیم اور نبی ﷺ کی سیرت میں تدبر کرنے ہی سے حاصل ہو سکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ⭘ ان دونوں چیزوں پر جس شخص کی نظر وسیع اور عمیق ہو گی وہ شریعت کا مزاج شناس ہو جائے گا، اور ہر موقع پر اس کی بصیرت اس کو بتا دے گی کہ مختلف طریقوں میں سے کون سا طریقہ اس شریعت کے مزاج سے مناسبت رکھتا ہے، اور کس طریقہ کو اختیار کرنے سے اس کے مزاج میں بے اعتدالی پیدا ہو جائے گی۔ اس بصیرت کے ساتھ احکام میں جو تغیر و تبدل کیا جائے گا وہ نہ صرف مناسب اور معتدل ہو گا، بلکہ اپنے محل خاص میں شارع کے اصل مقصد کو پورا کرنے کے لئے وہ اتنا ہی بجا ہو گا جتنا خود شارع کا حکم ہوتا۔ اس کی مثال میں بہت سے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم کہ دوران جنگ میں کسی مسلمان پر حد نہ جاری کی جائے، اور جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا ابو محجن ثقفی کو شرب خمر پر معاف کر دینا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ کہ قحط کے زمانہ میں کسی سارق کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ یہ امور اگرچہ بظاہر شارع کے صریح احکام کے خلاف معلوم ہوتے ہیں لیکن جو شخص شریعت کا مزاج داں ہے وہ جانتا ہے کہ ایسے خاص حالات میں حکم عام کے امتثال کو چھوڑ دینا مقصود شارع کے عین مطابق ہے۔ اسی قبیل سے وہ واقعہ ہے جو حاطب بن ابی بلتعہ کے غلاموں کے ساتھ پیش آیا۔ قبیلہ مزینہ کے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ حاطب کے غلاموں نے اس کا اونٹ چرا لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے تو ان کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دے دیا۔ پھر فوراً ہی آپ کو تنبہ ہوا، اور آپ نے فرمایا کہ تم نے ان غریبوں سے کام لیا مگر ان کو بھوکا مار دیا اور اس حال کو پہنچایا کہ اگر ان میں سے کوئی شخص حرام چیز کھا لے، تو اس کے لئے جائز ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے ان غلاموں کو معاف کر دیا اور ان کے مالک سے اونٹ والے کو تاوان دلوایا۔ اسی طرح تطلیقات ثلاثہ کے مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حکم صادر فرمایا وہ بھی عہد رسالت کے عمل درآمد سے مختلف تھا۔ مگر چونکہ احکام میں یہ تغیرات شریعت کے مزاج کو سمجھ کر کیے گئے تھے۔ اس لئے ان کو کوئی نامناسب نہیں کہہ سکتا۔ بخلاف اس کے جو تغیر اس فہم اور بصیرت کے بغیر کیا جاتا ہے وہ مزاج شرع میں بے اعتدالی پیدا کر دیتا ہے۔ اور باعث فساد بن جاتا ہے۔

⭘ یہاں اشارتاً یہ کہہ دینا بے جا نہ ہو گا کہ اس زمانہ میں اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہماری دینی تعلیم سے قرآن اور سیرت محمدی کا مطالعہ خارج ہو گیا ہے اور اس کی جگہ محض فقہ کے کسی ایک سسٹم کی تعلیم نے لے لی ہے، اور یہ تعلیم بھی اس طرح دی جاتی ہے کہ ابتدا ہی سے خدا اور رسول کے منصوص احکام اور آئمہ کے اجتہادات کے درمیان حقیقی فرق و امتیاز طالب علم کے پیش نظر نہیں رہتا۔ حالانکہ کوئی شخص جب تک حکیمانہ طریق پر قرآن میں بصیرت حاصل نہ کرے اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کا بغور مطالعہ نہ کرے، اسلام کے مزاج اور اسلامی قانون کے اصول کو نہیں سمجھ سکتا۔ اجتہاد کے لئے یہ چیز ضروری ہے اور تمام عمر فقہ کی کتابیں پڑھتے رہنے سے بھی یہ حاصل نہیں ہو سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ دوسری شرط:

مزاج شریعت کو سمجھنے کے بعد دوسری اہم شرط یہ ہے کہ زندگی کے جس شعبہ میں قانون بنانے کی ضرورت ہو اس کے متعلق شارع کے جملہ احکام پر نظر ڈالی جائے اور ان میں غور و فکر کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ ان سے شارع کا مقصد کیا ہے؟ شارع کس نقشہ پر اس شعبہ کی تنظیم کرنا چاہتا ہے' اسلامی زندگی کی وسیع تر اسکیم میں اس شعبہء خاص کا کیا مقام ہے' اور اس مقام کی مناسبت سے اس شعبہ میں شارع نے کیا حکمت عملی اختیار کی ہے۔ اس چیز کو سمجھے بغیر جو قانون بنایا جائے گا' یا پچھلے قانون میں جو حذف و اضافہ کیا جائے گا' وہ مقصود شارع کے مطابق نہ ہو گا اور اس سے قانون کا رخ اپنے مرکز سے منحرف ہو جائے گا۔ قانون اسلامی میں ظواہر احکام کی اہمیت اتنی نہیں ہے جتنی مقاصد احکام کی ہے۔ فقیہ کا اصل کام یہی ہے کہ شارع کے مقصود اور اس کی حکمت و مصلحت پر نظر رکھے۔ بعض خاص مواقع ایسے آتے ہیں جن میں اگر ظواہر احکام پر (جو عام حالات کو مدنظر رکھ کر کیئے گئے تھے) پر عمل کیا جائے تو اصل مقصد فوت ہو جائے۔ ایسے وقت میں ظاہر کو چھوڑ کر اس طریق پر عمل کرنا ضروری ہے جس سے شارع کا مقصد پورا ہوتا ہو۔ قرآن مجید میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جیسی کچھ تاکید کی گئی ہے' معلوم ہے' نبی ﷺ نے بھی اس پر بہت زور دیا ہے' مگر اس کے باوجود آپ نے ظالم و جابر امراء کے مقابلہ میں خروج سے منع فرما دیا کیونکہ شارع کا اصل مقصد تو فساد کو صلاح سے بدلنا ہے۔ جب کسی فعل سے اور زیادہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور صلاح کی امید نہ ہو تو اس سے احتراز بہتر ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ فتنہء تاتار کے زمانہ میں ایک گروہ پر ان کا گزر ہوا۔ جو شراب و کباب میں مشغول تھا۔ علامہ کے ساتھیوں نے ان لوگوں کو شراب سے منع کرنا چاہا مگر علامہ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ اللہ نے شراب کو فتنہ و فساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے حرام کیا ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ شراب ان ظالموں کو ایک بڑے فتنے یعنی قتل نفوس اور نہب اموال سے روکے ہوئے ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں ان کو شراب سے روکنا مقصود شارع کے خلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حوادث کی خصوصیات کے لحاظ سے احکام میں تغیر کیا جا سکتا ہے۔ مگر تغیر ایسا ہونا چاہئے جس سے شارع کا اصل مقصد پورا ہو نہ کہ الٹا فوت ہو جائے۔

اسی طرح بعض احکام ایسے ہیں جو خاص حالات کی رعایت سے خاص الفاظ میں دیئے گئے تھے۔ اب فقیہہ کا کام یہ نہیں ہے کہ تغیر احوال کے باوجود انہی الفاظ کی پابندی کرے' بلکہ اس کو ان الفاظ سے شارع کے اصل مقصد کو سمجھنا چاہئے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حالات کے لحاظ سے مناسب احکام وضع کرنے چاہئیں۔ مثلاً نبی ﷺ نے صدقہء فطر میں ایک صاع کھجور' یا ایک صاع جو' یا ایک صاع کشمش دینے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس وقت مدینہ میں جو صاع رائج تھا اور یہ اجناس جن کا حضور ﷺ نے ذکر فرمایا۔ یہی بعینہ منصوص ہیں۔ شارع کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ عید کے روز ہر مستطیع شخص اتنا صدقہ دے کہ اس کا ایک غیر مستطیع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائی اس صدقہ میں اپنے بال بچوں کے ساتھ کم از کم عید کا زمانہ خوشی کے ساتھ گزار سکے۔ اس مقصد کو کسی دوسری صورت سے بھی پورا کیا جا سکتا ہے جو شارع کی تجویز کردہ صورت سے اقرب ہو۔

٭ تیسری شرط:

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ شارع کے اصول تشریع اور طرز قانون سازی کو خوب سمجھ لیا جائے تاکہ موقع و محل کے لحاظ سے احکام وضع کرنے میں انہی اصولوں کی پیروی اور اسی طرز کی تقلید کی جا سکے۔ یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان مجموعی طور پر شریعت کی ساخت اور پھر فرداً فرداً اس کے احکام کی خصوصیات پر غور نہ کر لے۔ شارع نے کس طرح احکام میں عدل اور توازن قائم کیا ہے۔ کس کس طرح اس نے انسانی فطرت کی رعایت کی ہے، دفع مفاسد اور جلب مصالح کے لئے اس نے کیا طریقے اختیار کئے ہیں، کس ڈھنگ پر وہ انسانی معاملات کی تنظیم اور ان میں انضباط پیدا کرتا ہے کس طریقہ سے وہ انسان کو اپنے بلند مقاصد کی طرف لے جاتا ہے اور پھر ساتھ ساتھ اس کی فطری کمزوریوں کو ملحوظ رکھ کر اس کے راستہ میں مناسب سہولتیں بھی پیدا کرتا ہے، یہ سب امور تفکر و تدبر کے محتاج ہیں اور ان کے لئے نصوص قرآنی کی لفظی و معنوی دلالتوں اور نبی ﷺ کے افعال و اقوال کی حکمتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ جو شخص اس علم اور تفقہ سے بہرہ ور ہو وہ موقع و محل کے لحاظ سے احکام میں جزوی تغیر و تبدل بھی کر سکتا ہے اور جن معاملات کے حق میں نصوص موجود نہیں ہیں ان کے لئے نئے احکام بھی وضع کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص اجتہاد میں جو طریقہ اختیار کرے گا وہ اسلام کے اصول تشریع سے منحرف نہ ہو گا۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لینے کا حکم ہے۔ مگر اجتہاد سے کام لے کر صحابہ نے اس حکم کو عجم کے مجوسیوں، ہندوستان کے بت پرستوں اور افریقہ کے بربری باشندوں پر بھی وسیع کر دیا۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے عہد میں جب ممالک فتح ہوئے تو غیر قوموں کے ساتھ بکثرت ایسے معاملات پیش آئے جن کے متعلق کتاب و سنت میں صریح احکام موجود نہ تھے۔ صحابہ کرام نے ان کے لئے خود ہی قوانین مدون کئے اور وہ اسلامی شریعت کی اسپرٹ اور اس کے اصول سے پوری مطابقت رکھتے تھے۔

٭ چوتھی شرط:

احوال اور حوادث کے جو تغیرات، احکام میں تغیر یا جدید احکام وضع کرنے کے مقتضی ہوں، ان کو دو حیثیتوں سے جانچنا ضروری ہے۔ ایک یہ حیثیت کہ وہ حالات بجائے خود کس قسم کے ہیں، ان کی خصوصیات کیا ہیں، اور ان کے اندر کون سی قوتیں کام کر رہی ہیں۔ دوسری یہ حیثیت کہ اسلامی قانون کے نقطۂ نظر سے ان میں کس کس نوع کے تغیرات ہوئے ہیں اور ہر نوع کا تغیر احکام میں کس طرح کا تغیر چاہتا ہے۔

مثال کے طور پر اسی سود کے مسئلہ کو لیجئے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ معاشی قوانین کی تدوین جدید کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم کو سب سے پہلے زمانۂ حال کی معاشی دنیا کا جائزہ لینا ہو گا۔ ہم گہری نظر سے معاشیات' مالیات اور لین دین کے جدید طریقوں کا مطالعہ کریں گے۔ معاشی زندگی کے باطن میں جو قوتیں کام کر رہی ہیں ان کو سمجھیں گے۔ ان کے نظریات اور اصول سے واقفیت حاصل کریں گے' اور ان اصول و نظریات کا ظہور جن عملی صورتوں میں ہو رہا ہے ان پر اطلاع حاصل کریں گے۔ اس کے بعد ہم یہ دیکھیں گے کہ زمانۂ سابق کی بہ نسبت ان معاملات میں جو تغیرات ہوئے ہیں ان کو اسلامی قانون کے نقطۂ نظر سے کن اقسام پر منقسم کیا جا سکتا ہے' اور ہر قسم پر شریعت کے مزاج اور اس کے مقاصد اور اصول تشریع کی مناسبت سے کس طرح کے احکام جاری ہونے چاہئیں۔

جزئیات سے قطع نظر کر کے اصولاً ان تغیرات کو ہم دو قسموں پر منقسم کر سکتے ہیں۔

(۱) وہ تغیرات جو در حقیقت تمدنی احوال کے بدل جانے سے رونما ہوئے ہیں اور جو دراصل انسان کے علمی و عقلی نشوو ارتقاء اور خزائن الٰہی کے مزید اکتشافات' اور مادی اسباب و وسائل کی ترقی' اور حمل و نقل اور مخابرات (Communication) کی سہولتوں اور ذرائع پیداوار کی تبدیلی' اور بین الاقوامی تعلقات کی وسعتوں کے طبیعی نتائج ہیں۔ ایسے تغیرات اسلامی قانون کے نقطۂ نظر سے طبعی اور حقیقی تغیرات ہیں۔ ان کو نہ تو مٹایا جا سکتا ہے اور نہ مٹانا مطلوب ہے' بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے اثر سے معاشی احوال اور مالی معاملات اور تجارتی لین دین کی جو نئی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں' ان کے لئے اصول شریعت کے تحت نئے احکام وضع کئے جائیں تاکہ ان کے بدلے ہوئے حالات میں مسلمان اپنے عمل کو ٹھیک ٹھیک اسلامی طرز پر ڈھال سکیں۔

(۲) وہ تغیرات جو دراصل تمدنی ترقی کے فطری نتائج نہیں ہیں' بلکہ دنیا کے معاشی نظام اور مالی معاملات پر ظالم سرمایہ داروں کے حاوی ہو جانے کی وجہ سے رونما ہوئے ہیں۔ وہی ظالمانہ سرمایہ داری جو عہد جاہلیت میں پائی جاتی تھی ❶ اور جس کو اسلام نے صدیوں تک مغلوب کئے رکھا تھا۔ اب دوبارہ معاشی دنیا پر غالب آ گئی ہے' اور تمدن کے ترقی یافتہ اسباب و وسائل سے کام لے کر اس نے اپنے انہی پرانے نظریات کو نت نئی صورتوں سے معاشی زندگی کے مختلف معاملات میں پھیلا دیا ہے۔ سرمایہ داری کے اس غلبہ سے جو تغیرات واقع ہوئے ہیں وہ اسلامی قانون کی نگاہ میں حقیقی اور طبعی تغیرات نہیں ہیں' بلکہ جعلی تغیرات ہیں جنہیں قوت سے مٹایا جا سکتا ہے' اور جن کا مٹا دیا جانا نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے۔ مسلمان کا اصلی فرض یہ ہے کہ اپنی پوری قوت ان کے مٹانے میں صرف کر دے اور معاشی نظام کو اسلامی اصول پر ڈھالنے کی کوشش کرے۔ سرمایہ داری کے خلاف جنگ کرنے کا

❶ یہاں سرمایہ داری کے لفظ کو ہم اس محدود معنی میں استعمال نہیں کر رہے ہیں جس میں وہ آج کل اصطلاحاً استعمال کیا جاتا ہے بلکہ اس وسیع معنی میں لے رہے ہیں جو سرمایہ داری کی حقیقت میں پوشیدہ ہے۔ اصطلاحی "سرمایہ داری" یورپ کے صنعتی انقلاب کی پیداوار ہے' مگر حقیقت سرمایہ داری ایک قدیم چیز ہے اور اپنی مختلف شکلوں میں اس وقت سے موجود چلی آ رہی ہے جب سے انسان نے اپنے تمدن و اخلاق کی رہنمائی شیطان کے حوالہ کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرض کمیونسٹ سے بڑھ کر مسلمان پر عائد ہوتا ہے۔ کمیونسٹ کے سامنے محض روٹی کا سوال ہے' اور مسلمان کے سامنے دین و اخلاق کا سوال۔ کمیونسٹ محض صعالیک (Proletariates) کی خاطر جنگ کرنا چاہتا ہے' اور مسلمان تمام نوع بشری کے حقیقی فائدے کے لئے جنگ کرتا ہے۔ جس میں خود سرمایہ دار بھی شامل ہیں۔ کمیونسٹ کی جنگ خود غرضی پر مبنی ہے اور مسلمان کی جنگ للّٰہیت پر۔ لہٰذا مسلمان تو موجودہ ظالمانہ سرمایہ داری نظام سے کبھی مصالحت کر ہی نہیں سکتا۔ اگر وہ مسلم ہے اور اسلام کا پابند ہے تو اس کے خدا کی طرف سے اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس ظالمانہ نظام کو مٹانے کی کوشش کرے' اور اس جنگ میں جو ممکن نقصان اس کو پہنچ سکتا ہو اسے مردانہ وار برداشت کرے۔ معاشی زندگی کے اس شعبہ میں اسلام جو قانون بھی بنائے گا اس کی غرض یہ ہرگز نہ ہو گی کہ مسلمانوں کے لئے سرمایہ داری نظام میں جذب ہونے اور اس کے ادارات میں حصہ لینے اور اس کی کامیابی کے اسباب فراہم کرنے میں سہولتیں پیدا کی جائیں' بلکہ اس کی واحد غرض یہ ہو گی کہ مسلمانوں اور تمام دنیا کو اس گندگی سے محفوظ رکھا جائے' اور ان تمام دروازوں کو بند کیا جائے جو ظالمانہ اور ناجائز سرمایہ داری کو فروغ دیتے ہیں۔ (سود ص از ۱۸۸ تا ۱۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب میں کون سا سود رائج تھا

یہ بات کسی کتاب میں صراحت کے ساتھ تو نہیں لکھی گئی ہے کہ عرب جاہلیت میں "تجارتی سود" رائج تھا' لیکن اس امر کا ذکر ضرور ملتا ہے کہ مدینہ کے زراعت پیشہ لوگ یہودی سرمایہ داروں سے سود پر قرض لیا کرتے تھے' اور خود یہودیوں میں باہم بھی سودی لین دین ہوتا تھا نیز قریش کے لوگ' جو زیادہ تر تجارت پیشہ تھے' سود پر قرض لیتے دیتے تھے۔ قرض کی ضرورت لازماً صرف نادار آدمیوں ہی کو اپنی ذاتی ضروریات پوری کرنے کے لئے پیش نہیں آتی بلکہ زراعت پیشہ افراد کو اپنے زرعی کاموں کے لئے اور سوداگر لوگوں کو اپنے کاروبار کے لئے بھی پیش آتی ہے' اور یہ آج کوئی نئی صورت نہیں ہے بلکہ قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ اسی چیز نے رفتہ رفتہ ترقی کر کے وہ شکل اختیار کی ہے جو زمانۂ جدید میں پائی جاتی ہے۔ قدیم صورت زیادہ تر انفرادی لین دین تک محدود تھی' جدید صورت میں فرق صرف یہ ہو گیا کہ بڑے پیمانے پر قرض سے سرمایہ اکٹھا کرنے اور اسے کاروبار میں لگانے کا طریقہ رائج ہو گیا۔

ربٰوا الفضل کی احادیث سورۃ بقرہ والی آیت حرمت سود سے تو پہلے کی ہیں' مگر سورۂ آل عمران والی آیت کے بعد کی ہیں۔ سورۃ آل عمران کی آیت نے قرآن کا یہ منشا واضح کر دیا تھا کہ سود ایک برائی ہے جس کو بالآخر مٹانا پیش نظر ہے۔ نبی ﷺ نے اسی کے لئے ماحول تیار کرنے کی خاطر معاشی معاملات میں وہ اصطلاحات فرمائی تھیں جن کے لئے ربوا الفضل کا عنوان تجویز کیا گیا۔ ان احادیث میں صاف طور پر لفظ ربٰو استعمال ہوا ہے۔ اور ممانعت کے الفاظ خود اس کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ قرآن میں جس سود کی حرمت کا حکم دیا گیا ہے وہ قرض والا سود ہے نہ کہ دست بدست لین دین والا سود اور فقہاء نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ ربوا الفضل بعینہٖ وہ ربٰو نہیں ہے جو قرآن میں حرام کیا گیا ہے' بلکہ یہ دراصل سود کا سدباب کرنے کے لئے ایک پیش قدمی ہے جسے فقہی اصطلاح میں "سدباب ذریعہ" کہا جاتا ہے۔ (سود ۲۴۰-۲۴۱)

نبی ﷺ نے صرف اس ربٰو کی حرمت پر اکتفا نہیں فرمایا جو قرض کی صورت میں لیا جاتا ہے' بلکہ دست بدست لین دین کی صورت میں بھی ایک ہی جنس کی اشیاء کے درمیان تفاضل کا معاملہ کرنا حرام کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں حاجت مندی کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا جو منشا سمجھا تھا وہ لامحالہ یہی تھا کہ زیادہ ستانی کو اللہ حرام کرنا چاہتا ہے۔ اسی کے رجحانات کو ختم کرنے کے لئے حضور ﷺ نے قرض کے علاوہ دست بدست لین دین میں بھی زیادہ ستانی سے منع فرما دیا۔ (سود ص ۲۶۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخفیفات کے عام اصول:

① احب الدین الی اللہ تعالی الحنیفیۃ السمحۃ ولا ضرر ولا ضرار فی الاسلام۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین وہ ہے جو سیدھا سادھا اور نرم ہو۔ اسلام میں ضرر اور ضرار نہیں۔

تشریح: اسلامی قانون میں حالات اور ضروریات کے لحاظ سے احکام کی سختی کو نرم کرنے کی بھی کافی گنجائش رکھی گئی ہے۔ چنانچہ فقہ کے اصول میں سے ایک یہ بھی ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات اور المشقۃ تجلب التیسیر ❶ قرآن مجید اور احادیث نبوی میں بھی متعدد مواقع پر شریعت کے اس قاعدہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مثلاً:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (البقرۃ:۲۸۶) اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرۃ:۱۸۵) اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی نہیں کرنا چاہتا۔

﴿ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ (الحج:۷۸) اس نے تم پر دین میں سختی نہیں کی۔

پس یہ قاعدہ اسلام میں مسلم ہے کہ جہاں مشقت اور ضرر ہو وہاں احکام میں نرمی کر دی جائے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہر خیال اور وہمی ضرورت پر شریعت کے احکام اور خدا کی مقرر کردہ حدود کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ اس کے لئے بھی چند اصول اور ضوابط ہیں جو شریعت کی تحقیقات پر غور کرنے سے بآسانی سمجھ میں آسکتے ہیں۔

اولاً یہ دیکھنا چاہئے کہ مشقت کس درجہ کی ہے۔ مطلقاً ہر مشقت پر تو تکلیف شرعی رفع نہیں کی جاسکتی' ورنہ سرے سے کوئی قانون ہی باقی نہ رہے گا۔ جاڑے میں وضو کی تکلیف' گرمی میں روزے کی تکلیف' سفر حج اور جہاد کی تکالیف' یقیناً یہ سب مشقت کی تعریف میں آتی ہیں' مگر یہ ایسی مشقتیں نہیں ہیں جن کی وجہ سے تکلیفات ہی کو سرے سے ساقط کر دیا جائے۔ تخفیف یا اسقاط کے لئے مشقت ایسی ہونی چاہئے جو موجب ضرر ہو مثلاً سفر کی مشکلات' مرض کی حالت' کسی ظالم کا جبر و اکراہ' تنگ دستی' کوئی غیر معمولی مصیبت' فتنہ عام' یا کوئی جسمانی نقص۔ ایسے مخصوص حالات میں شریعت نے بہت سے احکام میں تخفیفات کی ہیں اور ان پر دوسری تخفیفات کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

ثانیاً: تخفیف اسی درجہ کی ہونی چاہئے جس درجہ کی مشقت اور مجبوری ہے۔ مثلاً جو شخص بیماری میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اس کے لئے لیٹ کر پڑھنا جائز نہیں۔ جس بیماری کے لئے رمضان میں دس روزوں کا قضا کرنا کافی ہے اس کے لئے پورے رمضان کا افطار ناجائز ہے۔ جس شخص کی جان شراب کا ایک چلو پی کر یا حرام چیز کے ایک دو لقمے کھا کر بچ سکتی ہے' وہ اس حقیقی ضرورت سے بڑھ کر پینے یا کھانے کا مجاز نہیں ہے۔ اسی طرح طبیب کے لئے جسم کے پوشیدہ حصوں میں سے جتنا دیکھنے کی واقعی ضرورت ہے اس سے زیادہ دیکھنے کا اس کو حق نہیں۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے تمام تخفیفات کی مقدار' مشقت اور ضرورت کی مقدار پر مقرر کی جائے گی۔

ثالثاً: کسی ضرر کو دفع کرنے کے لئے کوئی ایسی تدبیر اختیار نہیں کی جاسکتی جس میں اتنا ہی یا اس سے زیادہ ضرر ہو۔

---

❶ "ضرورتوں کی بنا پر بعض ناجائز چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔" اور "جہاں شریعت کے کسی حکم پر عمل کرنے میں مشقت ہو وہاں آسانی پیدا کر دی جاتی ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ صرف ایسی تدبیر کی اجازت دی جا سکتی ہے جس کا ضرر نسبتاً خفیف ہو۔ اسی کے قریب قریب یہ قاعدہ بھی ہے کہ کسی مفسدہ سے بچنے کے لئے اس سے بڑے یا اس کے برابر مفسدہ میں مبتلا ہو جانا جائز نہیں۔ البتہ یہ جائز ہے کہ جب انسان دو مفسدوں میں گھر جائے اور کسی ایک میں مبتلا ہونا بالکل ناگزیر ہو تو بڑے مفسدہ کو دفع کرنے کے لئے چھوٹے مفسدہ کو اختیار کر لے۔

رابعاً: جلب مصالح پر دفع مفاسد مقدم ہے' شریعت کی نگاہ میں بھلائیوں کے حصول اور مامورات و واجبات کے ادا کرنے کی بہ نسبت برائیوں کو دور کرنا اور حرام سے بچنا' اور فساد کو دفع کرنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اسی لئے وہ مشقت کے مواقع پر مامورات میں جس فیاضی کے ساتھ تخفیف کرتی ہے' اتنی فیاضی ممنوعات کی اجازت دینے میں نہیں برتتی۔ سفر اور مرض کی حالتوں میں' نماز روزے اور دوسرے واجبات کے معاملہ میں جتنی تخفیفیں کی گئی ہیں' اتنی تخفیفیں ناپاک اور حرام چیزوں کے استعمال میں نہیں کی گئیں۔

خامساً: مشقت یا ضرر کے زائل ہوتے ہی تخفیف بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً بیماری رفع ہو جانے کے بعد تیمم کی اجازت باقی نہیں رہتی۔ (سود از ص ۱۹۸-۲۰۲)

مسئلہ سود میں شریعت کی تخفیفات:

مذکورہ بالا قواعد کو ذہن نشین کر لینے کے بعد غور کیجئے کہ موجودہ حالات میں سود کے مسئلہ میں احکام شریعت کے اندر کس حد تک تخفیف کی جا سکتی ہے؟

(۱) سود لینے اور سود دینے کی نوعیت یکساں نہیں ہے۔ سود پر قرض لینے کے لئے تو انسان بعض حالات میں مجبور ہو سکتا ہے لیکن سود کھانے کے لئے درحقیقت کوئی مجبوری پیش نہیں آ سکتی۔ سود تو وہی لے گا جو مال دار ہو' اور مال دار کو ایسی کیا مجبوری پیش آ سکتی ہے جس میں اس کے لئے حرام حلال ہو جائے؟

(۲) سودی قرض لینے کے لئے بھی ہر ضرورت مجبوری کی تعریف میں نہیں آتی۔ شادی بیاہ اور خوشی و غمی کی رسموں میں فضول خرچی کرنا کوئی حقیقی ضرورت نہیں ہے۔ موٹر خریدنا یا مکان بنانا کوئی واقعی مجبوری نہیں ہے۔ عیش و عشرت کے سامان فراہم کرنا' یا کاروبار کو ترقی دینے کے لئے روپیہ فراہم کرنا کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ یہ اور ایسے ہی دوسرے امور جن کو "ضرورت" اور "مجبوری" سے تعبیر کیا جاتا ہے' اور جن کے لئے مہاجنوں سے ہزاروں روپے قرض لئے جاتے ہیں' شریعت کی نگاہ میں ان کی قطعاً کوئی وقعت نہیں۔ اور ان اغراض کے لئے جو لوگ سود دیتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں۔ شریعت اگر کسی مجبوری پر سودی قرض لینے کی اجازت دے سکتی ہے تو وہ اس قسم کی مجبوری ہے جس میں حرام حلال ہو سکتا ہے۔ یعنی کوئی سخت مصیبت جس میں سود پر قرض لئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو' جان یا عزت پر آفت آ گئی ہو' یا کسی ناقابل برداشت مشقت یا ضرر کا حقیقی اندیشہ ہو۔ ایسی صورت میں ایک مجبور مسلمان کے لئے سودی قرض لینا جائز ہو گا۔ مگر وہ تمام ذی استطاعت مسلمان گناہگار ہوں گے جنہوں نے اس مصیبت میں اپنے اس بھائی کی مدد نہ کی اور اس کو فعل حرام کے ارتکاب پر مجبور کر دیا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس گناہ کا وبال پوری قوم پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گا' کیونکہ اس نے زکوٰۃ و صدقات اور اوقات کی تنظیم سے غفلت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے افراد بے سہارا ہو گئے اور ان کے لئے اپنی ضرورتوں کے وقت ساہوکاروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کے سوا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا۔

(۳) شدید مجبوری کی حالت میں بھی صرف بقدر ضرورت قرض لیا جا سکتا ہے۔ اور لازم ہے کہ استطاعت بہم پہنچتے ہی سب سے پہلے اس سے سبکدوشی حاصل کی جائے۔ کیونکہ ضرورت رفع ہو جانے کے بعد سود کا ایک پیسہ دینا بھی حرام مطلق ہے۔ یہ سوال کہ آیا ضرورت شدید ہے کہ نہیں' اور اگر شدید ہے تو کس قدر ہے اور کس وقت وہ رفع ہو گی' اس کا تعلق اس شخص کی عقل اور احساس دین داری سے ہے۔ جو اس حالت میں مبتلا ہوا ہو۔ وہ جتنا زیادہ دین دار اور خدا ترس ہو گا اور اس کا ایمان جتنا زیادہ قوی ہو گا' اتنا ہی زیادہ وہ اس باب میں محتاط ہو گا۔

(۴) جو لوگ تجارتی مجبوریوں کی بنا پر یا اپنے مال کی حفاظت یا موجودہ انتشار قومی کی وجہ سے اپنے مستقبل کی طمانیت کے لئے بینکوں میں روپیہ جمع کرائیں' یا انشورنس کمپنی میں بیمہ کرائیں' یا جن کو کسی قاعدہ کے تحت پراویڈنٹ فنڈ میں حصہ لینا پڑے' ان کے لئے لازم ہے کہ صرف اپنے راس المال ہی کو اپنا مال سمجھیں اور اس راس المال سے بھی ڈھائی فیصدی سالانہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں' کیونکہ اس کے بغیر وہ جمع شدہ روپیہ ان کے لئے ایک نجاست ہو گی' بشرطیکہ وہ خدا پرست ہوں' زر پرست نہ ہوں۔

(۵) بینک میں یا انشورنس کمپنی یا پراویڈنٹ فنڈ سے سود کی جو رقم ان کے حساب میں نکلتی ہو' اس کو سرمایہ داروں کے پاس چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ان مفسدوں کے لئے مزید تقویت کی موجب ہو گی۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس رقم کو لے کر ان مفلس لوگوں پر خرچ کر دیا جائے جن کی حالت قریب قریب وہی ہے جس میں حرام کھانا انسان کے لئے جائز ہو جاتا ہے۔ ○

(۶) مالی لین دین اور تجارتی کاروبار میں جتنے منافع سود کی تعریف میں آتے ہوں' یا جن میں سود کا اشتباہ ہو' ان سب سے حتی الامکان احتراز ممکن نہ ہو تو وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو نمبر ۵ میں بیان کیا گیا ہو۔ اس معاملہ میں ایک ایمان دار مسلمان کی نظر جلب منفعت پر نہیں' بلکہ دفع مفاسد پر ہونی چاہئے۔ اگر وہ خدا سے ڈرتا ہے اور یوم آخرت پر اعتقاد رکھتا ہے تو حرام سے بچنا اور خدا کی پکڑ سے محفوظ رہنا اس کے لئے کاروبار کی ترقی اور مالی فوائد کے حصول سے زیادہ عزیز ہونا چاہئے۔

یہ تخفیفات صرف افراد کے لئے ہیں اور بدرجہ' آخر ان کو ایک قوم تک بھی اس حالت میں وسیع کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ غیروں کی محکوم ہو اور اپنا نظام مالیات و معیشت خود بنانے پر قادر نہ ہو۔ لیکن ایک آزاد و خود مختار مسلمان قوم' جو اپنے مسائل خود حل کرنے کے لئے اختیارات رکھتی ہو۔ سود کے معاملہ میں کسی تخفیف کا مطالبہ اس وقت

○ اس تجویز کو میں اس لئے بھی صحیح سمجھتا ہوں کہ حقیقت میں سود غریبوں کی جیب ہی سے آتا ہے۔ حکومت کا خزانہ ہو یا بینک' یا انشورنس کمپنی' سب کے سود کا اصل منبع غریب کی جیب ہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک نہیں کر سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ سود کے بغیر مالیات اور بینکنگ اور تجارت و صنعت وغیرہ کا کوئی معاملہ چل ہی نہیں سکتا اور اس کا کوئی بدل ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ چیز اگر علمی اور عملی حیثیت سے غلط ہو، فی الواقع ایک نظام مالیات سود کے بغیر نہایت کامیابی کے ساتھ بنایا اور چلایا جا سکتا ہو تو پھر مغربی سرمایہ داری کے طریقوں پر اصرار کئے چلے جانا بجز اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ خدا سے بغاوت کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔(سود ص ۲۰۲ تا ۲۰۵)

تخریج:

① حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا ضَرَرَ، وَلَا ضِرَارَ۔

مآخذ:

① ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۲۲۔ کتاب الاقضیۃ۔ باب القضاء فی المَرْفق۔ ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۷۔ عبادہ بن صامت۔ ✿ سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۲۸ تا ۲۲۷۔ کتاب الاحکام۔ عن عائشۃ ✿ ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من بنی فی حقہ ما یضر بجارہ ✿ السنن الکبرٰی ج ۶ ص ۶۹ کتاب الصلح باب لا ضرر و لا ضرار۔
ابن ماجہ نے ایک روایت ابن عباس سے روایت کی ہے اس سند میں جابر جعفی نامی ایک راوی ہے جسے کذاب شمار کیا گیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت عبادہ بن صامت کے حوالہ سے نقل کی ہے مگر اس سند کو بھی منقطع قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی اسحاق بن الولید ہے۔

قال الترمذی و ابن عدی: لم یدرک عبادۃ بن الصامت۔ و قال البخاری: لم یلق عبادۃ۔

✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۳ پر لا ضرر و لا اضرار بھی ہے جسے دارقطنی نے بھی ج ۴ ص ۲۲۸ پر کتاب الاحکام میں بیان کیا ہے۔ ✿ کنز العمال ج ۴ ص ۵۹ حدیث نمبر ۹۴۹۸۔

② قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ۔

مآخذ:

② ✿ بخاری ج ۱ ص ۱۰، کتاب الایمان باب الدین یسر ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۶۔ پر اَیُّ الْاَدْیَانِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْحَنِیْفِیَّةُ السَّمْحَةُ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الربا کا اطلاق "تجارتی اغراض کے لئے سود" پر بھی ہوتا ہے

بخاری میں سات ⓵ مقامات پر اور نسائی میں ایک مقام ⓶ پر صحیح سندوں کے ساتھ یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا:

"بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے تجارت کے لئے ایک ہزار دینار قرض ⓷ لئے اور کہا کہ میرے اور تیرے درمیان اللہ گواہ اور اللہ ہی کفیل ہے۔ پھر وہ بحری سفر پر چلا گیا۔ وہاں جب وہ اپنے کاروبار سے فارغ ہوا تو واپسی کے لئے اسے کوئی جہاز نہ ملا۔ اور وہ مدت پوری ہو گئی جس کی قرار داد کر کے اس نے قرض لیا تھا۔ آخر اس نے یہ کیا کہ ایک لکڑی کے اندر سوراخ کر کے ایک ہزار دینار اس میں رکھ دیئے اور قرض خواہ کے نام ایک خط بھی لکھ کر ساتھ رکھا اور سوراخ بند کر کے لکڑی سمندر میں چھوڑ دی۔ اور اللہ سے دعا کی کہ میں نے تجھی کو گواہ اور کفیل بنا کر یہ رقم اس شخص سے قرض لی تھی۔ اب تو ہی اسے اس تک پہنچا دے۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ قرض خواہ ایک روز اپنے ملک میں سمندر کے کنارے کھڑا تھا' یکایک لکڑی کا ایک لٹھا اس کے سامنے آکر رکا۔ اس نے لکڑی کو اٹھا کر دیکھا تو قرض دار کا خط بھی اسے ملا اور ایک ہزار دیار بھی مل گئے۔ بعد میں جب یہ شخص اپنے وطن واپس پہنچا تو ایک ہزار دینار لے کر اپنا قرض ادا کرنے کے لئے دائن کے پاس گیا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے میری رقم مل گئی ہے۔

⓵ بخاری' کتاب الزکاۃ (باب ما یستخرج من البحر- کتاب الشروط' کتاب الاستقراض' کتاب الکفالۃ' کتاب اللقطۃ' کتاب الاستیذان اور کتاب البیوع (باب التجارۃ فی البحر)

⓶ نسائی کتاب اللقطۃ۔

⓷ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ روایت میں "تجارت کے لئے" کے الفاظ نہیں ہیں۔ لیکن یہ اعتراض کئی وجوہ سے غلط ہو گا۔ اول یہ کہ روایت میں قرض کے لئے اسلف یُسْلِفُ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو قریب قریب روپیہ "ایڈوانس" کرنے کا ہم معنی ہے۔ اور زیادہ تر تجارتی معاملات کے بارے میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ پھر قرض بھی اس نے ایک ہزار دینار (تقریباً دس ہزار روپیہ) لیا۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی رقم فاقہ کشی دور کرنے یا بے گور و کفن مردہ دفن کرنے کے لئے تو نہ لی گئی ہو گی۔ مزید برآں وہ یہ رقم لے کر بحری سفر پر روانہ ہوا اور وہاں اس نے اتنا روپیہ کمایا کہ ایک ہزار دینار تو اس نے لکڑی کے لٹھے میں رکھ کر قرض خواہ کو بھیجے اور پھر مزید ایک ہزار دینار لے کر خود اس کے پاس پہنچا۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ عیاشی کے لئے نہیں بلکہ تجارت کے لئے روپیہ لے گیا تھا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ تجارت کے لئے قرض لینے کا تخیل اس وقت عربوں میں غیر معروف نہ تھا۔

ابن ماجہ ➊ اور نسائی ➋ میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر عبداللہ بن ربیعہ مخزومی سے ۳۰ یا ۴۰ ہزار درہم قرض لئے تھے اور جنگ سے واپسی پر یہ قرض آپ ﷺ نے ادا فرمایا۔ یہ ریاستی اغراض کے لئے قرض کی صریح مثال ہے۔

مسلمان کسی ملک میں سودی کاروبار کی ممانعت کا عام حکم صرف اسی وقت جاری کریں گے، جبکہ وہ اس ملک پر قابض و متصرف ہوں، اور اپنے احکام کو غیر مسلموں پر بھی نافذ کرنے کی قوت رکھتے ہوں۔ ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ ملک پر قبضہ ہونے سے پہلے ملک میں قانون کے نفاذ کا حکم دینا صریح غیر معقول بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کس طرح یہ امید کی جا سکتی ہے کہ آپ ﷺ ربا الجاہلیت کے سقوط کا اعلان فرما دیتے جب کہ درحقیقت ربا الجاہلیت لینے اور دینے والے آپ کے تحت حکم آتے ہی نہ ہوں۔ البتہ جو لوگ آپ کے تحت تھے (یعنی مسلمان) ان کو آپ ﷺ نے سودی لین دین سے منع فرما دیا تھا قبل اس کے کہ ملک عرب میں سودی کاروبار مسدود ہو۔ (سود ص ۳۷۱)

تخریج:

➀ ⟸ وَ قَالَ اللَّيْثُ: ثنى جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ، عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ، سَاَلَ بَعْضَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنَارٍ، فَقَالَ ائْتِنِىْ بِالشُّهَدَآءِ اُشْهِدُهُمْ، فَقَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَقَالَ: فَائْتِنِىْ بِالْكَفِيْلِ، قَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلاً، قَالَ: صَدَقْتَ، فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى، فَخَرَجَ فِى الْبَحْرِ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْاَجَلِ الَّذِىْ اَجَّلَهُ، فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَاَخَذَ خَشَبَةً، فَنَقَرَهَا، فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ وَ صَحِيْفَةً مِنْهُ اِلٰى صَاحِبِهِ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا، ثُمَّ اَتٰى بِهَا اِلَى الْبَحْرِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّىْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا اَلْفَ دِيْنَارٍ، فَسَاَلَنِىْ كَفِيْلاً فَقُلْتُ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلاً، فَرَضِىَ بِكَ، فَسَاَلَنِىْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، فَرَضِىَ بِكَ، وَ اِنِّىْ جَهَدْتُّ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ اِلَيْهِ الَّذِىْ لَهُ فَلَمْ اَقْدِرْ، وَ اِنِّىْ اسْتَوْدَعْتُكَهَا، فَرَمٰى بِهَا فِى الْبَحْرِ حَتّٰى وَ لَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَ هُوَ فِىْ ذَالِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ اِلٰى بَلَدِهِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِىْ كَانَ اَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا جَاءَ بِمَالِهِ، فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِىْ فِيْهَا الْمَالُ، فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهِ حَطَبًا، فَلَمَّا نَشَرَهَا وَ جَدَالْمَالَ وَ الصَّحِيْفَةَ، ثُمَّ قَدِمَ الَّذِىْ كَانَ اَسْلَفَهُ فَاَتٰى بِالْاَلْفِ دِيْنَارٍ، وَ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَازِلْتُ جَاهِدًا فِىْ طَلَبِ مَرْكَبٍ لِاٰتِيَكَ بِمَالِكَ، فَمَا وَجَدْتُّ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِىْ اَتَيْتُ فِيْهِ، قَالَ: هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ اِلَىَّ شَيْئًا قَالَ: اُخْبِرُكَ اَنِّىْ

➊ تاریخ طبری، بسلسلہ واقعات ۲۳ھ، عنوان شیء من سیرہ ممالم یمض ذکرہ۔
➋ کتاب البیوع باب الاستقراض۔
نوٹ: ابن ماجہ میں یہ روایت نہیں ملی۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ اَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي جِئْتُ بِهِ' قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ فِي الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ دِيْنَارٍ رَاشِدًا۔

(۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ' قَالَ: ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ' عَنْ سُفْيَانَ' عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ جَدِّهٖ' قَالَ: اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا' فَجَآءَهٗ مَالٌ' فَدَفَعَهٗ اِلَيَّ وَ قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَ مَالِكَ۔ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ اَلْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ۔

مآخذ:

(۱) ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۰۶۔ کتاب الكفالہ باب الكفالة فی القرض والديون بالابدان و غيرها ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۰۳۔ کتاب الزکاۃ۔ باب مايستخرج من البحر ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۸۱۔ کتاب الشروط۔ باب الشروط فی القرض ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۲۴۔ کتاب الاستقراض باب اذا اقرضه الى اجل مسمى-الخ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۲۸۔ کتاب اللقطة باب اذا وجد خشبة فی البحر اوسوطا او نحوه۔ ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۷۷۔ کتاب البیوع باب التجارة فی البحر۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۲۶۔ کتاب الاستیذان باب بمن یبدأ فی الکتاب ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۴۸-۳۴۹۔ عن ابی ھریرۃ ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۷۶-۷۷ کتاب الضمان' باب ماجاء فی الکفالة ببدن من علیه حق۔ ✿ ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲۴ ✿ احکام القرآن لابن العربی ج ۱ ص ۲۶۲-۲۶۳۔

(۲) ✿ نسائی ج ۷ ص ۳۱۴۔ کتاب البیوع باب الاستقراض۔

سود کے اخلاقی و روحانی نقصانات:

سب سے پہلے اخلاق و روحانیت کے نقطۂ نظر سے دیکھئے۔ کیونکہ اخلاق اور روح ہی اصل جوہر انسانیت ہے۔ اور اگر کوئی چیز ہمارے اس جوہر کو نقصان پہنچانے والی ہو تو بہرحال وہ قابل ترک ہے' خواہ کسی دوسرے پہلو سے اس میں کتنے ہی فوائد ہوں۔ اب اگر آپ سود کا نفسیاتی تجزیہ کریں گے تو آپ کو بیک نظر معلوم ہو جائے گا کہ روپیہ جمع کرنے کی خواہش سے لے کر سودی کاروبار کے مختلف مرحلوں تک پورا ذہنی عمل خود غرضی' بخل' تنگ دلی' سنگدلی اور زر پرستی جیسی صفات کے زیر اثر جاری رہتا ہے' اور جتنا جتنا آدمی اس کاروبار میں آگے بڑھتا جاتا ہے یہی صفات اس کے اندر نشوونما پاتی چلی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس زکوٰۃ و صدقات کی ابتدائی نیت سے لے کر ان کے عملی ظہور تک پورا ذہنی عمل فیاضی' ایثار' ہمدردی' فراخدلی' عالی ظرفی اور خیراندیشی جیسی صفات کے زیر اثر واقع ہوتا ہے اور اس طریق کار پر مسلسل عمل کرتے رہنے سے یہی صفات انسان کے اندر نشوونما پاتی ہیں۔ کیا کوئی انسان دنیا میں ایسا ہے جس کا دل یہ شہادت نہ دیتا ہو کہ اخلاقی صفات کے ان دونوں مجموعوں میں سے پہلا مجموعہ بدترین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا مجموعہ بہترین ہے۔

تمدنی و اجتماعی نقصانات:

اب تمدنی حیثیت سے دیکھئے۔ ایک ذرا سے غور و خوض سے یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں بآسانی آسکتی ہے کہ جس معاشرے میں افراد ایک دوسرے کے ساتھ خود غرضی کا معاملہ کریں' کوئی اپنی ذاتی غرض اور اپنے ذاتی فائدے کے بغیر کسی کے کام نہ آئے۔ ایک کی حاجت مندی دوسرے کے لئے نفع اندوزی کا موقع بن جائے اور مال دار طبقوں کا مفاد نادار طبقوں کے مفاد کی ضد ہو جائے' ایسا معاشرہ کبھی مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اس کے اجزاء کا باہم متصادم ہو جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس کے برعکس جس معاشرے کا اجتماعی نظام آپس کی ہمدردی پر مبنی ہو' جس کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ فیاضی کا معاملہ کریں' جس میں ہر شخص دوسرے کی احتیاج کے موقع پر فراخدلی کے ساتھ مدد کا ہاتھ بڑھائے۔ اور جس میں مال دار لوگ نادار لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ اعانت' یا کم از کم منصفانہ تعاون کا طریقہ برتیں۔ ایسے معاشرے میں آپس کی محبت اور خیر خواہی اور دلچسپی نشوونما پائے گی۔ اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ اور ایک دوسرے کے پشتیبان ہوں گے۔ اس میں اندرونی نزاع و تصادم کو راہ پانے کا موقعہ نہ مل سکے گا۔ اس میں باہمی تعاون اور خیر خواہی کی وجہ سے ترقی کی رفتار پہلے معاشرے کی بہ نسبت بہت زیادہ تیز ہو گی۔

ایسا ہی حال بین الاقوامی تعلقات کا بھی ہے۔ ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ فیاضی و ہمدردی کا معاملہ کرے اور اس کی مصیبت کے وقت کھلے دل سے مدد کا ہاتھ بڑھائے۔ ممکن نہیں ہے کہ دوسری طرف سے اس کا جواب محبت اور شکر گزاری اور مخلصانہ خیر خواہی کے سوا کسی اور صورت میں ملے۔ اس کے برعکس وہی قوم اگر اپنی ہمسایہ قوم کے ساتھ خود غرضی و تنگ دلی کا برتاؤ کرے' اور اس کی مشکلات کا ناجائز فائدہ اٹھائے تو ہو سکتا ہے کہ مال کی صورت میں وہ بہت کچھ نفع اس سے حاصل کر لے۔ لیکن یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ پھر اپنے اس شائیلاک قسم کے ہمسایہ کے لئے اس قوم کے دل میں کوئی اخلاص اور محبت اور خیر خواہی باقی رہ جائے۔ ○ یہ سود کا فطری اثر

○ ابھی کچھ زیادہ مدت نہیں گزری ہے۔ پچھلی جنگ عظیم کے زمانہ کی بات ہے۔ کہ انگلستان نے امریکہ سے ایک بھاری قرض کا معاملہ طے کیا' جو (Bretton Wood Agreement) کے نام سے مشہور ہے۔ انگلستان چاہتا تھا کہ اس کا خوش حال دوست' جو اس لڑائی میں اس کا رفیق تھا' اسے بلا سود قرض دے دے۔ لیکن امریکہ سود چھوڑنے پر راضی نہ ہوا اور انگلستان اپنی مشکلات کی وجہ سے مجبور ہو گیا کہ سود دینا قبول کرے۔ اس کا جو اثر انگریزی قوم پر مرتب ہوا' وہ ان تحریروں اور تقریروں سے معلوم ہو سکتا ہے جو اس زمانے میں انگلستان کے مدبرین اور اخبار نویسوں کی زبان اور قلم سے نکلیں۔ مشہور ماہر معاشیات لارڈ کینز آنجہانی' جنہوں نے انگلستان کی طرف سے یہ معاملہ طے کیا تھا' جب اپنے مشن کو پورا کر کے پلٹے تو انہوں نے برطانوی دارالامراء میں اس پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "میں تمام عمر اس رنج کو نہ بھولوں گا جو مجھے اس بات سے ہوا کہ امریکہ نے ہم کو بلا سود قرض دینا =

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا لازمی نفسیاتی رد عمل ہے جو ہمیشہ ہر حال میں رونما ہو گا' ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ یہ معاملہ کرے یا ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ۔ انگلستان کے لوگ یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے اور آج بھی وہ اسے نہیں مانتے کہ انفرادی معاملات میں سودی لین دین کوئی بری چیز ہے۔ آپ کسی انگریز سے بلا سودی قرض کی بات کریں وہ فوراً آپ کو جواب دے گا کہ جناب یہ عملی کاروبار (Practical Business) کا طریقہ نہیں ہے۔ لیکن جب اس کی قومی مصیبت کے موقع پر اس کی ہمسایہ قوم نے اس کے ساتھ یہ "عملی کاروبار" کا طریقہ برتا تو ہر انگریز چیخ اٹھا اور اس نے تمام دنیا کے سامنے اس حقیقت پر گواہی دی کہ سود دلوں کو پھاڑنے والی اور تعلقات کو خراب کرنے والی چیز ہے۔

معاشی نقصانات:

اب اس کے معاشی پہلو پر نگاہ ڈالئے۔ سود کا تعلق معاشی زندگی کے ان معاملات سے ہے جن میں کسی نہ کسی طور پر قرض کا لین دین ہوتا ہے۔ قرض مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔

ایک قسم کے قرضے وہ ہیں جو حاجت مند لوگ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے لیتے ہیں۔ دوسری قسم کے قرضے وہ ہیں جو تاجر اور صناع اور زمیندار اپنے نفع آور کاموں میں استعمال کرنے کے لئے لیتے ہیں۔

تیسری قسم ان قرضوں کی ہے جو حکومتیں اپنے اہل ملک سے لیتی ہیں اور ان کی نوعیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض قرضے غیر نفع آور اغراض کے لئے ہوتے ہیں مثلاً جنگی قرضے۔ اور بعض نفع آور اغراض کے لئے ہوتے ہیں مثلاً وہ نہریں اور ریلیں اور برق آبی کی اسکیمیں جاری کرنے کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں۔

چوتھی قسم ان قرضوں کی ہے جو حکومتیں اپنی ضروریات کی خاطر غیر ممالک کے بازار زر سے لیتی ہیں۔

(سود ص ۱۰۳ تا ۱۰۷)

= گوارا نہ کیا۔" مسٹر چرچل جیسے زبردست امریکہ پسند شخص نے کہا کہ "یہ بنئے پن کا برتاؤ جو ہمارے ساتھ ہوا ہے' مجھے اس کی گہرائی میں بڑے خطرات نظر آتے ہیں' سچی بات یہ ہے کہ اس کا ہمارے باہمی تعلقات پر بہت ہی برا اثر پڑا ہے" اس وقت کے وزیر خزانہ ڈاکٹر ڈالٹن نے پارلیمنٹ میں اس معاملے کو منظوری کے لئے پیش کرتے ہوئے کہا' کہ یہ بھاری بوجھ' جسے لادے ہوئے ہم جنگ سے نکل رہے ہیں ہماری ان قربانیوں اور جفاکشیوں کا بڑا ہی عجیب صلہ ہے' جو ہم نے مشترک مقاصد کے لئے برداشت کیں۔ اس نرالے ستم ظریفانہ انعام پر آئندہ زمانے کے مؤرخین ہی کچھ بہتر رائے زنی کر سکیں گے...... ہم نے درخواست کی تھی کہ ہم کو قرض حسن دیا جائے' مگر جواب میں ہم سے کہا گیا کہ یہ عملی سیاست نہیں ہے۔

نوٹ: اگر تفصیل درکار ہو تو ص ۱۰۷ تا ص ۱۱۲ تک دیکھ لیا جائے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقد کی قیمت اور ادھار کی اور

① دعوا الربٰوا والریبۃ۔

تشریح : **سوال** اگر کوئی دوکاندار اس اصول پر عمل پیرا ہو کہ وہ نقد خریدنے والے گاہک سے اشیاء کی کم قیمت لے اور ادھار لینے والے سے زیادہ تو کیا وہ سود خواری کا مرتکب ہو گا؟ ایک دوسری صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ فروخت پر کچھ معمولی سا کمیشن رکھا جاتا ہے' مثلاً ایک پیسہ فی روپیہ اور یہ صرف نقد خریداری کی صورت میں گاہک کو ادا کیا جاتا ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب پہلی صورت تو صریحاً سود کی ہے۔ رہی دوسری شکل تو اگرچہ اصطلاحاً یہ سود کی تعریف میں نہیں آتی' لیکن اس کے اندر روح تو سود ہی کی موجود ہے۔ فقہ کی زبان میں یہ "ربوا" نہیں مگر "ریبہ" ضرور ہے اور ریبہ بھی پرہیز کے لائق چیز ہے۔ دعوا الربٰوا والریبۃ۔ (الحدیث)--- (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۳۲۱)

تخریج :

① حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ' ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ' ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ' عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ' قَالَ: اِنَّ اٰخِرَ مَا نَزَلَتْ اٰيَةُ الرِّبَا وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَ لَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا۔ فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّيْبَةَ۔

مآخذ :

① ابن ماجه كتاب التجارات' باب التغليظ في الربا۔ اسناده صحيح' و رجاله موثقون' الا ان سعيدًا' و هو ابن عروبة' اختلط بآخره۔ كذا في الزوائد ۞ احكام القرآن للجصاص ج ا ص ۴۶۴۔ باب الربا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیمہ کا جواز و عدم جواز

انشورنس کے بارے میں شرع اسلامی کی رو سے تین اصولی اعتراضات ہیں جن کی بنا پر اسے جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

اول:- یہ کہ انشورنس کمپنیاں جو روپیہ پریمیم (Premium) کی شکل میں وصول کرتی ہیں اس کے بہت بڑے حصے کو سودی کاموں میں لگا کر فائدہ حاصل کرتی ہیں اور اس ناجائز کاروبار میں وہ لوگ آپ سے آپ حصہ دار بن جاتے ہیں جو کسی نہ کسی شکل میں اپنے آپ کو یا اپنی کسی چیز کو ان کے پاس انشور کراتے ہیں۔

دوم:- یہ کہ موت یا حوادث یا نقصان کی صورت میں جو رقم دینے کی ذمہ داری کمپنیاں اپنے ذمہ لیتی ہیں اس کے اندر قمار کا اصول پایا جاتا ہے۔

سوم:- یہ کہ ایک آدمی کے مرجانے کی صورت میں جو رقم ادا کی جاتی ہے' اسلامی شریعت کی رو سے اس کی حیثیت مرنے والے کے ترکے کی سی ہے' جسے شرعی وارثوں میں تقسیم ہونا چاہئے۔ مگر یہ رقم ترکے کی حیثیت میں تقسیم نہیں کی جاتی بلکہ اس شخص یا ان اشخاص کو مل جاتی ہے جن کے لئے پالیسی ہولڈرز نے وصیت کی ہو۔ حالانکہ وارث کے حق میں شرعاً وصیت ہی نہیں کی جا سکتی۔

رہا یہ سوال کہ انشورنس کے کاروبار کو اسلامی اصول پر کس طرح چلایا جا سکتا ہے۔ تو اس کا جواب اتنا آسان نہیں جتنا یہ سوال آسان ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ماہرین کی ایک مجلس جو اسلامی اصول کو بھی جانتی ہو اور انشورنس کے معاملات کو بھی سمجھتی ہو' اس پورے مسئلے کا جائزہ لے۔ اور انشورنس کے کاروبار میں ایسی اصطلاحات تجویز کرے جن سے کاروبار چل بھی سکتا ہو اور شریعت کے اصولوں کی خلاف ورزی بھی نہ ہو۔ جب تک یہ نہیں ہوتا ہمیں کم از کم یہ تسلیم تو کرنا چاہئے کہ ہم ایک غلط کام کر رہے ہیں۔ غلطی کا احساس بھی اگر ہم میں باقی نہ رہے تو پھر اصلاح کی کوشش کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔

بے شک موجودہ زمانے میں انشورنس کی بڑی اہمیت ہے' اور ساری دنیا میں اس کا چلن ہے' مگر نہ اس دلیل سے کوئی حرام چیز حلال ہو سکتی ہے اور نہ کوئی شخص یہ دعوئ کر سکتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب حلال ہے یا اسے اس بنا پر حلال ہونا چاہئے کہ دنیا میں اس کا چلن ہو گیا ہے۔ ایک مسلمان قوم ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم جائز و ناجائز میں فرق کریں اور اپنے معاملات کو جائز طریقوں سے چلانے پر اصرار کریں۔

(رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۱۳-۳۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیمہ (انشورنس)

سوال کیا آپ صحت، زندگی یا حادثات کے بیمے کو ایک طرح کا بیت المال نہیں سمجھتے؟ اس میں تو ہر شخص جو اپنے آپ کو انشور کراتا ہے وہ ایک طرح کا چندہ دیتا ہے، اور حاجت منداس کا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔"

جواب آپ نے تو انشورنس کا کاروبار کرنے والوں کو بالکل جنت ہی میں پہنچا دیا۔ یہ غلط فہمی آپ کو کہاں سے لاحق ہو گئی کہ یہ ایک بیت المال ہے جس میں مالدار ایک چندہ دیتا ہے اور حاجت مند لوگ اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں؟ حالانکہ یہ ایک باقاعدہ کاروبار (بزنس) ہے جس کو سرمایہ دار اپنے فائدہ کے لئے چلاتے ہیں نہ کہ آفت رسیدہ لوگوں کے فائدے کے لئے، سرمایہ داروں نے سارے معاشرے کی بچتیں (Savings) کھینچ کر اپنے قبضے میں لے لینے کے لئے دو طریقے اختیار کئے ہیں۔ ایک بینک جو سود کا لالچ دے کر لوگوں کے بچے ہوئے مال (Saving) اپنے قبضے میں لیتا ہے اور دوسرے انشورنس کمپنی، جو لوگوں کو نقصانات کی صورت میں مدد دینے کا لالچ دے کر پریمیم کی صورت میں ان کا سرمایہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے ان دو طریقوں سے تمام قوم کے بچے ہوئے مال ان سرمایہ داروں کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور پھر یہ اپنی شرائط پر اس ساری دولت کو معاشرے کے ان کاموں میں لگاتے ہیں جو ان کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہوں۔ بینک کی طرح انشورنس کمپنی بھی کوئی فلاح عام کا ادارہ نہیں ہے۔ کمپنی والے پورا حساب لگا کر دیکھتے ہیں کہ جتنے لوگ ہم سے انشور کراتے ہیں ان سے ہم کو پریمیم کتنا وصول ہو گا اور کتنے نقصانات کی تلافی کرنے کے لئے ہم کو کتنی رقم دینی ہو گی۔ اس حساب سے وہ یہ اندازہ کر لیتے ہیں کہ کتنا نفع ہم کو حاصل ہو گا۔ جب تک انھیں بھاری نفع کی امید نہ ہو وہ انشورنس کا کاروبار ہرگز نہ کریں...... اب آپ خود بتائیے کہ اگر وہ آپ کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں اور خدمت خلق ہی کے لئے کام کر رہے ہیں تو اتنا بھاری منافع کیسے کماتے ہیں؟ اتنی عظیم الشان کوٹھیاں کیسے بناتے ہیں اتنے عالی شان دفتر کیسے قائم کرتے ہیں؟ اتنی بڑی بڑی تنخواہوں والے ملازم اور ایجنٹ کیسے رکھتے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ اپنی جیب سے خیرات کے طور پر ہو رہا ہے یا آپ کی جیب سے وصول کیا جاتا ہے؟ یہ بیت المال نہیں ہے، محض ناجائز نفع اندوزی ہے۔

تصریحات: سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
مرتبہ: سلیم منصور خالد
مطبوعہ: انڈیا۔ مکتبہ ذکریٰ ص ۲۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① لا ربٰو بین المسلم والحربی۔

تشریح: اولاً: اس میں لفظ حربی سے مراد محض غیر ذمی کافر نہیں بلکہ برسر جنگ قوم کا فرد ہے۔

ثانیاً: لا ربٰو کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ حربی کافر سے جو سود لیا جائے گا وہ سود ہی نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ گو وہ صورۃً و حقیقتاً سود ہی ہے، لیکن اس کو قانون میں حرمت سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، اور اس کی حیثیت ایسی ہو گئی ہے کہ گویا وہ سود ہی نہیں ہے ورنہ کسی سود کو یہ کہنا کہ وہ سود ہے ہی نہیں، اس قدر مہمل اور بے معنی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسے منسوب کرنے کو میں گناہ سمجھتا ہوں۔ یہ بالکل ایک معقول بات ہے کہ کسی خاص حالت میں سود کو تعزیر اور حرمت سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ جس طرح خود قرآن نے اضطرار کی حالت میں مردار اور سور اور ایسی ہی دوسری حرام چیزیں کھا لینے کو مستثنیٰ کیا ہے۔ لیکن یہ ایک نہایت غیر معقول بات ہے کہ سود کی حقیقت جوں کی توں باقی ہو اور ہم ایک جگہ اس کو ربٰو کہیں اور دوسری جگہ سرے سے اس کے ربٰو ہونے ہی سے انکار کر دیں۔ اس طرح تو دنیا کے ہر فعل حرام کو محض تغیر اسم سے حلال کیا جا سکتا ہے۔ جس خیانت کو جی چاہے کہہ دیجئے کہ یہ خیانت ہی نہیں ہے۔ جس جھوٹ کو جائز کرنا ہو کہہ دیجئے کہ اس پر لفظ جھوٹ کا اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ جس غیبت اور فحش اور حرام خوری کی طرف طبیعت مائل ہو اس کا نام بدل کر سمجھ لیجئے کہ اس کی حقیقت بدل گئی۔ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس سے بہت بلند تھا کہ آپ اس قسم کے لفظی حیلے اپنی امت کو سکھاتے۔

ثالثاً: اس حدیث میں جو حکم بیان ہوا ہے اس کی حیثیت محض ایک رخصت اور رعایت کی ہے۔ نہ یہ کہ اس کو مسلمانوں کا دستور العمل بنانا مقصود ہو میں اس بحث کو بالکل غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث کس درجہ کی ہے کیونکہ حدیثوں کے رد و قبول میں فقیہ کے اصول محدث کے اصول سے ذرا مختلف ہوتے ہیں۔ امام اعظم اور امام محمد جیسے آئمہ مجتہدین نے جس حدیث کو قابل استناد سمجھا ہو اس کو بالکل ناقابل اعتبار قرار دینا درست نہیں۔ مگر اس مختصر اور غیر واضح اور مختلف فیہ خبر واحد ° کو اتنا پھیلانا بھی درست نہیں کہ قرآن اور حدیث اور آثار صحابہ کی متفقہ شہادت ایک طرف ہو، اور دوسری طرف یہ حدیث ہو، اور پھر اس ایک حدیث کی تاویل ان سب کے مطابق کرنے کے بجائے، ان سب کو اس ایک حدیث پر ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن اور تمام احادیث صحیح میں مطلقاً ربٰو کو حرام کہا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان نہ آپس میں اس کا لین دین کر سکتے ہیں نہ غیر قوموں کے ساتھ ایسا کاروبار کرنا ان کے لئے جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے جو معاہدہ کیا تھا اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نہ صرف خود سودی لین دین سے پرہیز کریں گے بلکہ جن جن غیر مسلموں پر ان کا بس چلے گا، ان کو بھی بجبر اس فعل سے روک دیں گے۔ تحریم ربٰو کے بعد ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و اجازت سے کسی مسلمان نے کسی ذمی یا غیر ذمی کافر کے ساتھ سودی معاملہ کیا ہو۔ خلفاء راشدین کے دور میں بھی اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور یہ بات صرف سود ہی پر موقوف نہیں، عقود فاسدہ میں سے کوئی ایک عقد فاسد بھی ایسا نہیں جس کی تحریم کا حکم نازل ہو جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے

° یہ بات نظر انداز نہ کرنی چاہئے کہ امام یوسف، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، اور اکثر اصحاب حدیث نے اس روایت کو رد کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انعقاد کی کسی مسلمان کو اجازت دی ہو۔ نظری اور اصولی اہل حرب تو درکنار' جو لوگ عملاً برسر جنگ تھے' انہوں نے عین معرکہ جنگ میں رسول اللہ ﷺ سے ایک عقد فاسد پر معاملہ کرنا چاہا۔ اور کافی رقم پیش کی۔ مگر آپ نے اس کو لینے سے انکار کر دیا۔ ⑩ ایک طرف آیت قرآنی اور نبی ﷺ کے متعدد صریح و صحیح اقوال اور عہد نبوی کا ثابت شدہ عمل درآمد ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے نہ صرف سود بلکہ تمام عقود فاسدہ مطلقاً ناجائز ہیں۔ اور اس میں مسلم و غیر مسلم یا حربی و ذمی کا کوئی امتیاز نہیں۔ دوسری طرف صرف ایک مرسل حدیث ہے جو ان سب کے خلاف حربی اور مسلم کے درمیان صرف سود کو حلال ثابت کر رہی ہے۔ آپ نے اس حدیث کو اتنی حیثیت اہمیت دی کہ اس کی بنیاد پر نہ صرف سود کو بلکہ تمام عقود فاسدہ کو تمام غیرذمی کفار کے ساتھ عمومیت کے ساتھ حلال کر ڈالا۔ مگر ہم اس کو صحیح تسلیم کر کے اس سے صرف اتنی اجازت نکالتے ہیں کہ جنگ کی اضطراری حالتوں میں اگر کوئی مسلمان دشمن سے سود لے لے یا کسی اور عقد فاسدہ پر معاملہ کر لے تو اس سے مواخذہ نہ ہو گا۔

یہ محض ایک رخصت ہے اور ایسی رخصت ہے جس سے اولوالعزم مسلمانوں نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اسلامی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کسی حال میں بھی حرام کی کمائی لینے پر آمادہ نہ ہو۔ خصوصاً کفار اور دشمنوں کے مقابلہ میں تو اس کے اپنے قومی اخلاق کی بلندی اور بھی زیادہ شان کے ساتھ ظاہر کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ مسلمان کی لڑائی دراصل تیرو تفنگ کی نہیں اصولوں اور اخلاق کی لڑائی ہے۔ اس کا مقصد زر و زمین حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ وہ دنیا میں اپنے اصول پھیلانا چاہتا ہے۔ اب اگر اس نے اپنے مکارم اخلاق ہی کو کھو دیا' اور خود ہی ان اصولوں کو قربان کر دیا جن کو پھیلانے کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے' تو پھر دوسری قوموں پر اس کی فوقیت ہی کیا باقی رہی؟ کس چیز کی بنا پر اس کو دوسروں پر فتح حاصل ہو گی اور کس طاقت سے وہ دلوں اور روحوں کو مسخر کر سکے گا؟

تخریج :

① ⇐ لاربابین المسلم والحربی فی دارالحرب۔

مآخذ :

① ❁ نصب الرایہ ج ۴ ص ۴۴

⑩ یہ واقعہ غزوۂ خندق کا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس کے راوی ہیں۔ مشرکین میں سے ایک بڑے آدمی کی لاش خندق میں گر پڑی تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو روپیہ دے کر وہ لاش ان سے خرید لینی چاہی۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ (کتاب الخراج لابی یوسف' طبع امیریہ ص ۱۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنگ کے موقع پر مسلمانوں کو دشمنوں سے عقود فاسدہ پر معاملہ کرنے کی اجازت دی بھی گئی ہے تو وہ کراہت سے خالی نہیں۔ اور یہ بات مسلمان کے شایان شان نہیں ہے کہ شدید حالت اضطرار کے بغیر اس سے فائدہ اٹھائے۔ اسی بات پر وہ واقعہ بھی دلالت کرتا ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے مکہ میں تحریم قمار سے پہلے مشرکین سے ایک شرط کی تھی' پھر اس کا روپیہ انہوں نے اس زمانہ میں ان سے وصول کیا جب مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان حالت جنگ قائم تھی اور صرف عارضی التوائے جنگ ہوا تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے اس کو بھی حلال طیب نہیں ٹھہرایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے صدقہ کر دو۔ (سود ص ۳۹۶-۴۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارالکفر میں سود خواری

سود کی حرمت قرآن اور حدیث کی قطعی نصوص سے بالتصریح ثابت ہے، فقہ کی کوئی اصطلاحی بحث ان نصوص کی ناسخ نہیں ہو سکتی۔ قانون کی پیچیدہ بحثوں سے قطع نظر کر کے اگر ہم ایک سیدھے سادھے مسلمان کے نقطہ نظر سے اس مسئلے کو دیکھیں تو بدایۃً یہ بات ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا کام دین و اخلاق اور تمدن و تہذیب کے ان اصولوں کی علمبرداری کرنا ہے، جنہیں خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت میں حق کہا گیا ہے اور دنیا کے ان خیالات اور طریقوں کو مٹانے کی کوشش کرنا ہے جنہیں قرآن اور سنت نے باطل ٹھہرایا ہے۔ جس سرزمین میں باطل کا غلبہ ہو اور احکام کفر جاری ہو رہے ہوں وہاں ہمارا کام باطل طریقوں کو اختیار کر لینا نہیں ہے بلکہ ہمارا اصلی منصب یہ ہے کہ ہم وہاں رہ کر قرآن کے قانون حیات کی تبلیغ کریں اور نظام کفر کی جگہ نظام اسلامی قائم کرنے کے لئے ساعی ہوں۔ اب غور کیجئے کہ اگر ہم سود کھائیں گے تو کفار کی سود خواری کے خلاف آواز کس منہ سے اٹھائیں گے؟ کفار اگر ناجائز طریقوں سے ہمارے اموال لے رہے ہیں یا حکومت کفر ہمارے اموال سے اگر بلا استحقاق (یعنی خدا کی سند پر مبنی حق کے بغیر) کوئی حصہ لے اڑتی ہے تو ہمارے لئے یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ ہم ان اموال کو واپس لینے کے لئے ویسی ہی ناجائز کارروائیاں کرنے لگیں اور کسب حرام کو اپنا حق لینے کا ذریعہ بنائیں؟ اس طرح تو سود خواری کے ساتھ شراب فروشی، مزامیر سازی، فحش فلم بنانا، عصمت فروشی، کاروبار رقص و سرود، بت تراشی، فحش نگاری، سٹہ بازی، جوئے بازی اور سارے ہی حرام کاموں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پھر ہم میں اور کفار میں وہ کونسا اخلاقی فرق باقی رہ جاتا ہے جس کے بل پر ہم دارالکفر کو دارالسلام میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کر سکیں؟

اصل میں مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ حکومت کفر کے آئین کی رو سے آپ پر یہ سب حرام ہیں۔ اگر آپ شریعت اسلام کے پیرو ہیں تو آپ حکومت کفر کے آئین کی ڈھیل سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں رکھتے۔ اور اگر آپ ایک طرف دنیا کو شریعت اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور دوسری طرف کچھ فائدوں کے لئے یا کچھ نقصانات سے بچنے کے لئے حرام خوری کی ان گنجائشوں سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں جو آئین کفر نے دی ہیں مگر آئین اسلام نے جن کی سخت مذمت کی ہے تو چاہے فقیہہ شہر آپ کے اس طرز عمل کے جواز کا فتویٰ دے دے، لیکن عام انسانی رائے اتنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ توقع نہیں ہے کہ پھر بھی وہ آپ کی تبلیغ کا کوئی اخلاقی اثر قبول کرے گا۔

حقیقتاً اس طرز فکر کو فقہ اسلامی میں استعمال کرنا ہی غلط ہے کہ مسلمانوں کو فلاں تکلیف یا فلاں نقصان جو حکومت کفر کے تحت رہتے ہوئے پہنچ رہا ہے اسے روکنے کے لئے نظام باطل ہی کے کچھ شرعی وسائل پیدا کئے جائیں یہ طریق فکر مسلمانوں کو بدلنے کے بجائے اسلام کو بدلتا ہے، یعنی تجدید دین کی جگہ تجدد کا دروازہ کھولتا ہے جو نظام دینی کے لئے حد درجہ تباہ کن ہے' اور افسوس یہ ہے کہ غلبۂ کفر کے زمانہ میں فتویٰ نویسی کچھ اسی راہ پر چلتی رہی ہے۔ اس طریقہ نے مسلمانوں کو نظام باطل کے اندر راضی اور مطمئن زندگی بسر کرنے کا خوگر بنا دیا ہے' حالانکہ یہ دین حق کے عین منشا ہی کے خلاف ہے۔ ہم اس طرز فکر کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے' خواہ کیسے ہی بڑے بڑے علماء اس کے حامی ہوں۔ نظام باطل کے تحت مسلمانوں کے لئے تکلیف اور نقصان کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا ہے؟ اس تکلیف اور نقصان کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان اس نظام کو بدلنے کے لئے جدوجہد کریں' نہ یہ کہ کفر کے زیر سایہ کسی قدر سہولت سے جینے کے لئے شریعت کو موافق حال بنائیں۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۵۲-۱۵۵- طبع اول ۱۹۵۱ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انعامی بانڈز کی شرعی حیثیت

انعامی بانڈز کے معاملہ میں صحیح صورت واقعہ یہ ہے کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ بانڈز بھی اسی نوعیت کے قرضے ہیں، جو حکومت اپنے مختلف کاموں میں لگانے کے لئے لوگوں سے لیتی ہے اور ان پر سود ادا کرتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے ہر وثیقہ دار کو اس کی دی ہوئی رقم پر فرداً فرداً سود دیا جاتا تھا، مگر اب جملہ رقم کا سود جمع کر کے اسے چند وثیقہ داروں کو بڑے بڑے "انعامات" کی شکل میں دیا جاتا ہے، اور اس امر کا فیصلہ کہ یہ "انعام" کن کو دیئے جائیں، قرعہ اندازی کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ پہلے ہر وثیقہ دار کو سود کا لالچ دے کر اس سے قرض لیا جاتا تھا، اب اس کے بجائے ہر ایک کو یہ لالچ دیا جاتا ہے کہ شاید ہزاروں روپے کا "انعام" تیرے ہی نام نکل آئے، اس لئے قسمت آزمائی کر لے۔

یہ صورت واقعہ صاف بتاتی ہے کہ اس میں سود بھی ہے، اور روح قمار بھی، جو شخص یہ وثائق خرید تا ہے، وہ اولاً اپنا روپیہ جان بوجھ کر ایسے کام میں قرضے کے طور پر دیتا ہے جس میں سود لگایا جاتا ہے۔ ثانیاً جس کے نام پر "انعام" نکلتا ہے اسے دراصل وہ سود اکٹھا ہو کر ملتا ہے جو عام سودی معاملات میں فرداً فرداً ایک ایک وثیقہ دار کو دیا جاتا تھا۔ ثالثاً جو شخص بھی یہ وثیقے خرید تا ہے، وہ مجرد قرض نہیں دیتا بلکہ اس لالچ میں قرض دیتا ہے، کہ اسے اصل سے زائد "انعام" ملے گا۔ اور یہی لالچ دے کر قرض لینے والا اس کو قرض دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس لئے اس میں نیت سودی لین دین ہی کی ہوتی ہے۔ رابعاً، جمع شدہ سود کی وہ رقم جو بصورت "انعام" دی جاتی ہے اس کا کسی وثیقہ دار کو ملنا اسی طریقے پر ہوتا ہے جس پر لاٹری میں لوگوں کے نام "انعامات" نکلا کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ لاٹری میں انعام پانے والے کے سوا باقی تمام لوگوں کے ٹکٹوں کی رقم ماری جاتی ہے، اور سب کے ٹکٹوں کا روپیہ ایک انعام دار کو مل جاتا ہے۔ لیکن یہاں انعام پانے والوں کے سوا باقی سب وثیقہ داروں کی اصل رقم قرض نہیں ماری جاتی، بلکہ صرف وہ سود، جو سودی کاروبار کے عام قاعدے کے مطابق ہر دائن کو اس کی دی ہوئی رقم قرض پر ملا کرتا ہے، انہیں نہیں ملتا، بلکہ قرعہ کے ذریعہ سے نام نکل آنے کا اتفاقی حادثہ ان سب کے حصوں کا سود ایک یا چند آدمیوں تک اس کے پہنچنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس بنا پر یہ بعینہ قمار تو نہیں ہے، مگر اس میں روح قمار ضرور موجود ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۳۵-۳۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

وراثت

اسلام کا قانون وراثت :

اپنی ضروریات پر خرچ کرنے اور راہ خدا میں دینے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد جو دولت کسی ایک جگہ سمٹ کر رہ گئی ہو' اس کو پھیلانے کے لئے پھر ایک تدبیر اسلام نے اختیار کی ہے۔ اور وہ اس کا قانون وراثت ہے۔ اس قانون کا منشا یہ ہے کہ جو شخص مال چھوڑ کر مرجائے خواہ وہ زیادہ ہو یا کم' اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نزدیک و دور کے تمام رشتہ داروں میں درجہ بدرجہ پھیلا دیا جائے۔ اور اگر کسی کا کوئی وارث نہ ہو یا نہ ملے تو بجائے اس کے کہ اسے متبنیٰ بنانے کا حق دیا جائے اس کے مال کو مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دینا چاہئے تاکہ اس سے پوری قوم فائدہ اٹھائے۔ تقسیم وراثت کا یہ قانون جیسا اسلام میں پایا جاتا ہے' کسی اور معاشی نظام میں نہیں پایا جاتا۔ دوسرے معاشی نظاموں کا میلان اس طرف ہے کہ دولت ایک شخص نے سمیٹ کر جمع کی ہے وہ اس کے بعد بھی ایک یا چند اشخاص کے پاس ہی سمٹی رہے۔ ❶ مگر اسلام دولت سمٹنے کو پسند ہی نہیں کرتا۔ وہ اس کو پھیلانا چاہتا ہے تاکہ دولت کی گردش میں آسانی ہو۔

قانون میراث کے بارے میں اسلام نے تمام دنیا کے قوانین وراثت سے ہٹ کر جو مسلک اختیار کیا ہے' پہلے اس کی حکمتوں سے بکثرت لوگ ناواقف تھے اور طرح طرح کے اعتراضات اس پر کرتے تھے' لیکن اب بتدریج ساری دنیا اس کی طرف رجوع کرتی جا رہی ہے۔ حتی کہ روسی اشتراکیت کو بھی اس کی خوشہ چینی کرنی پڑی ہے۔ ❷

---

❶ اولاد اکبر کی جانشینی کا قانون (Primogeniture) اور مشترک خاندان کا طریقہ (Joint Family System) اسی مقصد پر مبنی ہے۔ (سود ص ۵۱)

❷ سوویت روس کے تازہ ترین قانون وراثت میں اولاد' بیوی' شوہر' والدین' بھائیوں' بہنوں متبنیٰ کو وارث ٹھہرایا گیا ہے۔ نیز یہ قاعدہ بھی مقرر کیا گیا ہے کہ آدمی اپنا ترکہ اپنے حاجت مند قریبی رشتہ داروں اور پبلک اداروں میں تقسیم کرنے کی وصیت کر سکتا ہے۔ مگر رشتہ داروں کا حق مقدم ہے۔ اس کے ساتھ ایسی وصیت ممنوع ٹھہرائی گئی ہے جس کا مقصود نابالغ اولاد یا غریب وارثوں کو حق وراثت سے محروم کرنا ہو۔ اس قانون کو دیکھ کر کوئی شخص یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اشتراکی "ترقی پسندوں" نے ۱۹۴۵ء میں اس قانون کی طرف "رجعت" فرمائی ہے جو ۶۲۵ء میں بنایا گیا تھا۔ (سود ص ۶۲ - ۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقسیم میراث کا قانون

ترجمہ : "تیرا اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں اس حال میں چھوڑے کہ وہ محتاج ہوں اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔[1] (نیل الاوطار عن بخاری' مسلم اور دیگر کتب حدیث)

نبی ﷺ نے اس قانون کی جو تشریح فرمائی ہے اس کی رو سے قریب ترین رشتہ داروں کی غیر موجودگی میں میراث قریب تر رشتہ داروں کو پہنچے گی اور ان کی غیر موجودگی میں بدرجہ' آخر اسے ان لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا جو غیروں کی بہ نسبت میت سے کوئی قرابت رکھتے ہوں۔ لیکن اگر کوئی رشتہ دار سرے سے موجود ہی نہ ہو تو پھر یہ مال اسلامی حکومت کے خزانہ میں داخل ہو گا۔ (نیل الاوطار ج ٦ ص ٤٧-٥٦)

اس معاملہ میں نبی ﷺ کی تشریح سے قرآن کا جو منشا معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کے لئے رشتہ داروں کو غریب و محتاج چھوڑ کر رفاہ عام پر خرچ کرنے کی وصیت کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ (نیل الاوطار ج ٦ ص ٣٢-٣٣)۔ (معاشیات اسلام ص ١٠٨'١١٠)

ترجمہ : "آدمی کے اولین حق دار اس کے والدین' اس کے بیوی بچے اور اس کے بہن بھائی ہیں۔ پھر وہ جو ان کے بعد قریب تر ہوں' اور پھر وہ جو ان کے بعد قریب تر ہوں"۔

تشریح : صلہ رحمی رشتہ داروں کے معاملے میں احسان کی ایک خاص صورت ہے۔ اس کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور خوشی و غمی میں ان کا شریک حال ہو اور جائز حدود کے اندر ان کا حامی و مددگار بنے۔ بلکہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ ہر صاحب استطاعت شخص اپنے مال پر صرف اپنی ذات اور اپنے بال بچوں ہی کے حقوق نہ سمجھے بلکہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق بھی تسلیم کرے۔ شریعت الٰہی ہر خاندان کے خوشحال افراد کو اس امر کا ذمہ دار قرار دیتی ہے کہ وہ اپنے خاندان کے لوگوں کو بھوکا ننگا نہ چھوڑیں۔ اس کی نگاہ میں ایک معاشرے کی اس سے بدتر کوئی حالت نہیں ہے کہ اس کے اندر ایک شخص عیش کر رہا ہو اور اسی کے خاندان میں اس کے اپنے بھائی بند روٹی کپڑے تک کو محتاج ہوں۔ وہ خاندان کو معاشرے کا ایک اہم عنصر ترکیبی قرار دیتی ہے اور یہ اصول پیش کرتی ہے کہ ہر خاندان کے غریب افراد کا پہلا حق اپنے خاندان کے خوشحال افراد پر ہے' پھر دوسروں پر ان کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ یہی بات ہے جس کو نبی ﷺ نے اپنے مختلف ارشادات میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر ایک یتیم بچے کے چچا زاد بھائیوں کو مجبور کیا کہ وہ اس کی پرورش کے ذمہ دار ہوں اور ایک دوسرے یتیم کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر اس کا کوئی بعید ترین رشتہ دار بھی موجود ہوتا تو میں اس پر اس کی پرورش لازم کر دیتا۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس معاشرے کا ہر واحدہ (Unit) اس طرح اپنے اپنے افراد کو سنبھال لے اس میں معاشی حیثیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کتنی خوشحالی' معاشرتی حیثیت سے کتنی حلاوت اور اخلاقی حیثیت سے کتنی پاکیزگی و بلندی پیدا ہو جائے گی۔

(تفہیم ج ۲ ص ۵۶۶۔ النحل حاشیہ ۸۸)

اصول وراثت:

(۲) الخال وارث من لا وارث له۔

جس کا کوئی وارث نہ ہو' اس کا وارث اس کا ماموں ہے۔

(تفہیمات حصہ سوم ص ۱۷۵-۱۷۶۔ اشاعت سوم ۱۹۶۹ء)

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ' ثَنَا سُفْیَانُ' عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ' عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ' عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ' قَالَ: جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ وَ اَنَا بِمَکَّةَ وَ هُوَ یَکْرَهُ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْاَرْضِ الَّتِیْ هَاجَرَ مِنْهَا' فَقَالَ یَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ عَفْرَاءَ۔ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُوْصِیْ بِمَالِیْ کُلِّهٖ' قَالَ: لَا' قُلْتُ: فَالشَّطْرُ' قَالَ: لَا' قُلْتُ: فَالثُّلُثُ' قَالَ: اَلثُّلُثُ' وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ' اِنَّکَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِیْ اَیْدِیْهِمْ۔ وَ اِنَّکَ مَهْمَا اَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ' فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّی اللُّقْمَةُ الَّتِیْ' تَرْفَعُهَا اِلٰی فِیْ امْرَاَتِکَ' وَ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّرْفَعَکَ فَیَنْتَفِعُ بِکَ النَّاسُ' وَ یُضَرُّبِکَ اٰخَرُوْنَ۔ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ یَوْمَئِذٍ اِلَّا ابْنَةٌ۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ عَتِیْقِ الدِّمَشْقِیُّ' ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَکِ' ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حُجْرٍ' عَنْ صَالِحِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ الْمِقْدَامِ عَنْ اَبِیْهِ' عَنْ جَدِّهٖ' قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَهٗ اَفُکُّ عَانِیَهٗ' وَاَرِثُ مَالَهٗ' وَ الْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَهٗ یَفُکُّ عَانِیَهٗ' وَ یَرِثُ مَالَهٗ۔

ماخذ:

(۱) ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۸۳۔ کتاب الوصایا' باب ان یترک ورثته اغنیاء خیر من ان یتکففون الناس ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۷۔ کتاب الفرائض' باب میراث البنات ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۷ پر منقول روایت میں ان تدع کی جگہ ان تترکھم عالة ہے اور بھی لفظی اختلاف ہے ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۹-۴۰ کتاب الوصیة۔

بخاری اور مسلم دونوں میں کثیر اور کبیر دونوں الفاظ منقول ہیں۔

✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۱۲۔ کتاب الوصایا' باب ماجاء فی ما یجوز للموصی فی ماله۔ ابوداؤد میں بھی ان تترک ہے۔

✿ ترمذی ج ۲ ص ۳۲۔ ابواب الوصایا' باب ماجاء فی الوصیة بالثلث۔ اس نے ان تذر نقل کیا ہے۔ ✿ نسائی ج ۶ ص ۲۴۱ تا ۲۴۴ - کتاب الوصایا' باب الوصیة بالثلث۔ نسائی نے ایک روایت میں فقراء بھی نقل کیا ہے۔ ✿ ابن ماجه۔ کتاب الوصایا' باب الوصیة بالثلث۔ ابن ماجہ نے بھی ان تذر ہی بیان کیا ہے۔ ✿ نیل الاوطار ج ۶ ص ۴۰۔ باب ماجاء فی کراهة مجاوزة الثلث والایصاء للوارث۔ ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۹۳۔ کتاب الوصایا' باب الوصیة بالثلث۔ ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۳۲۔ کتاب الاقضیة' باب الوصیة بالثلث۔ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۸۔ عن سعد بن ابی وقاص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۲۶۸- کتاب الوصایا باب الوصیة بالثلث۔

(۲) ☆ ☆ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۳- کتاب الفرائض' باب فی میراث ذوی الارحام ☆ ترمذی ج ۲ ص ۳۰- ابواب الفرائض- باب ماجاء فی میراث الخال ☆ ابن ماجہ کتاب الفرائض باب ۹ ذوی الارحام- ☆ ابن ماجہ کتاب الدیات' باب ۷ ☆ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۷۴- کتاب الفرائض' باب ۳۸ میراث ذوالارحام ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۲۸-۴۶- ج ۴ ص ۱۳۱-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے

① لا یتوارث اهل ملتین شتّٰی- (مسند احمد' ابوداؤد' ابن ماجه' دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے۔"

② لا یرث المسلم الکافر و لا الکافر المسلم- (بخاری' مسلم' نسائی' احمد' ترمذی' ابن ماجه' ابوداؤد)

حضرت اسامہؓ بن زید سے روایت ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے۔ (المبسوط' ج ۳۰ صفحات ۳۰-۳۲)

تشریح : امام مالک' امام اوزاعی اور امام احمد اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے پیرو کی وراثت نہیں پا سکتے ان کا استدلال مندرجہ بالا پہلی حدیث سے ہے۔ (اسی سے ایک ملتے جلتے مضمون کی ایک حدیث ترمذی نے حضرت جابرؓ سے اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور بزار نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے) اس کے برعکس امام ابوحنیفہ اور امام شافعیؒ نے یہ استدلال کیا ہے کہ کافروں کے مذاہب خواہ باہم کتنے ہی مختلف ہوں' لیکن کفر بحیثیت مجموعی ایک ہی ملت ہے' اس لئے یہودی عیسائی' اور عیسائی یہودی کا' اور اسی طرح ایک مذہب کا فرد دوسرے مذہب کے کافر کا وارث ہو سکتا ہے اگر ان کے نسب یا نکاح یا کسی سبب کی بنا پر کوئی ایسا تعلق ہو جو ایک کی وراثت دوسرے کو پہنچنے کا مقتضی ہو۔ اس مسلک پر مفصل بحث کرتے ہوئے مسلک حنفی کے مشہور امام شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں: "کفار آپس میں ان سب اسباب کی بنا پر بھی ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں جن کی بنا پر مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں' اور ان کے درمیان بعض ایسی صورتوں میں بھی توارث ہو سکتا ہے۔ جن میں مسلمانوں کے درمیان نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے بس دو ہی دین قرار دیئے ہیں ایک دین حق' دوسرے دین باطل' چنانچہ فرمایا ﴿ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴾ اور اس نے لوگوں کے دو ہی فریق رکھے ہیں ایک فریق جنتی ہے اور وہ مومن ہے اور دوسرا فریق دوزخی ہے اور وہ بحیثیت مجموعی تمام کفار ہیں۔ اور اس نے دو ہی گروہوں کو ایک دوسرے کا مخالف قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾ (یہ دو مدمقابل فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے) (الحج: آیت ۱۹) یعنی ایک فریق تمام کفار بحیثیت مجموعی ہیں اور ان کا جھگڑا اہل ایمان سے ہے۔

ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق باہم الگ الگ ملتیں ہیں' بلکہ مسلمانوں کے مقابلے میں وہ سب ایک ہی ملت ہیں' کیونکہ مسلمان محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن کا اقرار کرتے ہیں اور وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اسی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے وہ کافر قرار پائے ہیں اور مسلمانوں کے معاملہ میں وہ سب ایک ملت ہیں۔ (تفہیم ج ۶ ص ۵۰۷۔ الکافرون حاشیہ ۵)

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِیْبِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَیْنِ شَتّٰی۔

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِیِّ ابْنِ حُسَیْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَیْدٍ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ۔

ماخذ:

(۱) ❁ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۶۔ کتاب الفرائض، باب هل یرث المسلم الکافر؟ ❁ ترمذی ج ۲ ص ۳۱۔ ابواب الفرائض، باب ماجاء فی ابطال المیراث بین المسلم و الکافر۔ عن جابر۔ هذا حدیث غریب لانعرفه من حدیث جابر الا من حدیث ابن ابی لیلی۔ ❁ ترمذی نے شتّٰی لفظ روایت نہیں کیا۔ ❁ ابن ماجہ کتاب الفرائض، باب ۶ میراث اهل الاسلام من اهل الشرک ابن ماجہ میں بھی شتّٰی کا لفظ نہیں ہے۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ❁ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۶۷۔ کتاب الفرائض۔ باب فی میراث اهل الشرک و اهل الاسلام ❁ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۳۴۳۔ کتاب الحدود۔ ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۷-۱۹۵۔ ❁ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶۱۔ سورة الکافرون۔ ❁ دارقطنی نے دِیْنَیْنِ اور مِلَّتَانِ کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

(۲) ❁ بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۱۔ کتاب الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم فاذا اسلم قبل ان یقسم المیراث فلا میراث لها ❁ بخاری ج ۲ ص ۶۱۴۔ کتاب المغازی، باب این رکز النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الرایة یوم الفتح۔ ❁ بخاری نے کتاب المناسک ج ۱ ص ۲۱۶ پر حضرت عمر کا قول لا یرث المومن الکافر بھی نقل کیا ہے ❁ مسلم ج ۲ ص ۳۳۔ کتاب الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم ❁ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۵۔ کتاب الفرائض، باب هل یرث المسلم الکافر؟ ❁ ترمذی ج ۲ ص ۳۱۔ ابواب الفرائض، باب هل یرث المسلم الکافر؟ ❁ ابن ماجه کتاب الفرائض ب ۶ میراث اهل الاسلام من اهل الشرک ❁ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۶۸۔ کتاب الفرائض، باب۔ ❁ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۳۹۔ کتاب الفرائض باب میراث اهل الملل مؤطا نے صرف لا یرث المسلم الکافر نقل کیا ہے۔ ❁ مسند احمد ج ۵ ص ۳۵۔ ۲۰۰۔ ۲۰۸ ❁ المستدرک ج ۴ ص ۳۴۵۔ کتاب الفرائض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وراثت میں دادی کا حصہ

ایک دادی اپنے پوتے کی میراث کا مطالبہ لے کر آئی جس کی ماں مرچکی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کتاب اللہ میں کوئی حکم نہیں پاتا جس کی رو سے تجھ کو ماں کا حصہ پہنچتا ہو۔ پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ اس پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ نے اٹھ کر شہادت دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ (یعنی حصہ مادری) دلوایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ (بخاری و مسلم) (سنت کی آئینی حیثیت میں ص ۱۱۳)

تخریج:

① حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، اَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ اِلٰی اَبِی بَكْرٍ الصِّدِّيقِ۔ تَسْاَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ: مَالَكِ فِی كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی شَیْءٌ وَ مَا عَلِمْتُ لَكِ فِی سُنَّةِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَارْجِعِی حَتّٰی اَسْاَلَ النَّاسَ، فَسَاَلَ النَّاسَ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا السُّدُسَ، فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ، فَاَنْفَذَهُ لَهَا اَبُوبَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰی اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَسْاَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ: مَالَكِ فِی كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی شَیْءٌ وَ مَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِی قَضٰی بِهٖ اِلَّا لِغَيْرِكِ، وَ مَا اَنَا بِزَائِدٍ فِی الْفَرَائِضِ، وَ لٰكِنْ هُوَ ذَالِكَ السُّدُسُ، فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَ اَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا۔

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ اَبِی رِزْمَةَ، اَخْبَرَنِی اَبِی، ثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ (ابوالمنیب) العتکی عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ اِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهَا اُمٌّ۔

مآخذ:

① ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۱-۱۲۲۔ کتاب الفرائض باب فی الجدۃ۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۳۰۔ ابواب الفرائض، باب ماجاء فی میراث الجدۃ۔ ھذا حدیث حسن صحیح و ھو اصح من حدیث ابن عیینۃ ✿ ابن ماجہ کتاب الفرائض، باب میراث الجدۃ ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۳۵۔ کتاب الفرائض باب ۴ ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۵ ✿ المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۳۳۸۔ کتاب الفرائض، باب قضاء ابی بکر فی الجدۃ ✿ نیل الاوطار ج ۶۔ کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الجدۃ و الجد۔

② ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۲۔ کتاب الفرائض، باب فی الجدۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کی میراث سے کیا مراد ہے؟

ان النبی لا یورث انما میراثه فی فقراء المسلمین والمساکین۔

نبی کا وارث کوئی نہیں ہوتا جو کچھ وہ چھوڑتا ہے وہ مسلمانوں کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ (مسند احمد' مرویات ابوبکر صدیق حدیث نمبر۶۰۔ نمبر۷۸)

تشریح: اس حدیث کی بعض لوگ اس آیت قرآنی کی روشنی میں تردید کرتے ہیں جس میں "حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان کا وارث" قرار دیا گیا ہے۔ مگر داؤد علیہ السلام مال و جائداد کے وارث نہ تھے بلکہ ان کی جانشینی نبوت اور خلافت کی تھی۔ مال و جائداد کی میراث اگر بالفرض منتقل ہوئی بھی ہو تو وہ تنہا حضرت سلیمان ہی کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دوسری اولاد بھی موجود تھی۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۵۶۱۔ سورہ النمل حاشیہ ۲۰)

تخریج:

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ' قَالَ: ثَنَا یَحْیٰی بْنُ حَمَّادٍ' قَالَ: ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ' عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَیْبٍ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ شَیْخٌ مِنْ قُرَیْشٍ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ فَعَدَّ سِتَّةً اَوْ سَبْعَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ' فِیْهِمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ' قَالَ: نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ عُمَرَ اِذْ دَخَلَ عَلِیٌّ وَالْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا۔ فَقَالَ: مَهْ یَا عَبَّاسُ۔ قَدْ عَلِمْتُ مَا تَقُوْلُ؟ تَقُوْلُ: ابْنُ اَخِیْ' وَلِیْ شَطْرُ الْمَالِ' وَ قَدْ عَلِمْتُ مَا تَقُوْلُ یَا عَلِیُّ' تَقُوْلُ: ابْنَتُهٗ تَحْتِیْ وَلَهَا شَطْرُ الْمَالِ۔ هٰذَا مَا كَانَ فِیْ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقَدْ رَاَیْنَا كَیْفَ كَانَ یَصْنَعُ فِیْهِ۔ فَوَلِیَهٗ اَبُوبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَعْدِهٖ۔ فَعَمِلَ فِیْهِ بِعَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُلِّیْتُهٗ مِنْ بَعْدِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَاَجْهَدَنَّ اَنْ اَعْمَلَ فِیْهِ بِعَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ عَمَلِ اَبِیْ بَكْرٍ' ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبُوبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ' وَ حَلَفَ بِاَنَّهٗ لَصَادِقٌ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ النَّبِیَّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) لَا یُوْرَثُ وَ اِنَّمَا مِیْرَاثُهٗ فِیْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمَسَاكِیْنِ۔ الخ۔

مآخذ:

- مسند احمد ج ۱ ص ۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی میراث کا مسئلہ

① لا نورث، ما ترکنا صدقۃ۔ "ہم لوگ وراثت نہیں چھوڑا کرتے۔ جو کچھ بھی ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔"

تشریح: واقعہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی ذاتی املاک اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت کو تو نبوت کے ابتدائی دس گیارہ سال میں خرچ کر چکے تھے، اور تبلیغ دین کی مصروفیت نے آپ کے لئے اس امر کا بھی کوئی موقع باقی نہ چھوڑا تھا کہ اپنی کسب معاش کے لئے کچھ کر سکیں۔ اس کے بعد مکہ کے آخری اور مدینہ کے ابتدائی دور میں آپ کی معیشت کا انحصار ان فتوح پر رہا جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو عطا کرتا تھا۔ پھر جب اسلامی حکومت کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک طرف حکمران کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کی فئے میں آپؐ کا حصہ مقرر فرما دیا، اور دوسری طرف خیبر اور فدک کی زمینوں میں، جن کو مال غنیمت کے طور پر تقسیم کیا گیا تھا، دوسرے شرکاء جنگ کے ساتھ آپ کو بھی حصہ ملا۔ ان میں سے پہلے حصے کے متعلق حضور ﷺ نے جو ہدایت فرمائی وہ یہ تھی کہ:

② ان اللہ عزوجل اذا اطعم نبیا طعمۃ فھی للذی یقوم من بعدہ۔ "یعنی اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بسر اوقات کے لئے جو ذریعہ معاش عطا کرتا ہے وہ اس کے بعد اس شخص کا حصہ ہے جو اس کی جگہ اس کا کام سنبھالے۔"

اور دوسرے حصے کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

③ نحن لا نورث، ما ترکنا صدقۃ۔ (بخاری) ہم لوگ وراثت نہیں چھوڑا کرتے۔ جو کچھ بھی ہم چھوڑیں، وہ صدقہ ہے۔"

اس کی وجہ ذرا سا غور کرنے سے بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ حضور ﷺ نے اسے صدقہ کیوں کر دیا اور پچھلے تمام انبیاء کا طریقہ یہ کیوں رہا ہے کہ نبوت کے زمانے کی کمائی کو وہ صرف بسر اوقات ہی کا ذریعہ بناتے تھے۔ ذاتی ملک بنا کر میراث میں منتقل نہ کرتے تھے، انبیاء علیہم السلام کو جس نازک منصب پر اللہ تعالیٰ قائم کرتا تھا، اس کا تقاضا یہ تھا کہ ان کی اپنی ذات ایسے ہر شبہ سے بالا تر رہے کہ وہ یہ کام کسی ذاتی غرض سے کر رہے ہیں۔ اسی لئے ہر نبی کی زبان سے اللہ تعالیٰ یہ اعلان کراتا تھا کہ:۔

لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ۔ "میں تم سے اس کام پر کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا اجر تو صرف اللہ کے ذمہ ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس حضور ﷺ کا یہ صدقہ اس بنیاد پر تھا کہ آپ ﷺ زمانۂ رسالت کی کمائی کو اجر رسالت بنانا پسند نہ فرماتے تھے۔ اس چیز کو "کمیونزم" سے کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ (مسئلہ ملکیت زمین ص ۲۱-۲۲)

④ لا تقسم ورثتي دينارا و لا درهما' ما تركت بعد نفقة نسائي و مؤنة عاملي' فهو صدقة۔ (بخاری' مسلم' مؤطا' مسند احمد)

میرے وارث کوئی دینار و درہم آپس میں تقسیم نہ کریں۔ میں نے جو کچھ چھوڑا ہے' میری بیویوں کا نفقہ اور میرے عامل کا حق الخدمت ادا کرنے کے بعد سب صدقہ ہے۔

تشریح: پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا سرکار رسالت مآب ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت کوئی ذاتی جائداد تھی بھی کہ اس میں میراث جاری ہوتی؟ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد حضور ﷺ کا تمام وقت دعوت حق کے کام پر صرف ہونے لگا تھا اور کاروبار تجارت بند ہو چکا تھا۔ مکہ معظمہ میں جب تک قیام رہا' اس اثاثے پر گزر بسر ہوتی رہی جو آپ کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہلے کا بچا بچایا موجود تھا۔ ہجرت فرمائی تو گویا دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ طیبہ پہنچ کر آپ بالکل بے سروسامان تھے۔ ابتدائی زمانہ انتہائی عسرت اور تنگ دستی کے ساتھ گزرا۔ پھر جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنے کا حکم دیا' اور رسول اللہ ﷺ کو یہ حق عطا فرمایا کہ جس قدر مناسب سمجھیں' اور ضرورت محسوس فرمائیں اپنی ذات پر اور اپنے قرابتداروں کی حاجات پر صرف کرنے کے لئے اس حصے میں سے لے لیا کریں' باقی اللہ کے کام میں اور یتامیٰ' مساکین اور مسافروں کی خبرگیری میں صرف فرمائیں۔

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ﴾ (الانفال: آیت ۴۱)

یہ پہلا ذریعۂ معاش تھا جو آپ ﷺ کو عطا کیا گیا۔

اس کے بعد ہجرت کے چوتھے سال اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے یہودی قبیلے بنی النضیر پر آپ کو فتح عطا فرمائی اور وہ اپنی جائدادیں چھوڑ کر شہر سے چلے گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ' وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ

اور جو کچھ دلوایا اللہ نے ان سے اپنے رسول کو' نہیں دوڑائے اس پر تم نے گھوڑے اور اونٹ' مگر اللہ مسلط کر دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جو کچھ دلوا دے اللہ (اس طریقے پر) اپنے رسول کو بستیوں کے لوگوں سے تو وہ اللہ کے لئے ہے اور رسول کے لئے اور قرابتداروں اور یتامیٰ اور مساکین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنكُمْ﴾ (الحشر: آیت ۶-۷) اور مسافروں کے لئے تاکہ یہ مال تمہارے دولت مندوں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔

اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ان تمام اموال' جائدادوں اور علاقوں کو جو براہ راست جنگی کارروائی کے ذریعے سے فتح نہ ہوئے ہوں بلکہ اسلامی حکومت کے رعب اور دبدبے سے مسخر ہو جائیں' غنیمت سے الگ کر کے حکومت کی ملک قرار دے دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو یہ حق عطا فرمایا کہ وہ اپنی اور اپنے قرابتداروں کی ضروریات کے لئے اس سرکاری مال میں سے جس قدر مناسب سمجھیں لے لیں۔

ان احکام کے مطابق حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں بنی النضیر کے چھوڑے ہوئے باغوں میں سے چند نخلستان' خیبر میں سے کچھ اراضی اور فدک میں سے کچھ اراضی اپنے لئے مخصوص کر لی تھی۔ اس جائداد کی آمدنی سے حضور ﷺ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کرتے تھے' اپنے قرابتداروں کی مدد فرماتے تھے' اور جو کچھ بچتا تھا' اسے اللہ کی راہ میں صرف فرما دیتے تھے۔

غور کیا جائے تو صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ ان دونوں ذرائع (غنیمت اور فے) سے جو کچھ حضور ﷺ کو عطا کیا گیا اس کی نوعیت یہ نہیں تھی کہ آپؐ نے اپنے ذاتی کاروبار سے کوئی جائداد پیدا کی ہو اور وہ آپ ﷺ کے بعد بھی آپ کی ملک رہے۔ اور آپؐ کے وارثوں میں تقسیم ہو' بلکہ اس کی نوعیت یہ تھی کہ آپ ﷺ اسلامی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے اپنا سارا وقت سرکاری کام پر صرف فرماتے تھے اور اپنا کوئی ذاتی ذریعہ معاش نہ رکھتے تھے۔ اس لئے آپؐ کو یہ حق عطا فرمایا گیا کہ حکومت کی املاک میں سے اتنی جائداد اپنے تصرف میں رکھیں جس سے آپ کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے نبوت کا یہ کار عظیم اپنے لئے جائدادیں اور جاگیریں پیدا کرنے کے لئے تو نہیں کیا تھا۔ یہ تو ایک خدمت تھی جو خالص اللہ کے لئے آپ انجام دے رہے تھے۔ اور اس کا اجر اللہ ہی کے ذمہ تھا۔ ریاست کے مال میں آپ کا حصہ بس اتنا تھا کہ آپ اپنے نفس کے اور اپنے اہل و عیال کے اور حاجت مند قرابتداروں کے حقوق ادا کر سکیں۔ یہ حصہ آپؐ کی حیات طیبہ تک ہی باقی رہ سکتا تھا۔ آپؐ کی وفات کے بعد اس کو ذاتی املاک کی طرح وارثوں میں تقسیم کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس بات کو حضور ﷺ نے خود اپنی زندگی ہی میں صاف کر دیا تھا۔

⑤ لا تقسم ورثتي دينارا و لا درهما' ما تركت بعد نفقة نسائي و مؤنة عاملي فهو صدقة۔ (بخاری' مسلم' مؤطا' مسند احمد)

میرے وارث کوئی دینار و درہم آپس میں تقسیم نہ کریں۔ میں نے جو کچھ چھوڑا ہے' میری بیویوں کا نفقہ اور میرے عامل کا حق الخدمت ادا کرنے کے بعد وہ سب صدقہ ہے۔"

⑥ لا نورث ما تركنا فهو صدقة' انما يأكل آل

ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' جو کچھ ہم نے چھوڑا' وہ صدقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد من ھذا المال لیس لھم ان یزید و اعلی الماکل۔ (بخاری، مسند احمد، مسلم)

ہے۔ محمد ﷺ کے گھر والے تو اس مال میں سے بس کھا لیتے ہیں۔ کھانے بھر سے زیادہ لینے کا انہیں حق نہیں ہے۔

⑦ ان اللّٰہ عزو جَلَّ اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم قبضہ جعلہ للذی یقوم بعدہ۔ (مسند احمد، مرویات ابوبکر صدیقؓ)

اللہ عزوجل کسی نبی کو بسر اوقات کے لئے جو کچھ دیتا ہے وہ اس کی وفات کے بعد اس شخص کے حوالے کر دیتا ہے جو اس کا جانشین ہو۔

اس مال کے متعلق حضور ﷺ کی یہ ہدایات کچھ خفیہ نہ تھیں، بلکہ تمام جلیل القدر صحابہ ان کو جانتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہی تنہا ان کے راوی نہیں ہیں۔ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ حضرت عبدالرحمان بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر، حضرت عثمان، حضرت ابوہریرہ، اور تمام ازواج مطہرات کی یہ شہادت نہایت مستند روایات سے ہم تک پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ترکے کی یہی نوعیت بیان فرمائی تھی۔ اس فرمان مبارک کے ہوتے ہوئے کون شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضور ﷺ کے خلفاء آپؐ کی چھوڑی ہوئی جائداد کے معاملہ میں کوئی دوسرا فیصلہ کرنے کے مجاز ہو سکتے تھے۔

اب دیکھئے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد مطالبۂ میراث کس طرح اٹھا اور آپؐ کے خلفاء نے اس پر اپنے اپنے زمانوں میں کیا کارروائی کی۔ شرعی قاعدے کے مطابق میراث کا مطالبہ کرنے کے حق دار تین فریق ہو سکتے ہیں۔ ایک سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بیٹی کی حیثیت سے، دوسرے حضرت عباس چچا کی حیثیت سے، تیسرے جملہ ازواج مطہرات بیویوں کی حیثیت سے۔ ان میں سے پہلے دو فریقوں یعنی سیدہ فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ مقرر ہونے کے فوراً بعد خیبر، فدک، اور مدینہ طیبہ کی اس تمام جائداد کے متعلق، جو حضور ﷺ کے تصرف میں تھی۔ اپنا دعویٰ پیش کیا۔ اور بعض روایات کے مطابق حضرت فاطمہؓ نے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہاری وفات کے بعد تمہارا ترکہ تمہارے اہل و عیال ہی میں تقسیم ہونا ہے تو آخر میرے باپ (ﷺ) کی وفات کے بعد ان کے ترکے میں سے مجھے کیوں میراث نہ ملے؟ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا:

⑧ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ و قال لست تارکا شیئا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعمل بہ الا عملت بہ فانی اخشی ان ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ۔ (بخاری، کتاب فرض الخمس، مسند احمد۔ مرویات ابوبکر صدیق)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی، جو کچھ ہم نے چھوڑا، وہ صدقہ ہے پھر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں کوئی ایسا کام نہ رہنے دوں گا جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے اور میں وہ نہ کروں، کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے آپؐ کے اوامر میں سے کسی کو بھی چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ و لكن اعول من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوله وانفق على من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق عليه- (ترمذی، کتاب السیر- ماجاء فی ترکة النبی صلی الله علیه وسلم، مسند احمد، مرویات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

"مگر میں ان سب لوگوں کی عیالداری کروں گا جن کی عیال داری رسول اللہ ﷺ کرتے تھے، اور ان سب لوگوں پر خرچ کروں گا، جن رسول اللہ ﷺ خرچ فرمایا کرتے تھے۔

⑩ والله لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الى ان اصل من قرابتي- (بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر)

"خدا کی قسم! میرے لئے اپنے رشتہ داروں سے صلۂ رحمی کرنے کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے صلۂ رحمی کرنا زیادہ محبوب ہے۔"

جناب سیدہ اور حضرت عباسؓ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کے متعلق جتنی مستند روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ بات کہیں اشارۃً وکنایۃً بھی مذکور نہیں ہے کہ جناب سیدہؓ یا حضرت عباسؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی یہ بات سن کر جواب میں فرمایا ہو کہ آپ نبی ﷺ کی طرف ایک غلط بات منسوب کر رہے ہیں- اور ظاہر بات ہے کہ جب حضور ﷺ کی طرف اس فرمان کی نسبت صحیح تھی تو پھر خلیفۂ رسول کے لئے واجب العمل قانون اس کے سوا اور کوئی نہ ہو سکتا تھا جو رسول پاک ﷺ سے ثابت تھا- آخر اس فرمان کی زد صرف جناب سیدۃ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما ہی کے مفاد پر تو نہ پڑتی تھی- خود خلیفہ کی اپنی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کا مفاد بھی اسی کی لپیٹ میں آ جاتا تھا- کیونکہ وہ بھی اس کی بنا پر اپنے شوہر کی میراث سے محروم ہوتی تھیں- خلیفۂ برحق نے آخر انہی کو اس قانون سے کب مستثنیٰ کیا-؟ ⑪

اب رہ گیا تیسرا فریق، یعنی ازواج مطہرات کا گروہ تو اس نے بھی ارادہ کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجے اور حضور ﷺ کے ترکے میں سے اپنے آٹھویں حصے کا مطالبہ کرے- مگر حضرت عائشہؓ نے اس کی مخالفت کی اور تمام ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا:

⑪ الا تتقين الله، الم تعلمن ان النبي صلى الله عليه و سلم كان يقول لا نورث ما تركنا صدقة- بريد بذلك نفسه انما ياكل آل محمد فى هذا

"کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی- جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ

---

⑪ اس واقعہ کی تفصیل اور مستند روایات کے لئے ملاحظہ ہو:

✿ بخاری، کتاب الجهاد فرض الخمس- کتاب المناقب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم- کتاب المغازی- کتاب الفرائض، مسلم: کتاب الجهاد، باب حکم الفئی- ✿ نسائی کتاب قسم الفئی ✿ ترمذی کتاب السیر، باب ماجاء فی ترکة النبی صلی الله علیه وسلم- ✿ مسند احمد- مرویات ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المال۔ ہے۔ محمدؐ کے اہل و عیال تو بس اس مال میں سے کھا سکتے ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر سب ازواج مطہرات اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئیں۔ ❶

ایک بات اس سلسلہ میں یہ کہی جاتی ہے کہ فدک کے متعلق نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا جائے گا۔ جناب سیدہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خاص طور پر اسی کا مطالبہ کیا تھا اور شہادت میں حضرت علیؓ اور ام ایمن کو پیش کیا تھا' لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کی شہادت قبول نہ کی۔ اور فدک کی جائداد ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

مگر یہ قصہ حدیث کی مستند روایات میں سے کسی میں بھی مذکور نہیں ہے۔ البتہ بلاذری اور ابن سعد نے اسے نقل کیا ہے۔ اور ان کے بیان میں بھی کافی اضطراب ہے۔ ابن سعد کی روایت یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے یہ بات خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی تھی' بلکہ ام ایمن سے سنی تھی' اور انہی کو شہادت میں پیش کر دیا۔ بخلاف اس کے بلاذری کی روایت یہ ہے کہ جناب سیدہ نے خود یہ دعویٰ کیا تھا کہ میرے والد ﷺ نے فدک مجھے دیا ہے۔ پھر ایک روایت کی رو سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام ایمن کی شہادت میں پیش کیا اور دوسری روایت کی رو سے ام ایمن اور رباح (نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام) کو ❷

یہ تو ہے اس قصے کی حیثیت باعتبار روایت' اب قانونی حیثیت سے دیکھئے تو حضور ﷺ کا یہ فعل یا تو ہبہ ہو سکتا تھا یا وصیت۔ اگر کہا جائے کہ ہبہ تھا تو وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں فدک کا قبضہ حضرت فاطمہؓ کو دے دیا ہوتا۔ ورنہ محض زبان سے کسی چیز کو کسی کے لئے نامزد کر دینا' اور یہ نیت کرنا کہ وہ چیز مالک کے مرنے کے بعد معطی لہ کو ملے گی' ہبہ نہیں بلکہ وصیت ہے۔ اب اگر کہا جائے کہ یہ وصیت تھی' تو قرآن مجید میں میراث کا قانون نازل ہو جانے کے بعد آنحضرت ﷺ خود یہ اعلان فرما چکے تھے کہ "لا وصية لوارث" اب ترکے کی تقسیم کے معاملہ میں کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی۔" پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ہی اعلان کردہ قانون کے خلاف دوسرے وارثوں کو چھوڑ کر ایک خاص وارث کے حق میں کوئی وصیت فرمائی ہو گی۔

علاوہ بریں ہبہ یا وصیت کے سوال کو نظرانداز کر کے صرف اس شہادت ہی کو دیکھا جائے جو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کی گئی تھی تو وہ صریح قرآنی قانون شہادت کے لحاظ سے ناکافی تھی۔ قرآن کی رو سے یا تو دو مردوں کی

---

❶ بخاری' کتاب المغازی' باب حدیث بنی النضیر۔ کتاب الفرائض' باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم' لا نورث۔۔۔ مسلم کتاب الجهاد' باب حکم الفئی۔ مؤطا۔ باب ماجاء فی ترکة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

❷ طبقات ابن سعد' ذکر میراث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ❂ فتوح البلدان للبلاذری' ذکر فدک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت معتبر ہے- یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت- جناب سیدہؓ (اگر یہ قصہ درست مانا جائے) صرف ایک عورت' یا ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی لائی تھیں- اس صورت میں قانون کے خلاف فیصلہ کیسے کیا جا سکتا تھا؟ کیا شخصیتوں کو دیکھ کر شہادت کا شرعی نصاب بدل جاتا؟

اس کے بعد یہ مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوبارہ اٹھا- ان کی خلافت پر دو سال گزر چکے تھے کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے کا مسئلہ پیش کیا' اور انہوں نے خیبر و فدک کو مستثنیٰ کر کے مدینے والی جائداد دونوں صاحبوں کی تولیت میں اس شرط پر دے دی' کہ وہ اس کی آمدنی انہی مصارف پر خرچ کریں گے' جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں صرف فرمایا کرتے تھے- ❺

لیکن اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان اس جائداد کے انتظام پر نزاع واقع ہو گئی اور وہ اس قضیے کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے- اس کا نہایت مفصل قصہ مالک بن اوس بن حدثان کے حوالہ سے تمام معتبر کتب حدیث میں روایت ہوا ہے-

حضرت مالک کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے حاجب نے آ کر عرض کیا کہ عثمان بن عفان' عبدالرحمٰن بن عوف' زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں- حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی- اور وہ تشریف لے آئے- اس کے تھوڑی دیر بعد وہ پھر آیا اور اطلاع دی کہ عباس بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تشریف لائے ہیں- اور وہ بھی اجازت کے طالب ہیں- حضرت عمرؓ کے اجازت دینے پر دونوں صاحب اندر تشریف لے آئے اور سلام کے بعد بیٹھتے ہی حضرت عباسؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنین میرے اور اس کے (اپنے بھتیجے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) مقدمے کا فیصلہ فرما دیجئے- اس کے ساتھ چچا نے بھتیجے کے حق میں کچھ سخت سست الفاظ بھی استعمال کیے- دوسرے حاضرین نے کہا' واقعی امیرالمومنین ان کا قضیہ بہت طول کھینچ گیا ہے- آپ انہیں اس جھگڑے سے نجات دلایئے- حضرت عمرؓ نے کہا' ٹھہریئے' میں آپ صاحبوں کو اس خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں- کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "ہماری وراثت جاری نہیں ہوتی- جو کچھ ہم نے چھوڑا' وہ صدقہ ہے؟" چاروں صاحبوں نے کہا "ہاں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا- پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو اسی طرح اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا "کیا آپ دونوں صاحب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اور ایسا فرمایا

---

❺ بخاری' کتاب فرض الخمس' و کتاب المغازی' مسند احمد' مرویات ابوبکر صدیقؓ' مسلم- کتاب الجهاد' باب حکم الفئی-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا؟ دونوں نے جواب دیا، "جی ہاں، واقعی حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اچھا اب میں آپ لوگوں کو اس معاملے کی حقیقت بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فے کے معاملے میں اپنے رسولؐ کو وہ مخصوص اختیارات عطا فرمائے تھے، جو کسی دوسرے کو عطا نہیں فرمائے۔ پھر سورۂ حشر کی آیت ﴿ و ما افاء اللّٰہ علی رسولہ ﴾ آخر تک تلاوت کر کے حضرت عمرؓ نے فرمایا، اس آیت کی رو سے یہ اموال فی خالصتہ " رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے۔ مگر خدا کی قسم! حضورؐ نے آپ لوگوں کو چھوڑ کر ان سب کو اپنے لئے نہیں سمیٹ لیا، اور نہ ان کے معاملے میں کوئی خود غرضی برتی۔ بلکہ انہیں آپ ہی لوگوں میں تقسیم کر دیا، یہاں تک کہ تین جائدادیں (مدینہ، فدک، اور خیبر والی) بچ گئیں۔ ان جائدادوں میں سے حضورؐ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا نفقہ لے لیتے تھے اور باقی ساری آمدنی انہی کاموں میں صرف فرماتے تھے جن میں اللہ کا مال صرف کیا جاتا ہے۔ یہی حضور ﷺ کا عمل ان اموال کے معاملے میں زندگی بھر رہا ہے۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ یہ بات آپ سب لوگوں کے علم میں ہے؟ چاروں صاحبوں نے جواب دیا "جی ہاں" پھر حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا، میں آپ دونوں کو بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، آپ یہ بات جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "جی ہاں، ہم جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا، پھر اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اٹھا لیا اور ابو بکرؓ نے یہ کہہ کر کہ اب میں رسول اللہ ﷺ کا ولی ہوں، ان اموال کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ان کے معاملے میں اسی طریقے پر عمل کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس میں ابو بکرؓ بالکل سچے تھے اور ٹھیک ٹھیک حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ نے ابو بکرؓ کو بھی اٹھا لیا اور میں ان کا ولی ہوا۔ میں نے اپنی امارت کے پہلے دو سال تک ان اموال کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسی طرح عمل کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اس میں سچا اور تابع حق تھا۔ (پھر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہو کر فرمایا) آپ دونوں صاحب میرے پاس آئے اور آپ نے مجھ سے جائیداد کے معاملے میں گفتگو کی۔ اس وقت آپ دونوں کے درمیان اتفاق تھا۔ اے عباس آپ نے مجھ سے بھتیجے کی میراث طلب کی، اور اے علی آپ نے مجھ سے اپنی بیوی کے واسطے سے ان کے والد کی میراث مانگی۔ میں نے آپ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ((لا نورث ما ترکنا صدقة)) لہٰذا اگر آپ چاہیں تو میں اس شرط پر یہ جائداد آپ کے حوالے کر سکتا ہوں کہ آپ اس میں اسی طرح عمل کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ عمل کرتے تھے اور خلیفہ ہونے کے بعد سے میں عمل کر رہا ہوں۔ لیکن اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو مجھ سے اس معاملہ میں بات نہ کیجئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے چاروں صاحبوں کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اس جائداد کو حوالے کرتے وقت میری یہی شرط تھی؟ انہوں نے بھی اسے تسلیم کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اب آپ چاہتے ہیں کہ میں اس سے مختلف کوئی فیصلہ کروں۔ اس خدا کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، میں کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر آپ اس شرط پر عمل نہیں کر سکتے تو یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائداد میرے حوالے کر دیجئے' میں اس کا انتظام کر لوں گا۔ ○

یہ ہے اس معاملے کی پوری تاریخ جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں پیش آئی۔ اسے دیکھ کر ہر شخص خود رائے قائم کر سکتا ہے کہ اس معاملے میں جو کچھ کیا گیا' وہ ظلم تھا' یا عدل اور حق؟ اس کے ساتھ دو باتیں اور بھی ہیں جو صحیح رائے قائم کرنے کے لئے نگاہ میں رہنی چاہئیں۔

اول یہ کہ اصل بحث صرف یہ تھی کہ اس جائداد کو نبی ﷺ کے بعد میراث میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بحث نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل و عیال اور قرابتداروں کو بیت المال سے نفقہ پانے کا حق ہے یا نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے خود اپنی ذات اور اپنے خاندان والوں سے زیادہ ان حضرات کی خدمت کی۔ ان کے حق کو ہر دوسرے حق پر مقدم رکھا' اور جو وظائف ان کے لئے جاری کئے' وہ خیبر اور فدک اور مدینہ طیبہ کی جائدادوں کے محاصل سے کہیں بڑھ کر تھے۔

دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ بلکہ اس مسئلے میں فیصلہ کن ہے' وہ یہ کہ خود سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی اس جائداد کو رسول اللہ ﷺ کی میراث قرار دے کر وارثوں میں تقسیم نہیں کیا۔ بلکہ اسے بدستور وقف فی سبیل اللہ ہی رہنے دیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر یہ واقعی میراث ہی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اپنے زمانۂ اقتدار میں وارثوں کو اس سے محروم رکھنا کیسے جائز ہو گیا؟ اسے ظلم ہی کہنے کو کسی کا جی چاہتا ہو تو پھر اسے اتنا انصاف تو کرنا ہی چاہئے کہ جس جس نے اس کا ارتکاب کیا ہے ان سب کو ظالم کہے۔ ایک ہی فعل پر کسی کے حق میں ایک فیصلہ اور کسی دوسرے کے حق میں دوسرا فیصلہ کرنا حق پرست آدمی کا کام نہیں ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۸۳-۳۹۹)

آیت تطہیر میں حضرت علیؓ شامل ہیں یا نہیں؟ کیا ان کا میراث نبوی کا مطالبہ برحق تھا؟:

آیۃ تطہیر میں بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ اور خدا نخواستہ کوئی مومن بھی ان کے رجس (اخلاقی و اعتقادی گندگی) میں مبتلا ہونے کا قائل نہیں' بلکہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن حضور ﷺ کی میراث کے اس مقدمے میں آخر رجس اور طہارت کی بحث پیدا ہونے کا کیا محل ہے؟ نیک نیتی کے ساتھ بھی تو ایک حکم کا منشا سمجھنے اور ایک معاملۂ خاص پر اس کو منطبق کرنے میں ان کے اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہم کے درمیان

○ بخاری۔ کتاب الخمس' کتاب المغازی' کتاب النفقات' کتاب الفرائض۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ○ مسلم۔ کتاب الجہاد ○ ترمذی۔ کتاب ابواب السیر' باب ماجاء ما فی ترکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ○ ابوداؤد۔ کتاب الخراج والفئی۔ باب فی صفایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ○ مسند احمد۔ مرویات عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہو سکتا تھا۔ اس سے لازماً یہی معنی کیوں نکالے جائیں کہ انہوں نے دانستہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میراث رسول کا مطالبہ کیا؟۔

بہرحال اس معاملے میں دو واقعے ناقابل انکار ہیں۔ ایک یہ کہ اہل بیت کی طرف سے میراث کا مطالبہ ہوا' اور اس مطالبے میں سیدہ فاطمہ' حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم تینوں شامل ہیں؟ دوسرے یہ کہ جب پانچ سال تک حضرت علی رضی اللہ عنہ خود خلیفہ تھے اور حجاز (جہاں حضورؐ کی تمام متروکہ جائداد واقع تھی) پوری طرح ان کے تحت اختیار تھا' اس وقت انہوں نے بھی حضور ﷺ کی میراث تقسیم نہیں کی۔ اب ان دونوں واقعات کو جو توجیہہ (شیعہ حضرات) کرنا چاہیں کر لیں۔ ہم اس کی جو توجیہہ کرتے ہیں اس میں رجس کی کسی شائبے کی گنجائش نہیں پائی جاتی۔ ہمارے نزدیک ابتداً یہ مطالبہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے اٹھا تھا' (اور غلط فہمی قطعاً کوئی اخلاقی یا اعتقادی گندگی نہیں ہے) بعد میں جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے پوری طرح اس معاملے کی حقیقت واضح کر دی' تو حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی مطمئن ہو گئے' ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شیخین کے فیصلے کو ناجائز سمجھتے اور پھر بھی اس کو بدل کر حق داروں تک ان کا حق پہنچانے سے احتراز کرتے۔ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے بالا تر مانتے ہیں کہ وہ ایک چیز کو باطل سمجھتے ہوں اور پھر قصداً اس پر قائم ہیں' اور ایک چیز کو نہ صرف اپنا بلکہ دوسرے حق داروں کا بھی حق جانتے ہوں' اور پھر بھی اسے ادا نہ کریں۔ یہ بلاشبہ رجس ہے جس کے ادنیٰ غبار سے بھی ہم اہل بیت اطہار کے دامن کو آلودہ نہیں مان سکتے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۴۲۵-۴۲۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی باہمی رنجیدگی:

﴿۱۴﴾ تفصیلات تو صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان کتابوں کی مستند روایات سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت فاطمہؓ میراث کے معاملہ میں حضرت ابوبکرؓ سے ناراض تو ضرور ہوئی تھیں' مگر حضرت ابوبکرؓ نے جس بنا پر حضرت فاطمہؓ کے دعوے کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا' وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ انبیاء علیہم السلام کی میراث ان کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتی بلکہ ان کا ترکہ صدقہ ہے۔ کسی جگہ بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نقل کردہ فرمان نبوی صحیح نہ تھا یا حضرت فاطمہؓ کو اس کی صحت سے انکار تھا۔ اب آپ خود غور کر لیجئے کہ حضرت ابوبکرؓ کو نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کرنا واجب تھا یا اس کو نظر انداز کر کے حضرت فاطمہؓ کی رضا حاصل کرنا ضروری تھا؟ ہم تو اس بات کا بھی تصور نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ ﷺ کا قول سننے کے بعد اسے قبول کرنے کے بجائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس طرح غضب ناک ہوئی ہوں گی' جس طرح غضب ناک ہونے کا نقشہ ابن قتیبہ نے کھینچا ہے۔ اگر وہ رنجیدہ ہوئی تھیں اور اس کا انہوں نے کسی شکل میں اظہار بھی کیا تھا تو اس کی زیادہ سے زیادہ بہتر تاویل یہی کی جا سکتی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے ارشاد کو کسی اور معنی میں لیتی ہوں گی' اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ نے جو مفہوم اس کا سمجھا تھا اس سے انہیں اتفاق نہ ہو گا۔ یہ تاویل اس واقعہ کی نہ کی جائے تو پھر اس الزام سے حضرت فاطمہؓ الزہرا کو نہیں بچایا جا سکتا کہ وہ مال کی محبت اتنی زیادہ رکھتی تھیں کہ خود اپنے والد ماجد اور اللہ کے رسول کے قول کی انہوں نے پروا نہ کی۔ کیا سیدۃ النساء کے متعلق کوئی مسلمان ایسی بری رائے رکھنے کے لئے تیار ہے؟ خلفائے راشدین اور اہل بیت کے باہمی تعلقات کی ایسی تصویر ہمارے لئے آخر کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے جو فریقین میں سے کسی کی بھی شان اور عظمت میں اضافے کا موجب نہیں بن سکتی۔

ہمارے ہاں اس امر میں بھی روایات مختلف ہیں کہ آیا حضرت فاطمہؓ اس واقعہ کے بعد آخر وقت تک ناراض رہیں یا بعد میں راضی ہو گئیں۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ان کی رنجش آخری وقت تک رہی اور بعض میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ بعد میں خود ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور انہیں راضی کر لیا۔ یہی بات میرے لئے قرین صواب ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۸۱-۳۸۲)

تخریج:

﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اَبَانٍ' قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ' عَنْ يُوْنُسَ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّا لَا نُوْرَثُ' مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ' عَنِ لْوَلِيْدِ بْنِ جُمَيْعٍ' عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ' قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَطْلُبُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ! قَالَ: فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِيْ يَقُوْمُ مِنْ بَعْدِهٖ۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْلَمَةَ' عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ يَسْئَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔

﴿۴﴾ ﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا' مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَ مُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ' ثَنَا اَبِيْ' ثَنَا شُعَيْبُ ابْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ' قَالَ: وَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ حِيْنَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَ فَدَكٍ وَ مَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ' مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ' وَ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ ○ يعنى مَالَ اللّٰهِ' لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَزِيْدُوْا عَلَى الْمَاْكِلِ-

﴿۷﴾ ⇐ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ' قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ' قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ' عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ جُمَيْعٍ' عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ' قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ وَرِثْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْ اَهْلُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا بَلْ اَهْلُهُ' قَالَتْ: فَاَيْنَ سَهْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِيْ يَقُوْمُ مِنْ بَعْدِهٖ فَرَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ' فَقَالَتْ: فَاَنْتَ وَ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمُ-

﴿۸﴾ ⇐ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ' عَنْ صَالِحٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ' اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَتْ اَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ' فَقَالَ لَهَا اَبُوبَكْرٍ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ' فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ اَبَابَكْرٍ' فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ' وَ عَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ' قَالَتْ: وَ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْاَلُ اَبَابَكْرٍ نَصِيْبًا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَ فَدَكٍ وَ صَدَقَتِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ' فَاَبٰى اَبُوبَكْرٍ عَلَيْهَا ذَالِكَ' وَ قَالَ: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا اِنِّيْ عَمِلْتُ بِهٖ' فَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيْغَ- الخ

﴿۹﴾ ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى' ثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ' ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: جَآءَتْ فَاطِمَةُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ' فَقَالَتْ مَنْ يَرِثُكَ؟ قَالَ: اَهْلِيْ' وَوَلَدِيْ' قَالَتْ: فَمَالِيْ لَا اَرِثُ اَبِيْ؟ فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا نُوْرَثُ' وَ لٰكِنْ اَعُوْلُ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْلُهُ وَ اُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ-

و فى الباب عن عمر' و طلحة' والزبير' و عبدالرحمن بن عوف' و سعد' و عائشة' حديث ابى هريرة حديث حسن غريب من هذا الوجه- انما اسنده حماد ابن سلمة' و عبدالوهاب بن عطاء عن محمد بن عمرو' عن ابى سلمة' عن ابى هريرة' و قدروى هذا الحديث من غيروجه عن ابى بكرالصديق عن النبى صلى الله عليه وسلم-

﴿۱۰﴾ ﴿۱۱﴾ ⇐ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى' قَالَ: اَخْبَرَنَا هِشَامٌ' قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ'

○ ابوداؤد کے علاوہ باقی سب نے فی هذا المال تک نقل کیا ہے۔ (از مرتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ اَتَيَا اَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا اَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَ سَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، اِنَّمَا يَاكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ۔

﴿۱۲﴾ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَلِيْ مِنْ حَدِيْثِهِ ذٰلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَسَاَلْتُهُ، فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَاَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ: هَلْ لَّكَ فِيْ عُثْمَانَ وَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَالزُّبَيْرِ، وَ سَعْدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاَذِنَ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَّكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عَبَّاسٌ: يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ! اِقْضِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ هٰذَا، قَالَ: اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّا لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ؟ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ، فَقَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، قَالَ عُمَرُ: فَاِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ اَحَدًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ اِلٰى قَدِيْرٌ۔ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَ لَا اسْتَاْثَرَبِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَ بَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَةٍ، ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ، فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ، اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَ عَبَّاسٍ: اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ! هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا، فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ: اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَ كَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ، جِئْتَنِيْ تَسْئَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ، وَ اَتَانِيْ هٰذَا يَسْئَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَاَتِهِ مِنْ اَبِيْهَا، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ، فَاِنِّيْ اَكْفِيْكُمَاهَا۔

مآخذ:

﴿۱﴾ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۵۔ کتاب الفرائض، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۳۵۔ کتاب الجہاد، باب فرض الخمس۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۵۷۵۔ کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۰۶۔ کتاب النفقات، باب حبس الرجل قوت سنة علی اہلہ و کیف نفقات العیال۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۵۔ کتاب الاعتصام باب ما یکرہ من التعمق والتنازع۔ الخ ✿ بخاری کے تمام حوالہ جات پر انا لا نورث الخ ہی ہے۔ ✿ مسلم ج ۲ ص ۹۱۔ کتاب الجہاد والسیر، باب کیفیة قسمة الغنیمة بین الحاضرین ✿

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوداؤد ج ۳ ص ۱۴۵۔ کتاب الخراج والامارۃ' باب فی صفایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الاموال۔ مسلم اور ابوداؤد میں لا نورث ما ترکنا فھو صدقۃ ✿ ترمذی ج آص ۲۹۰۔ ابواب السیر' باب ماجاء فی ترکۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ نسائی ج ۷ ص ۱۳۲۔ کتاب قسم الفئی۔ صرف ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ہے ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۵۶۔ کتاب الجامع' باب ماجاء فی ترکۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۴-۶-۹-۱۰-۲۵-۴۷-۴۸-۴۹-۶۰-۱۶۲-۱۷۹-۱۹۱-۲۰۸ - ج ۲ ص ۴۶۳ ج ۶ ص ۱۴۵-۲۶۲ - صفحات ۲۵-۴۸-۱۶۲-۱۶۴-۱۷۹-۱۹۱ پر انا لا نورث۔ الخ ہے اور ج ۲ ص ۴۶۳ پر انا معشر الانبیاء۔ الخ ہے۔

۲ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۴۴۔ کتاب الخراج والامارۃ..... باب فی صفا یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الاموال۔

۳ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۶۔ کتاب الفرائض باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ ✿ مسلم ج ۲ ص ۹۱۔ کتاب الجہاد والسیر' باب الفئی ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۴۴-۱۴۵۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ باب فی صفایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الاموال۔ ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۵۶ کتاب الجامع۔ ماجاء فی ترکۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ ((الا تتقین اللّٰہَ؟ اَلَمْ تَسْمَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَا نُوْرَثُ' مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَ اِنَّمَا ھٰذَا الْمَالُ لِآلِ مُحَمَّدٍ لِنَائِبِھِمْ وَلِضَیْفِھِمْ فَاِذَا مِتُّ فَھُوَ اِلٰی (مَنْ) وَلِیَ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِیْ))

۴ ۵ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۶۔ کتاب الفرائض' باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۸۹۔ کتاب الوصایا' باب نفقۃ القیم للوقف ✿ مسلم ج ۲ ص ۹۲۔ کتاب الجہاد والسیر باب کیفیۃ قسمۃ الغنیمۃ بین الحاضرین۔ عن ابی ہریرۃ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۴۴۔ کتاب الخراج والامارۃ باب فی صفا یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الاموال۔ عن ابی ہریرۃ ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۵۶۔ کتاب الجامع' باب ماجاء فی ترکۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ عن ابی ہریرۃ۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۲-۳۷۶-۴۶۴۔ ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۳۰۲۔ ج ۷ ص ۶۵۔ ✿ ابن سعد ج ۲ ص ۸۶ ✿ التمہید ج ۸ ص ۱۷۳ ✿ فتح الباری ج ۱۲ ص ۶۔

۶ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۴۲۔ کتاب الخراج والامارۃ۔ باب فی صفایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الاموال ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۵-۹۹۶۔ کتاب الفرائض' باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ ✿ مسلم ج ۲ ص ۹۱۔ کتاب الجہاد والسیر باب حکم الفئی ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۴۔ عن ابی بکر۔

۷ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۴ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۴۴۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ باب فی صفایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الاموال۔ ابوداؤد نے ثم قبضہ نقل نہیں کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب "

www.KitaboSunnat.com

⑧ ○ بخاری ج ۱ ص ۴۳۵- کتاب الجہاد باب فرض الخمس ○ مسند احمد ج ۱ ص ۶- عن ابی بکر الصدیق-

⑨ ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۹۰- ابواب السیر' باب ماجاء فی ترکة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ○ مسند احمد ج ۱ ص ۱۰- عن ابی بکر الصدیق-

⑩ ⑪ ○ بخاری ج ۲ ص ۵۷۶- کتاب المغازی' باب حدیث بنی النضیر-

⑫ ○ بخاری ج ۲ ص ۹۹۶- کتاب الفرائض' باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقة- ○ بخاری ج ۲ ص ۵۷۵-۵۷۶- کتاب المغازی' باب حدیث بنی النضیر ○ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۴ - کتاب الاعتصام' باب ما یکرہ من التعمق والتنازع-الخ ○ مسلم ج ۲ ص ۹۰ - ۹۱- کتاب الجہاد والسیر' باب الفئی (لفظی اختلاف کے ساتھ) ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۳۹-۱۴۰- کتاب الخراج والامارة' باب فی صفایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم- (ابوداؤد کی روایت زیادہ مفصل ہے) ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۹۰- ابواب السیر' باب ماجاء فی ترکة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم- ھذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث مالک بن انس- ترمذی نے مختصر روایت نقل کی ہے- ○ مسند احمد ج ۱ ص ۹ عن ابی بکر صدیق- (مختصر روایت)

www.KitaboSunnat.com

قانون وصیت

تشریح: وصیت کے قانون کی تشریح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے حق وصیت پر تین حدود عائد کئے ہیں۔

ایک یہ کہ آدمی زیادہ سے زیادہ اپنے ایک تہائی مال کی حد تک وصیت کے اختیارات استعمال کر سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو از روئے قانون وراثت کا حصہ پہنچتا ہو ان کے لئے کوئی وصیت دوسرے وارثوں کی رضامندی کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔

تیسرے یہ کہ کسی وارث کو وراثت سے محروم کرنے یا اس کے حصہ میں کمی کرنے کی وصیت نہیں کی جا سکتی۔

(نیل الاوطار ج ۶ ص ۳۱، ۳۵) (معاشیات اسلام ص ۱۱۱)

لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ — وارث کے حق میں کوئی وصیت میت کے ترکے میں نافذ نہیں ہو سکتی۔

تشریح: مؤطا میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کو اپنی زندگی میں کچھ مال دینے کے لئے کہا تھا، مگر انھیں یہ یاد نہ تھا کہ یہ مال ان کے حوالہ کر دیا گیا تھا یا نہیں۔ وفات کے وقت آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر وہ مال تم لے چکی ہو تب تو وہ تمہارے پاس رہے گا (کیونکہ وہ ہبہ ہو گیا) لیکن اگر ابھی تک تم نے اسے قبضہ میں نہیں لیا ہے تو اب وہ میرے سب وارثوں میں تقسیم ہو گا (کیونکہ اس کی حیثیت ہبہ کی نہیں بلکہ وصیت کی ہے اور اور حدیث لا وصیة لوارث کی رو سے وارث کے حق میں کوئی وصیت میت کے ترکے میں نافذ نہیں ہو سکتی تھی)

(سنت کی آئینی حیثیت، ص ۱۱۴)

تخریج:

۱ ⟵ حَدَّثَنِی مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ مَّالِهٖ بِالْغَابَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ، مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيَّ غِنًى بَعْدِيْ مِنْكِ، وَ لَا اَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِيْ مِنْكِ، وَ اِنِّيْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاحْتَزْتِيْهِ كَانَ لَكِ، وَ اِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَ اِنَّمَا هُمَا اَخَوَاكِ وَ اُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا اَبَتِ وَاللّٰهِ! لَوْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى، فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ: ذُوْبَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ اُرَاهَا جَارِيَةً۔

۲ ⟵ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، ثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ، سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ۔

مَاخَذ:

① ○ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۲۶۔ کتاب الاقضیۃ باب مالا یجوز من النحل۔

② ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۱۴۔ کتاب الوصایا' باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث ○ ترمذی ج ۲ ص ۳۲۔۳۳۔ ابواب الوصایا' باب ماجاء وصیۃ لوارث .○ نسائی ج ۶ ص ۲۴۷۔ کتاب الوصایا' باب ابطال الوصیۃ للوارث۔ عن عمرو بن خارجۃ ○ ابن ماجہ کتاب الوصایا باب ۶ لا وصیۃ لوارث۔ عن ابی امامۃ باہلی اور عمرو بن خارجۃ ○ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۳۳۔ کتاب الاقضیۃ' باب الوصیۃ للوارث والحیازۃ ○ سنن دارمی ج ۲ ص ۳۰۲۔ کتاب الوصایا' باب الوصیۃ للوارث ○ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۴۸۹۔ ○ مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۲۳۸ ○ بخاری ج ۱ ص ۳۸۳ پر کتاب الوصایا کے تحت باب لا وصیۃ لوارث قائم کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصیت میں نقصان رسانی کبیرہ گناہ ہے

حدیث میں آیا ہے کہ وصیت میں نقصان رسانی بڑے گناہوں میں سے ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی تمام عمر اہل جنت کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر مرتے وقت وصیت میں ضرر رسانی کر کے اپنی کتاب زندگی کو ایسے عمل پر ختم کر جاتا ہے جو اسے دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے۔

تشریح : وصیت میں ضرر رسانی یہ ہے کہ ایسے طور پر وصیت کی جائے جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور قرض میں ضرر رسانی یہ ہے کہ محض حق داروں کو محروم کرنے کے لئے آدمی خواہ مخواہ اپنے اوپر ایسے قرض کا اقرار کرے جو اس نے فی الواقع نہ لیا ہو یا اور کوئی ایسی چال چلے جس سے مقصود یہ ہو کہ حق دار میراث سے محروم ہو جائیں۔ اس قسم کے ضرار کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔

یہ ضرار اور حق تلفی اگرچہ ہر حال میں گناہ ہے مگر خاص طور پر کلالہ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اس لئے فرمایا کہ جس شخص کے نہ اولاد ہو نہ ماں باپ ہوں اس میں عموماً یہ میلان پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنی جائداد کو کسی نہ کسی طرح تلف کر جائے اور نسبتاً دور کے رشتہ داروں کو حصہ پانے سے محروم کر دے۔ (تفہیم القرآن ج ا ص ۳۲۹۔ النساء حاشیہ ۲۴)

تخریج :

(۱) ⇐ اَخْبَرَنَا اَبُوالْحُسَيْنِ بْنُ بشران العدل ببغداد' ثَنَا اَبُوالْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمِصْرِيُّ املاء فى المحرم سنة تسع و ثلاثين و ثلثمائة' ثَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلٍ' ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ' ثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ' ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاِضْرَارُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ۔

(۲) ⇐ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ' ثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْحَدَّانِيُّ' ثَنَا الْاَشْعَثُ ابْنُ جَابِرٍ' حَدَّثَنِىْ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ اَوِامْرَاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ' فَيُضَارَّانِ فِى الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ' قَالَ: قَرَأَ اَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هٰهُنَا' مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک مرد یا عورت ساٹھ برس تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں عملی زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر موت کا وقت حاضر ہوتا ہے تو وصیت میں ضرر رسانی کا ارتکاب کرتے ہیں (وارثوں میں سے کسی کو کم اور کسی کو بالکل محروم کر دیتے ہیں) اس وجہ سے ان کے لئے آتش جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ شہر بن حوشب نے بیان کیا کہ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ حَتّٰى بَلَغَ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور استشہاد من بعد وصية يوصى بها أو دين غير مضار سے لے کر و ذلک الفوز العظیم تک آیت میرے سامنے پڑھی۔

(۳) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، اَنْبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَاِذَا اَوْصٰى حَافَ فِيْ وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهٗ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً، فَيَعْدِلُ فِيْ وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهٗ بِخَيْرِ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ اِلٰى قَوْلِهٖ۔ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی ستر برس تک نیک عمل کرتا رہتا ہے۔ مگر وصیت کے وقت اپنی وصیت میں ظلم کرتا ہے۔ اس کا خاتمہ اس کے برے عمل کے مطابق ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ نار جہنم میں داخل ہوتا ہے اور ایک آدمی ستر برس تک برے کام کرتا ہے مگر اپنی وصیت میں ظلم و ناانصافی نہیں کرتا۔ انصاف کرتا ہے۔ تو ایسے شخص کا خاتمہ اس کے نیک عمل کے مطابق ہوتا ہے اس وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ﴿تلک حدود اللہ عذاب مهين﴾ تک پڑھ لو۔

مآخذ:

(۱) ٭ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۲۷۱۔ کتاب الوصایا۔ باب ماجاء فی قوله عزوجل ﴿وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ....الخ﴾ و ما ینھی عنه من الاضرار فی الوصیة ٭ احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۱۰۱۔

رواہ النسائی فی سننه: عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ موقوفا۔ اَلْاِضْرَارُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ و کذا رواہ ابن ابی حاتم عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْاَشَجِّ عَنْ عَائِذِ بْنِ حَبِيْبٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ۔

تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۱۔ ٭ روح المعانی ج ۴ ص ۲۰۸۔ سورہ نساء

٭ تفسیر ابن جریر نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل الفاظ روایت کیے ہیں۔

حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَبُو النَّضْرِ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: ثَنَا دَاوُدُ ابْنُ اَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلضِّرَارُ فِي الْوَصِيَّةِ مِنَ الْكَبَائِرِ۔

تفسیر ابن جریر ج ۳ پ ۴ ص ۱۹۵۔ سورہ نساء۔ ٭ عبد بن حمید، ابن المنذر وغیرہ بحوالہ فتح القدیر للشوکانی ج ۱ ص ۴۳۶ سورہ نساء۔ میں عن ابن عباس قال الاضرار فی الوصیة من الکبائر نقل کیا ہے۔ ابن جریر کی سند میں عمرو ہے جبکہ دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسناد میں عمر ہے عین ممکن ہے ابن جریر میں کمپوزنگ کی غلطی ہو۔ دراصل یہ روایت موقوف ہی صحیح ہے۔ جیسا کہ بیہقی نے ج ٦ ص ٢٧١ پر هذا هو الصحيح موقوف کہا ہے ورفعه ضعيف۔

(٢) ✿ ابوداؤد ج ٣ ص ١١٣۔ كتاب الوصايا' باب ماجاء في كراهية الاضرار في الوصية ✿ ترمذی ج ٢ ص ٣٢۔ ابواب الوصايا' باب ماجاء في الوصية بالثلث۔ هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه۔ نصر بن علي الذي روى عن اشعث بن جابر هو جد نصر الجهضمي ✿ السنن الكبرىٰ للبيهقي ج ٦ ص ٢٧١۔ كتاب الوصايا' باب ماجاء في قوله عزوجل وليخش الذين لو تركوا من خلفهم ذرية ضعافا خافوا عليهم فليتقوا الله و ليقولوا قولاً سديداً۔ الخ و ماينهى عنه من الاضرار في الوصية۔

(٣) ✿ ابن ماجه كتاب الوصايا' باب٣ الحيف في الوصية ✿ تفسير ابن كثير ج ١ ص ٤٦١ ✿ تفسير فتح القدير للشوكاني ج ١ ص ٤٣٦ سورة النساء ✿ عبد بن حميد بحواله فتح القدير ج ١ ص ٤٣٦ ✿ تفسير روح المعاني ج ٤ پ ٤ ص ٢٠٨۔ سوره نساء ✿ مسند احمد ج ٢ ص ٢٧٨۔ عن ابي هريرة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہبہ مستقل کرنا چاہیے

امسکوا علیکم اموالکم، ولا تفسدوھا، فمن اعمر عمریٰ، فھی للذی اعمر حیا و میتا و لعقبہ۔ (احمد، مسلم)

اپنے اموال اپنے پاس ہی رکھو، اور ان کو برباد نہ کرو۔ جو شخص کسی کو حین حیات کے لئے کچھ دے تو وہ چیز اس کی ہے جس کو دی گئی۔ اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی اور وہ اس کے بعد اس کے پسماندوں کے پاس رہے گی۔

(تفہیمات حصہ سوم ص ۲۱۱۔ اشاعت سوم ۱۹۶۹ء)

تخریج:

⇐ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، قَالَ: نَازُھَیْرٌ، قَالَ: نَا اَبُوالزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، یَرْفَعُهُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ یَحْیٰی، وَاللَّفْظُ لَهٗ، قَالَ: اَنَا اَبُوخَیْثَمَةَ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَمْسِکُوْا عَلَیْکُمْ اَمْوَالَکُمْ، وَلَا تُفْسِدُوْهَا، فَاِنَّهٗ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰی، فَهِیَ لِلَّذِیْ اُعْمِرَهَا حَیًّا وَ مَیِّتًا وَلِعَقِبِهٖ۔

مآخذ:

○ مسلم ج ۲ ص ۳۸۔ کتاب الھبات، باب العمریٰ ○ مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۲۔ ۳۷۴۔ ۳۸۶۔ عن جابر بن عبداللہ ○ نسائی ج ۶ ص ۲۷۴۔ کتاب العمریٰ، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر جابر فی العمری۔ نسائی نے ولا تفسدوھا کی جگہ ولا تعمروھا فمن اعمر شیئا حیاته فھو له حیاته و بعد مماته۔ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۹۴۔ کتاب البیوع، باب من قال فیه ولعقبه ○ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۱۲۷۔ کتاب الاقضیه، باب القضاء فی العمریٰ ابوداؤد اور مؤطا دونوں نے نقل کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: من اعمر عمری له و لعقبه، فانها للذی یعطاھا، لا ترجع الی الذی اعطاھا ابدًا لانه اعطی عطاء وقعت فیه المواریث ○ ترمذی ابواب الاحکام۔ باب ماجاء فی العمری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

نذر

جہاں تک نذر کے احکام کا تعلق ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے تاکہ لوگ نذر کے معاملہ میں جو غلطیاں کرتے ہیں یا جو غلط فہمیاں لوگوں میں پائی جاتی ہیں ان سے بچ سکیں اور نذر کے صحیح قواعد سے واقف ہو جائیں۔

نذر یہ ہے کہ آدمی اپنی کسی مراد کے بر آنے پر کسی ایسے خرچ یا کسی ایسی خدمت کو اپنے اوپر لازم کر لے' جو اس کے ذمہ فرض نہ ہو۔ اگر یہ مراد کسی حلال و جائز امر کی ہو' اور اللہ سے مانگی گئی ہو' اور اس کے بر آنے پر عمل کرنے کا عہد آدمی نے کیا ہے' وہ اللہ ہی کے لئے ہو' تو ایسی نذر اللہ کی اطاعت میں ہے اور اس کا پورا کرنا اجر و ثواب کا موجب ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہو' تو ایسی نذر کا ماننا معصیت اور اس کا پورا کرنا موجب عذاب ہے۔ (تفہیم ج اول ص ۲۰۸' البقرہ حاشیہ ۳۱۰)

① نذر کی فقہاء کی نظر میں اقسام:

فقہاء نے نذر کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک آدمی اللہ سے یہ عہد کرے کہ وہ اس کی رضا کی خاطر فلاں نیک کام کرے گا۔ دوسرے یہ کہ وہ اس بات کی نذر مانے کہ اگر اللہ نے میری فلاں حاجت پوری کر دی تو میں شکرانے میں فلاں نیک کام کروں گا۔ ان دونوں قسم کی نذروں کو فقہاء کی اصطلاح میں نذر تَبَرُّر (نیکی کی نذر) کہتے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ اسے پورا کرنا واجب ہے۔ تیسرے یہ کہ آدمی کوئی ناجائز کام کرنے یا کوئی واجب کام نہ کرنے کا عہد کر لے۔ چوتھے یہ کہ آدمی کوئی مباح کام کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لے' یا کوئی مستحب کام نہ کرنے کا یا کوئی خلاف اولیٰ کام کرنے کا عہد کر لے۔ ان دونوں قسموں کی نذروں کو فقہاء کی اصطلاح میں نذر لجاج (جہالت اور جھگڑالوپن اور ضد کی نذر) کہتے ہیں۔ ان میں سے تیسری قسم کی نذر کے متعلق اتفاق ہے کہ وہ منعقد ہی نہیں ہوتی۔ اور چوتھی قسم کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ بعض فقہا کہتے ہیں کہ اسے پورا کرنا چاہئے۔ بعض کہتے ہیں کہ قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دینا چاہئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آدمی کو اختیار ہے' خواہ نذر پوری کر دے' یا کفارہ ادا کر دے۔ شافعیوں اور مالکیوں کے نزدیک یہ نذر بھی سرے سے منعقد نہیں ہوتی۔ اور حنفیوں کے نزدیک دونوں قسموں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نذروں پر کفارہ لازم آتا ہے۔ (عمدۃ القاری)

② ایسی نذر جس سے تقدیر بدل جانے کا خیال ہو:

متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی نذر ماننے سے منع فرمایا ہے جو یہ سمجھتے ہوئے مانی جائے کہ اس سے تقدیر بدل جائے گی' یا جس میں کوئی نیک کام اللہ کی رضا کے لیے بطور شکر کرنے کے بجائے آدمی اللہ تعالیٰ کو بطور معاوضہ یہ پیشکش کرے کہ آپ میرا یہ کام کر دیں تو میں آپ کے لیے فلاں نیک کام کر دوں گا۔ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ ((اخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم ینھی عن النذر و یقول انہ لا یرد شیئا و انما یستخرج بہ من البخیل)) ① "رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ نذر ماننے سے منع کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ وہ کسی ہونے والی چیز کو پھیر نہیں سکتی' البتہ اس کے ذریعہ سے کچھ مال بخیل سے نکلوا لیا جاتا ہے۔" (مسلم' ابوداؤد)۔ حدیث کے آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ بخیل یوں تو راہ خدا میں مال نکالنے والا نہ تھا' نذر کے ذریعہ سے اس لالچ میں وہ کچھ خیرات کر دیتا ہے کہ شاید یہ معاوضہ قبول کر کے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تقدیر بدل دے۔ دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((النذر لا یقدم شیئا و لا یؤخرہ و انما یستخرج بہ من البخیل)) ② "نذر نہ کوئی کام پہلے کرا سکتی ہے' نہ کسی ہوتے کام میں تاخیر کرا سکتی ہے۔ البتہ اس کے ذریعہ سے کچھ مال بخیل کے ہاتھ سے نکلوا لیا جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)۔ ایک اور روایت میں وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا: ((انہ لا یاتی بخیر و انما یستخرج بہ من البخیل)) ③ "اس سے کوئی کام بنتا نہیں ہے' البتہ اس کے ذریعہ سے کچھ مال بخیل سے نکلوا لیا جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)۔ تقریباً اسی مضمون کی متعدد روایات مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں' اور ایک روایت بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ((ان النذر لا یقرب من ابن ادم شیئا لم یکن اللّٰہ قدرہ لہ و لکن النذر یوافق القدر فیخرج بذالک من البخیل مالم یکن البخیل یرید ان یُخْرِجَ)) ④ "درحقیقت نذر ابن آدم کو کوئی ایسی چیز نہیں دلوا سکتی جو اللہ نے اس کے لئے مقدر نہ فرمائی ہو' لیکن نذر ہوتی تقدیر کے مطابق ہی ہے کہ اس کے ذریعہ سے تقدیر الٰہی وہ چیز بخیل کے پاس سے نکال لاتی ہے جسے وہ کسی اور طرح نکالنے والا نہ تھا۔" اسی مضمون پر مزید روشنی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی اس روایت سے پڑتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ((انما النذر ما ابتغی بہ وجہ اللّٰہ)) ⑤ "اصل نذر تو وہ ہے جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو۔" (طحاوی)

③ کون سی نذر پوری کرنی ضروری ہے:

نذر کے معاملہ میں ایک اور قاعدہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ صرف وہ نذر پوری کرنی چاہئے جو اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت میں ہو۔ اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر ہرگز پوری نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح ایسی چیز میں کوئی نذر نہیں ہے جس کا آدمی مالک نہ ہو' یا ایسے کام میں کوئی نذر نہیں ہے جو انسان کے بس میں نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ((من نذران یطیع اللّٰہ فلیطعہ و من نذران یعص اللّٰہ فلا یعصہ)) ⑥ "جس نے یہ نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اس کی اطاعت کرنی چاہیے' اور جس نے یہ نذر مانی ہو کہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔" (بخاری' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' طحاوی)۔ ثابت بن ضحاک کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ((لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللّٰہ و لا فیما لا یملک ابن ادم)) ⑦ "اللہ کی نافرمانی میں کسی نذر کے پورا کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا' نہ کسی ایسی چیز میں جو آدمی کی ملکیت میں نہ ہو۔ (ابوداؤد)۔ مسلم نے اسی مضمون کی روایت حضرت عمران بن حصین سے نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت اس سے زیادہ مفصل ہے جس میں وہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ((لا نذر و لا یمین فی مالا یملک ابن ادم' و لا فی معصیۃ اللّٰہ و لا فی قطیعۃ رحم)) ⑧ "کوئی نذر اور کوئی قسم کسی ایسے کام میں نہیں ہے جو آدمی کے بس میں نہ ہو' یا اللہ کی نافرمانی میں ہو' یا قطع رحمی کے لئے ہو۔"

④ جو کام بجائے خود نیکی نہ ہو اس کی نذر:

جس کام میں بجائے خود کوئی نیکی نہیں ہے اور آدمی نے خواہ مخواہ کسی فضول کام' یا ناقابل برداشت مشقت' یا محض تعذیب نفس کو نیکی سمجھ کر اپنے اوپر لازم کر لیا ہو اس کی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔ اس معاملہ میں نبی ﷺ کے ارشادات بالکل واضح ہیں۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے دیکھا ایک صاحب دھوپ میں کھڑے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں اور کیسے کھڑے ہیں؟ عرض کیا گیا یہ ابو اسرائیل ہیں' انہوں نے نذر مانی ہے کہ کھڑے رہیں گے' بیٹھیں گے نہیں' نہ سایہ کریں گے' نہ کسی سے بات کریں گے' اور روزہ رکھیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ((مروہ فلیکلم و لیستظل و لیقعد' ولیتم صومہ)) ⑨ "ان سے کہو بات کریں' سایہ میں آئیں' بیٹھیں' البتہ روزہ پورا کریں۔" (بخاری' ابوداؤد' ابن ماجہ' موطا)۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی کہتے ہیں کہ میری بہن نے ننگے پاؤں پیدل حج کرنے کی نذر مانی اور یہ نذر بھی مانی کہ اس سفر میں سر پر کپڑا بھی نہ ڈالیں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس سے کہو کہ سواری پر جائے اور سر ڈھانکے۔" ⑩ (ابوداؤد' مسلم نے اس مضمون کی متعدد روایات نقل کی ہیں جن میں کچھ لفظی اختلاف ہے)۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس نے عقبہ بن عامر کی بہن کا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ کے جو الفاظ نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں: ((ان اللّٰہ لغنی عن نذرھا' مرھا فلترکب)) ⑪ "اللہ کو اس کی اس نذر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے کہو کہ سواری پر جائے۔" (ابوداؤد)۔ ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا' میری بہن نے پیدل حج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی نذر مانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ((ان اللہ لا یصنع بشقاء اختک شیئا فلتحج راکبۃ)) [۱۲] "تیری بہن کے مشقت میں پڑنے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں پڑی ہے۔ اسے سواری پر حج کرنا چاہیے۔" (ابوداؤد) حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے (غالباً سفر حج) میں دیکھا کہ ایک بڑے میاں کو ان کے دو بیٹے سنبھالے لیے چل رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا گیا انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا ((ان اللہ لغنی عن تعذیب ھذا نفسہ' و امرہ ان یرکب)) [۱۳] "اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کو عذاب میں ڈالے۔" پھر آپ نے اسے حکم دیا کہ سوار ہو۔ (بخاری' مسلم' ابوداؤد۔ مسلم میں اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

تخریج:

(۱) ⇐ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ' ثَنَا جَرِیْرٌ (بْنُ عَبْدِالْحَمِیْدِ وَ ثَنَا مُسَدَّدٌ' ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ) عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ' قَالَ عُثْمَانُ: الْهَمْدَانِیُّ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی عَنِ النَّذْرِ' ثُمَّ اتَّفَقَا: وَ یَقُوْلُ: لَا یَرُدُّ شَیْئًا' وَ اِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ' قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّذْرُ لَا یَرُدُّ شَیْئًا۔

(۲) ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی' قَالَ: نَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَکِیْمٍ' عَنْ سُفْیَانَ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اَلنَّذْرُ لَا یُقَدِّمُ شَیْئًا وَلَا یُؤَخِّرُهٗ' وَ اِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ۔

(۳) ⇐ حَدَّثَنَا اَبُوبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ' قَالَ: نَا غُنْدَرٌ' عَنْ شُعْبَةَ ح قال وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُثَنّٰی' قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ' قَالَ: نا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ النَّذْرِ وَ قَالَ: اِنَّهٗ لَا یَاْتِیْ بِخَیْرٍ وَ اِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ۔

(۴) ⇐ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ' قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ' قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَاْتِی ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَمْ اَکُنْ قَدَّرْتُهٗ وَ لٰکِنَّهٗ یُلْقِیْهِ النَّذْرُ اِلَی الْقَدْرِ قَدْ قُدِّرَ لَهٗ' فَیَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ' فَیُؤْتِیْنِیْ عَلَیْهِ مَا لَمْ یَکُنْ یُؤْتِیْنِیْ عَلَیْهِ مِنْ قَبْلُ۔

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَ قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ' وَ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ' قَالُوْا: نا اِسْمَاعِیْلُ وَ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ' عَنْ عَمْرٍو وَ هُوَ ابْنُ اَبِیْ عَمْرٍو' عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: اِنَّ النَّذْرَ لَا یُقَرِّبُ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ شَیْئًا لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدَّرَهٗ لَهٗ وَ لٰکِنَّ النَّذْرَ یُوَافِقُ الْقَدَرَ فَیُخْرِجُ بِذٰلِکَ مِنَ الْبَخِیْلِ مَالَمْ یَکُنِ الْبَخِیْلُ یُرِیْدُ اَنْ یُخْرِجَ۔

(۵) ⇐ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ' ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ' عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ' عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ الْمَخْزُوْمِیِّ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ، زَادَ وَ لَا نَذْرَ اِلَّا فِيْمَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ۔

⑤ اَخْبَرَنَا عَبْدُالْخَالِقِ بْنُ عَلِيٍّ، انبا اَبُوْبَكْرِ بْنُ خنب انبا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ التِّرْمِذِيُّ، ثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَةَ اَبِيْ ذَرٍّ جَاءَتْ عَلَى الْقَصْوَاءِ رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَاخَتْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَذَرْتُ لَئِنْ نَجَّانِي اللّٰهُ عَلَيْهَا لَاٰ كِلَنَّ مِنْ كَبِدِهَا وَ سَنَامِهَا قَالَ: بِئْسَمَا جَزَيْتِهَا لَيْسَ هٰذَا نَذْرٌ۔ اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ۔

⑥ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ، فَلْيُطِعْهُ، وَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ (اَنْ يَّعْصِيَ ○ اللّٰهَ) فَلَا يَعْصِهٖ۔

⑦ ⟸ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِيْدٍ، ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: هَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ اَعْيَادِهِمْ؟ قَالُوْا لَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَاِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَ لَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ۔

⑧ ⟸ حَدَّثَنَا الْمُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، ثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَذْرَ وَلَا يَمِيْنَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ، وَلَا فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَ لَا فِيْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ الحديث۔

⑨ ⟸ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ، فَقَالُوْا: اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ، وَ لَا يَسْتَظِلَّ، وَ لَا يَتَكَلَّمَ، وَ يَصُوْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ (مُرُوْهُ) فَلْيَتَكَلَّمْ وَ يَسْتَظِلَّ، وَ لْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ۔

قَالَ عَبْدُالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

⑩ ⟸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ (الْقَطَّانُ) قَالَ: اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ، اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنُ زَحْرٍ، اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، اَخْبَرَهٗ، اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

○ بخاری کے حاشیہ پر ہے کہ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ (از مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اُخْتٍ لَهُ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ' فَقَالَ: مُرُوْهَا' ○ فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ' وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ۔

(۱۱) ⇐ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ يَعْقُوْبَ' ثَنَا اَبُو النَّضْرِ' ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ' عَنْ كُرَيْبٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِيْ نَذَرَتْ يعنى اَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ اُخْتِكَ شَيْئًا' فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً' وَلْتُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهَا۔

(۱۲) ⇐ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ' ثَنَا هِشَامٌ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَهُ اَنَّ اُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ نَذْرِهَا' مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ۔
قال ابوداؤد: رواه سعيد بن ابى عروبة نحوه' و خالد عن عكرمة عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه۔

(۱۳) ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ' انا الْفَزَارِيُّ' عَنْ حُمَيْدِ نِ الطَّوِيْلِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ' عَنْ اَنَسٍ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى شَيْخًا۔ يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ' قَالَ: مَا بَالُ هٰذَا؟ قَالُوْا: نَذَرَ اَنْ يَمْشِيَ' قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَ اَمَرَهُ اَنْ يَرْكَبَ۔

ماخذ:

(۱) ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ كتاب الايمان والنذور باب النهى عن النذر ○ مسلم ج ۲ ص ۴۴۔ كتاب النذر ○ مسلم میں عبداللہ بن عمر سے مروی روایت میں اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما ينهانا عن النذور۔ الخ ہے۔ اور من البخيل کی جگہ من الشحيح نقل کیا ہے۔ ○ نسائی ج ۷ ص ۱۶۔ كتاب الايمان والنذور باب النهى عن النذر۔ عن عبدالله بن عمر ○ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۶۔ كتاب النذور والايمان۔ باب النهى عن النذر۔ ○ نسائی' اور دارمی نے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان النذر لا يرد شيئا۔ و انما يستخرج به من الشحيح نقل کیا ہے۔
○ السنن الكبرىٰ ج ۱۰ ص ۷۷۔ كتاب النذور' باب كراهية النذر۔ عن ابن عمر۔ اس نے بھی من الشحيح کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

(۲) ○ مسلم ج ۲ ص ۴۴۔ كتاب النذر ○ بخاری ج ۲ ص ۹۹۰۔ كتاب الايمان والنذور باب الوفاء بالنذر و قوله يوفون بالنذر ○ بخاری اور دونوں نے ابن عمر سے ((نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَ قَالَ: اِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَ لٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ)) بیان کیا ہے۔
بخاری نے ابن عمر سے مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔ سعید بن حارث بیان کرتے ہیں:
اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: اَوَلَمْ تُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَ لَا

○ ایک نسخہ میں مُرْهَا بھی ہے۔ (از مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُؤَخِّرُهُ، وَ إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيلِ۔

③ ○ مسلم ج ۲ ص ۴۴۔ کتاب النذر ○ بخاری ج ۲ ص ۹۹۰۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب الوفاء بالنذر و قوله یوفون بالنذر۔ ○ بخاری میں ہے ((نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ، وَ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَ لٰكِنَّهُ، يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيلِ))

④ ○ بخاری ج ۲ ص ۹۹۰۔ کتاب الایمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، و قوله یوفون بالنذر ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۲۔ کتاب الایمان والنذور، باب النهی عن النذر۔ عن ابی هریرة ○ نسائی ج ۷ ص ۱۶۔ کتاب الایمان والنذور، باب النذر لا یقدم شیئا و لا یؤخره۔ عن ابی هریرة ○ ابن ماجه کتاب الکفارات، باب النهی عن النذر۔ عن ابی هریرة ○ ابن ماجہ نے ولکن یغلبه القدر ما قدرله اور آخر میں و قد قال اللّٰه: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ روایت کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نا عَبْدُ الْعَزِيزِ يعنى الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَنْذِرُوا، فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا، وَ إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ۔

مسلم ج ۲ ص ۴۴۔ کتاب النذر ○ نسائی ج ۷ ص ۱۶-۱۷۔ کتاب الایمان والنذور باب النذر یستخرج به من البخیل۔ عن ابی هریرة۔

○ مسلم ج ۲ ص ۴۴۔ کتاب النذر ○ السنن الکبریٰ ج ۱۰ ص ۷۷۔ کتاب النذور، باب کراهیة النذر۔ عن ابی هریرة۔

⑤ ○ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸۔ کتاب الطلاق، باب فی الطلاق قبل النکاح۔

⑥ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۱۰ ص ۷۵۔ کتاب النذور۔ باب الوفاء بالنذر۔ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۲۸۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب الیمین فی قطیعة الرحم۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ابوداؤد میں لَا نَذْرَ إِلَّا فِيمَا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ۔(☆) الخ ہے۔

(☆) مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۵۔

⑦ ○ بخاری ج ۲ ص ۹۹۱۔ کتاب الایمان والنذور، باب النذر فی الطاعة و ما انفقتم من نفقة او نذرتم من نذر الآیة ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۲۔ کتاب الایمان والنذور باب ماجاء فی النذر فی المعصیة۔ عن عائشة۔ ○ ابوداؤد کی روایت میں بھی ان یعصی اللّٰه فلا یعصه ہے ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۷۹۔ ابواب النذور والایمان باب ماجاء عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان لا نذر فی معصیة عن عائشة هذا حدیث حسن صحیح ○ نسائی ج ۷ ص ۱۷۔ کتاب الایمان والنذور باب النذر فی المعصیة ○ ابن ماجه کتاب الکفارات باب ۱۶ النذر فی المعصیة ○ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۱۰ ص ۶۸۔ کتاب الایمان باب من نذر نذرا فی معصیة اللّٰه۔ عن عائشة ○ السنن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکبرٰی ج ۱۰ ص ۷۵- کتاب النذور باب مایوفی بہ من النذور و ما لا یوفٰی- عن عائشۃ ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۳۶- عن عائشۃ ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۱۶- کتاب النذور والایمان باب مالا یجوز من النذور فی معصیۃ اللّٰہ- عن عائشۃ- ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۵- کتاب النذور والایمان' باب لا نذر فی معصیۃ اللّٰہ' عن عائشۃ-

⑦ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۸- کتاب الایمان والنذور- باب مایؤمربہ من الوفاء بالنذر ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۵- کتاب النذر ✿ نسائی ج ۷ ص ۱۹- کتاب الایمان والنذور' باب النذر فیما لا یملک- عن عمران بن حصین ✿ ابن ماجہ کتاب الکفارات باب ۱۶ النذر فی المعصیۃ ---- ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۵- کتاب النذور' والایمان' باب لا نذر فی معصیۃ- ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۲۹۷- عن جابر ص ۲۹۷ پر صرف لاوفاء لنذر فی معصیۃ اللّٰہ عزوجل ہے- ج ۴ ص ۴۳۰-۴۳۳ ✿ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۸۳- کتاب النذور باب من نذران ینحر بغیر ھا لیتصدق عن ثابت بن ضحاک-

⑧ ✿ ابوداود ج ۳ ص ۲۲۸- کتاب الایمان والنذور باب الیمین فی قطیعۃ الرحم- ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۲۳- ابواب الطلاق' باب ماجاء لا طلاق قبل النکاح- ترمذی نے صرف لا نذر لابن آدم فیما لا یملک بیان کیا ہے- ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۵- عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ- مسند احمد نے لا نذر الا فیما ابتغی بہ وجہ اللّٰہ عزوجل و لا یمین فی قطیعۃ رحم- نقل کیا ہے- ✿ نسائی ج ۷ ص ۱۲- کتاب الایمان والنذور' باب الیمین فیما لا یملک- عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ- نسائی میں لَا نَذْرَ وَ لَا یَمِیْنَ فِیْمَا لَا تَمْلِكُ وَ لَا فِیْ مَعْصِیَةٍ وَلَا قَطِیْعَةِ رَحِمٍ- ہے- ✿ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۳۳- کتاب الایمان' باب شبھۃ من زعم ان لاکفارۃ فی الیمین-الخ-

مسلم میں عمران بن حصین سے مروی روایت کے الفاظ:

◇ ((لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَةٍ' وَ لَا فِیْمَا لَا یَمْلِكُ الْعَبْدُ- وَ فِیْ روایۃ ابن حجر: لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ-

◇ مسلم ج ۲ ص ۴۵- کتاب النذر ✿ نسائی ج ۷ ص ۱۹- کتاب الایمان والنذور- باب النذر فیما لا یملک ✿ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۷۵- کتاب النذور باب ما یوفی بہ من النذور و ما لا یوفٰی ✿ ابن ماجہ نے عمران بن حصین سے لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَةٍ وَ لَا نَذْرَ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ ✿ ابن ماجہ کتاب الکفارات' باب النذر فی المعصیۃ ✿ سنن دارمی ج ۱ ص ۱۰۵- کتاب النذور والایمان' باب لا نذر فی معصیۃ اللّٰہ- عن عمران بن حصین-

⑨ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۱- کتاب الایمان والنذور' باب النذر فیما لا یملک و فی معصیۃ- ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۵- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیہ کفارۃ اذا کان فی معصیۃ- ✿ ابن ماجہ کتاب الکفارات باب ۲۱- من خلط فی نذرہ طاعۃ بمعصیۃ ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۱۵- کتاب النذور والایمان- باب مالا یجوز من النذور فی معصیۃ اللّٰہ ✿ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱ ص ۷۵- کتاب النذور- باب مایوفی بہ من النذور و ما لا یوفٰی- عن ابن عباس- ✿ ابن ماجہ کتاب الکفارات' باب ۲۰ من نذران یحج ماشیا' عن عقبہ بن عامر ابن ماجہ نے مُزھا نقل کیا ہے- ✿ مسند احمد ج ۴ ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۴- کتاب النذور ⓞ والایمان' باب فی کفارۃ النذر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۱۴۵- عن عقبہ بن عامر ✿ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱۰ ص ۸۰- کتاب النذور' باب الھدی فیما رکب' عن عقبہ بن عامر-

﴿۱۰﴾ ✿ ابوداود ج ۳ ص ۲۳۳- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیه کفارة اذا کان فی معصیة ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۸۲- ابواب النذور والایمان' باب..... عن عقبة بن عامر- ابوداؤد' اور ترمذی میں یہ ہے اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَی الْبَیْتِ حَافِیَةً غَیْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لاَ یَصْنَعُ بِشِقَاءِ اُخْتِكَ شَیْئًا- فَلْتَرْکَبْ وَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَصُمْ ثَلاثَةَ اَیَّامٍ- ✿ و فی الباب عن ابن عباس- و ھذا حدیث حسن' والعمل علی ھذا عند بعض اھل العلم و ھو قول احمد و اسحاق ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۰- کتاب الایمان والنذور' باب..... عن عقبة بن عامر اذاحلفت المرأة لتمشی حافیة غیر مختمرة-

﴿۱۱﴾ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۴- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیه کفارة اذا کان فی معصیة-
بخاری اور مسلم میں منقول ہے:
﴿۱﴾ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ' اَنَّهُ قَالَ: نَذَرَتْ اُخْتِیْ اَنْ تَمْشِیَ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ حَافِیَةً' فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اَسْتَفْتِیَ لَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتُهُ فَقَالَ: لِتَمْشِیْ وَ لْتَرْکَبْ-
بخاری ج اول ص ۲۵۱- ابواب العمرة باب من نذر المشی الی الکعبة ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۵- کتاب النذر ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۵- کتاب الایمان والنذور' باب ماجاء فی النذر فی المعصیة ✿ نسائی ج ۷ ص ۱۹- کتاب الایمان والنذور' باب من نذر ان یمشی الی بیت اللّٰه تعالٰی-

﴿۱۲﴾ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۴- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیه کفارة اذا کان فی معصیة ✿ السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱۰ ص ۷۹' کتاب النذور باب الھدی فیما رکب-

﴿۱۳﴾ ✿ بخاری ج ۱ ص ۲۵۱- ابواب العمرة باب من نذرالمشی الی الکعبة ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۱- کتاب الایمان والنذور' باب النذر فیما لا یملک و فی معصیة- اس صفحہ پر و امره ان یرکب نہیں ہے ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۵- کتاب النذر- عن انس-
مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ شَیْخًا یَمْشِیْ بَیْنَ ابْنَیْهِ یَتوکَّاءُ عَلَیْهِمَا' فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَانُ هٰذَا؟ قَالَ ابْنَاهُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! کَانَ عَلَیْهِ نَذْرٌ' فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِرْکَبْ اَیُّهَا الشَّیْخُ' فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكَ وَ عَنْ نَذْرِكَ- اس روایت کو سنن الکبرٰی نے بھی ج ۱ ص ۷۸ پر نقل کیا ہے- (عن ابی ھریرة)

O فی اسناد عبیداللّٰه بن زحر' و قد تکلم فیه غیر واحد من الائمة- دارمی ج ۲ ص ۱۰۳ ذیلی حاشیہ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٭ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۵- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیه کفارة اذا کان فی معصیة- عن انس ٭ ترمذی ج ۱ ص ۲۸۱- ابواب النذور والایمان باب فیمن یحلف بالمشی ولا یستطیع ٭ نسائی ج ۷ ص ۳۰- کتاب الایمان والنذور' باب ما الواجب علی من اوجب علی نفسه نذرا فعجز عنه- عن انس ٭ ابن ماجه کتاب الکفارات باب ۲۰ من نذران یحج ماشیا ٭ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۵- کتاب النذور باب فی کفارة النذر ٭ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۱۰ ص ۷۸- کتاب النذور' باب رکوب عن لم یقدر علی المشی- عن انس-

⑤ جس نذر کا عملاً پورا کرنا ناممکن ہو:

اگر کسی نذر کو پورا کرنا عملاً ممکن نہ ہو تو اسے کسی دوسری صورت میں پورا کیا جا سکتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے مکہ آپ کے ہاتھ پر فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہیں پڑھ لے۔ اس نے پھر پوچھا۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس نے پھر پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ((شأنک اذا)) [1] "اچھا تو تیری مرضی۔" دوسری ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ((والذی بعث محمدًا بالحق' لوصلیت ههنا لا جزأ عنک صلوة فی بیت المقدس)) [2] "قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اگر تو یہیں نماز پڑھ لے تو بیت المقدس میں میں نماز پڑھنے کے بدلے یہ تیرے لیے کافی ہو گی۔" (ابوداؤد)

6 راہ خدا میں سارا مال دینے کی نذر:

اگر کسی نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دینے کی نذر مان لی ہو تو اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے ایک تہائی مال دے دینا چاہیے' اور مالکیہ میں سے سحنون کا قول ہے کہ اسے اتنا مال دے دینا چاہیے جسے دینے کے بعد وہ تکلیف میں نہ پڑ جائے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر یہ نذر تبرر کی نوعیت کی ہو تو اسے سارا ل مال دے دینا چاہیے' اور اگر یہ نذر لجاج ہو تو اسے اختیار ہے کہ نذر پوری کرے یا قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے اپنا وہ سب مال دے دینا چاہیے جس میں زکوٰۃ عائد ہوتی ہو' لیکن جس مال میں زکوٰۃ نہیں ہے' مثلاً مکان یا ایسی ہی دوسری املاک' اس پر اس نذر کا اطلاق نہ ہو گا۔ حنفیہ میں سے امام زفر کا قول ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لیے دو مہینے کا نفقہ رکھ کر باقی سب صدقہ کر دے۔ (عمدۃ القاری- شرح موطا از شاہ ولی اللہ صاحب)۔ حدیث میں اس مسئلے کے متعلق جو روایات آئی ہیں وہ یہ ہیں: حضرت کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر پیچھے رہ جانے کی وجہ سے جو عتاب مجھ پر ہوا تھا اس کی جب معافی مل گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت عرض کیا کہ میری توبہ میں یہ بات بھی شامل تھی کہ میں اپنے سارے مال سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دست بردار ہو کر اسے اللہ اور رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا' پھر آدھا مال؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا' پھر ایک تہائی؟ فرمایا ہاں۔ ③ (ابوداؤد)۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنا کچھ مال اپنے لیے روک رکھو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ ④ (بخاری)۔ امام زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابولبابہؓ نے (جن پر اسی غزوۂ تبوک کے معاملہ میں عتاب ہوا تھا) حضور ﷺ سے عرض کیا' میں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کے طور پر اپنے سارے مال سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا تمہارے لیے اس میں سے صرف ایک تہائی دے دینا کافی ہے۔ ⑤ (مؤطا)۔

قبول اسلام سے پہلے کی مانی ہوئی نذر:

⑦ اسلام قبول کرنے سے پہلے اگر کسی شخص نے کسی نیک کام کی نذر مانی ہو تو کیا اسلام قبول کرنے کے بعد اسے پورا کیا جائے؟ نبی ﷺ کا فتویٰ اس بارے میں یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ بخاری' ابو داؤد اور طحاوی میں حضرت عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات (اور بروایت بعض ایک دن) مسجد حرام میں اعتکاف کریں گے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ نے فرمایا ((اَوْفِ بنذرک)) ⑥ "اپنی نذر پوری کرو۔" بعض فقہاء نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کا یہ مطلب لیا ہے کہ ایسا کرنا واجب ہے' اور بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ یہ مستحب ہے۔

تخریج:

① ⇐ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' اَنَّ رَجُلاً قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلّٰهِ' اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ' اَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ رَكْعَتَيْنِ' قَالَ: صَلِّ هٰهُنَا۔ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ' فَقَالَ: صَلِّ هٰهُنَا۔ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ' فَقَالَ: شَاْنَكَ اِذَنْ۔

② ⇐ وَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ' عَنْ رِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ——— بِهٰذَا الْخَبَرِ ——— زَادَ: فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَوْ صَلَّيْتَ هٰهُنَا لَاَجْزَاَ عَنْكَ صَلَاةً فِیْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔

③ ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى' ثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ' ثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ' قَالَ: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ' عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ جَدِّهٖ فِیْ قِصَّتِهٖ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اُخْرِجَ مِنْ مَّالِیْ كُلِّهٖ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ صَدَقَةً' قَالَ: لَا' قُلْتُ: فَنِصْفَهٗ' قَالَ: لَا' قُلْتُ: فَثُلُثَهٗ' قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: فَاِنِّیْ سَاُمْسِكُ سَهْمِیَ مِنْ خَيْبَرَ۔

④ ⇐ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' قَالَ: اَخْبَرَنِیْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ وَ كَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ، قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهِ، وَ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا، فَقَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهِ: اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ۔

⑤ ◄ وَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ اَبَالُبَابَةَ بْنَ عَبْدِالْمُنْذِرِ حِيْنَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِيْ اَصَبْتُ فِيْهَا الذَّنْبَ وَ اُجَاوِرُكَ، وَ اَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُجْزِئُكَ مِنْ مَّالِكَ الثُّلُثُ۔

⑥ ◄ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ: اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

ماخذ:

① ✿ سنن ابی داؤد للمنذری ج ۴ ص ۷۹-۳۔ حدیث نمبر ۳۱۶۹ ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۳۔ عن جابر ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۵۔ کتاب النذور والایمان، باب من نذران یصلی فی بیت المقدس ایجزی ان یصلی بمکۃ عن جابر ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۸۲-۸۳۔ کتاب النذور، باب من لم یرو جوبہ بالنذر۔ ✿ سنن ابی داؤد للمنذری کے علاوہ باقی نے رکعتین نقل کیا ہے۔ نیز باقی حوالہ جات میں اذن کو اِذًا نقل کیا گیا ہے۔

② ✿ سنن ابی داؤد للمنذری ج ۴ ص ۷۹-۳۔ حدیث نمبر ۳۱۷۰۔ ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۳۷۳۔ ✿ مسند احمد میں لَوْ صَلَّيْتَ هٰهُنَا لقضی عنک ذلک کل صلاۃ فی بیت المقدس نقل ہوا ہے۔

③ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۱۔ کتاب الایمان والنذور، باب فیمن نذر ان یتصدق بمالہ۔ ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۳۔ کتاب الایمان والنذور، باب اذا اھدی مالہ علی وجہ النذر۔

④ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۰۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب اذا اھدٰی مالہ علی وجہ النذر والتوبۃ ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۶۳۔ کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافکِ و قبول توبۃ القاذف۔ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۰۔ کتاب الایمان والنذور، باب فیمن نذر ان یتصدق بمالہ۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱۔ ابواب التفسیر سورۃ التوبۃ۔ ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۲۔ کتاب الایمان والنذور، باب اذا اھدٰی مالہ علی وجہ النذر۔ ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۶۸۔ کتاب الایمان باب الخلاف فی النذر الذی یخرجہ مخرج الیمین۔

⑤ ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۱۹۔ کتاب النذور والایمان، باب جامع الایمان۔ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۰۔ کتاب الایمان والنذور، باب فیمن نذر ان یتصدق بمالہ ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۶۷۔ کتاب الایمان، باب الخلاف فی النذر الذی یخرجہ مخرج الیمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٦) ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۱- کتاب الایمان والنذور' باب اذا نذر اوحلف الایکلم انسانًا فی الجاهلیة ثم اسلم- ✿ مسلم ج ۲ ص ۵۰- کتاب الایمان' باب النهی عن الاصرار علی الیمین فیما یتأذی به اهل الحالف مما لیس بحرام ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۲- کتاب الایمان والنذور' باب من نذر فی الجاهلیة ثم ادرک الاسلام- عن عمر- ✿ ترمذی ج ۲ ص ۲۸۱- ابواب النذور والایمان' باب فی وفاء النذر- ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۱- کتاب الایمان والنذور' باب اذا نذر- ثم اسلم قبل ان یفی (ابن ماجه کتاب الکفارات باب الوفاء بالنذر- ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۴- کتاب النذور والایمان باب الوفاء بالنذر- داری نے انی نذرت نذرًا فی الجاهلیة ثم جاء الاسلام-الخ نقل کیا ہے-

✿ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۷۶- کتاب النذور باب ما یوفٰی به من نذور الجاهلیة-

مسلم میں قدرے وضاحت ہے-

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَئَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ بَعْدَ اَنَّ رَجَعَ مِنَ الطَّائِفِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ' فَكَيْفَ تَرٰى؟ قَالَ: اذْهَبْ' فَاعْتَكِفْ يَوْمًا- الخ

امام ترمذی نے روایت بیان کر کے لکھا ہے:

و فی الباب عن عبداللّٰه بن عمرو' و ابن عباس' و حدیث عمر حدیث حسن صحیح' و قد ذهب بعض اهل العلم الي هذا الحدیث قالوا: اذا اسلم الرجل و علیه نذر طاعة فلیفی به- و قال بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و غیرهم لا اعتکاف الا بصوم-

و قال آخرون من اهل العلم لیس علی المعتکف صوم الا ان یوجب علی نفسه صومًا واحتجوا بحدیث عمر انه نذر ان یعتکف لیلة فی الجاهلیة فامره النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بالوفاء و هو قول احمد و اسحاق-- ابن ماجہ نے نذرًا فی الجاهلیة فسألت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بعد ما اسلمتُ فامرنی ان اُوْفِيَ بِنَذْرِي-

میت کے ذمہ نذر:

⑧ میت کے ذمہ اگر کوئی نذر رہ گئی ہو تو اسے پورا کرنا وارثوں پر واجب ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے- امام احمدؒ' اسحاق بن راہویہ' ابو ثور اور ظاہریہ کہتے ہیں کہ میت کے ذمہ اگر روزے یا نماز کی نذر رہ گئی ہو تو وارثوں پر اس کا ادا کرنا واجب ہے- حنفیہ کہتے ہیں کہ نذر اگر بدنی عبادت (نماز یا روزہ) کی ہو تو وارثوں پر اس کا پورا کرنا واجب نہیں' اور اگر مالی عبادت ہو اور مرنے والے نے اپنے وارثوں کو اسے پورا کرنے کی وصیت نہ کی ہو تو اسے بھی پورا کرنا واجب نہیں' البتہ اگر اس نے وصیت کی ہو تو اس کے ترکے میں سے ایک تہائی کی حد تک نذر پوری کرنی واجب ہو گی- مالکیہ کا مذہب بھی اس سے ملتا جلتا ہے- اور شافعیہ کہتے ہیں کہ نذر اگر غیر مالی عبادت کی ہو' یا مالی عبادت کی ہو اور میت نے کوئی ترکہ نہ چھوڑا ہو' تو اسے پورا کرنا وارثوں پر واجب نہیں ہے- اور اگر میت نے ترکہ چھوڑا ہو تو وارثوں پر مالی عبادت کی نذر پوری کرنا واجب ہے' خواہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو- (شرح مسلم لِلنَّوَوِي- بذل المجهود شرح ابی داؤد)- حدیث میں اس مسئلے کے متعلق حضرت عبداللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمہ ایک نذر تھی جو انہوں نے پوری نہیں کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طرف سے پوری کر دو۔ [1] (ابوداؤد، مسلم)۔ دوسری روایت ابن عباس سے یہ ہے کہ ایک عورت نے بحری سفر کیا اور نذر مانی کہ اگر میں زندہ سلامت واپس گھر پہنچ گئی تو ایک مہینے کے روزے رکھوں گی۔ واپس آنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اور وہ مر گئی۔ اس کی بہن یا بیٹی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے تو روزے رکھ لے۔ [2] (ابوداؤد)۔ ایسی ہی ایک روایت ابوداؤد نے حضرت بریدہ سے نقل کی ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ سے اسی طرح کا مسئلہ پوچھا اور آپ نے اسے وہی جواب دیا جو اوپر مذکور ہے۔ [3] ان روایات میں چونکہ یہ بات صاف نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے یہ ارشادات وجوب کے معنی میں تھے یا استحباب کے معنی میں، اور حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ کی نذر کے معاملہ میں یہ واضح نہیں ہے کہ وہ مالی عبادت کے بارے میں تھی یا بدنی عبادت کے بارے میں، اسی بنا پر فقہاء کے درمیان اس مسئلے میں اختلافات ہوئے ہیں۔

غلط اور ناجائز نوعیت کی نذر اور کفارہ:

⑨ غلط اور ناجائز نوعیت کی نذر کے معاملہ میں یہ بات تو صاف ہے کہ اسے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اس پر کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلے میں چونکہ روایات مختلف ہیں اس لیے فقہاء کے مسالک بھی مختلف ہیں۔ ایک قسم کی روایات میں یہ آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی صورت میں کفارہ کا حکم دیا ہے۔ مثلاً، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا ((لا نذر فی معصیة و کفارته کفارة یمین)) [4] "معصیت میں کوئی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے۔" (ابوداؤد)۔ عقبہ بن عامر جہنی کی بہن کے معاملہ میں (جس کا ذکر اوپر نمبر ۴ میں گذر چکا ہے) نبی ﷺ نے حکم دیا کہ وہ اپنی نذر توڑ دیں اور تین دن کے روزے رکھیں۔ (مسلم، ابوداؤد)۔ ایک اور عورت کے معاملہ میں بھی جس نے پیدل حج کی نذر مانی تھی، حضور ﷺ نے حکم دیا کہ وہ سواری پر حج کے لئے جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ [5] (ابوداؤد)۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ((من نذر نذرًا لم یسمه فکفارته کفارة یمین، و من نذر نذرا فی معصیة فکفارته کفارة یمین، و من نذر نذرًا لا یطیقه فکفارته کفارة یمین، و من نذر نذرًا اطاقه فلیف به۔)) [6] "جس نے ایک نذر مان لی اور اس بات کا تعین نہ کیا کہ کس بات کی نذر مانی ہے وہ قسم کا کفارہ دے۔ اور جس نے معصیت کی نذر مانی وہ قسم کا کفارہ دے۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جسے پورا کرنے کی وہ قدرت نہ رکھتا ہو وہ قسم کا کفارہ دے۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جسے وہ پورا کر سکتا ہو وہ اسے پورا کرے۔" (ابوداؤد)۔ دوسری طرف وہ احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں کفارہ نہیں ہے۔ اوپر نمبر ۴ میں جن صاحب کا ذکر آیا ہے کہ انہوں نے دھوپ میں کھڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنے اور کسی سے بات نہ کرنے کی نذر مانی تھی' ان کا قصہ نقل کر کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں لکھا ہے کہ مجھے کسی ذریعہ سے بھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نذر توڑنے کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی حکم دیا ہو کہ وہ کفارہ ادا کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((من حلف علی یمین فرای خیرھا خیرًا منھا فلیدعھا ولیاتِ الذی ھو خیرٌ فان ترکھا کفارتھا)) ⑦ "جس نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں وہ دیکھے کہ اس سے بہتر بات دوسری ہے تو وہ اسے چھوڑ دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہو اور اسے چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔" (ابوداؤد) بیہقی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ "جو کام بہتر ہے وہ کرے اور یہی اس کا کفارہ ہے۔" ⑧ ثابت نہیں)۔ امام نووی ان احادیث پر بحث کرتے ہوئے شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ امام مالک' شافعی' ابو حنیفہ' داؤد ظاہری اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ معصیت کی نذر باطل ہے اور اسے پورا نہ کرنے پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ اور امام احمد کہتے ہیں کہ کفارہ لازم آتا ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ' وَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ: نَا اللَّيْثُ- ح قَالَ وَ ثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ' قَالَ: نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' أَنَّهُ قَالَ: اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ' وَ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاقْضِهِ عَنْهَا۔

② حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ' أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ' عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ' فَنَذَرَتْ إِنْ نَجَاهَا اللّٰهُ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا' فَنَجَاهَا اللّٰهُ' فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ' فَجَاءَتِ ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا۔

③ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ' ثَنَا زُهَيْرٌ' ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ' عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ' إِنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ' وَ إِنَّهَا مَاتَتْ وَ تَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ قَالَ: قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَ رَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي الْمِيرَاثِ' قَالَتْ: وَ إِنَّهَا مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ' فذكر نحو حديث عمرو۔

④ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ' عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ' عَنْ يُونُسَ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ أَبِي سَلَمَةَ' عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ' وَ كَفَّارَتُهُ' كَفَّارَةُ يَمِينٍ۔

⑤ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ' ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ (الْقَطَّانُ) قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ' أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنُ زَحْرٍ' أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَالِكٍ' أَخْبَرَهُ' أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ' أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اُخْتٍ لَّهٗ نَذَرَتْ اَنْ تُحِجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ: مُرُوْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ۔

⑥ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ يَعْقُوْبَ، ثَنَا اَبُو النَّضْرِ، ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ اِنَّ اُخْتِيْ نَذَرَتْ يَعْنِيْ اَنْ تَحُجَّ مَا شِيَةً۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ اُخْتِكَ شَيْئًا، فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً، وَلْتُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهَا۔

⑦ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيْسِيُّ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ فُدَيْكٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى الْاَنْصَارِيُّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهٖ، فَكَفَّارَتُهٗ، كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ، وَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِيْ مَعْصِيَةٍ، فَكَفَّارَتُهٗ، كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ، وَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيْقُهٗ، فَكَفَّارَتُهٗ، كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ، وَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا اَطَاقَهٗ فَلْيَفِ بِهٖ۔

قال ابوداؤد: روى هذا الحديث وكيع وغيره عن عبدالله ابن سعيد (بن ابى الهند) او قفوه على ابن عباس۔

⑧ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا ابْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ، عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں عن یمینه کے بعد ولیفعل الذی هو خیر کے الفاظ بھی ہیں۔

① رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَ ذٰلِكَ كَفَّارَتُهٗ۔

② حَدَّثَنَا الْمُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ، ثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَذْرَ وَ لَا يَمِيْنَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ، وَ لَا فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا فِيْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، وَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَدَعْهَا، وَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ، فَاِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا۔

قال ابوداؤد: اَلْاَحَادِيْثُ كُلُّهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ اِلَّا فِيْمَا لَا يُعْبَاُ بِهٖ۔

مآخذ:

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۴۔ کتاب النذر ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۱۔ کتاب الایمان والنذور، باب من مات و علیه نذر۔ بخاری میں فاقضه عنها کی جگہ فَاَفْتَاهُ ان یقضیه عنها ہے اور آخر میں فکانت سنة بعد۔ بھی مروی ہے۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۲۸۳۔ ابواب النذور والایمان، باب قضاء النذر عن المیت۔ هذا حدیث حسن صحیح۔ عن ابن عباس۔ ✿

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسائی ج ۷ ص ۲۱- کتاب الایمان والنذور' باب من مات و علیہ نذر- ✿ ابن ماجه کتاب الکفارات' باب ۱۹ من مات و علیہ نذر- ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۱۳- کتاب النذور والایمان' باب ما یجب من النذور فی المشی- ✿ السنن الکبریٰ ج ۱۰ ص ۸۵- کتاب النذور' باب من مات و علیہ نذر- عن ابن عباس-

(۲) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۷- کتاب الایمان والنذور- باب من مات و علیہ نذر- ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۰- کتاب الایمان والنذور' باب من نذر ان یصوم ثم مات قبل ان یصوم- عن ابن عباس- ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۸۵- کتاب النذور باب من مات و علیہ نذر- عن ابن عباس-

(۳) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۷- کتاب الایمان والنذور' باب من مات و علیہ نذر-

(۴) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۲- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیہ کفارۃ اذا کان فی معصیۃ- ✿ ترمذی ج اول ص ۲۷۹- ابواب النذور والایمان- باب ماجاء عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لا نذر فی معصیۃ- ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۶ کتاب الایمان والنذور' باب کفارۃ النذر-

ترمذی نے اس سند پر کلام کیا ہے-

و ھذا حدیث لا یصح' لان الزھری لم یسمع ھذا الحدیث من ابی سلمۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال محمد: والحدیث ھو ھذا:

(۱) حَدَّثَنَا اَبُو اِسْمَاعِيْلَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ يُوْسُفَ التِّرْمِذِيُّ ثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ' ثَنِى اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ' عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ' وَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ عَتِيْقٍ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَرْقَمَ' عَنْ يَحْىَ بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ' عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نَذْرَ فِىْ مَعْصِيَةٍ وَ كَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ- ھذا حدیث غریب' و ھو اصح من حدیث ابی صفوان عن یونس' و قال قوم من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وغیرھم لا نذر فی معصیۃ اللّٰہ' و کفارتہ' کفارۃ یمین' و ھو قول احمد و اسحاق' و احتجا بحدیث الزھری عن ابی سلمۃ عن عائشۃ' و قال بعض اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و غیرھم لا نذر فی معصیۃ و لا کفارۃ فی ذالک و ھو قول مالک والشافعی-

(۱) نسائی ج ۷ ص ۲۶- کتاب الایمان والنذور' باب کفارۃ النذر عن عائشۃ- ✿ ابن ماجه کتاب الکفارات' باب ۱۶ النذر فی المعصیۃ- عن عائشۃ ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۲۴۷- عن عائشۃ ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۶۹- کتاب الایمان' باب من جعل فیہ کفارۃ یمین- عن عائشۃ-

(۵) ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۳- کتاب الایمان والنذور' باب من رای علیہ کفارۃ اذا کان معصیۃ ✿ نسائی ج ۷ ص ۲۰- کتاب الایمان والنذور باب اذا حلفت المرأۃ لتمشی حافیۃ غیر مختمرۃ- عن عقبۃ بن عامر- ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۸۲- ابواب النذور والایمان' باب...... عن عقبہ بن عامر- ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۵- کتاب النذور' باب..... مسلم نے غیر مختمرۃ اور ولتصم ثلاثۃ ایام روایت نہیں کیا- ✿ ابن ماجه کتاب الکفارات' باب ۲۰- من نذر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یحج ماشیا عن عقبة بن عامر۔ ● سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۴۔ کتاب النذور والایمان۔ باب فی کفارة النذر۔ عن عقبہ بن عامر الجھنی۔ ● السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱۰ ص ۸۰۔ کتاب النذور باب الھدی فیما رکب۔ عن عقبہ بن عامر۔

﴿۶﴾ ● ابوداؤد ج ۳ ص ۲۳۳۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب من رای علیه کفارة اذا کان فی معصیة ● السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱۰ ص ۸۰، کتاب النذور۔ باب الھدی فیما رکب۔ عن ابن عباس۔ تفرد به شریک القاضی۔

﴿۷﴾ ● ابوداؤد ج ۳ ص ۲۴۱۔ کتاب الایمان والنذور، باب من نذر نذرا لا یطیقه ● ابن ماجه کتاب الکفارات باب ۱۷۔ من نذر نذرًا و لم یسمه۔ عن ابن عباس۔ ● السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱۰ ص ۴۵۔ کتاب الایمان، باب من قال علی نذر و لم یسم شیئا۔ ● بیہقی نے و من نذر نذرًا اطاقه فلیف به ذکر نہیں کیا۔

﴿۸﴾ ● مسلم ج ۲ ص ۴۸۔ کتاب الایمان والنذور، باب من حلف یمینا فرای غیرھا خیرا منھا ان یأتی الذی ھو خیر و یکفر عن یمینه۔ ● ترمذی ج ۱ ص ۲۷۹۔ ابواب النذور والایمان باب فی الکفارة قبل الحنث۔ ● مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۱۷۔ کتاب النذور والایمان، باب ما تجب فیه الکفارة من الایمان عن ابی ھریرة۔ ● نسائی ج ۷ ص ۱۱۔ کتاب الایمان والنذور باب الکفارة بعد الحنث۔ عن عدی بن حاتم۔ نسائی نے عدی بن حاتم سے مروی ایک اور روایت میں جو ص ۱۱ پر ہے، میں فَلْیَدَعْ یَمِیْنَهٗ وَلْیَاتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَلْیُکَفِّرْهَا نقل کیا ہے اور ایک روایت میں وَلْیَتْرُكْ یَمِیْنَهٗ اور ص ۱۰ پر عمرو بن شعیب عن ابیه، عن جده سے مروی روایت میں فَیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلْیَاتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ اور ایک روایت میں وَلْیَنْظُرِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ فَلْیَاْتِهٖ بھی ہے۔ ● ابن ماجه کتاب الکفارات، باب من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرًا منھا۔ عن عدی بن حاتم ● السنن الکبرٰی للبیھقی ج ۱۰ ص ۵۳۔ کتاب الایمان، باب الکفارة قبل الحنث۔ اور ص ۵۱ پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جسے مسلم نے بیان کیا ہے۔ ص ۵۳-۵۴ پر مسلم والی دوسری روایات بھی مذکور ہیں۔ اور ص ۳۲ پر حضرت عدی بن حاتم کی روایت بھی ہے۔ ● سنن دارمی ج ۲ ص ۱۰۷۔ کتاب النذور والایمان۔ باب من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرًا منھا۔ عن عدی بن حاتم۔ ● مسند احمد ج ۴ ص ۲۵۶۔ عدی بن حاتم۔

﴿۱﴾ ● احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۰۹۔ سورہ نور نیز آیت: ﴿و لا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربٰی﴾

السنن الکبرٰی للبیھقی نے ج ۱۰ ص ۳۴ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے نقل کی ہے:

اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْاَصْبَهَانِیُّ، اَنْبَاَ اَبُوْ مُحَمَّدِ ابْنُ حَیَّانَ، ثَنَا حَامِدُ بْنُ شُعَیْبٍ، ثَنَا سُرَیْجٌ، ثَنَا هُشَیْمٌ عَنْ یَحْیَ ابْنِ عُبَیْدِاللّٰهِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِنْهَا، فَاَتَی الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ فَهُوَ کَفَّارَتُهٗ۔

﴿۲﴾ ● ابوداؤد ج ۳ ص ۲۲۸۔ کتاب الایمان والنذور باب الیمین فی قطیعة الرحم۔ ● ابن ماجه کتاب الکفارات، باب من قال کفارتھا ترکھا۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔ ● مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲۔ عن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔ ✿ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۳۴۔ کتاب الایمان باب شبهة من زعم ان لا کفارة فی الیمین اذا کان حنثها طاعة۔

کفارۂ قسم

احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں اس پر واضح ہو جائے کہ اس قسم کے توڑ دینے ہی میں خیر اور بھلائی ہے، اسے قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ ادا کرنا چاہیے قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انہیں کپڑے پہنانا یا تین روزے رکھنا ہے۔

(تفہیم القرآن۔ ج ۱ ص ۱۷۱ سورہ البقرہ حاشیہ ۲۴۳)

تخریج:

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُس، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: اَتَيْتُهُ يَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُدْنُ، فَدَنَوْتُ، فَقَالَ: اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔ وَ اَخْبَرَنِی ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اَيُّوْبَ، قَالَ: صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ۔

مآخذ:

✿ بخاری ج ۲ ص ۹۹۲۔ کتاب الایمان والنذور، باب کفارات الایمان، و قول اللّٰه: فکفارته اطعام عشرة مساکین، و ما امر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حین نزلت فَفِدْيَةٌ مِنْ صیام او صدقة او نسک، و یذکر عن ابن عباس و عطاء و عکرمة۔ ما کان فی القراٰن اوْ اوْ فصاحبه بالخیار و قد خیر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کعبا فی الفدیة ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۲۶۔ تفسیر سورۃ البقرۃ۔ زیر آیت: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى: الاٰية۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كتاب الآداب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احسان جتلانے والے اللہ کی نظر میں

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت کے روز شرف ہم کلامی اور نظر عنایت سے محروم رکھے گا' جو اپنے عطیے پر احسان جتاتا ہو"۔ ①

تشریح: اللہ تعالیٰ چونکہ خود بردبار ہے' اس لیے اسے پسند بھی وہی لوگ ہیں جو چھچھورے اور کم ظرف نہ ہوں بلکہ فراخ حوصلہ اور بردبار ہوں۔ جو خدا تم پر زندگی کے اسباب و وسائل کا بے حساب فیضان کر رہا ہے اور تمہارے قصوروں کے باوجود تمہیں بار بار بخشتا ہے' وہ ایسے لوگوں کو کیوں کر پسند کر سکتا ہے جو کسی غریب کو ایک روٹی کھلا دیں تو احسان جتا جتا کر اس کی عزت نفس کو خاک میں ملا دیں۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۲۰۴۔ البقرہ حاشیہ ۳۰۲)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى' وَابْنُ بَشَّارٍ' قَالُوْا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ' عَنْ شُعْبَةَ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ' عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ' عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ' عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ' وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ' قَالَ: فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ' قَالَ: اَبُوْذَرٍّ: خَابُوْا وَ خَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا تین (آدمی) ایسے ہیں جن سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ شرف ہم کلامی نہیں فرمائے گا' اور نہ ہی ان کی جانب نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین بار ارشاد فرمایا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نامراد ہو گئے اور خسارے میں پڑ گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون لوگ ہیں۔؟ ارشاد ہوا ازار لٹکانے والا (ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا) اپنے عطیہ پر احسان جتانے والا اور اپنے سودے کو جھوٹی قسم کھا کر منڈی و بازار میں چالو کرنے والا۔

انہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے۔

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' اَلْمَنَّانُ الَّذِيْ لَا يُعْطِيْ شَيْئًا اِلَّا مَنَّهٗ' وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① مسلم ج ۱ ص ۷۱- کتاب الایمان' باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة- الخ ✿ ابوداؤد ج ۲- ص ۵۷- کتاب اللباس' باب ماجاء فی اسبال الازار ✿ ترمذی' ج ۱ ص ۱۳۰- ابواب البیوع باب ماجاء فیمن حلف علی سلعته کاذبا- ✿ و فی الباب عن ابن مسعود و ابی ھریرة' و ابی امامة بن ثعلبه' و عمران بن حصین و معقل بن یسار- حدیث ابی ذر حدیث حسن صحیح- ✿ نسائی ج ۵ ص ۸۱- کتاب الزکاة' باب المنان بما اعطی عن ابی ذر- اور نسائی ج ۷- ص ۲۴۶- کتاب البیوع باب المنفق سلعته بالحلف الکاذب- عن ابی ذر- ✿ سنن ابن ماجه کتاب التجارات باب ماجاء فی کراھیة الایمان فی الشراء والبیع- عن ابی ذر ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۸' ۱۵۸' ۱۶۲' ۱۶۸' ۱۷۸عن ابی ذر- ✿ السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۵- ص ۲۶۵- کتاب البیوع باب کراھیة الیمین فی البیع' عن ابی ذر- ✿ مسند ابی داؤد الطیالسی جزء ۲ ص ۸۳- حدیث نمبر ۴۶۷- عن ابی ذر- ✿ کنزالعمال ج ۱۶ ص ۳۳ حدیث نمبر ۴۳۸۱۵- عن ابی ذر-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد

"اپنے بھائی کی مدد کر خواہ ظالم ہو یا مظلوم"۔ ①

تشریح: سننے والے کو حیرت ہوئی کہ مظلوم کی حمایت تو برحق، مگر یہ ظالم کی اعانت کیسی؟ پوچھا یا رسول اللہ، ہم مظلوم کی اعانت تو ضرور کریں گے لیکن ظالم کی اعانت کس طرح کریں؟ آپؐ نے فرمایا تأخذ فوق یدیه اس طرح کہ تو اس کا ہاتھ پکڑ لے اور اسے ظلم سے باز رکھے۔ پس درحقیقت ظالم کے ظلم کو روکنے میں اس کے ساتھ جو سختی بھی کی جائے وہ سختی نہیں ہے بلکہ عین نرمی ہے اور خود اس ظالم کی بھی مدد ہی ہے۔ (الجہاد فی الاسلام ص ۳۱۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: تَاْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ۔

مآخذ:

① بخاری ج ۱ ص ۳۳۱۔ ابواب المظالم والقصاص، باب اَعِنْ اخاک ظالما او مظلوما ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۲۰۔ کتاب البر والصلة، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما ✿ ترمذی ج ۲ ص ۵۱۔ ابواب الفتن، باب ---- عن انس ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۹۹، ۲۰۱، ۳۲۳۔ عن انس ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۲۰۔ کتاب الرقاق، باب انصر اخاک ظالما او مظلوما۔ عن جابر ✿ مسلم اور دارمی نے وَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ اَخَاهُ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا اِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ فَاِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَ اِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَلْيَنْصُرْهُ۔ اور ترمذی نے تکفه عن الظلم فذاک نصرک اياه نقل کیا ہے۔ ✿ موارد الظمان۔ کتاب الفتن باب انصر اخاک ظالما او مظلوما۔

امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں جو روایت نقل کی ہے اس میں قدرے وضاحت ہے۔

◇① عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهُ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهُ؟ قَالَ: تَحْجُزُهُ اَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ۔

◇① بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۸۔ کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبه انه اخوه اذا خاف علیه القتل ✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۶ ص ۹۴۔ کتاب الغصب، باب نصر المظلوم والاخذ علی ید الظالم عند الامکان۔ عن انس بن مالک ✿ شعب الایمان للبیہقی ج ۶ ص ۱۰۱۔ عن انس بن مالک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظلم و سرکشی کا انسداد

من اقتطع شبرًا من ارض ظلما طوقه اللّٰه اياهُ يوم القيٰمةِ من سبع ارضين۔ (مسلم)

جس کسی نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے حاصل کی اللہ اس کے گلے میں قیامت کے دن اس جیسی سات زمینوں کا طوق لٹکائے گا"۔ (۱)

ان هذا المال حلوة من اخذهُ بحقه و وضعه فی حقه فنعم المؤنة هو۔ و من اخذهُ بغير حقه كان كالذی يأكل و لا يشبع۔

یہ مال و دولت ایک لذیذ چیز ہے۔ جس کسی نے اسے حق کے ساتھ حاصل کیا اور حق کی جگہ خرچ کیا اس کے لئے تو وہ بہترین توشہ ہے۔ مگر جس نے اسے بغیر حق کے حاصل کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھائے مگر سیر نہ ہو سکے۔ (۲)

تشریح: اسلام نے حکومت و اقتدار کی ان تمام لذتوں کو حرام قرار دیا ہے جن کے لالچ میں انسان ان کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ اسلام کا حکمران نہ تو رعیت کے عام افراد سے ممتاز کوئی بالا تر ہستی ہے نہ وہ عظمت و رفعت کے تخت پر بیٹھ سکتا ہے' نہ وہ اپنے آگے کسی سے گردن جھکوا سکتا ہے' نہ قانون حق کے خلاف ایک پتہ ہلا سکتا ہے' نہ اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے کسی عزیز یا دوست کو یا خود اپنی ذات کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ہستی کے جائز مطالبہ سے بچا سکے' نہ وہ حق کے خلاف ایک حبہ لے سکتا ہے نہ ایک چپہ بھر زمین پر قبضہ کر سکتا ہے' اس پر ہر وقت یہ خوف غالب رہتا ہے کہ اس کے اعمال کا سخت حساب لیا جائے گا اور اگر حرام کا ایک پیسہ' جبر سے لی ہوئی زمین کا ایک چپہ' تکبر و فرعونیت کا ایک شمہ' ظلم و بے انصافی کا ایک ذرہ اور ہوائے نفسانی کی بندگی کا ایک شائبہ بھی اس کے حساب میں نکل آیا تو اسے سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ (الجہاد فی الاسلام ص ۱۳۵۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

تخریج:

(۱) ⟸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ' وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ' قَالُوْا: نَا اِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ' عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ' عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

(۲) ⟸ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ' عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے سب سے بڑی چیز جس کا مجھے تمہارے بارے میں اندیشہ ہے وہ زمین کی برکات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ قِيْلَ مَا بَرَكَاتُ الْاَرْضِ؟ قَالَ: زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهٖ قَالَ: اَيْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ: اَنَا، قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ: لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ: لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ، اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَ اِنَّ كُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخُضَرَةِ تَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَاجْتَرَّتْ وَ ثَلَطَتْ، وَ بَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ، فَاَكَلَتْ وَ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ، وَ مَنْ اَخَذَهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَ لَا يَشْبَعُ۔

ہیں۔ کسی نے پوچھا۔ زمینی برکتوں سے کیا مراد ہے؟ (زمین کی برکتیں کیا ہیں) آپ نے فرمایا دنیا کی زیبائش و زینت۔ ایک شخص نے پوچھا کیا خیر سے شر پیدا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ خاموش ہو گئے کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے تھوڑی دیر بعد آپؐ نے اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرنا شروع کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ وہ بولا میں حاضر ہوں ابو سعیدؓ کا بیان ہے جب اس کا جواب سامنے آیا تو ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا (کہ اس شخص کے دریافت کرنے کی وجہ سے مسئلہ کی نوعیت واضح ہو گئی) آپؐ نے جواب میں فرمایا خیر سے تو خیر ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہ مال تو سرسبز و شاداب اور شیریں گھاس کی مانند ہے موسم بہار میں ہر چیز کثرت سے کھانے سے جانور ہلاک ہو جاتا ہے یا پھر قریب الہلاکت ہو جاتا ہے۔ البتہ جو جانور خوب پیٹ بھر کر سیر ہو اور اس کی کوکھیں اوپر ابھر آئیں پھر وہ آفتاب کی دھوپ میں لیٹ کر جگالی کرے۔ لید اور پیشاب کرے پھر اگر گھاس چرے تو ایسا جانور آرام و سکون میں رہتا ہے۔ اور یہ مال و دولت تو شیریں ولذیذ ہے جس کسی نے اسے حق کے ساتھ حاصل کیا اور حق کی جگہ خرچ کیا اس کے لیے تو وہ بہترین توشہ ہے مگر جس نے اسے بغیر حق کے حاصل کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھائے مگر سیر نہ ہو۔

مآخذ:

① مسلم ج ۲ ص ۳۲۔ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ۔ باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرھا۔

② مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۲ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ طُوِّقَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔

③ بخاری ج ۱ ص ۴۵۳۔ کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین اور مسلم ج ۲ ص ۳۲۔ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرھا۔ کے تحت فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔ نقل کیا ہے اور دارمی ج ۲ ص ۱۸۱ پر بھی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے۔

اور بخاری کی ایک روایت جسے سالم نے اپنے والد سے بیان کیا ہے۔

② قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔

② بخاری ج ١ ص ٤٥٣۔ کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین۔ اور بخاری ج ١ ص ٤٥٤۔ کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین ✿ مسلم ج ٢ ص ٣٢۔ کتاب المساقاة والمزارعة۔ باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرها۔ کے تحت مندرجہ ذیل الفاظ بھی منقول ہیں۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا۔ الخ ✿ مسند احمد ج ١ ص ١٨٧، ١٨٩۔ من ظلم من الارض۔ الخ ص ١٨٨، ١٩٠۔ پر من اخذ شبرا من الارض۔ الخ ہے اور ج ٦ ص ٦٤، ٧٩، ٢٥٢، ٢٥٩، پر بھی من ظلم قید شبر من الارض۔ الخ ہے۔

③ ✿ بخاری ج ٢ ص ٩٥١۔ کتاب الرقاق باب ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها۔ ✿ کتاب الجهاد۔ باب فضل النفقة فی سبیل اللّٰه ✿ نیز بخاری نے کتاب الزکاة ج ١ ص ١٩٨۔ باب الصدقة علی الیتامٰی میں بھی نقل کیا ہے ✿ مسلم ج ١ ص ٣٣٦۔ کتاب الزکاة باب التحذیر من الاغترار بزینة الدنیا و ما یبسط منها۔ عن ابی سعید خدری۔ مسلم نے کتاب الزکاۃ میں ص ٣٣٢ پر حکیم بن حزام کی روایت بھی نقل کی ہے جس کے الفاظ مختصر اور مختلف ہیں ✿ مسند احمد ج ٣ ص ٧-١٩، ٢١، ٢٢، ٣٦، ٦١، ٨٤، ٩٢۔ وغیرہ ابوسعید خدری ✿ نسائی ج ٥ ص ٩١۔ کتاب الزکاة باب الصدقة علی الیتیم۔ عن ابی سعید خدری ✿ ترمذی ج ٢ ص ٦٢ ابواب الزهد، باب ماجاء فی اخذ المال بحقه ترمذی نے صرف ان هذا المال خضرة حلوة من اصابه بحقه بورک له فیه ہی روایت کیا ہے۔ اور کتاب الفتن ج ٢ ص ٤٢ ✿ نسائی ج ٥ ص ٦٠۔ کتاب الزکاة باب الید العلیا عن حکیم بن حزام ✿ سنن دارمی ج ١ ص ٣٢٦۔ کتاب الزکاة، باب النهی عن المسالة عن حکیم بن حزام ✿ سنن دارمی۔ کتاب الرقاق باب ٣٧ الدنیا خضرة حلوة ✿ مشکوٰة المصابیح ج ٢ ص ٢٦۔ کتاب الرقاق فصل اول۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلق باللہ

تعلق باللہ کے معنی :

خشية الله في السر والعلانية۔ یعنی کھلے اور چھپے ہر کام میں اللہ کا خوف محسوس کرنا۔

اور یہ کہ

اَنْ تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيِ اللّٰهِ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ۔ اپنے ذرائع و وسائل کی بہ نسبت تیرا بھروسہ اللہ کی قدرت پر زیادہ ہو۔ ①

اور یہ کہ

مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ۔ آدمی اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کو ناراض کر لے۔

اور اس کے بالکل برعکس حالت یہ ہے کہ آدمی لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لے۔ مِنَ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ۔ ② پھر جب یہ تعلق بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچ جائے کہ آدمی کی محبت اور دشمنی اور اس کا دینا اور روکنا جو کچھ بھی ہو اللہ کے لئے اور اللہ ہی کی خاطر ہو' اور نفسانی رغبت و نفرت کی لاگ اس کے ساتھ لگی نہ رہے' تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے تعلق باللہ کی تکمیل کر لی۔

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ ○

(ہدایات ۱۹ویں اشاعت ۱۹۸۰ء ص ۷)

تخریج :

① ○ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ' ثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الْقُرَشِيُّ ثنا يُوْنُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ' عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ' عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ' وَلَا فِيْ اِضَاعَةِ الْمَالِ' وَ لٰكِنِ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَا تَكُوْنَ بِمَا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا زہد حلال چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دے لینے کا نام نہیں ہے اور نہ اپنا مال برباد کر دینے کا نام ہے۔ بلکہ زہد و درویشی تو یہ ہے کہ آدمی کے قبضہ میں جو مال ہے اس پر اتنا بھروسہ نہ ہو جتنا بھروسہ اس مال پر ہو جو قبضۂ الٰہی میں ہے۔ (اللہ پر مکمل بھروسہ و توکل

---

② اس حدیث کی تخریج پہلی جلد میں آ چکی ہے۔ (از مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِيْ يَدِاللّٰهِ وَ اَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ اِذَا اُصِبْتَ بِهَا' اَرْغَبَ مِنْكَ فِيْهَا' لَوْ اَنَّهَا اُبْقِيَتْ لَكَ۔

ہو) اور دنیا میں جو رنج و مصیبت پہنچے اس سے زیادہ خوش ہو بہ نسبت اس مصیبت کے جو آئے تو دنیا میں مگر اٹھا رکھی جائے آخرت کے لیے۔ ہشام کا قول ہے کہ ابو ادریس خولانی کی رائے اس حدیث کے متعلق یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث میں ایسی ہے جیسے کندن سونے میں (یعنی نہایت عمدہ حدیث ہے اگرچہ سب احادیث عمدہ ہیں)

② ⟸ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ' نا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ' عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى عَائِشَةَ اَنْ اُكْتُبِيْ اِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ' وَ لَا تُكْثِرِيْ عَلَيَّ قَالَ: فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ: سَلَامٌ عَلَيْكَ! اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ' وَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ' وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

مدینہ کے ایک شخص سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امیر معاویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھ بھیجا کہ مجھے ایک خط تحریر فرمائیں جس میں مجھے کچھ نصیحت فرمائیں مگر زیادہ نصائح نہ ہوں (صرف جامع قسم کی نصیحت لکھ بھیجیں) راوی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ نے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا۔ سلام علیک (آپ پر سلامتی ہو) امابعد میں نے (خود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے سنا ہے جو شخص لوگوں کی ناراضگی کے بدلہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا طلبگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی ایذا رسانی سے کافی ہو جاتا ہے اور جو شخص اللہ کی ناراضگی کے عوض لوگوں کی خوشی کا خواستگار ہو گا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے رحم و کرم کے سپرد کر دیتا ہے۔ والسلام علیک۔

مآخذ:

① ✿ ابن ماجه کتاب الزهد باب الزهد فی الدنیا ✿ ترمذی ج ۲ ص ۵۹۔ ابواب الزهد باب ماجاء فی الزهادة فی الدنیا..... هذا حدیث غریب لا نعرفه الامن هذا الوجه و ابوادریس الخولانی اسمه عائذ الله بن عبدالله و عمرو بن واقد منکر الحدیث ✿ ابن ماجہ میں ہے۔ قَالَ هِشَامٌ قَالَ: اَبُوْاِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ۔ يَقُوْلُ مَثَلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي الْاَحَادِيْثِ كَمَثَلِ الْاِبْرِيْزِ فِي الذَّهَبِ۔

② ترمذی ج ۲ ص ۶۷۔ ابواب الزهد' باب ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایفائے عہد کی تاکید

ان الغادر ینصب له لواء یوم القیمة فیقال انه غدرة فلان۔ (ابوداؤد)

معاہدہ توڑنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا کہ یہ پیمان شکنی کا نشان فلاں شخص کا ہے۔

و فی روایة لکل غادر لواء یرکز عند باب استه یوم القیمة یعرف به غدره۔

ایک دوسری روایت ہے کہ پیمان شکن کے مقام مخصوص پر نشان گاڑا جائے گا۔ اور اسی سے وہ قیامت کے روز پہچانا جائے گا۔ ①

(حضورؐ) جب لشکر کو رخصت فرماتے تو امراء جیوش کو حضور ﷺ یہ وصیت فرماتے۔

لا تغلوا ولا تغدروا۔

دیکھنا کسی کے ساتھ خیانت نہ کرنا اور معاہدہ نہ توڑنا۔ ②

یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے "نقض عہد" کی اجماعی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ ابن ہمام فرماتے ہیں:-

الغدر حرام بالاجماع۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۳۳۶)

عہد شکنی (غدر) کے متعلق اجماع ہے کہ وہ حرام ہے۔

(سود ص ۳۲۴)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْغَادِرَ یُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُقَالُ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَا وَكِیْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْیَانَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: نَا یَحْیَى بْنُ اٰدَمَ، قَالَ: اَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: اَمْلَاهُ عَلَیْنَا اِمْلَاءً ح قَالَا: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ: ثَنِیْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ یَعْنِیْ ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ: نَا سُفْیَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ اَمِیْرًا عَلٰى جَیْشٍ اَوْ سَرِیَّةٍ اَوْصَاهُ فِیْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ مَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا ثُمَّ قَالَ: اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا فَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا۔ الخ۔

ماخذ:

① ابوداؤد ج ۳ ص ۸۲۔ کتاب الجهاد باب فی الوفاء بالعهد ✿ بخاری نے اس روایت کو بیان کیا ہے اور یہی الفاظ نقل کیے ہیں ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۱۲۔ کتاب الادب، باب یدعی الناس بابائهم۔ بخاری کی ایک روایت میں ان الغادر یرفع له لواء بھی ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں لکل غادر لواء یوم القیامة قال احدهما: ینصب و قال الاخر: یری یوم القیامة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعرف به اور ایک روایت میں لکل غادر لواء ینصب بغدرته بھی منقول ہے۔ یہ دونوں روایتیں کتاب الادب باب اثم الغادر للبر والفاجر میں مذکور ہیں اور کتاب الفتن ج ۲ ص ۱۰۵۳ پر ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة ہے اور کتاب الحیل ج ۲ ص ۱۰۳۰ پر لکل غادر لواء یوم القیامة یعرف به ہے۔ ✿ مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں لکل غادر لواء عند استه یوم القیامة اور دوسری روایت میں لکل غادر لواء یوم القیامة یرفع له بقدر غدره الا ولا غادر اعظم غدرا من امیر عامة۔ (مسلم ج ۲ ص ۸۳۔ کتاب الجهاد والسیر باب تحریم الغدر۔

اور عبداللہ بن عمر سے بھی روایات نقل کی ہیں ایک روایت میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَقِيْلَ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔ اور ایک دوسری روایت میں ان الغادر ینصب اللّٰه له لواء یوم القیامة فیقال الا هذا غدرة فلان۔ اور ایک تیسری روایت میں ہے لکل غادر لواء یوم القیامة یقال: هذه غدرة فلان اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس دونوں سے لکل غادر لواء یوم القیامة یعرف به ایک میں یقال: هذه غدرة فلان بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے بھی ابن عمر کی روایت کتاب الجهاد باب الوفاء بالعهد کے تحت ذکر کی ہے اور ترمذی نے ابواب السیر باب ماجاء ان لکل غادر لواء یوم القیامة میں ابن عمر کی روایت نقل کی ہے اور ابواب الفتن ج ۲ ص ۴۳ باب ما اخبر النبی صلی الله علیه وسلم اصحابه بما هو کائن الی یوم القیامة کے تحت الا انه ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة بقدر غدرته' ولا غدرة اعظم من غدرة امام عام یرکز لواء ہ عند استه۔ الخ بھی نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۶۴۔ کتاب البیوع باب فی الغدر میں ابن عمرؓ کی روایت لکل غادر لواء یوم القیامة یقال هذه غدرة فلان نقل کی ہے۔ اور ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۱' ۴۱۷' ۴۴۱ = ج ۲ ص ۱۶' ۲۹' ۴۸' ۴۹' ۵۶' ۷۰' ۷۵' ۹۶' ۱۰۳' ۱۱۲' ۱۱۶' ۱۲۳' ۱۲۶' ۱۴۲' ۱۵۶ = ج ۳ ص ۷' ۱۹' ۳۵' ۳۹' ۴۶' ۶۱' ۶۴' ۷۰' ۸۴' ۱۴۲' ۱۵۰' ۲۵۰' ۲۷۰ وغیرہ۔

⑫ مسلم ج ۲ ص ۸۲۔ کتاب الجهاد باب تامیر الامام الامراء علی البعوث ووصیة ایاهم باداب الغزو وغیرها ✿ السنن الکبری ج ۹ ص ۶۹۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵۶ ✿ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۶ ص ۳۵ ✿ خطیب بغدادی ج ۶ ص ۳۷۷ ✿ طبرانی صغیر ج ۱ ص ۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کی اصل خوبی

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیا تو تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اٹھا لے گا اور ایک دوسری قوم لے آئے گا جو گناہ کرے گی اور مغفرت چاہے گی پس اللہ اس کو بخش دے گا"۔

تشریح: (مندرجہ بالا) حدیث مسلم' ترمذی اور مسند احمد میں متعدد طریقوں سے منقول ہوئی ہے۔ اور روایت کے اعتبار سے اس پر کوئی وزنی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ رہا اس کا مضمون' تو اس موضوع سے متعلق جو دوسری احادیث وارد ہوئی ہیں ان سب کے ساتھ ملا کر اسے پڑھا جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں نکلتا کہ آدمی کو جان جان کر گناہ کرنا چاہیے اور پھر توبہ کر لینی چاہیے۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ انسان جب تک انسان ہے بالکل بے خطا اور بے گناہ نہیں ہو سکتا۔ انسان کی اصل خوبی یہ نہیں ہے کہ اس سے کبھی گناہ سرزد ہی نہ ہو' بلکہ اس کی اصل خوبی یہ ہے کہ جب بھی اس سے گناہ سرزد ہو جائے وہ نادم ہو اور اپنے خدا سے معافی مانگے۔ اس مضمون کو ذہن نشین کرنے کے لئے حضورؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ کو بے گناہ مخلوق ہی پیدا کرنی ہوتی تو انسانوں کے بجائے کوئی اور مخلوق پیدا کرتا۔ انسان کو تو خدا نے نیکی اور گناہ دونوں کی صلاحیت و استعداد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور اس نوعیت کی مخلوق سے بے گناہی مطلوب نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے تو بڑے سے بڑا مقام یہی ہو سکتا ہے کہ بتقاضائے بشریت جب بھی اس سے قصور سرزد ہو' اس پر اصرار نہ کرے بلکہ نادم ہو کر استغفار کرے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۲۳۹ تا ۲۴۱)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ' نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ' انا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرِ الْجَزَرِیِّ' عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِکُمْ' وَ لَجَآءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ' فَیَغْفِرُلَهُمْ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت:

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: لَوْ اَنَّکُمْ لَمْ تَکُنْ لَکُمْ ذُنُوْبٌ یَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَکُمْ لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوْبٌ یَغْفِرُهَا لَکُمْ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَوْلَا اَنَّکُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا یُذْنِبُوْنَ یَغْفِرُلَهُمْ۔

② ⟸ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ایک روایت:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: انزلت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا' وَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ قَاعِدٌ فَبَکٰی' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ: مَا یُبْکِیْكَ یَا اَبَابَکْرٍ؟ قَالَ: یُبْکِیْنِیْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ فَقَالَ: لَوْلَا اَنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ وَ تُذْنِبُوْنَ فَیَغْفِرُلَکُمْ لَخَلَقَ اللّٰہُ قَوْمًا یُخْطِئُوْنَ وَ یُذْنِبُوْنَ فَیَغْفِرُلَهُمْ۔

ماخذ:

① مسلم ج ۲ ص ۳۵۵- کتاب التوبہ- باب سقوط الذنوب بالاستغفار و التوبة ❁ مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۹- ج ۲ ص ۳۰۵-

ترمذی میں اس طرح نقل ہے:

◇ وَلَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَجَآءَ اللّٰہُ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ کَیْ یُذْنِبُوْا فَیَغْفِرُلَهُمْ۔

◇ ترمذی ج ۲ ص ۷۹- ابواب صفة الجنة- باب ماجاء فی صفة الجنة و نعیمها ❁ المعجم الکبیر (الطبرانی) ج ۴ ص ۱۵۶- ابوصرمة عن ابی ایوب رحمه اللّٰه کے تحت حدیث نمبر ۳۹۹۱ ❁ الطبرانی میں لو لا انکم اور لو لم دونوں طرح سے روایات منقول ہیں۔

② ابن ابی الدنیا ❁ الطبرانی ❁ ابن مردویه' ❁ بیهقی فی شعب الایمان ❁ بحواله فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۴۸۱ سورة الزلزال ❁ تفسیر ابن جریر ج ۱۲ جز ۳۰- سورة الزلزال ص ۱۷۵ ❁ ابن جریر نے لخلق اللّٰه امة نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاکر و صابر بندے کی پہچان

① من نظر فی دینه الی من هو فوقه، فاقتدٰی به و نظر فی دنیاه الی من هو دونه، فحمد اللّٰه علی ما فضله اللّٰه علیه، کتبه اللّٰه شاکرا صابرا و من نظر فی دینه الی من هو دونه و نظر فی دنیاه الی من هو فوقه تاسف علی ما فاته منه لم یکتبه اللّٰه شاکرا و لا صابرا۔

جس نے اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھا اور اس کی پیروی میں آگے بڑھا، اور اپنی دنیا کے معاملے میں اپنے سے کمتر کو دیکھا اور اللہ کے دیئے ہوئے فضل پر اس کا شکر ادا کیا، وہ اللہ کے ہاں شاکر اور صابر لکھا گیا۔ بخلاف اس کے جس نے اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے کم تر کو اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے اونچے کو دیکھا اور دنیا پانے میں جو کمی رہ گئی اس پر حسرت و اندوہ میں مبتلا ہوا وہ اللہ کے ہاں نہ شاکر لکھا گیا نہ صابر۔

تشریح: مومن کا کام یہ ہے کہ دولت دین کے معاملہ میں وہ ہمیشہ اپنے سے اونچے لوگوں کی طرف دیکھے تاکہ یہ دولت کمانے کی حرص کبھی اس کے اندر بجھنے نہ پائے، اور دولت دنیا کے معاملے میں ہمیشہ اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف دیکھے تاکہ جتنا کچھ بھی اس کے رب نے اسے دیا ہے اس پر وہ خدا کا شکر بجالائے اور زر و مال کی پیاس تھوڑے ہی سے بجھ جائے۔

(ہدایات ۱۹ویں اشاعت ۱۹۸۰ء ص ۲۴-۲۵)

تخریج:

⇐ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ، نا عَبْدُاللّٰهِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَ مَنْ لَمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا، مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ، وَ مَنْ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَاللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَ مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَافَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا۔

مآخذ:

ترمذی ج ۲ ص ۷۷۔ ابواب صفة القيامة، باب .....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دانش مند آدمی

الکیس من دان نفسہ و عمل لما بعد الموت۔

"عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مغلوب کر لیا اور وہ کام کیا جو اس کی آخرت کے لئے نافع ہو"۔

(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۴۰)

تخریج:

① حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ نا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ ح وَ ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نا عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ نا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ۔ (هذا حديث حسن)

حضرت شداد بن اوس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مغلوب کر لیا اور وہ کام کیا جو اس کی آخرت کے لیے نافع ہو اور عاجز و بے بس وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے تابع کر دیا اور اللہ سے طرح طرح کی تمنا کی یہ حدیث حسن ہے۔

معنی قوله: من دان نفسه: يقول يحاسب نفسه في الدنيا قبل ان يحاسب يوم القيامة۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کا دنیا میں احتساب کرے، اس سے پہلے کہ قیامت کے روز اس کا محاسبہ کیا جائے۔

② وَ يُرْوٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَ تَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ وَ اِنَّمَا يُخَفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا وَ يُرْوٰى عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: لَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتّٰى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيْكَهُ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُهُ وَ مَلْبَسُهُ۔

حضرت عمرؓ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا: اپنے نفسوں کا اس سے پہلے ہی محاسبہ کر لو کہ قیامت کے روز تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ حضرت میمون بن مہران سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: بندہ اس وقت تک متقی و پرہیز گار نہیں بن سکتا جب تک اپنے نفس کا خوب محاسبہ نہیں کرتا جیسے وہ اپنے شریک کا سختی سے احتساب کرتا ہے کہ ہ اپنا کھانا اور اپنا لباس کہاں سے لایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ:

① ترمذی ج ۲ ص ۷۲- ابواب صفة القیامة-

② ابن ماجه کتاب الزهد باب ۳۱- ذکر الموت والاستعداد له عن شداد بن اوس ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۴- عن شداد بن اوس- ✿ تاریخ بغداد- خطیب بغدادی ج ۱۲ ص ۵۰- ✿ المعجم الکبیر (الطبرانی) ج ۷ ص ۲۸۱- عن عبدالرحمن بن غنم الاشعری عن شداد بن اوس- ص ۲۸۴- حدیث نمبر ۷۱۴۱، ۷۱۴۳ اور عن ضمرة بن حبیب عن شداد بن اوس- ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۷- کتاب الایمان' باب الکیس من دان نفسه و عمل لما بعدالموت عن شداد بن اوس هذا حدیث صحیح علی شرط البخاری و لم یخرجاه ✿ شعب الأیمان للبیهقی ج ۷ ص ۳۵۰- عن شداد بن اوس-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہبانیت (ترک دنیا) اسلام کی نظر میں

① لا رھبانیة فی الاسلام۔ (مسند احمد)

حضور ﷺ نے فرمایا اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں۔

② رھبانیة ھذہ الامة الجھاد فی سبیل اللّٰہ۔ (مسند احمد۔ مسند ابی یعلٰی)

حضور ﷺ نے فرمایا: اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

③ اما و اللّٰہ انی لاخشاکم للّٰہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطرو اصلی و ارقد واتزوج النساء‘ فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ صحابہ میں سے ایک صاحب نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا‘ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہ کروں گا‘ تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہ کروں گا اور عورت سے کوئی واسطہ نہ رکھوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: ”خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا اور اس سے تقویٰ کرتا ہوں۔ مگر میرا طریقہ یہ ہے کہ روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا‘ راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس کو میرا طریقہ پسند نہ ہو اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں“۔

④ لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللّٰہ علیکم فان قوما شددوا فشدد اللّٰہ علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار۔

”اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تم پر سختی کرے‘ ایک گروہ نے یہی تشدد اختیار کیا تھا تو اللہ نے بھی پھر اسے سخت پکڑا۔ دیکھ لو وہ ان کے بقایا راہب خانوں اور کنیسوں میں موجود ہیں“۔

تشریح: گویا کہ رہبانیت ایک غیر اسلامی چیز ہے۔ اس امت کے لئے روحانی ترقی کا راستہ ترک دنیا نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے اور یہ امت فتنوں سے ڈر کر جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نہیں بھاگتی بلکہ راہ خدا میں جہاد کر کے ان کا مقابلہ کرتی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۲۴۔ الحدید حاشیہ ۵۳)

تخریج:

① ⇐ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ۔

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

② ⇐ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ‘ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ‘ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ العمی عَنْ اَبِي اَيَّاسٍ‘ عَنْ اَنَسٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْنِ مَالِكٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَهْبَانِيَّةٌ، وَ رَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

لئے رہبانیت ہے۔ اور اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

(۳) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ الطَّوِيْلُ، اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا: وَ اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ، قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا، وَ قَالَ اٰخَرُ: اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ، وَ قَالَ اٰخَرُ وَ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا، فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَ كَذَا، اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ اَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ وَ اُصَلِّيْ وَ اَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تین صحابی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے اور ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ جب ان کو آپ کی عبادت کے بارے میں باخبر کیا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے مقابلہ میں کیا مقام ہے جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے گئے ہیں۔ ان میں ایک صحابی نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا، دوسرے نے کہا، میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا، میں کبھی شادی نہیں کروں گا اور عورت سے کوئی واسطہ نہ رکھوں گا۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا تمہیں وہ لوگ ہو جنہوں نے یہ باتیں کی ہیں۔ اللہ کی قسم۔ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور اس سے تقویٰ کرتا ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس کو میرا راستہ پسند نہ ہو اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔

(۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: دَخَلَتْ امْرَاَةُ عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنٍ اَحْسِبُ اِسْمُهَا خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ، عَلٰى عَائِشَةَ وَ هِيَ بَاذَّةُ الْهَيْئَةِ، فَسَاَلَتْهَا: مَا شَاْنُكِ؟ فَقَالَتْ:

حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ عثمان بن مظعون کی اہلیہ میرا خیال ہے اس کا نام خولہ بنت حکیم تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت اس کی حالت نہایت پراگندہ تھی۔ ایسی حالت دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت فرمایا کیا حال ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زَوْجِيْ يَقُوْمُ اللَّيْلَ، وَ يَصُوْمُ النَّهَارَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ لَهُ فَلَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! اِنَّ الرَّهْبَانِيَّةَ لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا، اَفَمَالَكَ فِيَّ اُسْوَةٌ؟ فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ اَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ اَحْفَظُكُمْ لِحُدُوْدِهٖ۔

تمہارا؟ اس نے جواب دیا کہ میرا شوہر شب بھر قیام کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ اسی اثنا میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ خود عثمان بن مظعون سے ملے اور فرمایا اے عثمان رہبانیت تو ہم پر لازم و واجب نہیں کی گئی۔ کیا تمہارے لئے میرے عمل میں نمونہ نہیں ہے؟ اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور اس کی حدود کی تم سے زیادہ حفاظت کرتا ہوں۔

(2) ⟸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الْعَمْياءِ، اَنَّ سَهْلَ بْنَ اَبِيْ اُمَامَةَ، حَدَّثَهُ، اَنَّهُ دَخَلَ هُوَ، وَ اَبُوْهُ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِالْمَدِيْنَةِ، (فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَ هُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ) فَاِذَا هُوَ يُصَلِّيْ صَلَاةً خَفِيْفَةً دَقِيْقَةً كَاَنَّهَا صَلَاةُ مُسَافِرٍ اَوْ قَرِيْبًا مِنْهَا، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ اَبِيْ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، اَرَاَيْتَ هٰذِهِ الصَّلَاةُ الْمَكْتُوْبَةُ اَوْ شَيْءٌ تَنَفَّلْتَهُ؟ قَالَ: اِنَّهَا الْمَكْتُوْبَةُ، وَ اِنَّهَا لَصَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَخْطَاْتُ اِلَّا شَيْئًا سَهَوْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، فَيُشَدَّدُ عَلَيْكُمْ، فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَشَدَّدَاللّٰهُ عَلَيْهِمْ، فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ۔الخ۔

سہل بن ابی امامہ کا بیان ہے کہ وہ اور ان کا والد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ گئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان دنوں مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ امیر تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے بہت ہلکی سی نماز پڑھائی بلکہ ایسی جیسے مسافر کی نماز ہوتی ہے یا اس کے قریب قریب۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میرے والد نے پوچھا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا یہ فرض نماز تھی یا کوئی نفلی نماز؟ انہوں نے جواب دیا فرض نماز تھی اور یہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ میں نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی الا یہ کہ میں بھول گیا ہوں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تم پر سختی کرے۔ ایک گروہ نے یہی تشدد اختیار کیا تھا تو اللہ نے بھی پھرا سے سخت پکڑا دیکھ لو وہ ان کے بقایا راہب خانوں اور کنیسوں میں موجود ہیں۔ یہ رہبانیت ہے جسے انہوں نے خود ایجاد کیا ہے ہم نے ان پر اس کو فرض (لاگو) نہیں کیا۔

مآخذ:

(1) تفسیر روح المعانی جز ۹/ ۷۔ پ ۷ ص ۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۶۔

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں عبداللہ بن المبارک سے لِكُلِّ أُمَّةٍ رَهْبَانِيَّةٌ وَ رَهْبَانِيَّةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ نقل کیا ہے۔ مسند احمد ج ۳ ص ۸۲، ۲۶۶۔ پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے علیک بالجهاد فانه رهبانية الاسلام۔ الخ بھی نقل کیے۔ اور سنن دارمی نے کتاب النکاح باب ۳ پر اَنِّيْ لَمْ أُوْمَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

③ بخاری ج ۲ ص ۷۵۷۔ کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح ۞ مسلم ج ۱ ص ۳۵۳۔ کتاب الصیام باب ان القبلة۔ فی الصوم لیست محرمة علی من لم تحرک شهوته۔ اس مقام پر صرف لاخشاکم اور اتقاکم للّٰہ ہی ہے۔

③ مسند احمد ج ۶ ص ۲۲۶۔

④ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ کتاب الادب' باب فی الحسد ۞ مسند ابی یعلٰی بحواله تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۱۶۔ سوره حدید ۞ روح المعانی ج ۱۱ پ ۲۷ ص ۱۶۶۔ سوره حدید۔ ۞ الحکیم الترمذی' البیهقی فی الشعب عن انس بحواله فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۱۸۰۔ سوره الحدید۔ ۞ المعجم الکبیر (الطبرانی) ج ۶ ص ۷۳۔ حدیث نمبر ۵۵۵۱۔ عن ابی امامة بن سهل بن حنیف عن ابیه۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والدین کی نافرمانی

① اکبر الکبائر الاشراک باللّٰہ و قتل النفس و عقوق الوالدین و قول الزور۔

بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور قتل نفس اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا۔

(عن انس بن مالک الجہاد فی الاسلام ص ۲۶۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

② لن یزال المؤمن فی فسحة من دینه مالم یصب دمًا حرامًا۔

مومن اپنے دین کی وسعت میں اس وقت تک برابر رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام خون کو نہیں بہاتا۔

(عن ابن عمر الجہاد فی الاسلام ص ۲۶ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

③ اول ما یحاسب به العبد الصلوة و اول ما یقضی بین الناس یوم القیامة فی الدماء۔ (رواہ النسائی)

قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور پہلی چیز جس چیز کا فیصلہ لوگوں کے درمیان کیا جائے گا وہ خون کے دعوے ہیں۔

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ' قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ' قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ' قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْکَبَائِرُ ح وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو' قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ' عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ' عَنْ اَبِیْهِ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ یَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِیْ فُسْحَةٍ مِنْ دِیْنِهٖ مَالَمْ یُصِبْ دَمًا حَرَامًا۔

③ ⟸ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ یُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ شَرِیْكٍ عَنْ عَاصِمٍ' عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ' الصَّلَاةُ' وَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَآءِ۔

ایک دوسری روایت میں اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَآءِ۔

اور انہی حضرت عبداللہ سے مروی ایک اور روایت میں اَوَّلُ مَا یُحْکَمُ بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَآءِ بھی منقول ہے۔

◇ ⟸ حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْاَعْمَشِ' عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَآءِ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ❁ بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۵، کتاب الدیات، باب قول اللّٰہ و من احیاھا۔ اور بخاری ج ۲ ص ۸۸۴۔ کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر ❁ مسلم ج ۱ ص ۶۴۔ کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرھا۔ ❁ ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹۔ ابواب البیوع باب ماجاء فی التغلیظ فی الکذب والزور و نحوہ عن انس۔ اور ابواب التفسیر ج ۲ ص ۱۳۱۔ سورۃ النساء۔ ھذا حدیث حسن غریب صحیح ❁ نسائی ج ۷ ص ۸۸۔ کتاب التحریم باب ذکر الکبائر اور کتاب القسامۃ ج ۸ ص ۶۳۔ باب ماجاء فی کتاب القصاص تاویل قول اللّٰہ عزوجل و من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہٗ جھنم خالدا فیھا ❁ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۱۲۔ کتاب الدیات، باب التشدید فی قتل النفس المسلمۃ ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۲۰۱= ج ۳ ص ۱۳۱، ۱۳۴= ج ۵ ص ۳۱۳، ۳۱۴ ❁ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۱۹۷۔ کتاب الشھادات باب من جرب بشھادۃ زور لم تقبل شھادتہٗ۔

② ❁ بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۴۔ کتاب الدیات، باب و قول اللّٰہ و من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جھنم ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۹۴۔ عبداللّٰہ بن عمر ❁ مختصر بیھقی فی شعب الایمان ص ۱۲۵ ❁ بیھقی نے لا یزال المسلم نقل کیا ہے۔

③ ❁ نسائی ج ۷ ص ۸۳۔ کتاب التحریم۔ باب تعظیم الدم ❁ نسائی میں عمرو بن شرحبیل سے مروی روایت میں اول ما یقضی کے بعد فیہ کا اضافہ ہے ❁ ترمذی ج ۲ ص ۲۵۹۔ کتاب الدیات، باب الحکم فی الدماء کے تحت اِنَّ اَوَّلَ مَا یحکم بین العباد فی الدماء نقل کیا ہے۔ حدیث عبداللہ حدیث حسن صحیح۔

④ ❁ بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۴۔ کتاب الدیات، باب و قول اللّٰہ و من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جھنم ❁ بخاری ج ۲ ص ۹۶۷۔ کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامۃ ❁ مسلم ج ۲ ص ۶۰۔ کتاب القسامۃ باب اول ما یقضی فیہ بین الناس یوم القیامۃ۔ عن عبداللّٰہ۔ ❁ مسلم نے یوم القیامۃ بھی نقل کیا ہے ❁ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۹۔ ابواب الدیات، باب الحکم فی الدماء۔ عن عبداللّٰہ ترمذی نے بین الناس کی جگہ بین العباد نقل کیا ہے ❁ ابن ماجہ کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلما۔ عن عبداللّٰہ ❁ مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۸۔ عن عبداللّٰہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ پر صدقہ

"نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اپنے نفس پر صدقہ کرو، پھر اپنے اہل و عیال پر، پھر دوسرے لوگوں پر"۔ (1)

تشریح: اپنے نفس پر صدقہ کرنا یا اپنے اہل و عیال پر صدقہ کرنا ایک عجیب سا تخیل معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں اسلام کا انداز فکر کچھ ہے ہی دنیا سے نرالا۔ یہاں جو شخص اپنی خواہش نفس سے کھاتا ہے وہ تو بس کھالیتا ہے مگر جو خدا کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق سمجھ کر اپنی حلال کمائی سے اپنے جسم کو غذا دیتا ہے اور اپنے بیوی بچوں کو کھلاتا ہے وہ دراصل ایک ثواب کا کام کرتا ہے۔ ایک ایک لقمہ پر وہ اللہ کے ہاں اجر کا مستحق ہے۔ یہی بات ہے جس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا حال موسیٰ کی ماں جیسا ہے جنہوں نے اپنے ہی بچے کو دودھ پلایا اور اس پر اجرت بھی پائی۔ (2) اسی طرح مومن اپنے نفس اور اپنے بال بچوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اس پر خدا سے اجر بھی پاتا ہے۔

(اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر حاشیہ ص ۱۰۴، ۱۰۵)

تخریج:

(1) ⟸ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقُوْا فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ قَالَ: تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِكَ، قَالَ: عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ: تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى زَوْجَتِكَ، قَالَ: عِنْدِيْ اٰخَرُ، قَالَ: تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى وَلَدِكَ، قَالَ: عِنْدِيْ اٰخَرُ، قَالَ: تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى خَادِمِكَ، قَالَ: عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْتَ اَبْصَرُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صدقہ کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے اپنے نفس پر صدقہ کرو۔ اس نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو۔ اس نے پھر عرض کیا میرے پاس مزید ایک دینار ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے اپنی اولاد پر صدقہ کرو۔ اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا: اپنے خادم پر صدقہ کرو۔ وہ بولا میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے تو آپؐ نے فرمایا اس کا مصرف تجھے زیادہ معلوم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ✿ جَآءَ فِی الحدیث : ((مَثَلُ الَّذِیْ یَعْمَلُ وَ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرِ کَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰی تُرْضِعُ وَلَدَهَا وَ تَاْخُذُ اَجْرَهَا)).

مآخذ:

① ✿ نسائی ج ۵ ص ۶۲۔ کتاب الزکاۃ باب تفسیر ذلک ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۱۔ ۴۷۱۔ عن ابی ھریرۃ ✿ مسند احمد میں عندی آخر کی جگہ عندی دینار آخر ہے۔

② ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۲ ✿ سورۃ القصص آیت فرددنه الی امه کی تقرعینها۔ الآیة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسراف اور بخل کے درمیان راہِ اعتدال

من فقه الرجل قصده فی معیشته۔ ① (احمد، طبرانی بروایت ابی الدرداء) اپنی معیشت میں توسط اختیار کرنا آدمی کے فقیہ (دانا) ہونے کی علامتوں میں سے ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نبی ﷺ نے اسراف اور بخل کے درمیان راہِ اعتدال قائم کی ہے اس موقع پر یہ جان لینا چاہیے کہ اسراف کیا چیز ہے اور بخل کیا چیز۔

اسلامی نقطۂ نظر سے اسراف تین چیزوں کا نام ہے ایک ناجائز کاموں میں دولت صرف کرنا خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرے جائز کاموں میں خرچ کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جانا خواہ اس لحاظ سے کہ آدمی کو جو دولت اس کی ضرورت سے بہت زیادہ مل گئی ہو اسے وہ اپنے ہی عیش اور ٹھاٹ باٹ میں صرف کرتا چلا جائے۔ تیسرے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا، مگر اللہ کے لئے نہیں بلکہ ریا اور نمائش کے لئے۔

اس کے برعکس بخل کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات پر اپنی مقدرت اور حیثیت کے مطابق خرچ نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اس کے ہاتھ سے پیسہ نہ نکلے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال کی راہ اسلام کی راہ ہے۔ (سورۃ الفرقان ج ۳ حاشیہ ۸۳ ص ۴۶۴)

تخریج:

① ⟸ و قال الامام احمد: حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي تَمِيْمٍ الْغَسَّانِيُّ، عَنْ ضَمْرَةَ، عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ قَصْدُهُ فِيْ مَعِيْشَتِهٖ۔

② ⟸ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَالِيْنِيُّ، اَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ ابْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ اللَّيْثِ، ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ اَبِي شَجَرَةٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ اَنْ يُّصْلِحَ مَعِيْشَتَهٗ قَالَ: وَ لَيْسَ مِنْ حُبِّكَ الدُّنْيَا، طَلَبُ مَا يُصْلِحُكَ قَالَ الشَّيْخُ۔ تفرد به سعيد بن سنان هذا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: اپنی معیشت کی اصلاح کرنا آدمی کے عقل مند ہونے کی علامتوں میں سے ہے۔ نیز فرمایا: جن سے اپنی معیشت کی اصلاح ہوتی ہے ان کا طلب کرنا دنیا کی محبت میں شمار نہیں ہوتا۔

① مسند احمد میں ابوالدرداء کی مرویات میں یہ الفاظ نہیں ملے۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ ⟸ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعْدٍ الْمَالِيْنِيُّ' انا اَبُوْ اَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ اثنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الصُّغَيْرَاءِ' اَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ ثنا اَبُوالْيَمَانِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ' عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِقْهِكَ رِفْقُكَ فِيْ مَعِيْشَتِكَ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تیرا اپنی معیشت میں نرم رویہ اختیار کرنا تیرے دانش مند ہونے کی نشانیوں میں سے ہے۔

مآخذ:

① ✿ ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۵۔ سورة الفرقان آیت ﴿ وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾

② ③ ✿ شُعَب الایمان للبیهقی ج ۵ ص ۲۵۴ ✿ کنز العمال ج ۳ ص ۵۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناپ تول میں کمی کا مرض

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب نبی ﷺ مدینے تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں میں کم ناپنے اور تولنے کا مرض بری طرح پھیلا ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴾ نازل کی اور لوگ بہت اچھی طرح ناپنے تولنے لگے۔ (نسائی' ابن ماجہ' ابن مردویہ' ابن جریر' بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ المطففین مدنی سورۃ ہے حالانکہ اس کے انداز بیان اور مضامین سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکۂ معظمہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔ دراصل صحابہ اور تابعین کا یہ عام طریقہ تھا کہ ایک آیت جس معاملہ پر چسپاں ہوتی ہو اس کے متعلق وہ یوں کہا کرتے تھے کہ یہ فلاں معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جب ہجرت کے بعد نبی ﷺ نے مدینہ کے لوگوں میں یہ بری عادت پھیلی ہوئی پائی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے یہ سورۃ ان کو سنائی اور اس سے ان کے معاملات درست ہو گئے۔

(تفہیم القرآن ج ۶ ص ۲۷۸۔ المطففین زمانۂ نزول)

تخریج:

① حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ' وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيْلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ' قَالَا: ثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ' حَدَّثَنِي اَبِيْ' حَدَّثَنِي يَزِيْدُ النَّحْوِيُّ: اَنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ' كَانُوْا مِنْ اَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلاً۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ ﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴾ فَاَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَالِكَ۔

فی الزوائد: اسناده حسن' لان محمد بن عقیل و علی بن الحسین مختلف فیه' و باقی رجال الاسناد ثقات۔

مآخذ:

① ✿ ابن ماجه۔ کتاب التجارات' باب التوقی فی الکیل والوزن ✿ ابن جریر ج ۱۲ جز ۲۸' ۳۰۔ پ ۳۰ ص ۵۸۔ سورة المطففین ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۸۳ ✿ روح المعانی ج ۱۰ پ ۳۰ ص ۶۷۔ سورة المطففین ✿ بیهقی فی شُعَب الایمان اور ابن مردویه۔ بحواله روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی سوسائٹی میں بدعتی کا مقام

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علٰی هدم الاسلام۔ جس شخص نے کسی صاحب بدعت کی تعظیم و توقیر کی وہ دراصل اسلام کی عمارت ڈھانے میں مددگار ہوا؟

تشریح: جو شخص بھی مسلمانوں میں شامل رہ کر منافقانہ روش اختیار کرے اور جس کے طرز عمل سے بھی یہ ظاہر ہو کہ وہ خدا اور رسولؐ اور اہل ایمان کا مخلص رفیق نہیں ہے' اسے کھلم کھلا بے نقاب کیا جائے' علانیہ اس کو ملامت کی جائے۔ سوسائٹی میں اس کے لئے عزت و اعتبار کا کوئی مقام باقی نہ رہنے دیا جائے' معاشرت میں اس سے قطع تعلق ہو' جماعتی مشوروں سے وہ الگ رکھا جائے' عدالتوں میں اس کی شہادت غیر معتبر ہو' عہدوں اور مناصب کا دروازہ اس کے لئے بند رہے' محفلوں میں اسے کوئی منہ نہ لگائے' ہر مسلمان اس سے ایسا برتاؤں کرے جس سے اس کو خود معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کی پوری آبادی میں کہیں بھی اس کا کوئی وقار نہیں اور کسی دل میں بھی اس کے لئے احترام کا کوئی گوشہ نہیں۔ پھر اگر ان میں سے کوئی شخص کسی صریح غداری کا مرتکب ہو تو اس کے جرم پر پردہ نہ ڈالا جائے نہ اسے معاف کیا جائے بلکہ علی رؤس الاشهاد اس پر مقدمہ چلایا جائے اور اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔

یہ ایک نہایت اہم ہدایت تھی جو اس مرحلہ پر مسلمانوں کو دی جانی ضروری تھی۔ اس کے بغیر اسلامی سوسائٹی کو تنزل و انحطاط کے اندرونی اسباب سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا تھا کوئی جماعت جو اپنے اندر منافقوں اور غداروں کو پرورش کرتی ہو اور جس میں گھریلو سانپ عزت اور تحفظ کے ساتھ آستینوں میں بٹھائے جاتے ہوں۔ اخلاقی زوال اور بالآخر کامل تباہی سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ نفاق کا حال طاعون کا سا ہے اور منافق وہ چوہا ہے جو اس وبا کے جراثیم لیے پھرتا ہے۔ اس کو آبادی میں آزادی کے ساتھ چلنے پھرنے کا موقع دینا گویا پوری آبادی کو موت کے خطرے میں ڈالنا ہے۔ ایک منافق کو مسلمانوں کی سوسائٹی میں عزت و احترام کا مرتبہ حاصل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ہزاروں آدمی غداری و منافقت پر دلیر ہو جائیں اور یہ خیال عام ہو جائے کہ اس سوسائٹی میں عزت پانے کے لئے اخلاص' خیر خواہی اور صداقت ایمانی کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ جھوٹے اظہار ایمان کے ساتھ خیانت اور بے وفائی کا رویہ اختیار کر کے بھی یہاں آدمی پھل پھول سکتا ہے۔ یہی بات ہے جسے نبی کریم ﷺ نے اس مختصر سے حکیمانہ فقرے میں بیان فرمایا ہے۔ (۱۱)

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۲۱۶۔ التوبہ حاشیہ ۸۲)

---

(۱۱) پھر احکام خداوندی سے منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی منع کر دیا گیا۔ تبوک سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین مر گیا۔ اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ جو مخلص مسلمانوں میں سے تھے نبی ﷺ کی خدمت =

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج:

① قَالَ: و نا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ' اَنَا اَبُوْ هُمَامٍ' نَاحَسَّانُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ الطَّائِفِيْ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔

ماخذ:

① شُعَب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۶۱ ۞ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱۔ کتاب الاعتصام فصل ثالث۔ بحواله بیهقی فی شعب الایمان۔ مرسلاً (لاسقاط الصحابی من السند) ۞ طبرانی کبیر عن عبداللّٰه بن بشیر ۞ سعید بن منصور فی سننه۔ بحواله کنزالعمال ج ۱ ص ۲۱۹۔ حدیث نمبر ۱۱۰۲۔

= میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کے لئے آپؐ کا کرتا مانگا۔ آپؐ نے کمال فراخ دلی کے ساتھ عطا کر دیا۔ پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپؐ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے باصرار عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ اس شخص پر نماز جنازہ پڑھیں گے جو یہ اور یہ کر چکا ہے۔ مگر حضور ﷺ ان کی یہ سب باتیں سن کر مسکراتے رہے اور اپنی اس رحمت کی بنا پر جو دوست دشمن سب کے لئے عام تھی۔ آپؐ نے اس بدترین دشمن کے حق میں بھی دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا۔ آخر جب آپ نماز پڑھانے کھڑے ہی ہو گئے تو براہ راست حکم خداوندی سے آپ کو روک دیا گیا۔ کیونکہ اب یہ مستقل پالیسی مقرر کی جا چکی تھی کہ مسلمانوں کی جماعت میں منافقین کو کسی طرح پنپنے نہ دیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے اس گروہ کی ہمت افزائی ہو۔

اسی سے یہ مسئلہ نکلا ہے کہ فساق و فجار اور مشہور لعنتی لوگوں کی نماز جنازہ مسلمانوں کے امام اور سربرآوردہ لوگوں کو نہ پڑھانی چاہیے نہ پڑھنی چاہیے۔ (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۲۱۶' التوبہ حاشیہ ۸۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحفہ دے کر واپس لینا

(کسی کو تحفہ دے کر واپس لینے کو حدیث میں) اس کتے کے فعل سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی ہی قے کو خود چاٹ لے۔

تشریح: یہ بات اسلام کے اخلاقی اصولوں کی ضد ہے کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز کو جسے وہ دوسرے شخص کو ہبہ یا ہدیہ و تحفہ کے طور پر دے چکا ہو' واپس مانگے مگر خصوصیت کے ساتھ ایک شوہر کے لئے تو یہ بہت ہی شرمناک ہے کہ وہ طلاق دے کر رخصت کرتے وقت اپنی بیوی سے وہ سب کچھ (یعنی مہر اور زیور کپڑے وغیرہ) رکھوا لینا چاہے جو اس نے کبھی اسے خود دیا تھا۔ اس کے برعکس اسلام نے یہ اخلاق سکھائے ہیں کہ آدمی جس عورت کو طلاق دے اسے رخصت کرتے وقت کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرے۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۷۵۔ البقرۃ حاشیہ ۲۵۱)

تخریج:

◄ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ۔ الخ

حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدیہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کی جانب رجوع کرتا ہے۔ (پہلے قے کرتا ہے پھر چاٹنے لگتا ہے)

ماخذ:

✿ بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۲۔ کتاب الحیل باب فی الهبة و الشفعة۔ الخ اور بخاری ج ۱ ص ۳۵۲۔ کتاب الهبة باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها کے تحت اس روایت کو نقل کیا اور ایک روایت میں ابن عباس سے العائد فی هبته کالکلب یقئ ثم یعود فی قیئه بھی منقول ہے اور کتاب الزکاۃ ج ۱ ص ۲۰۲۔ باب هل یشتری صدقته۔ الخ کے ضمن میں فان العائد فی صدقته کالعائد فی قیئه منقول ہے اور کتاب الجهاد ج ۱ ص ۴۲۱ باب اذا حمل علی فرس فرأها تباع کے تحت بھی فان العائد فی هبته کالکلب یعود فی قیئه۔ منقول ہے۔ ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۶۔ کتاب الهبات' باب تحریم الرجوع فی الصدقة۔ الخ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۹۱۔ کتاب البیوع باب الرجوع فی الهبة ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۴۲۔ ابواب البیوع' باب ماجاء فی کراهیة الرجوع من الهبة ✿ نسائی ج ۵ ص ۱۰۹۔ کتاب الزکاۃ باب شراء الصدقة۔ اور کتاب الهبة ج ۶ ص ۲۶۵ اور کتاب الرقبی ج ۶ ص ۲۷۰ ✿ ابن ماجه۔ کتاب الهبات باب ۵ الرجوع فی الهبة۔ عن ابن عمر و ابن عباس ✿ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۰۹۔ کتاب الزکاۃ باب اشتراء الصدقة والعود فیها ✿ مسند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد ج ۱ ص ۲۱۷- ۲۵۰- ۲۹۱- ۳۲۷- ۳۳۹- ۳۴۲- ۳۴۵- ج ۲ ص ۱۸۲ وغیرہ-

ابن ماجہ میں ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں منقول ہے-

اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ عَطِیَّتِہٖ کَمَثَلِ الْکَلْبِ، اَکَلَ حَتّٰی اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِہٖ فَاَکَلَہٗ-

اپنا عطیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے جو کھاتا ہے جب سیر ہو جاتا ہے تو کھایا پیا قے کر دیتا ہے اور پھر اس قے شدہ چیز کی جانب پلٹ آتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے-

یہ روایت نسائی نے کتاب الھبۃ میں بھی نقل کی ہے- اور ابوداؤد نے ج ۳ ص ۲۹۱ پر کتاب البیوع میں بھی-

✿ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۴ ص ۱۵۱- کتاب الزکاۃ باب کراھیۃ ابتیاع ماتصدق بہ من یدی من تصدق علیہ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں صلح کرانے والا

① عن ام کلثوم بنت عقبة ابن معیط قالت سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا۔ (متفق علیه)

و فی روایة مسلم زیادة قالت و لم اسمعه یرخص فی شیء مما یقوله الناس الا فی ثلث یعنی الحرب والاصلاح بین الناس و حدیث الرجل امرأته و حدیث المرأة زوجها۔

ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور اس غرض کے لیے خیر کو پہنچاتا اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملے میں وہ باتیں کرنے کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا جو لوگ کیا کرتے ہیں۔ مگر تین معاملات اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک جنگ' دوسرے اصلاح بین الناس' تیسرے میاں اور بیوی کی باتیں"۔

② عن اسماء بنت یزید عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا یحل الکذب الا فی ثلث تحدث الرجل امرأتهٔ لیرضیها والکذب فی الحرب و فی الاصلاح بین الناس۔ (ترمذی)

اسماء بنت یزید نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ جھوٹ جائز نہیں ہے مگر تین چیزوں میں۔ مرد کی بات عورت سے تاکہ وہ اسے راضی کرے' جنگ اور اصلاح بین الناس۔

تشریح : راست بازی و صداقت شعاری اسلام کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے اور جھوٹ اس کی نگاہ میں ایک بدترین برائی ہے۔ لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب تک کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ صلح بین الناس اور ازدواجی تعلقات کی درستی کے لئے اگر صرف صداقت کو چھپانے سے کام نہ چل سکتا ہو تو ضرورت کی حد تک جھوٹ سے بھی کام لینے کی شریعت نے صاف اجازت دی ہے۔ جنگ کی ضروریات کے لئے تو جھوٹ کی صرف اجازت ہی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی سپاہی دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جائے اور دشمن اس سے اسلامی فوج کے ہم راز معلوم کرنا چاہے تو ان کو بتانا گناہ اور دشمن کو جھوٹی اطلاع دے کر اپنی فوج کو بچانا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ظالم کسی بے گناہ کے قتل کے درپے ہو اور وہ غریب کہیں چھپا ہوا ہو تو سچ بول کر اس کے چھپنے کی جگہ بتا دینا گناہ اور جھوٹ بول کر اس کی جان بچالینا واجب ہے۔ اس کی عملی مثالیں بھی احادیث میں موجود ہیں۔ کعب بن اشرف کے قتل کے لئے محمد بن مسلمہ کو جب حضور ﷺ نے مامور کیا تو انہوں نے اجازت مانگی کہ اگر کوئی جھوٹ بولنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑے تو بول سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے بالفاظ صریح انہیں اس کی اجازت دی۔ (۳) (بخاری، باب الکذب فی الحرب و باب الفتک باھل الحرب) حجاج بن علاط نے غزوۂ خیبر کے موقع پر مکہ والوں کے قبضے سے اپنا مال نکال کر لے جانے کے لئے جھوٹ سے کام لینے کی اجازت مانگی اور حضور ﷺ نے ان کو بھی اس کی اجازت عطا فرمائی۔ (احمد، نسائی، حاکم و ابن حبان)

(تفہیمات حصہ سوم ص ۷۸ - ۸۰۔ اشاعت سوم ۱۹۶۹ء)

تخریج :

① حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُمَّهُ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا۔

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثنا اَبُوْ اَحْمَدَ، ثنا سُفْيَانُ ح و ثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَ اَبُوْ اَحْمَدَ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ عَنِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ لِيُرْضِيَهَا، وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ، وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔ وَ قَالَ مَحْمُوْدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ۔

هذا حديث حسن لا نعرفه من حديث اسماء الا عن حديث ابن خثيم و روى داؤد بن ابى هند هذا الحديث عن شهر بن حوشب عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم و لم يذكر فيه عن اسماء۔ حدثنا بذلك ابو كريب، ثنا ابن ابى زائدة عن داؤد بن ابى هند، و فى الباب عن ابى بكر رضى اللّٰه عنه۔

③ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لِكَعْبِ ابْنِ الْاَشْرَفِ؟ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاْذَنْ لِيْ، فَاَقُوْلَ، قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ۔

ماخذ :

① ❁ بخاری ج ۱ ص ۳۷۱۔ کتاب الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس ❁ مسلم ج ۲ ص ۳۲۵۔ کتاب البر والصلة باب تحریم النمیمة ❁ مسند احمد ج ۶ ص ۴۰۳۔ عن ام کلثوم بنت عقبه مختصر شعب الایمان ص ۲۴۹ عن ام کلثوم بنت عقبه بن ابی معیط۔ ❁ مسلم میں مندرجہ ذیل اضافہ بھی ہے: ((قال ابن شهاب: وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ اَلْحَرْبُ، وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَ حَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَ حَدِيْثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا)) ❁ مسند احمد نے لیس الکذاب من اصلح بین الناس نقل کیا ہے۔ اور ترمذی نے ج ۲ ص ۱۵ ابواب البر والصلة باب ماجاء فی اصلاح ذات البین کے تحت ام کلثوم بنت عقبہ کی روایت ((لیس بالکاذب من اصلح بین الناس فقال: خیرا او نماخیرا هذا حدیث حسن صحیح))۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۵- ابواب البر والصلة باب ماجاء فی اصلاح ذات البین-

③ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۲۵- کتاب الجهاد باب الکذب فی الحرب و باب الفتک باهل الحرب ✿ بخاری ج ۲ ص ۵۷۶- کتاب المغازی باب قتل کعب بن الاشرف ص ۵۷۶ پر ((قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأْذَنْ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ: قُلْ- الحديث)).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں ضرورت اور مصلحت کا لحاظ

"فتح مکہ سے پہلے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے جس عورت کے ذریعہ سے اہل مکہ کو نبی ﷺ کے ارادے کی اطلاع لکھ کر بھیجی تھی اسے حضرت علیؓ راستے میں گرفتار کرتے ہیں اور خط کی تلاش کے لئے اس کے کپڑے اتارنے کی دھمکی دیتے ہیں"۔

مستنبط قاعدہ : غیر محرم عورت کو برہنہ کرنا اسلام کے صریح احکام کی رو سے قطعاً حرام ہے۔ مگر ابن القیم نے اس سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ مصلحت اسلام و مسلمین کی خاطر تفتیش کی ضرورت پیش آئے تو عورت کو برہنہ کیا جا سکتا ہے۔
(زادالمعاد ج ۲ ص ۲۳۹)

اسلام میں نماز کی اہمیت جیسی کچھ ہے بیان کی حاجت نہیں۔ لیکن بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ بنی عمرو بن عوف کے ہاں ایک جھگڑے میں صلح کرانے کے لئے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے' نماز کا وقت آیا اور حضور ﷺ اصلاح بین الناس کے کام میں مشغول رہے' آخر کار حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں جماعت کھڑی ہو گئی اور حضور ﷺ بعد میں آ کر جماعت میں شریک ہوئے۔

(1) من رأی من امیرہ ما یکرھه فلیصبر و لا ینزعن یدًا من طاعته۔

تشریح : انکار منکر' شریعت حقہ کے نہایت اہم واجبات میں سے ہے اور اس باب میں خدا اور رسول کے تاکیدی احکام کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ لیکن جب یہی چیز ایک منکر سے عظیم تر منکر رونما ہونے کی موجب ہوتی نظر آئے تو اس سے اجتناب واجب ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسی بنا پر فاسق و فاجر امراء کے خلاف خروج کرنے سے منع فرما دیا۔

اسلام میں اقامت حدود کے لئے سخت تاکیدی احکام ہیں ان سے کون صاحب علم ناواقف ہے؟ لیکن نبی ﷺ نے جنگ کے موقع پر چوروں کے ہاتھ کاٹنے سے منع فرما دیا۔ (ابوداؤد)

نبی ﷺ نے واقعہ افک میں تین مخلص مومنوں پر حد قذف جاری فرمائی مگر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو چھوڑ دیا۔ ابن القیم اس کے وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ "حضور ﷺ نے اس پر حد جاری کرنے سے اجتناب ایک ایسی مصلحت کی بنا پر کیا جو اقامت حد کی بہ نسبت زیادہ اہم تھی۔ اور یہ وہی مصلحت تھی جس کی بنا پر حضور ﷺ اس سے پہلے بھی اس کا نفاق کھل جانے اور اس کی بہت سی موجب قتل باتیں سننے کے باوجود اس کو سزا دینے سے اجتناب فرماتے تھے۔ وہ مصلحت یہ تھی کہ یہ شخص اپنے قبیلے میں بااثر تھا' اس کی بات ان میں چلتی تھی۔ اندیشہ تھا کہ اس پر حد جاری کی گئی تو فتنہ برپا ہو جائے گا۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس کے قبیلے کی تالیف قلب کرنا پسند فرمایا اور یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس پر حد جاری کر کے ان لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر دیا جائے۔ (زادالمعاد ج ۲ ص ۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ الا ترضون یا معشر الانصار ان یذہب الناس بالشاۃ والبعیر و ترجعون برسول اللّٰہ الی رحالکم۔

"اے گروہ انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنی اقامت گاہوں کی طرف پلٹو؟"

پس منظر: غزوۂ اوطاس کے اموال غنیمت میں سے نبی ﷺ نے قریش اور دوسرے قبائل کے مؤلفۃ القلوب کو خوب دل کھول کر عطیے دیئے اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار نے اس کی سخت شکایت کی تو حضور ﷺ نے اپنے اس فعل کی مصلحت یہ بتائی کہ یہ لوگ تالیف قلب کے محتاج ہیں' اس لئے یہ دولت دنیا ان میں لٹا دی گئی ہے۔

تشریح: مال غنیمت میں تمام شرکائے جنگ کے حقوق یکساں ہیں اور وہ ان میں برابری کے ساتھ تقسیم ہونا چاہئے۔ اس معاملہ میں شریعت کے احکام بالکل واضح ہیں۔ اور یہی انصاف کا تقاضا بھی ہے۔ مگر وہ لوگ تالیف قلب کے محتاج تھے۔ اس لئے دولت دنیا ان میں لٹا دی گئی۔

ان مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ دین کے سارے اصول اور احکام اپنی قدر و قیمت اور اپنے وزن میں یکساں نہیں ہیں' بلکہ ان کے درمیان مراتب کا فرق ہے' اور دین کا ہر قاعدہ بے لچک نہیں ہے' بلکہ اس کے بہت سے قواعد میں لچک کی گنجائش ہے۔ اس باب میں اصولی ضابطہ یہ ہے کہ چھوٹی نیکی سے اگر بڑا گناہ لازم آتا ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہے' اور ایک چھوٹی برائی اگر کسی بڑی نیکی یا عظیم تر دینی مصلحت کے لئے ضروری ہو تو اسے اختیار کر لینا بہتر ہے۔ اور دو برائیوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہونا بہر حال ناگزیر ہو جائے تو نسبتاً کم تر درجے کی برائی کو قبول کر لینا چاہئے۔ اس کے ساتھ انہی مثالوں سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ نظام شریعت میں قدروں کے درمیان فرق مراتب کیا ہے؟ کس طرح کی چیزوں پر کس طرح کی چیزوں کو فوقیت دی گئی ہے۔ اور کون سی قدریں ایسی ہیں جن سے بالا تر کوئی قدر نہیں ہے کہ اس پر انہیں قربان کیا جا سکتا ہو۔ (تفہیمات حصہ سوم ۸۲ تا ۸۴ اشاعت سوم ۱۹۶۹ء)

تخریج:

① حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ' قَالَ: نا الْوَلِيْدُ يعنى ابْنُ مُسْلِمٍ' قَالَ: نا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ' قَالَ: اَخْبَرَنِيْ مَوْلٰى بَنِيْ فَزَارَةَ وَهُوَ رُزَيْقُ بْنُ حَيَّانَ اَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ قَرَظَةَ ابْنِ عَمِّ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ' وَ شِرَارُ

حضرت عوف بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا تمہارے بہترین سربراہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں۔ تم ان کی نماز جنازہ پڑھو اور وہ تمہاری نماز جنازہ پڑھیں (تم ان کے لئے دعا کرو اور وہ تمہارے لئے دعا کریں) اور تمہارے برے سربراہ وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ راوی کا بیان ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَ يُبْغِضُوْنَكُمْ وَ تَلْعَنُوْنَهُمْ وَ يَلْعَنُوْنَكُمْ' قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: لَا' مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ' قَالَ لَا' مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ اِلَّا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِيْ شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ' فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِيْ مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ۔

ایسے موقع پر ہم ان کو پھینک ماریں (ان کی بیعت اطاعت توڑ دیں) فرمایا نہیں۔ جب تک وہ تمہارے درمیان اقامت صلاۃ کا اہتمام برقرار رکھیں پھر فرمایا نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان اقامت صلاۃ کا اہتمام برقرار رکھیں۔ الا یہ کہ اس پر ایسا سربراہ آ جائے جس کے عمل و کردار میں وہ اللہ کی نافرمانی و معصیت کی کچھ جھلک دیکھے تو اتنی حد تک اسے ناپسند کرے اور اس کی اطاعت کشی سے اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔

② ⬅ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ' عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيْهِ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَكَرِهَ (يَكْرَهُ) فَلْيَصْبِرْ۔ الخ

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے امیر میں ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر و تحمل سے کام لے۔

ماخذ:

① ✪ مسلم ج ۲ ص ۱۲۹۔ کتاب الامارۃ' باب خیار الائمۃ و شرارھم ✪ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۳۲۔ کتاب الرقاق' باب فی الطاعۃ و لزوم الجماعۃ ✪ مسند احمد ج ۶ ص ۲۴۔

② ✪ بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۷۔ کتاب الاحکام باب السمع و الطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیوث کون ہے؟

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جو شخص دیوث ہو (یعنی جسے معلوم ہو کہ اس کی بیوی بدکار ہے اور یہ جان کر بھی وہ اس کا شوہر بنا رہے) وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ① (احمد' نسائی' ابوداؤد و طیالسی)

تشریح: یعنی زانی غیر تائب کے لئے اگر موزوں ہے تو زانیہ ہی موزوں ہے' یا پھر مشرکہ کسی مومنہ صالحہ کے لئے وہ موزوں نہیں ہے' اور حرام ہے اہل ایمان کے لئے کہ وہ جانتے بوجھتے اپنی لڑکیاں ایسے فاجروں کو دیں۔ اس طرح زانیہ (غیر تائبہ) عورتوں کے لئے اگر موزوں ہیں تو انہی جیسے زانی یا پھر مشرک۔ کسی مومن صالح کے لئے وہ موزوں نہیں ہیں۔ اور حرام ہے مومنوں کے لئے کہ جن عورتوں کی بدچلنی کا حال انہیں معلوم ہو ان سے وہ دانستہ نکاح کریں۔ اس حکم کا اطلاق صرف انہی مردوں اور عورتوں پر ہوتا ہے جو اپنی بری روش پر قائم ہوں۔ جو لوگ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں ان پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا' کیونکہ توبہ و اصلاح کے بعد "زانی" ہونے کی صفت ان کے ساتھ لگی نہیں رہتی۔

زانی کے ساتھ نکاح کے حرام ہونے کا مطلب امام احمد بن حنبل نے یہ لیا ہے کہ سرے سے نکاح ہی منعقد نہیں ہوتا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد محض ممانعت ہے' نہ یہ کہ اس حکم ممانعت کے خلاف اگر کوئی نکاح کرے تو وہ قانوناً نکاح ہی نہ ہو اور اس نکاح کے باوجود فریقین زانی شمار کیے جائیں۔ نبی ﷺ نے یہ بات ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر ارشاد فرمائی ہے کہ:

② الحرام لا یحرم الحلال۔ (طبرانی۔ دارقطنی) حرام حلال کو حرام نہیں کر دیتا۔

یعنی ایک غیر قانونی فعل کسی دوسرے قانونی فعل کو غیر قانونی نہیں بنا دیتا۔ لہٰذا کسی شخص کا ارتکاب زنا اس بات کا موجب نہیں ہو سکتا کہ وہ نکاح بھی کر لے تو اس کا شمار زنا ہی میں ہو اور معاہدۂ نکاح کا دوسرا فریق جو بدکار نہیں ہے' وہ بھی بدکار قرار پائے۔ اصولاً بغاوت کے سوا کوئی غیر قانونی فعل اپنے مرتکب کو خارج از حدود قانون نہیں بنا دیتا ہے کہ پھر اس کا کوئی فعل بھی قانونی نہ ہو سکے۔ اس چیز کو نگاہ میں رکھ کر اگر احادیث پر غور کیا جائے تو اصل منشا صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی بدکاری جانی بوجھی ہو ان کو نکاح کے لئے منتخب کرنا ایک گناہ ہے۔ جس سے اہل ایمان کو پرہیز کرنا چاہئے' کیونکہ اس سے بدکاروں کی ہمت افزائی ہوتی ہے' حالانکہ شریعت انہیں معاشرے کا ایک مکروہ اور قابل نفرت عنصر قرار دینا چاہتی ہے۔

اسی طرح سے احادیث بالا سے یہ نتیجہ بھی نہیں نکلتا کہ زانی مسلم کا نکاح مشرک عورت سے اور زانیۂ مسلمہ کا نکاح مشرک مرد سے صحیح ہے۔ منشا دراصل یہ بتانا ہے کہ زنا ایسا سخت قبیح فعل ہے کہ جو شخص مسلمان ہوتے ہوئے اس کا ارتکاب کرے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ مسلم معاشرے کے پاک اور صالح لوگوں سے اس کا رشتہ ہو۔ اسے یا تو اپنے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے زانیوں میں جانا چاہیے یا پھر ان مشرکوں میں جو سرے سے احکام الٰہی پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔

شیخین' ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا طرز عمل یہ رہا ہے کہ جو غیر شادی شدہ مرد و عورت زنا کے الزام میں گرفتار ہوتے ان کو وہ پہلے سزائے تازیانہ دیتے تھے اور پھر انہیں کا آپس میں نکاح کر دیتے۔ ابن عمر کی روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص بڑی پریشانی کی حالت میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کچھ اس طرح بات کرنے لگا کہ اس کی زبان پوری طرح کھلتی نہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اسے الگ لے جا کر معاملہ پوچھو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو الگ لے جا کر اس سے بات کی تو اس نے بتایا کہ میری لڑکی نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا قبحک اللّٰہ' الاسترت علی ابنتک۔ "تیرا برا ہو' تو نے اپنی لڑکی کا پردہ ڈھانک نہ دیا؟" آخر کار لڑکے اور لڑکی پر مقدمہ قائم ہوا' دونوں پر حد جاری کی گئی۔ اور پھر ان دونوں کا باہم نکاح کر کے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو شہر بدر کر دیا۔ ایسے ہی اور چند واقعات قاضی ابوبکر ابن العربی نے اپنی کتاب احکام القرآن میں نقل کئے ہیں۔ (جلد ۲ ص ۸۶) (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۳۴۶۔ النور حاشیہ ۵)

تخریج:

① ⇐ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ' قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِنْ اٰلِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ' عَنْ عَمَّارٍ' قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَیُّوْثٌ۔

② ⇐ نا اَبُوْبَكْرٍ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ ابْنِ بَهْلُوْلٍ' نا جَدِّیْ' نا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ' مَوْلٰی بَنِیْ مَخْزُوْمٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ ابْنِ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَیُّوْبَ بْنِ سَلَمَةَ' عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ یَتْبَعُ الْمَرْأَةَ حَرَامًا' ثُمَّ یَنْكِحُ ابْنَتَهَا اَوْ یَتْبَعُ الْاِبْنَةَ ثُمَّ یَنْكِحُ اُمَّهَا' قَالَ: لَا یُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں استفسار کیا گیا جو کسی عورت سے بدکاری کرتا ہے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے یا اس کی بیٹی سے بدکاری کا ارتکاب کرتا ہے پھر اس کی ماں سے نکاح کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: حرام' حلال کو حرام نہیں کر دیتا۔

مآخذ:

① ✿ ابوداؤد الطیالسی ج ۳ ص ۸۹۔ عمار بن یاسرؓ ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۳۔

◇١ مسند احمد ج ۲ ص ۶۹ اور ۱۲۸ پر حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی روایت:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَنَّةَ' مُدْ مِنُ الْخَمْرِ' وَالْعَاقُ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَهْلِهِ الْخُبْثَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین (آدمی) ایسے ہیں جن پر جنت اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دی ہے۔ (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) نافرمان (والدین کا نافرمان) (۳) دیوث۔ جو اپنے اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں برائی کو برقرار رکھے۔ (اپنے گھر میں جانتے ہوئے بدکاری کو
برقرار رکھے اور اس پر گرفت نہ کرے چھوٹ دیئے رکھے)

اور مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۴ پر عبداللہ بن یسار مولی ابن عمر بیان کرتے ہیں:

اَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ. قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضى الله عنه قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ: لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. اَلْعَاقُ وَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ بِالرِّجَالِ وَالدَّيُّوْثُ۔ الخ

① ● تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۳ پر بھی یہ حدیث موجود ہے۔ ● نسائی ج ۵ ص ۸۰۔ کتاب الزکاۃ باب المنان بما اعطی ● المستدرک حاکم ج ۱ ص ۷۲۔ کتاب الایمان' باب ثلاثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق بوالدیہ۔ الخ مستدرک میں ثلاثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق بوالدیہ والدیوث و رجلۃ النساء۔

② ● دارقطنی کتاب النکاح ص ۴۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصیّۃ العینین

آنکھوں کا عطیہ

آنکھوں کے عطیے کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بہت سے دوسرے اعضا بھی مریضوں کے کام آسکتے ہیں اور ان کے دوسرے مفید استعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ دروازہ اگر کھول دیا جائے تو مسلمان کا قبر میں دفن کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس کا سارا جسم ہی چندے میں تقسیم ہو کر رہے گا۔ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے۔ اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مرنے سے پہلے اپنے جسم کو تقسیم کرنے یا چندہ میں دینے کی وصیت کر دے۔ جسم اس وقت تک اس کے تصرف میں ہے جب تک وہ اس جسم میں خود رہتا ہے۔ اس کے نکل جانے کے بعد اس جسم پر اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس کے معاملے میں اس کی وصیت نافذ ہو۔ اسلامی احکام کی رو سے یہ زندہ انسانوں کا فرض ہے کہ اس کا جسم احترام کے ساتھ دفن کر دیں۔

اسلام نے انسانی لاش کی حرمت کا جو حکم دیا ہے وہ دراصل انسانی جان کی حرمت کا ایک لازمہ ہے۔ ایک دفعہ اگر انسانی لاش کا احترام ختم ہو جائے تو بات صرف اس حد تک محدود نہ رہے گی کہ مردہ انسانوں کے بعض کارآمد اجزا زندہ انسانوں کے علاج میں استعمال کیے جانے لگیں۔ بلکہ رفتہ رفتہ انسانی جسم کی چربی سے صابن بھی بننے لگیں گے (جیسے کہ فی الواقع جنگ عظیم نمبر۲ کے زمانے میں جرمنوں نے بنائے تھے) انسانی کھال کو اتار کر اس کو (دباغت دینے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کے جوتے یا سوٹ کیس یا منی پرس بنائے جا سکیں۔ چنانچہ یہ تجربہ بھی چند سال قبل مدراس کی ایک ٹینری کر چکی ہے۔) انسان کی ہڈیوں اور آنتوں اور دوسری چیزوں کو استعمال کرنے کی بھی فکر کی جائے گی، حتیٰ کہ اس کے بعد ایک مرتبہ انسان پھر اس دور وحشت کی طرف پلٹ جائے گا جب آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر ایک دفعہ مردہ انسان کے اعضا نکال کر علاج میں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا جائے تو پھر کس جگہ حد بندی کر کے آپ اسی جسم کے دوسرے "مفید" استعمالات کو روک سکیں گے۔ اور کس منطق سے اس بندش کو معقول ثابت کریں گے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۲۹۴۔ ۲۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ تین شخص جن کے خلاف خود باری تعالیٰ مدعی ہو گا

ثلثة انا خصمهم یوم القیامة' رجل اعطی بی ثم غدر' و رجل باع حرا فاکل ثمنه' و رجل استاجرا جیرا فاستوفی منه' و لم یعط اجره۔

(بخاری' کتاب البیوع)

تین شخص ہیں جن کے خلاف قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ ایک وہ جس نے میرا ذمہ دے کر بدعہدی کی' دوسرا وہ جس نے آزاد انسان کو بیچا۔ اور اس کی قیمت کھائی' تیسرا وہ جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

(الجہاد فی الاسلام ص ۲۵۶۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

تخریج:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ' ثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمٍ' عَنْ اِسْمَاعِیْلَ ابْنِ اُمَیَّةَ' عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ' رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ' وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَهٗ' وَ رَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَ لَمْ یُعْطِ اَجْرَهٗ۔

ماخذ:

✿ بخاری ج ۱ ص ۲۹۷۔ کتاب البیوع' باب اثم من باع حرا ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۰۲' کتاب الاجارۃ' باب اثم من منع اجر الاجیر اس مقام پر وَ لَمْ یُعْطِهٖ اَجْرَهٗ ہے۔ ✿ ابن ماجه کتاب الرهون' باب ۴ اجرالاجراء۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۸۔ عن ابی هریرة ✿ ابن ماجہ میں قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثَلَاثَةٌ انا خصمهم ہے اور و لم یعط کی جگہ وَ لَمْ یُوْفِهٖ ہے جبکہ بخاری میں قال اللّٰه: ثلاثة آنا خصمهم ہے اور ابن ماجہ وغیرہ نے ثلاثة انا خصمهم یوم القیامة کے بعد وَ مَنْ کُنْتُ خَصْمَهٗ خَصَمْتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بھی نقل کیا ہے اور مسند احمد نے قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اللّٰه عزوجل ثلاثة انا خصمهم اور آگے ابن ماجہ والے الفاظ نقل کیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلاموں سے حسن سلوک

ایک اعرابی نے آکر نبی ﷺ سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتایئے جو مجھ کو جنت میں پہنچا دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بڑاے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی۔ غلام آزاد کر' غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دے' کسی کو جانور دے تو خوب دودھ دینے والا دے اور تیرا جو رشتہ دار تیرے ساتھ ظلم سے پیش آئے اس کے ساتھ نیکی کر اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا' پیاسے کو پانی پلا' بھلائی کی تلقین کر' برائی سے منع کر' اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اپنی زبان کو روک رکھ۔ کھلے تو بھلائی کے لئے کھلے ورنہ بند رہے''۔ ①

(بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح : اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے دو مرتبہ غلاموں کی رہائی کا ذکر کیا ہے جنت میں داخل ہونے کے لیے اس کو سب سے اولین حیثیت دی ہے۔ قرآن میں بھی بار بار اس کی تاکید کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کے جو مصارف قرآن میں بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک فی الرقاب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فک رقبہ ایک بڑی نیکی کا کام ہے۔

اسلامی حکومت کو بھی ہدایت ہے کہ بیت المال میں جو زکوۃ جمع ہو اس میں سے مکاتب غلاموں کی رہائی کے لئے ایک حصہ خرچ کریں۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۴۰۱۔ النور حاشیہ ۵۸)

آنحضرت ﷺ مختلف طریقوں سے اس کی فضیلت بیان فرماتے تھے جس سے مسلمانوں میں فک رقاب اور اعتاق عبد کا خاص شوق پیدا ہو گیا تھا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ((من اعتق رقبة مسلمة كانت فكا كه من النار عضوا بعضو)) جو کوئی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اس کا ہر عضو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے دوزخ سے بچ جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ((من اعتق نفسا مسلمة كانت فدية من جهنم)) ''جس نے ایک نفس مسلمہ کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے بچنے کے لئے اس کا فدیہ ہو گیا۔ ② (الجہاد فی الاسلام ص ۲۵۷۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

تخریج :

① ﷽ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ثنا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ وَ اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَا: ثَنَا عِيْسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْبَجَلِيُّ مِنْ بَنِيْ بَجِيْلَةَ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ عَنْ طَلْحَةَ' قَالَ اَبُوْ اَحْمَدَ: ثنا طَلْحَةُ بْنُ مصرف' عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ' عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ' قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور عرض کیا مجھے وہ عمل بتایئے جو مجھ کو جنت میں پہنچا دے۔ آپؐ نے فرمایا تو نے بڑے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی۔ غلام آزاد کر اور غلام آزاد کرانے میں مدد دے۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ یہ دونوں تو ایک ہی چیز نہیں؟ آپؐ نے فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ عَمَلاً يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ، اَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَ فُكَّ الرَّقَبَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوَ لَيْسَتَا بِوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: لَا، اِنَّ عِتْقَ النَّسَمَةِ اَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَ فَكَّ الرَّقَبَةِ اَنْ تُعِيْنَ فِيْ عِتْقِهَا، وَالْمِنْحَةَ الْوَكُوْفَ، وَالْفَيْءَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ، فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذَالِكَ، فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ، وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنَ الْخَيْرِ۔

نہیں۔ نسمہ کی آزادی تو یہ ہے کہ تو اکیلا و تنہا ہی کسی غلام کو آزاد کرے اور گردن کی خلاصی و آزادی یہ ہے کہ تو بھی حتیٰ المقدور اس میں مدد دے۔ اور دودھ دینے والا جانور دے اور تیرا جو رشتہ دار تجھ پر ظلم کرے (ظلم سے پیش آئے) اس کے ساتھ نیکی کر۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا۔ پیاسے کو پانی پلا۔ بھلائی کی تلقین کر، برائی سے منع کر، اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اپنی زبان کو روک رکھ۔ کھلے تو بھلائی کے لئے کھلے ورنہ بند رہے۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثنا الْحَكَمُ ابْنُ نَافِعٍ، ثنا جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمٍ يعني ابْنِ عَامِرٍ اَنَّ شُرَحْبِيْلَ بْنَ السِّمْطِ، قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا لَيْسَ فِيْهِ تَزْيِيْدٌ وَلَا نِسْيَانٌ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّسْلِمَةً كَانَتْ فِكَاكُهُ مِنَ النَّارِ عُضْوًا بِعُضْوٍ، وَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فَبَلَغَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَاَ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ۔

عمرو نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: جو کوئی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا، اس کا ہر عضو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آگ (دوزخ) سے بچ جائے گا۔ اور جو فی سبیل اللہ میں پروان چڑھ کر جوان ہوا اس کے لئے قیامت کے روز نور ہو گا اور جس نے فی سبیل اللہ تیر پھینکا اور وہ نشان پر پہنچ گیا یا خطا ہو گیا تو اس کا یہ عمل ایسا ہے جیسے اس نے اولاد اسماعیل میں سے غلام آزاد کر دیا۔

(۴) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثنا حَيْوَةُ ابْنُ شُرَيْحٍ، ثنا بَقِيَّةُ، ثنا بُحَيْرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا لِيُذْكَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ، بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَ مَنْ اَعْتَقَ نَفْسًا

عمرو بن عبسہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے سامعین کو حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے مسجد تعمیر کی کہ اس میں اللہ عزوجل کا ذکر کیا جائے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر تعمیر فرمائے گا اور جس نے ایک نفس مسلمہ کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے بچنے کے لیے اس کا فدیہ ہو گیا۔ اور جو فی سبیل اللہ میں پروان چڑھ کر جوان ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُسْلِمَةٌ كَانَتْ فِدْيَتَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً اس کے لیے قیامت کے روز نور ہو گا۔
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ماخذ:

① ○ مُسند احمد ج ۲ ص ۲۹۹ ○ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶۵۔ التوبة انما الصدقات للفقراء۔ الآية ○ دارقطنی ج ۲ ص ۱۳۵۔ کتاب الزکاة ○ شعب الایمان للبیهقی ج ۴ ص ۶۵-۶۶۔ حدیث نمبر ۴۳۳۵۔ عن البراء ○ الادب المفرد للبخاری ص ۲۸ باب فضل من یصل ذالرحم الظالم ○ السنن الکبرٰی ج ۱۰ ص ۲۷۳۔ کتاب العتق باب فضل اعتاق النسمة۔

② ○ مُسند احمد ج ۴ ص ۱۱۳۔

③ ○ مُسند احمد ج ۴ ص ۳۸۶۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کی خیر خواہی

حضرت جریرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے تین باتوں پر بیعت لی تھی- ایک یہ کہ نماز قائم کروں گا- دوسرے یہ کہ زکوٰۃ دیتا رہوں گا' تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا- ①

(بخاری' کتاب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے- ② (بخاری' کتاب الایمان- مسند احمد میں اسی مضمون کی روایت حضرت سعید بن مالک نے بھی اپنے والد سے نقل کیا ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان مال اور عزت حرام ہے- ③ (مسلم' کتاب البِرّ والصِّلة- ترمذی' ابواب البر والصِّلة)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ' قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ' قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ' عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلَاةِ' وَ اِيْتَآءِ الزَّكَاةِ' وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ-

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ' قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ زُبَيْدٍ' قَالَ: سَأَلْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُهٗ كُفْرٌ-

③ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ' نَادَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ' عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ' مَوْلٰى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوْا' وَلَا تَنَاجَشُوْا' وَلَا تَبَاغَضُوْا' وَلَا تَدَابَرُوْا' وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ' وَ كُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا' اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ' وَلَا يَخْذُلُهٗ' وَلَا يَحْقِرُهٗ' التَّقْوٰى هٰهُنَا' وَ يُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ' بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَ مَالُهٗ وَ عِرْضُهٗ-

مآخذ:

① ○ بخاری ج ۱ ص ۱۳- کتاب الایمان' باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ للّٰہ و لرسولہٖ ولائمۃ المسلمین و عامتھم و قولہ تعالٰی: اذا نصحوا للّٰہ و رسولہٖ ○ بخاری ج ۱ ص ۷۵- کتاب مواقیت الصلاۃ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب البیعة علی اقامة الصلاة- عن جریر بن عبداللّٰه ۞ بخاری ج ۱ ص ۱۸۸- کتاب الزکاة' باب البیعة علی ایتاء الزکاة ۞ بخاری ج ۱ ص ۳۷۵- کتاب الشروط' باب ما یجوز من الشروط فی الاسلام والاحکام والمبایعة عن جریر بن عبداللّٰه ۞ مسلم ج ۱ ص ۵۵- کتاب الایمان' باب بیان ان الدین النصیحة ۞ ترمذی ج ۲ ص ۱۴- ابواب البر والصلة' باب ماجاء فی النصیحة- عن جریر ۞ نسائی ج ۷ ص ۱۴۸- کتاب البیعة' باب البیعة علی فراق المشرک- نسائی میں والنصح لکل مسلم کے بعد و علی فراق المشرک کا اضافہ بھی منقول ہے- ۞ دارمی ج ۲ ص ۱۶۴- کتاب البیوع' باب ۹ فی النصیحة عن جریر بن عبداللّٰه ۞ مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۸- ۳۶۱- ۳۶۴- ۳۶۵ ۞ مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۸- پر و علی فراق المشرک کا جملہ بھی منقول ہے ۞ مُسند احمد ج ۴ ص ۳۶۴ پر ابن جریر سے مروی روایت میں علی اقام الصلاة و ایتاء الزکاة کے ساتھ والسمع والطاعة ہے- پھر والنصح لکل مسلم ہے ۞ السنن الکبرٰی ج ۸- ص ۸- کتاب قتال اهل البغی- باب کیفیة البیعة- عن جریر-

④ ۞ بخاری ج ۱ ص ۱۲- کتاب الایمان باب خوف المؤمن ان یحبط عمله و هو لا یشعر ۞ بخاری ج ۲ ص ۸۹۳- کتاب الادب' باب ما ینهی عن السباب واللعن- عن عبداللّٰه ۞ بخاری ج ۲- ص ۱۰۴۸- کتاب الفتن' باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من حمل علینا السلاح فلیس منا ۞ مسلم ج ۱ ص ۵۸- کتاب الایمان' باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سباب المسلم فسوق' و قتاله کفر- ۞ ترمذی ج ۲ ص ۱۹- ابواب البر والصلة' باب ماجاء فی الشتم- عن عبداللّٰه- هذا حدیث حسن صحیح ۞ ترمذی ج ۲ ص ۹۲- ابواب الایمان' باب ماجاء فی سباب المسلم فسوق- عن عبداللّٰه- هذا حدیث حسن صحیح ۞ نسائی ج ۷ ص ۱۲۱-۱۲۲- کتاب التحریم' باب قتال المسلم- عن عبداللّٰه- ۞ ابن ماجه کتاب الفتن' باب سباب المسلم فسوق و قتاله کفر- عن عبداللّٰه ۞ ابن ماجه مقدمه باب ۷- باب اجتناب البدع والجدل- عن عبداللّٰه ۞ اس مقام پر ان قتال المومن کفر و سبابه فسوق ہے- ۞ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن مسعودؓ والی روایت سے نقل کی ہے- مُسند احمد ج ۱ ص ۱۷۶- اس مقام پر قتال المؤمن کفر و سبابه فسوق ہے- ۞ مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۸- اس صفحہ پر قتال المسلم کفر و سبابه فسق ہے ۞ مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۵- عن عبداللّٰه مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۱- ۴۳۳- ۴۵۴- وغیرہ عن عبداللّٰه ۞ السنن الکبرٰی ج ۸ ص ۲۰- کتاب الجنایات' باب تحریم القتل من السنة- عن عبداللّٰه ۞ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۷۳- کتاب الادب' باب فیمن لعن مسلما اور ماه بکفر ۞ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ص ۱۴۵- سعد بن وقاص-

⑤ ۞ مسلم ج ۲ ص ۱۴- کتاب العبر والصلة' باب تحریم ظلم المسلم و خذله و احتقاره ودمه و عرضه و ماله

۞ ترمذی ج ۲ ص ۱۴- ابواب البر والصلة باب ماجاء فی الشفقة المسلم علی المسلم- هذا حدیث حسن غریب

۞ ابن ماجه کتاب الفتن' باب حرمة دم المؤمن و ماله ۞ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف کل المسلم علی المسلم حرام' دمه و ماله و عرضه روایت کیا ہے ۞ مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۷' ۳۶۰ پر ابو ہریرہؓ سے مسلم والی پوری روایت منقول ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین اسلام میں جبر و اکراہ نہیں

لا اکراہ فی الدین

انصار میں سے ایک شخص کے دو بیٹے نصرانی تھے' اس نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے بیٹے نصرانیت کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے' کیا میں انہیں مجبور کر سکتا ہوں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ (۱) (محمد بن اسحاق بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ) (الجہاد فی الاسلام ص ۱۵۷- اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

یسرا و لا تعسرا' بشرا و لا تنفرا۔ نرمی کرنا' سختی نہ کرنا- خوش کرنا نفرت نہ دلانا-

پس منظر: ابو موسیٰ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجتے وقت آپ نے مندرجہ بالا نصیحت فرمائی- (۲)

(الجہاد فی الاسلام ص ۱۶۱- اشاعت پنجم ۱۹۷۱)

تخریج:

(۱) وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ الْجُرَشِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ' عَنْ عِكْرِمَةَ اَوْ عَنْ سَعِيْدٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قوله ﴿ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ يُقَالُ لَهُ الْحُصَيْنِيُّ' كَانَ لَهُ ابْنَانِ نَصْرَانِيَانِ وَ كَانَ هُوَ رَجُلاً مُسْلِمًا' فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا اَسْتَكْرِهُهُمَا فَاِنَّهُمَا قَدْ اَبَيَا اِلَّا النَّصْرَانِيَّةَ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ذٰلِكَ-

"لا اکراہ فی الدین" کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے قبیلہ بنو سالم بن عوف کے حصینی نامی شخص کے بارے میں نازل ہوئی- اس کے دو لڑکے تھے دونوں ہی نصرانی تھے اور خود یہ مسلمان تھے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی کہ ان دونوں کو زبردستی مسلمان بنا لوں اس لئے کہ دونوں عیسائیت چھوڑنے سے انکاری تھے- اس موقع پر اس شخص کے بارے میں یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی-

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ' قَالَ: ثنا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ' عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ' عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: كَانَتِ الْمَرْاَةُ مِقْلَاتًا فَتَجْعَلُ عَلٰى اَنْفُسِهَا' اِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ اَنْ تُهَوِّدَهُ فَلَمَّا اُجْلِيَتْ بَنُو النَّضِيْرِ كَانَ فِيْهِمْ مِنْ اَبْنَاءِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت تھی جس کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی- اس نے اپنے جی میں نذر مانی کہ اگر اس کی اولاد زندہ رہی تو وہ اسے یہودی بنائے گی جب بنو نضیر کے یہود کو جلا وطن کیا گیا تو ان میں انصار کے کچھ لڑکے بھی شامل تھے- انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹوں کو تو کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأَنْصَارِ، فَقَالُوْا: لَا نَدَعُ اَبْنَاءَ نَا فَانْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذكره لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْتَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔

صورت بھی نہیں چھوڑیں گے تو اس موقع پر ﴿ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی ﴾ نازل ہوئی۔ ”دین اختیار کرنے کے سلسلہ میں کوئی جبر نہیں، ہدایت کو گمراہی سے چھانٹ کر واضح کر دیا گیا ہے“۔

④ حَدَّثَنَا يَحْيٰى، ثنا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَ اَبَا مُوْسٰى اِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: يَسِّرَا، وَلَا تُعَسِّرَا، وَ بَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا، وَ تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا۔

ماخذ:

① ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۱۰ - ۳۱۱- سورۃ بقرہ زیر آیت ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ ✿ تفسیر ابن جریر ج ۳ پ ۳ ص ۱۰- سورۃ سورۃ بقرہ زیر آیت ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ ✿ ابن جریر نے يقال له ابو الحصين نقل کیا ہے۔

② ✿ تفسیر ابن جریر ج ۳ پ ۳ ص ۱۰- سورۃ سورۃ بقرہ زیر آیت ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ ✿ ابوداؤد ج ۳ ص ۵۸ - ۵۹- کتاب الجهاد، باب فی الاسیر یکرہ علی الاسلام ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۱۰- البقرۃ آیت ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾

④ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۲۶- کتاب الجهاد، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۶۲۲- کتاب المغازی، باب بعث ابی موسٰی و معاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع اور ج ۲ ص ۱۰۶۳- کتاب الاحکام باب امر الوالی اذا وجه امیرین الی موضع ان یتطاوعا ولا یتعاصیا۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۰۴- کتاب الادب، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یسروا و لا تعسروا و کان یحب التخفیف والیسر علی الناس ✿ مسلم ج ۲ ص ۸۲- کتاب الجهاد والسیر، باب تامیر الامام الامراء علی البعوث- الخ ✿ مسلم- کتاب الاشربه ✿ علاوہ ازیں مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۷ ✿ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۸ ص ۱۵۵، ۳۹۱ = ج ۱۰ ص ۸۶ ✿ فتح الباری ج ۸ ص ۶۰- ۶۳ ج ۱۰ ص ۵۲۴ ج ۱۲ ص ۲۷۴- ✿ التمهيد ج ۷ ص ۱۲۵ ✿ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۷ ✿ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۵۹۵۹ ✿ الاحادیث الصحیحه حدیث نمبر ۱۱۵۱ ✿ کنز العمال حدیث نمبر ۵۳۲۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نعمت کے اظہار کی ترغیب

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَنْعَمَ نِعْمَۃً عَلٰی عَبْدٍ اَحَبَّ اَنْ یَّظْھَرَ اَثَرُھَا عَلَیْہِ۔

اللہ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس بندے پر ظاہر ہو۔

تشریح : یعنی اس کے کھانے پینے، رہنے سہنے، لباس اور مسکن، اور اس کی داد و دہش ہر چیز سے اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کا اظہار ہوتا رہے۔

یہ اللہ کے فضل کو چھپانا ہے کہ آدمی اس طرح رہے گویا کہ اللہ نے اس پر فضل نہیں کیا ہے مثلاً کسی کو اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اپنی حیثیت سے گر کر رہے نہ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے نہ بندگان خدا کی مدد کرے، نہ نیک کاموں میں حصہ لے، لوگ دیکھیں تو سمجھیں بیچارہ بڑا ہی خستہ حال ہے۔ یہ دراصل اللہ کی سخت ناشکری ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۱ ص ۳۵۲۔ النساء حاشیہ ۶۳)

تخریج :

① و فی الحدیث.... اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَنْعَمَ نِعْمَۃً عَلٰی عَبْدٍ اَحَبَّ اَنْ یَّظْھَرَ اَثَرُھَا عَلَیْہِ۔

② حَدَّثَنَا النُّفَیْلِیُّ، ثنا زُھَیْرٌ، ثنا اَبُوْاِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَوْبٍ دُوْنٍ، فَقَالَ: اَلَکَ مَالٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: مِنْ اَیِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قَدْ اٰتَانِی اللّٰہُ مِنَ الْاِبِلِ وَ لْغَنَمِ وَالْخَیْلِ، وَالرَّقِیْقِ، قَالَ: فَاِذَا اٰتَاکَ اللّٰہُ مَالاً فَلْیُرَ اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَ کَرَامَتِہٖ۔

ابوالاحوص نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں گھٹیا لباس میں حاضر ہوا آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپؐ نے وضاحت طلب فرمائی کہ کونسا مال ہے؟ اس نے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اونٹ، بکری، گھوڑے اور غلام سبھی قسم کے مال سے نوازا ہے۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا جب تجھے اللہ تعالیٰ مال سے نوازے تو اس نعمت و انعام کا اثر تجھ پر ظاہر ہونا چاہیے۔

مآخذ :

① ✪ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۹۶۔ سورہ نساء آیت الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل۔

② ✪ ابوداؤد ج ۴ ص ۵۱۔ کتاب اللباس، باب فی غسل الثوب و فی الخلقان ✪ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۹۔ ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء۔ ((ان اللّٰہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ)) ھذا حدیث حسن۔ و فی الباب عن ابی الاحوص عن ابیہ و عمران بن حصین و ابن مسعود ✪ ترمذی نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ نقل کیا ہے ✪ مسند احمد ج ۴ ص ۴۳۸۔ عمران بن حصین ✪ طبرانی اور بیہقی بحوالہ کنزالعمال حدیث نمبر ۷۱۷۳۔ عمران بن حصین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برائی اور بھلائی کی ترویج کے اثرات

ایک آدمی نے کسی نیک کام کی بنا رکھی ہو تو یہ (ممکن ہے کہ) دنیا میں ہزاروں سال تک اس کام کے اثرات چلتے رہیں اور یہ سب اس کے کارنامے میں لکھے جائیں اور ایک دوسرے شخص نے کسی برائی کی بنا رکھی ہو اور صدیوں تک دنیا میں اس کا اثر جاری رہے اور وہ اس ظالم اول کے حساب میں درج ہوتا ہے۔

تشریح : یہ اللہ کے قانون مجازات کا قاعدہ کلیہ ہے۔ ہر آدمی انعام اسی خدمت پر پائے گا جو اس نے خود انجام دی ہو۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص کی خدمات پر دوسرا انعام پائے۔ اور اس طرح ہر شخص اسی قصور میں پکڑا جائے گا' جس کا وہ خود مرتکب ہوا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کے قصور میں دوسرا پکڑا جائے۔

اچھا یا برا جو کچھ بھی پھل ہو گا' اسی کی سعی اور اسی کے کسب کا نتیجہ ہو گا۔ بہرحال یہ ممکن نہیں ہے کہ جس بھلائی یا جس برائی میں آدمی کی نیت اور سعی و عمل کا کوئی حصہ نہ ہو' اس کی جزا یا سزا اسے مل جائے۔ مکافات عمل کوئی قابل انتقال چیز نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۲۲۴۔ البقرہ حاشیہ ۳۳۹)

تخریج :

① حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ' نا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِالْحَمِيْدِ' عَنِ الْاَعْمَشِ' عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَ اَبِى الضُّحٰى عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ هِلَالٍ الْعَبَسِيِّ' عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: جَآءَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ الصُّوْفُ' فَرَاٰى سُوْءَ حَالِهِمْ' قَدْ اَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ' فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ' فَاَبْطَئُوْا عَنْهُ حَتّٰى رُئِىَ ذٰلِكَ فِىْ وَجْهِهٖ' قَالَ: ثُمَّ اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ بِصُرَّةٍ مِنْ وَّرَقَةٍ' ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ' ثُمَّ تَتَابَعُوْا حَتّٰى عُرِفَ السُّرُوْرُ فِىْ وَجْهِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً' فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ

جریر بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کچھ بدوی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے جسموں پر اون کا لباس تھا۔ آپ نے ان کی پراگندہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ ان کو حاجت لاحق تھی۔ اسے دیکھ کر آپ نے لوگوں کو ابھارا کہ ان پر صدقہ و خیرات کریں لوگوں نے کچھ دیر کی تو اس کا ناخوشگوار اثر آپؐ کے چہرہ مبارک پر نمایاں ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی چاندی سے بھری تھیلی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ پھر ایک اور آیا۔ اس طرح تانتا بند گیا اور اس صورت حال سے آپؐ کے رخ انور پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام میں اچھے طریقہ کو رواج دیا اور اس پر اس کے مرنے کے بعد عمل کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا' وَلَا يُنْقَصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ" وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔

اس کے اعمال نامہ میں عمل کرنے والے کے برابر اجر درج کر دیا۔ عمل کرنے والوں کے عمل میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر۔ اور جس نے اسلام میں برے طریقہ کو رواج دیا اور اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس گناہ کے کام پر عمل کرنے والے کے گناہ کے برابر اس کے رائج کرنے والے کے اعمال نامہ میں درج کیا جائے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

مآخذ:

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۴۱۔ کتاب العلم' باب من سن سنة حسنة او سيئة۔ الخ اور مسلم ج ۱ ص ۳۲۷۔ کتاب الزکاة' باب الحث على الصدقة و لو بشق تمرة و كلمة طيبة و انها حجاب من النار ✿ نسائی ج ۵ ص ۷۷-۷۶۔ کتاب الزکاة باب التحريض على الصدقة ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۰۱۔ کتاب السنة باب لزوم السنة میں من دعا الى هدى سے روایت نقل کی ہے۔ ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۷-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱۔ عن جرير بن عبدالله۔ ص ۳۶۰ پر من سن سنة صالحة ہے ✿ ترمذی ج ۲ ص ۹۶۔ ابواب العلم' باب فی من دعا الى هدى فاتبع۔ ✿ اور مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۵ پر من سن سنة خير کے الفاظ منقول ہیں اور ابن ماجہ نے المقدمہ باب ۱۴ من سن سنة حسنة او سيئة او سنن دارمی نے مقدمہ باب ۴۴ من سن سنة حسنة او سيئة اور مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۲ پر من سن سنة حسنة او سيئة نقل کیا ہے ✿ السنن الكبرىٰ ج ۴ ص ۱۷۵-۱۷۶۔ کتاب الزکاة' باب التحريض على الصدقة و ان قلت عن جرير بن عبدالله۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسکین کسے کہتے ہیں

المسکین الذی لا یجد غنی یغنیہ و لا یفطن لہ فیتصدق و لا یقوم فیسأل الناس۔

مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہیں پاتا' اور نہ پہچانا جاتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے' اور نہ کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔

تشریح: مسکنت کے لفظ میں عاجزی' ماندگی' بے چارگی اور ذلت کے مفہومات شامل ہیں۔ اس اعتبار سے مساکین وہ لوگ ہیں جو عام حاجت مندوں کی بہ نسبت زیادہ خستہ حال ہوں۔ نبی ﷺ نے اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں کو مستحق امداد ٹھہرایا ہے جو اپنی ضروریات کے مطابق ذرائع نہ پا رہے ہوں اور سخت تنگ حال ہوں' مگر نہ تو ان کی خودداری کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی اجازت دیتی ہو اور نہ ان کی ظاہری پوزیشن ایسی ہو کہ کوئی انہیں حاجت مند سمجھ کر ان کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ گویا وہ ایک ایسا شریف آدمی ہے جو غریب ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۲۰۵۔ التوبہ حاشیہ ۶۲)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ' وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ' وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ' وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے سامنے گھومتا پھرے اسے ایک یا دو لقمے' اور ایک یا دو کھجوریں لوٹا دیتی ہوں' بلکہ مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہیں پاتا اور نہ پہچانا جاتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے' اور نہ کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔

مآخذ:

① بخاری ج ۱/۲۰۰۔ کتاب الزکاۃ' باب قول اللّٰہ تعالٰی لا یسألون الناس الحافًا و کَمِ الغِنٰی و قول النبی صلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ علیہ وسلم و لا یجد غنی یغنیہ ✿ مسلم ج ۱ ص ۳۳۳۔ کتاب الزکاۃ' باب النھی عن المسئلۃ عن ابی ھریرۃ
✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۱۸۔ کتاب الزکاۃ' باب من یعطی من الصدقۃ وحدالغنی۔ عن ابی ھریرۃ۔ ابوداؤد نے لیس المسکین الذی تردہ التمرۃ والتمرتان' والاکلۃ والاکلتان' و لکن المسکین الذی لا یسال الناس شیئا ولا یفطنون بہ فیعطونہ نقل کیا ہے۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۰۔ عن ابی ھریرۃ ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۶۴۔ التوبہ آیت ﴿ انما الصدقات للفقراء۔ الآیۃ ﴾ ✿ تفسیر ابن کثیر میں لیس المسکین بھذا الطواف الذی یطوف علی الناس سے روایت کا آغاز منقول ہے
✿ تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۲ ص ۳۷۲۔ التوبہ آیت ﴿ انما الصدقات للفقراء۔ الآیۃ ﴾ ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۱۹۵۔۱۹۶۔ کتاب الزکاۃ باب فضل الاستعفاف والاستغناء بعمل یدیہ۔ عن ابی ھریرۃ (مختصر) ✿ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۱۱۔ کتاب الصدقات۔ باب ما یستدل بہ علی ان الفقر امس حاجۃ من المسکین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوق کا ایک دوسرے پر رحم' رحمت الٰہی کا مظہر ہے

جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِأَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ وَ اَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءً اوَّاحِدًا فَمِنْ ذَالِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعُ الدَّآبَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو حصوں میں تقسیم فرمایا' پھر ان میں سے ۹۹ حصے اپنے پاس رکھے اور صرف ایک حصہ زمین میں اتارا۔ یہ اسی ایک حصے کی برکت ہے جس کی وجہ سے مخلوقات آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک جانور اپنے بچے پر سے اپنا کھر اٹھاتا ہے تاکہ اسے ضرر نہ پہنچ جائے' تو یہ بھی دراصل اسی حصہ رحمت کا اثر ہے۔

تشریح : یوں تو ہر وہ صفت جو مخلوقات میں پائی جاتی ہے' اس کا مصدر و منبع اللہ تعالیٰ ہی کی کوئی نہ کوئی صفت ہے مگر جو چیز انسان کو دوسری مخلوقات پر فضیلت دیتی ہے وہ یہ ہے کہ جس جامعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو اس پر ڈالا گیا ہے اس سے کوئی دوسری مخلوق سرفراز نہیں کی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے اندر جو روح پھونکی گئی ہے وہ دراصل صفات الٰہی کا ایک عکس یا پرتو ہے۔ حیات' علم' قدرت' ارادہ' اختیار اور دوسری جتنی صفات انسان میں پائی جاتی ہیں جن کے مجموعے ہی کا نام روح ہے' یہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی صفات کا ایک ہلکا سا پرتو ہے جو اس کالبد خاکی پر ڈالا گیا ہے اور اس پرتو کی وجہ سے انسان زمین پر خدا کا خلیفہ اور ملائکہ سمیت تمام موجودات ارضی کا مسجود قرار پایا ہے۔

یہ ایک ایسا باریک مضمون ہے جس کے سمجھنے میں ذرا سی غلطی بھی آدمی کر جائے تو اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ صفات الٰہی میں سے ایک حصہ پانا الوہیت کا ہم معنی ہے حالانکہ الوہیت اس سے وراء الوراء ہے کہ کوئی مخلوق اس کا ایک ادنیٰ شائبہ بھی پا سکے۔ (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۵۰۵۔ الحجر حاشیہ ۱۹)

تخریج :

① ⟸ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ' اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ' اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ' اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ' فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ' وَ اَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْأً وَاحِدًا' فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ۔

ماخذ :

① ○ مسلم ج ۲ ص ۳۵۶۔ کتاب التوبة باب فی سعة رحمة اللّٰه تعالٰی و انها تغلب غضبهٗ ۞ مختصر شعب الایمان ص ۲۴۶ ○ بخاری ج ۲ ص ۸۸۷۔ کتاب الادب' باب..... بخاری نے یتراحم الخلق نقل کیا ہے ۞ ابن ماجه کتاب الزهد باب مایرجی من رحمة اللّٰه یوم القیامة۔ عن ابی هریرة روایت کے الفاظ مختلف ہیں مفہوم ایک ہی ہے ○ سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کا گھر بیٹھ رہنا جہاد ہے

① من قعدت منکن فی بیتھا فانھا تدرک عمل المجاھدین۔

(حافظ ابوبکر بزار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ) عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ لے گئے' وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟ جواب میں فرمایا جو تم میں سے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔

② ان المرأة عورة فاذا خرجت استشرفھا الشیطان و اقرب ما تکون بروحة ربھا و ھی فی قعر بیتھا۔

(بزار اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت مستور رہنے کے قابل چیز ہے۔ جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ اور اللہ کی رحمت سے قریب تر وہ اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر میں ہو۔

تشریح: گویا کہ عورت کا اصل دائرۂ عمل اس کا گھر ہے۔ اس کو اسی دائرے میں رہ کر اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے چاہییں اور گھر سے باہر صرف بضرورت ہی نکلنا چاہیے۔ گھر میں رہنے کو عورت کا جہاد اس لئے کہا کہ مجاہد دل جمعی کے ساتھ اسی وقت تو خدا کی راہ میں لڑ سکتا ہے جبکہ اسے اپنے گھر کی طرف سے پورا اطمینان ہو۔ اس کی بیوی اس کے گھر اور بچوں کو سنبھالے بیٹھی ہو اور اسے کوئی خطرہ اس امر کا نہ ہو کہ پیچھے وہ کوئی گل کھلا بیٹھے گی۔ یہ اطمینان جو اسے فراہم کرے گی وہ گھر بیٹھے اس کے جہاد میں برابر کی حصے دار ہو گی۔

احادیث بالا کے اس صاف اور صریح حکم کی موجودگی میں اس بات کی آخر کیا گنجائش ہے کہ مسلمان عورتیں کونسلوں اور پارلیمنٹوں کی ممبر نہیں' بیرون خانہ کی سوشل سرگرمیوں میں دوڑتی پھریں' سرکاری دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کریں' کالجوں میں لڑکوں کے ساتھ تعلیم پائیں' مردانہ ہسپتالوں میں نرسنگ کی خدمت انجام دیں' ہوائی جہازوں اور ریل کاروں میں "مسافر نوازی" کے لئے استعمال کی جائیں' اور تعلیم و تربیت کے لئے امریکہ و انگلستان بھیجی جائیں؟ عورت کے بیرون خانہ سرگرمیوں کے جواز میں بڑی سے بڑی دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل میں حصہ لیا تھا۔ لیکن یہ استدلال جو لوگ پیش کرتے ہیں انہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال اس باب میں کیا تھا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں اور ابن المنذر' ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے اپنی کتابوں میں مسروق کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب تلاوت قرآن کرتے ہوئے آیت ﴿ و قرن فی بیوتکن ﴾ پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا' کیونکہ اس پر انہیں اپنی وہ غلطی یاد آ جاتی تھی جو ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے جنگ جمل میں ہوئی تھی۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۹۰۔ الاحزاب حاشیہ ۴۸)

تخریج:

① قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ الْبَزَّارُ:

حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ مُسْعِدَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءَ الْکَلْبِیُّ رَوْحُ ابْنُ الْمُسَیَّبِ ثِقَةٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جِئْنَ النِّسَآءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَمَالَنَا عَمَلٌ نُدْرِكُ بِهٖ عَمَلَ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَعَدَتْ۔۔۔ اَوْ کلمة نَحْوَهَا۔۔۔ مِنْکُنَّ فِیْ بَیْتِهَا، فَاِنَّهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، ثُمَّ قَالَ: لَا نَعْلَمُ رَوَاهُ عَنْ ثَابِتٍ الاروح ابن المسیب و هو رجل من اهل البصرة مشهور۔

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْمَرْاَةَ عَوْرَةٌ، فَاِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ، وَ اَقْرَبُ مَا تَکُوْنُ بِرَوْحَةِ رَبِّهَا وَ هِیَ فِیْ قَعْرِ بَیْتِهَا۔

مآخذ:

① ⚫ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۲۔ الاحزاب۔ آیت ﴿ ینساء النبی لستن کاحد من النساء۔ الآیة ﴾

② ⚫ البزار بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۲۔ الاحزاب آیت ﴿ ینساء النبی لستن کاحد من النساء۔ الآیة ﴾

⚫ ترمذی ج ۱ ص ۲۲۲۔ ابواب الرضاع، باب...... عن عبداللّٰہ۔ ھذا حدیث حسن صحیح غریب۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جان بوجھ کر اپنا نسب بدلنا

من ادعٰی الی غیر ابیه و هو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام۔

جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا' درآنحالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے اس پر جنت حرام ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۴ ص ۷۰۔ الاحزاب حاشیہ ۸)

تخریج :

① حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ' قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ' عَنْ سَعْدٍ' قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ۔ فَذَکَرْتُ لِاَبِیْ بَکْرَةَ' فَقَالَ: وَ اَنَا سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَ وَعَاهُ قَلْبِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ۔

ماخذ :

① ✿ بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۱۔ کتاب الفرائض باب من ادعٰی الٰی غیر ابیه ✿ بخاری ج ۲ ص ۶۱۹۔ کتاب المغازی باب غزوة الطائف ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۹۸۔ کتاب المناقب میں حضرت ابوذر سے ((اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰی لِغَیْرِ اَبِیْهِ وَ هُوَ یَعْلَمُهٗ اِلاَّ کَفَرَ بِاللّٰهِ۔ الخ)) اور ایک دوسری روایت جسے واثلہ بن الاسقع نے روایت کیا ہے میں ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرَآءِ اَنْ یَّدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ۔ الخ)) بھی نقل کیا ہے۔ ✿ مسلم ج ۱ ص ۵۷۔ کتاب الایمان' باب حال ایمان من رغب عن ابیه و هو یعلم ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۰۔ کتاب الادب' باب فی الرجل ینمی الی غیر موالیه۔

◇ ابوداؤد نے ایک روایت حضرت انس بن مالک سے ((مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ اِنْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) بھی نقل کی ہے۔

◇ ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۴۸۔ کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیه۔ اور کتاب السیر ج ۲ ص ۱۶۰۔ باب فی الذی ینتمی الی غیر موالیه ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۔ ۴۶۔ عن ابی بکرة ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۸ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۳۳۔ ابواب الولاء و الهبة باب ماجاء فی من تولی غیر موالیه او ادعی غیر ابیه۔ ترمذی میں فالجنة علیه حرام کے الفاظ نہیں ✿ مسلم ج ۱ ص ۵۷۔ اور مسند احمد ج ۵ ص ۴۶۔ وغیرہ نے سعد بن وقاص سے من ادعی ابا فی الاسلام غیر ابیه۔ الخ کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذیت رسانی پر آپ (ﷺ) کا رد عمل

رحمہ اللّٰہ علی موسیٰ فانہ اوذی باکثر من ھذا فصبر۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نبی ﷺ مسلمانوں میں کچھ مال تقسیم کر رہے تھے۔ اس مجلس سے جب لوگ باہر نکلے تو ایک شخص نے کہا "محمدؐ نے اس تقسیم میں خدا اور آخرت کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا" یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سن لی اور جا کر حضورؐ سے عرض کیا کہ آج آپ پر یہ باتیں بنائی گئی ہیں۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا: "اللہ کی رحمت ہو موسیٰؑ پر انہیں اس سے زیادہ اذیتیں دی گئیں اور انہوں نے صبر کیا"۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۳۵۔ الاحزاب حاشیہ ۱۱۹)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ، ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْاَعْمَشِ، سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ، سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ، قَالَ: قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا، فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا اُرِیْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ، فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبَرْتُهٗ، فَغَضِبَ حَتّٰی رَأَیْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ: یَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰی قَدْ اُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

مآخذ:

① ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۸۳۔ کتاب الانبیاء، باب ۲۸ ✿ بخاری ج ۲ ص ۶۲۱۔ کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف اس مقام پر لما قسم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قسمۃ حنین کے الفاظ ہیں اور رجل کی جگہ رجل من الانصار ہے۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۹۵۔ کتاب الادب، باب من اخبر صاحبہ بما یقال فیہ۔ اس مقام پر فغضب کی جگہ فتمعّر وجھہ ہے ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۳۱۔کتاب الاستیذان، باب حفظ السر کے تحت ✿ مسلم ج ۱ ص ۳۴۰۔ کتاب الزکاۃ، باب اعطاء المؤلفۃ و من یخاف علی ایمانہ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸۔ باب فی فضل ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۰۔ ۳۹۶۔ ۴۱۱۔ ۴۳۶۔ ۴۴۱۔ ۴۵۳۔ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات کے حقوق کی ادائیگی میں حضور کا طریق کار

(بخاری، مسلم، نسائی اور ابوداؤد وغیرہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کرتے ہیں کہ) سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۵۱ کے نزول کے بعد بھی حضورؐ کا طریقہ یہی رہا کہ آپؐ ہم میں سے کسی بیوی کی باری کے دن دوسری بیوی کے ہاں جاتے تو اس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔ (۱)

(ابوبکر جصاص عروہ بن زبیر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا) رسول اللہ ﷺ باریوں کی تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اگرچہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ آپ کسی روز اپنی سب بیویوں کے پاس نہ جاتے ہوں مگر جس بیوی کی باری کا دن ہوتا تھا اس کے سوا کسی دوسری بیوی کو چھوتے تک نہ تھے۔ (۲)

(یہ روایت بھی حضرت عائشہؓ کی ہے کہ) جب حضور ﷺ اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل و حرکت آپؐ کے لئے مشکل ہو گئی تو آپؐ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہؓ کے ہاں رہنے دو۔ اور جب سب نے اجازت دے دی تو آپؐ نے آخری زمانہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گزارا۔ (۳)

تشریح: سورۂ احزاب کی آیت نمبر۵۱ میں فرمان ربانی ہے کہ تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو، جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو اس معاملے میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ متوقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی تم ان کو دو گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔

اس آیت سے مقصود حضورؐ کو خانگی زندگی کی الجھنوں سے نجات دلانا تھا تاکہ آپؐ پورے سکون کے ساتھ اپنا کام کر سکیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں حضورؐ کو پورے اختیارات دے دیئے کہ ازواج مطہرات میں سے جس کے ساتھ جو برتاؤ چاہیں کریں تو اس بات کا کوئی امکان نہ رہا کہ یہ مومن خواتین آپؐ کو کسی طرح پریشان کرتیں یا آپس میں مسابقت اور رقابت کے جھگڑے پیدا کر کے آپ کے لئے الجھنیں پیدا کرتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ اختیار پا لینے کے بعد بھی حضور ﷺ نے تمام ازواج کے درمیان پورا پورا عدل فرمایا کسی کو کسی پر ترجیح نہ دی اور باقاعدہ باری مقرر کر کے آپؐ سب کے ہاں تشریف لے جاتے رہے محدثین میں سے ابو رزین یہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے صرف چار بیویوں (حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ اور حضرت ام سلمہؓ) کو باریوں کی تقسیم میں شامل کیا تھا اور باقی ازواج کے لئے کوئی باری مقرر نہ کی تھی لیکن دوسرے تمام محدثین و مفسرین اس کی تردید کرتے ہیں اور نہایت قوی روایات سے اس امر کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اس اختیار کے بعد بھی حضورؐ تمام ازواج کے ہاں باری باری سے جاتے تھے اور سب سے یکساں برتاؤ کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم امام زہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا کسی بیوی کو باری سے محروم کرنا ثابت نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے صرف حضرت سودہؓ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے خود اپنی باری بخوشی حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی کیونکہ وہ بہت سن رسیدہ ہو چکی تھیں۔

اس مقام پر کسی کے دل میں یہ شبہ نہ رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذاللہ اس آیت میں اپنے نبی کے ساتھ کوئی بے جا رعایت کی تھی اور ازواج مطہرات کے ساتھ حق تلفی کا معاملہ فرمایا تھا۔ دراصل جن عظیم مصالح کی خاطر نبی ﷺ کو بیویوں کی تعداد کے معاملے میں عام قاعدے سے مستثنیٰ کیا گیا تھا انہیں مصالح کا تقاضا یہ بھی تھا کہ آپ کو خانگی زندگی کا سکون بہم پہنچایا جائے اور ان اسباب کا سدباب کیا جائے جو آپؐ کے لئے پریشان خاطری کا موجب ہو سکتے ہوں۔ ازواج مطہرات کے لئے یہ ایک بہت بڑا شرف تھا کہ انہیں نبی ﷺ جیسی بزرگ ترین ہستی کی زوجیت حاصل ہوئی اور اس کی بدولت ان کو یہ موقع نصیب ہوا کہ دعوت و اصلاح کے اس عظیم الشان کام میں آپؐ کی رفیق کار بنیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کی فلاح کا ذریعہ بننے والا تھا۔ اس مقصد کے لئے جس طرح نبی ﷺ غیر معمولی ایثار و قربانی سے کام لے رہے تھے اور تمام صحابہ کرام اپنی حد استطاعت تک قربانیاں کر رہے تھے اسی طرح ازواج مطہرات کا بھی یہ فرض تھا کہ ایثار سے کام لیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو تمام ازواج رسول نے بخوشی قبول کیا۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۱۷۔ الاحزاب حاشیہ ۹۱)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ' قَالَ: اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ' عَنْ مُعَاذَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُئْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ' وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ' فَقُلْتُ لَهَا: مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ؟ قَالَتْ: كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ' اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَيَّ فَاِنِّيْ لَا اُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا۔ تَابَعَهٗ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر باری والی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری بیوی کے ہاں تشریف لے جانا چاہتے' تو باری والی بیوی سے اجازت لے کر جاتے قرآن مجید میں ﴿ ترجی من تشاء من و تؤی الیک من تشاء ﴾ اور آیت کے نزول کے بعد۔ معاذہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جب رسول اللہ ﷺ آپ سے اجازت لیتے تو آپ کیا جواب دیتی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں تو صاف کہہ دیتی تھی کہ میں تو اپنے مقابلہ میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتی۔ (کہ آپ میری بجائے کسی دوسرے کے ہاں شب بسر فرمائیں)

② ⟸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ' قَالَ: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ' قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ اَبِي الزِّنَادِ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ اَبِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ' ابْنَ اُخْتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفَضِّلُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْقَسْمِ مِنْ مَكْثِهٖ عِنْدَهَا' وَ كَانَ قَلَّ يَوْمٍ اِلَّا وَهُوَ يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيْعًا۔ فَيَدْنُوْ مِنْ كُلِّ امْرَاَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيْسٍ حَتّٰى يَبْلُغَ اِلَى الَّتِيْ هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيْتُ عِنْدَهَا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ ⇐ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّبِهٖ وَجَعُهٗ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهٗ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ، فَأَذِنَّ لَهٗ- فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَ بَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ- الخ

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شدید مرض میں مبتلا ہو گئے تو آپ نے دوسری ازواج مطہرات سے اس بات کی اجازت چاہی کہ آپ میرے ہاں قیام فرمائیں۔ سب نے (بخوشی) اس کی اجازت دے دی۔ اس اجازت کے بعد آپ دو آدمیوں کے سہارے زمین پر اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے میرے گھر پر تشریف لائے۔ ان آدمیوں میں ایک حضرت عباس بن عبدالمطلب اور ایک دوسرے آدمی تھے۔ (یہ دوسرے عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے مطابق حضرت علیؓ تھے)

مآخذ:

① ✿ بخاری ج ۲ ص ۷۰۶۔ کتاب التفسیر باب قوله تعالٰی ترجی من تشاء منهن و تؤی الیک من تشاء۔ الآیة ✿ مسلم ج ۱ ص ۴۷۹۔ کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییره امرأته لا یکون طلاقا۔ الخ مسلم میں لم اوثر احدا علی نفسی ہے۔ ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۳۔ کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء۔

② ✿ احکام القرآن للجصاص ج ۵ ص ۲۴۰۔ الاحزاب ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۳۔ کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء۔

③ ✿ بخاری ج ۲ ص ۶۳۹۔ کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ووفاته و قول اللّٰه تعالٰی: انک میت و انهم میتون۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦٠ سال کی عمر تک معذرت خواہی کا موقع

حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے کہ جو شخص کم عمر پائے اس کے لئے تو عذر کا موقع ہے مگر ٦٠ سال اور اس سے اوپر عمر پانے والے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ (1) (بخاری' احمد' نسائی' ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ)

تشریح: جس عمر میں آدمی اس قابل ہو سکتا ہو کہ وہ نیک و بد اور حق و باطل میں امتیاز کر سکے اور گمراہی چھوڑ کر نیکی کی طرف رجوع کرنا چاہے تو کر سکے۔ اس عمر کو پہنچنے سے پہلے اگر کوئی شخص مر چکا ہو تو اس پر کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ البتہ جو اس عمر کو پہنچ چکا ہو وہ لازماً اپنے عمل کے لئے جواب دہ قرار پائے گا' اور پھر اس عمر کے شروع ہو جانے کے بعد جتنی مدت بھی وہ زندہ رہے اور سنبھل کر راہ راست پر آنے کے لئے جتنے مواقع بھی اسے ملتے چلے جائیں اتنی ہی اس کی ذمہ داری شدید تر ہوتی چلی جائے' یہاں تک کہ جو شخص بڑھاپے کو پہنچ کر بھی سیدھا نہ ہو اس کے لئے کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۲۳۸۔ فاطر حاشیہ ٦٣)

تخریج:

(1) حَدَّثَنِيْ عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ مُطَهِّرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ' عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَى امْرِئٍ' اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ تابعه ابن عجلان و اَبُوْ حَازِمٍ عَنِ الْمَقْبُرِی۔

مآخذ:

(1) ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۵۰۔ کتاب الرقاق' باب من بلغ ستین سنة فقدر اعذرالله الیه فی العمر لقوله ﴿ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۵۔ عن ابی ھریرة۔ اس صفحہ پر مسند کے الفاظ: لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى عَبْدٍ اَحْيَاه حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ اَوْ سَبْعِيْنَ سَنَةً۔ الخ ✿ ترغیب ج ۸ ص ۲۵۳۔ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۱۱ ص ۲۳۸۔ شرح السنة بغوی ج ۱۴ ص ۲۳۳۔ ✿ اتحاف السعادہ ج ۱۰ ص ۲۷۰۔ ✿ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۲۷۲۔ ✿ المستدرک حاکم ج ۴ ص ۲۷۰۔ کتاب الجنائز میں قَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى عَبْدٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ سَنَةً ✿ تفسیر ابن جریر میں عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمَّرَهُ اللّٰهُ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ اَعْذَرَ اِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ ✿ تفسیر ابن جریر ج ۱۰ پ ۲۲ ص ۹۳۔ الفاطر ✿ بزار نے عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: العمرالذی اعذرالله تعالٰی فیه الی ابن آدم ستون سنة۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مَنْ اَتَتْ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ سَنَةً فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵۹ الفاطر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق و باطل کی معرکہ آرائی میں شرافت و کمینگی کا مقابلہ

ایک مرتبہ ایک شخص نبی ﷺ کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموشی کے ساتھ اس کی گالیاں سنتے رہے اور نبی ﷺ انہیں دیکھ کر مسکراتے رہے۔ آخر کار جناب صدیقؓ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے بھی جواب میں اسے ایک سخت بات کہہ دی۔ ان کی زبان سے وہ بات نکلتے ہی حضورؐ پر شدید انقباض طاری ہوا جو چہرۂ مبارک پر نمایاں ہونے لگا اور آپؐ فوراً اٹھ کر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی اٹھ کر آپ کے پیچھے ہو لئے اور راستے میں عرض کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے' وہ مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ خاموش مسکراتے رہے' مگر جب میں نے اسے جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے؟ فرمایا "جب تک تم خاموش تھے' ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا' مگر جب تم بول پڑے تو فرشتے کی جگہ شیطان آ گیا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا"۔ (1)

تشریح: شیطان کو سخت تشویش لاحق ہوتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں کمینگی کا مقابلہ شرافت کے ساتھ اور بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کس طرح ایک ہی مرتبہ سہی حق کے لئے لڑنے والوں اور خصوصاً ان کے سربرآوردہ لوگوں' اور سب سے بڑھ کر ان کے رہنما سے کوئی ایسی غلطی کرا دے جس کی بنا پر عامۃ الناس سے یہ کہا جا سکے کہ دیکھیے صاحب برائی یک طرفہ نہیں ہے' ایک طرف سے اگر گھٹیا حرکتیں کی جا رہی ہیں تو دوسری طرف کے لوگ بھی کچھ بہت اونچے درجے کے انسان نہیں ہیں' فلاں رکیک حرکت تو آخر انہوں نے بھی کی ہے۔ عامۃ الناس میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ ٹھیک انصاف کے ساتھ ایک طرف کی زیادتیوں اور دوسری طرف کی جوابی کارروائی کے درمیان موازنہ کر سکیں وہ جب تک یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ مخالفین ہر طرح کی ذلیل حرکتیں کر رہے ہیں' مگر یہ لوگ شائستگی اور شرافت اور نیکی و راستبازی کے راستے سے ذرا نہیں ہٹتے' اس وقت تک وہ ان کا گہرا اثر قبول کرتے رہتے ہیں' لیکن اگر کہیں ان کی طرف سے کوئی بیجا حرکت یا ان کے مرتبے سے گری ہوئی حرکت سرزد ہو جائے' خواہ وہ کسی بڑی زیادتی کے جواب ہی میں کیوں نہ ہو' تو ان کی نگاہ میں دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ اور مخالفین کو بھی ایک سخت بات کا جواب ہزار گالیوں سے دینے کا بہانا مل جاتا ہے۔ حدیث بالا میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ شیطان کے فریب سے چوکنے رہو۔ وہ بڑا درد مند اور خیر خواہ بن کر تمہیں اشتعال دلائے گا کہ فلاں زیادتی تو ہرگز برداشت نہ کی جانی چاہیے' اور فلاں بات کا تو منہ توڑ جواب دیا جانا چاہیے' اور اس حملے کے جواب میں تو لڑ جانا چاہیے ورنہ تمہیں بزدل سمجھا جائے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ ایسے ہر موقع پر جب تمہیں اپنے اندر اس طرح کا کوئی نامناسب اشتعال محسوس ہو تو خبردار ہو جاؤ کہ یہ شیطان کی اکساہٹ ہے جو غصہ دلا کر تم سے کوئی غلطی کرانا چاہتا ہے اور خبردار ہو جانے کے بعد اس زعم میں نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبتلا ہو جاؤ کہ میں اپنے مزاج پر بڑا قابو رکھتا ہوں' شیطان مجھ سے کوئی غلطی نہیں کروا سکتا- یہ اپنی قوت فیصلہ اور قوت ارادی کا زعم شیطان کا دوسرا اور زیادہ خطرناک فریب ہو گا- اس کے بجائے تم کو خدا سے پناہ مانگنی چاہیے' کیونکہ وہی توفیق دے اور حفاظت کرے تو آدمی غلطیوں سے بچ سکتا ہے- (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۴۵۹- حٰم السجدہ حاشیہ ۴۰)

تخریج:

① ◄ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثنا یَحْیٰی عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: ثنا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً شَتَمَ اَبَا بَکْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُ وَ یَبْتَسِمُ، فَلَمَّا اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ، فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ قَامَ، فَلَحِقَهٗ اَبُوْبَکْرٍ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَ اَنْتَ جَالِسٌ، فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ، غَضِبْتَ وَ قُمْتَ، قَالَ: اَنَّهٗ کَانَ مَعَكَ مَلَكٌ یَرُدُّ عَنْكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ وَ قَعَ الشَّیْطَانُ، فَلَمْ اَکُنْ لِاَقْعُدَ مَعَ الشَّیْطَانِ- الخ

ماخذ:

① ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۶ ✿ تفسیر ابن جریر الطبری ج ۱۱ ص ۷۶- حٰمٓ السجدہ ✿ ابن جریر کی روایت کے الفاظ مختلف ہیں ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۹- سورہ الشوریٰ زیر آیت ﴿ ولمن صبر و غفر فان ذلک لمن عزم الامور ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں حق خدمت کی سب سے زیادہ مستحق

ایک صاحب نے حضور ﷺ سے پوچھا کس کا حق خدمت مجھ پر زیادہ ہے؟ فرمایا تیری ماں کا؟ انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا تیری ماں- انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا تیری ماں- انہوں نے پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا تیرا باپ- (۱)

تشریح: اگرچہ اولاد کو ماں اور باپ دونوں ہی کی خدمت کرنی چاہیے لیکن ماں کا حق اپنی اہمیت میں اس بنا پر زیادہ ہے کہ وہ اولاد کے لئے زیادہ تکلیفیں اٹھاتی ہے- (حدیث بالا تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ بخاری' مسلم' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' مسند احمد اور امام بخاری کی ادب المفرد میں وارد ہوئی ہے) (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۶۰۹- الاحقاف حاشیہ ۱۹)

تخریج:

(۱) ⇦ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ' حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ' عَنْ اَبِي زُرْعَةَ' عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ؟ قَالَ: اُمُّكَ' قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّكَ' قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّكَ' قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اَبُوْكَ-

ماخذ:

(۱) ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۸۲- کتاب الادب' باب من احق الناس بحسن الصحبۃ ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۱۲- کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین و ایهما احق به ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۶- کتاب الادب' باب فی برالوالدین ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۱- ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی برالوالدین ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۷- عن ابی ہریرۃ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۱۲- باب برالاب ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۱۲- باب برالام ✿ تینوں نے ((من اَبَرُّ؟ قَالَ: اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الاقرب فالاقرب)) ✿ السنن الکبریٰ ج ۴ ص ۱۷۹- کتاب الزکاۃ' باب الاختیار فی صدقۃ التطوع ✿ ابن ماجه کتاب الادب باب برالوالدین ✿ ابن ماجہ نے الادنٰی فالادنٰی نقل کیا ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منافق کی مثال

(۱) ان المنافق اذا مرض ثم اعفی کان کالبعیر عقله اهله ثم ارسلوه فلم یدرلم عقلوه و لم یدرلم ارسلوه۔ (ابوداؤد' کتاب الجنائز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "منافق جب بیمار پڑتا ہے اور پھر اچھا ہو جاتا ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے مالکوں نے باندھا تو اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیوں باندھا ہے اور جب کھول دیا تو وہ کچھ نہ سمجھا کہ کیوں کھول دیا ہے"۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ انسان پر دنیا میں کچھ نہ کچھ مصیبتیں آتی رہیں گی تاکہ اسے یاد رہے کہ کوئی بالا تر طاقت اس کی قسمت کا فیصلہ کر رہی ہے اور کوئی اس کے فیصلوں کو بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر جو لوگ جہالت میں مبتلا ہیں انہوں نے نہ پہلے کبھی ان واقعات سے سبق لیا ہے۔ نہ آئندہ کبھی لیں گے۔ وہ دنیا میں رونما ہونے والے حوادث کے معنی نہیں سمجھتے' اس لئے ان کی ہر وہ تاویل کرتے ہیں جو حقیقت کے فہم سے ان کو اور زیادہ دور لے جانے والی ہو اور کسی ایسی تاویل کی طرف ان کا ذہن کبھی مائل نہیں ہوتا جس سے اپنی دہریت یا اپنے شرک کی غلطی ان پر واضح ہو جائے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۱۸۴۔ الطور حاشیہ ۳۷)

تخریج:

(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ' ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ: وَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ مَنْظُوْرٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ عَنْ عَامِرِ الرَّامِ' اَخِي الْخُضْرِ' قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: قَالَ النُّفَيْلِيُّ: هُوَ الْخُضْرُ وَ لٰكِنْ كَذَا قَالَ' قَالَ: اِنِّيْ لِبِبِلَادِنَا اِذْ رُفِعَتْ لَنَا رَايَاتٌ وَ اَلْوِيَةٌ' فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ وَ هُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بُسِطَ لَهٗ كِسَاءٌ وَ هُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ' وَ قَدِ اجْتَمَعَ اِلَيْهِ اَصْحَابٌ فَجَلَسْتُ

حضرت عامرؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے شہر میں تھا کہ ہمیں بڑے بڑے اور چھوٹے جھنڈے بلند ہوتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے۔ یہ اطلاع پا کر میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے آپؐ کے لئے چادر بچھائی گئی تھی اس پر آپ جلوہ آرا تھے۔ صحابہ کرام آپؐ کے اردگرد جمع تھے میں بھی ان صحابہ کی جانب بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا تذکرہ فرمایا کہ مومن جب بیماری میں مبتلا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے عافیت دے دیتا ہے تو یہ بیماری اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِمْ، فَذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَسْقَامَ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ اَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَ مَوْعِظَةً لَهٗ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُ، وَ اِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ ثُمَّ اُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهٗ اَهْلُهٗ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ، فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ، وَ لَمْ يَدْرِ لِمَ اَرْسَلُوْهُ۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ حَوْلَهٗ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الْاَسْقَامُ؟ وَاللّٰهِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا۔ الحديث

ماضی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور مستقبل کے لئے نصیحت۔ اور منافق جب بیمار پڑتا ہے اور پھر اچھا ہوتا ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے مالکوں نے باندھا تو اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیوں باندھا ہے اور جب کھول دیا تو وہ کچھ نہ سمجھا کہ کیوں کھول دیا ہے۔ اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی صاحب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ اللہ کی قسم میں تو کبھی بھی زندگی میں بیمار نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا اٹھو ہم میں سے ہمارے ساتھ تمہارا واسطہ نہیں۔

مآخذ:

① ابوداؤد ج ۳ ص ۱۸۲۔ کتاب الجنائز باب الامراض مکفرة للذنوب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہود و منافقین کی خباثت اور آپ (ﷺ) کا حسن سلوک

متعدد روایتوں میں یہ بات آئی ہے کہ کچھ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے السام علیک یا ابا القاسم کہا۔ یعنی السلام علیک کا تلفظ کچھ اس انداز سے کیا کہ سننے والا سمجھے سلام کیا ہے، مگر دراصل انہوں نے سام کہا تھا جس کے معنی موت کے ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا وعلیکم۔ حضرت عائشہ سے نہ رہا گیا اور انہوں نے کہا موت تمہیں آئے اور اللہ کی لعنت اور پھٹکار پڑے۔ حضور ﷺ نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ اے عائشہ! اللہ کو بدزبانی پسند نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا؟۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور تم نے نہیں سنا کہ میں نے انہیں کیا جواب دیا؟ میں نے ان سے کہہ دیا "اور تم پر بھی۔" ① (بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ منافقین اور یہود، دونوں نے سلام کا یہی طریقہ اختیار کر رکھا تھا۔ ⓫

(تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۵۹۔ المجادلہ حاشیہ ۲۲)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، قَالَ: نا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يا اَبَا الْقَاسِمِ۔ قَالَ: وَ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ! لَا تَكُوْنِي فَاحِشَةً، فَقَالَتْ: مَا سَمِعْتَ مَا قَالُوْا؟ فَقَالَ: اَوَ لَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمُ الَّذِيْ قَالُوْا، قُلْتُ: وَ عَلَيْكُمْ۔

مآخذ:

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۱۴۔ کتاب السلام، باب النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام و کیف یرد علیهم۔ عن

○ وہ اپنے نزدیک اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے رسول نہ ہونے کی دلیل سمجھتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتے تو جس وقت ہم انہیں اس طریقہ سے سلام کرتے اسی وقت ہم پر عذاب آ جاتا۔ اب چونکہ کوئی عذاب نہیں آتا، حالانکہ ہم شب و روز یہ حرکت کرتے رہتے ہیں، لہٰذا یہ رسول نہیں۔ (حاشیہ ۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عائشة اسی باب میں حضرت عائشہ سے مروی ایک روایت میں بل علیکم السام واللعنة بھی منقول ہے۔ اور عبداللہ سے بھی ایک روایت انہی الفاظ سے مسلم میں مروی ہے۔ ✿ ابن ابی حاتم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۳۔ المجادلة عن عائشة ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۵۲۔ کتاب الادب، باب فی السلام علی اهل الذمه۔ عن انس بن مالک ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۹۰۔ کتاب الادب، باب الرفق فی الامر کله عن عائشة بخاری اور ابوداؤد دونوں میں یا ابا القاسم نہیں ہے۔ ✿ ابن جریر ج ۱۲ پ ۲۸ ص ۱۱۔ المجادلة۔ عن انس بن مالک اس میں بھی یا ابا القاسم کے الفاظ نہیں ہیں ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۶۶۔ ابواب التفسیر المجادلة۔ عن انس بن مالک ✿ ابن ماجه کتاب الادب، باب ۱۳ ردالسلام علی اهل الذمة عن انس بن مالک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدابِ مجلس

(مجلسی آداب)

(۱) سبحانک اللّٰھم و بحمدک' اشھد ان لا الہ الا انت' استغفرک و اتوب الیک۔

جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں خوب قیل و قال ہوئی ہو' وہ اگر اٹھنے سے پہلے یہ الفاظ کہے تو اللہ ان باتوں کو معاف کر دیتا ہے جو وہاں ہوں۔ خداوندا میں تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتا ہوں' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

تشریح: نبی ﷺ کا یہ طریقہ تھا اور اسی کی آپؐ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ کسی مجلس سے اٹھتے وقت اللہ کی حمد و تسبیح کر لیا کریں۔ اس سے ان تمام باتوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے جو اس مجلس میں ہوئی ہوں۔

ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

(۲) لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیء قدیر۔ سبحان اللّٰہ' والحمدللّٰہ' و لا الہ الا اللّٰہ' واللّٰہ اکبر و لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔

(مسند احمد' بخاری بروایت عبادۃ بن صامت)

حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ تعلیم دی اور خود بھی اس پر عمل کیا کہ جب نیند سے بیدار ہوں تو یہ الفاظ کہا کریں۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۱۸۴۔ الطور حاشیہ ۴۰)

(۳) لا یقیم الرجل الرجل من مجلسہ فیجلس فیہ و لکن تفسحوا و توسعوا۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے بلکہ تم لوگ خود دوسروں کے لئے جگہ کشادہ کرو"۔ (مسند احمد' بخاری' مسلم)

(۴) لا یحل لرجل ان یفرق بین اثنین الا باذنھما۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر دھنس جائے"۔

تشریح: بعض محدثین نے اس حکم کو صرف نبی ﷺ کی مجلس تک محدود سمجھا ہے۔ لیکن جیسا کہ امام مالکؒ نے فرمایا ہے' صحیح بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تمام مجلسوں کے لئے یہ ایک عام ہدایت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول نے اہل اسلام کو جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور بعد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید کچھ لوگ آئیں' تو یہ تہذیب پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں میں ہونی چاہیے کہ وہ خود نئے آنے والوں کو جگہ دیں۔ اور حتی الامکان کچھ سکڑ اور سمٹ کر ان کے لئے کشادگی پیدا کریں' اور اتنی شائستگی بعد کے آنے والوں میں ہونی چاہئے کہ وہ زبردستی ان کے اندر نہ گھسیں اور کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔

(تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۶۱۔ المجادلہ حاشیہ ۲۶)

تخریج :

① حَدَّثَنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ اَبِی السَّفَرِ الْكُوْفِیُّ وَاِسْمُهُ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْهَمْدَانِیُّ' نا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ' قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: اَخْبَرَنِیْ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ' عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ' فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ۔

و فی الباب عن ابی برزة و عائشة۔ هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه لا نعرفه من حديث سهيل الا من هذا الوجه۔

② حَدَّثَنَا صَدَقَةُ' قَالَ: اَخْبَرَنا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِیءٍ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِیْ اُمَيَّةَ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ' فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اَوْ دَعَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ' فَاِنْ تَوَضَّاَ قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ۔

عبادہ نے نبی ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص رات میں کسی وقت بیدار ہو تو وہ کہے لا اله الا الله وحده لا شريک له' له الملک و له الحمد و هو على كل شیء قدير۔ الحمد لله و سبحان الله والله اكبر۔ ولا حول ولا قوة الا بالله۔ اس کے بعد کہے اے اللہ مجھے بخش دے یا کوئی دعا مانگے تو وہ قبول کی جائے گی اور اگر باوضو ہو کر نماز ادا کرے تو اس کی نماز شرف قبولیت سے ہمکنار ہو گی۔

③ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِیْ اَبِیْ' ثنا يَحْيٰی عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ' فَيَجْلِسُ فِيْهِ وَ لٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَ تَوَسَّعُوْا۔

④ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰی' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ' ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ اٰخَرُ وَ لٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَ تَوَسَّعُوْا۔

⑤ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِیُّ' اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِیُّ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۸۱- ابواب الدعوات' باب ما یقول اذا قام من مجلسه ✿ المستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۳۶- کتاب الدعاء الاستغفار عندالقیام عن المجلس ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۶۴- کتاب الادب' باب فی کفارة المجلس ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۵- پر پوری تفصیل درج ہے- ✿ المستدرک نے ج ۴ ص ۴۹۷ پر حضرت عائشہ سے بھی ایک روایت نقل کی ہے- اس میں سبحانک اللهم ربی و بحمدک لا اله الا انت استغفرک و اتوب الیک اور ج ۱ ص ۵۳۷ پر جبیر ابن مطعم عن ابیہ کے حوالہ سے سبحان الله و بحمده سبحانک اللهم و بحمدک اشهد ان لا اله الا انت استغفرک و اتوب الیک بھی نقل کیا ہے- ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۷۷- عن عائشة- اس روایت میں اشهد نہیں-

② ✿ بخاری ج ۱ ص ۱۵۵- کتاب التهجد باب فضل من تعار من اللیل فصلی ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۱۴- کتاب الادب' باب ما یقول الرجل اذا تعار من اللیل- ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۷۸- ابواب الدعوات باب ماجاء فی الدعاء اذا انتبه من اللیل- ✿ ابن ماجه کتاب الدعاء باب ۱۶ ما یدعو به اذا انتبه من اللیل عن عبادة بن الصامت ✿ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۰۲- کتاب الاستیذان باب ما یقول اذا انتبه من نومه ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۳-

③ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۷-

④ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۲۷- کتاب الاستیذان' باب قول الله تعالٰی ﴿ اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح الله لکم- الآیة ﴾ بخاری نے ابن عمر سے ایک اور روایت میں لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه ثم یجلس فیه بھی روایت کی ہے- ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۲۷- کتاب الاستیذان باب لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۱۷- کتاب السلام باب تحریم اقامة الانسان من موضعه المباح الذی سبق الیه- ✿ مسلم نے ابن عمر کی ایک روایت میں لا یقیم الرجل الرجل من مقعده ثم یجلس فیه و لکن تفسحوا و توسعوا کے الفاظ بھی روایت کئے ہیں- ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴- ابواب الادب باب ماجاء فی کراهیة ان یقام الرجل من مجلسه ثم یجلس فیه- ترمذی نے لَا یُقِیْمُ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ نقل کیا ہے-

⑤ ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۶۲- کتاب الادب' باب فی الرجل یجلس بین الرجل بغیر اذنهما ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴- ابواب الادب' باب ماجاء فی کراهیة الجلوس بین الرجلین بغیر اذنهما- هذا حدیث حسن-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناجائز سرگوشی کی ممانعت

① اذا كنتم ثلاثة فلا يتناجى اثنان دون صاحبهما فان ذالك يُحزنُهٗ۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

حضورؐ نے فرمایا جب تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں کھسر پھسر نہ کریں کیونکہ یہ تیسرے آدمی کے لئے باعث رنج ہو گا"۔

② فلا يتناجى اثنان دون الثالث الا باذنه فان ذلك يحزنه۔ (مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا: دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں مگر تیسرے سے اجازت لے کر، کیونکہ یہ اس کے لئے باعث رنج ہو گا۔

تشریح: اسی ناجائز سرگوشی کی تعریف میں یہ بات بھی آتی ہے کہ دو آدمی تیسرے شخص کی موجودگی میں کسی ایسی زبان میں بات کرنے لگیں جسے وہ نہ سمجھتا ہو اور اس سے بھی زیادہ ناجائز بات یہ ہے کہ وہ اپنی سرگوشی کے دوران میں کسی کی طرف اس طرح دیکھیں یا اشارے کریں جس سے یہ ظاہر ہو کہ ان کے درمیان موضوع بحث وہی ہے۔
(تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۶۰۔ المجادلہ حاشیہ ۲۴)

تخریج:

① ② ⟸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، وَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَ اَبُوْكُرَيْبٍ، وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، قَالَ يَحْيَى: اَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ: نا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ۔

مآخذ:

① ② ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۱۹۔ کتاب السلام، باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث بغیر رضاہ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵۔ عبداللہ بن مسعود ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۱۰۔ ابواب الادب، باب ماجاء لا يتناجى اثنان دون الثالث ✿ ابن ماجه كتاب الادب، باث لا يتناجى اثنان دون الثالث عن عبداللہ۔

بخاری نے بھی عبداللہ سے روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:
عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجِ رَجُلَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ، حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ اَجْلِ اَنْ يُحْزِنَهٗ۔

✿ بخاری ج ۲ ص ۹۳۱۔ کتاب الاستیذان، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثة فلا باس بالمسارّة والمناجاة ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۱۹۔ کتاب السلام، باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث بغیر رضاہ ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۶۳۔ کتاب الادب، باب فی التناجی عن عبداللہ۔ اس کے الفاظ لا ینتجی اثنان دون الثالث فان ذلک یحزنه منقول ہیں اور بخاری ج ۲ ص ۹۳۱۔ کتاب الاستیذان باب لا يتناجى اثنان دون الثالث کے تحت عبداللہ سے یہی الفاظ مذکور ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرگوشی سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کی اصلاح

جب یہ حکم ربی نازل ہوا کہ جو حضور ﷺ سے خلوت میں بات کرنا چاہے وہ صدقہ دے تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا "کتنا صدقہ مقرر کیا جائے؟ کیا ایک دینار؟" انہوں نے عرض کیا "یہ لوگوں کی مقدرت سے زیادہ ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "نصف دینار؟" انہوں نے عرض کیا "لوگ اس کی مقدرت بھی نہیں رکھتے۔ فرمایا: "پھر کتنا؟" انہوں نے عرض کیا "بس ایک جو برابر سونا۔ فرمایا ((انک لزھید)) "تم نے تو بڑی کم مقدار کا مشورہ دیا"۔ (1) (ابن جریر، ترمذی، مسند ابو یعلیٰ)

تشریح : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صدقہ کے حکم کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ باتیں (یعنی تخلیہ کی درخواست کر کے) پوچھنے لگے تھے حتیٰ کہ انہوں نے حضور ﷺ کو تنگ کر دیا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ اپنے نبی پر سے یہ بوجھ ہلکا کر دے۔ (2) (ابن جریر)

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے جو شخص بھی علیحدگی میں بات کرنے کی درخواست کرتا آپ اسے رد نہ فرماتے۔ جس کا جی چاہتا آکر عرض کرتا کہ میں ذرا الگ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ اسے موقع دے دیتے یہاں تک کہ بہت سے لوگ ایسے معاملات میں بھی آپ کو تکلیف دینے لگے جن میں الگ بات کرنے کی کوئی حاجت نہ ہوتی۔ زمانہ وہ تھا جس میں سارا عرب مدینہ کے خلاف برسر جنگ تھا۔ بعض اوقات کسی شخص کی اس طرح کی سرگوشی کے بعد شیطان لوگوں کے کان میں یہ پھونک دیتا تھا کہ یہ فلاں قبیلے کے حملہ آور ہونے کی خبر لایا تھا۔ اور اس سے مدینہ میں افواہوں کا بازار گرم ہو جاتا تھا۔

دوسری طرف لوگوں کی اس حرکت کی وجہ سے منافقین کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا تھا کہ محمد ﷺ تو کان کے کچے ہیں، ہر ایک کی سن لیتے ہیں۔ ان وجوہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ پابندی لگا دی کہ جو آپؐ سے خلوت میں بات کرنا چاہے وہ پہلے صدقہ دے۔ (احکام القرآن لابن العربی) قتادہ کہتے ہیں کہ دوسرے پر اپنی بڑائی جتانے کے لیے بھی بعض لوگ حضور ﷺ سے خلوت میں بات کرتے تھے۔

ایک روایت میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں قرآن کی یہ ایسی آیت ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا۔ اس حکم کے آتے ہی میں نے صدقہ پیش کیا اور ایک مسئلہ آپ سے پوچھ لیا۔ (3) (ابن جریر، حاکم، ابن المنذر، عبد بن حمید)

تخریج :

(1) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ الْأَنْمَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً' قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرٰی؟ دِيْنَارًا؟ قُلْتُ: لَا يُطِيْقُوْنَهٗ' قَالَ: فَنِصْفُ دِيْنَارٍ' قُلْتُ: لَا يُطِيْقُوْنَهٗ' قَالَ: فَكَمْ؟ قُلْتُ: شَعِيْرَةٌ' قَالَ: اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ' قَالَ: فَنَزَلَتْ: أَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَاتٍ۔ الاٰية قَالَ: فَبِیْ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه و معنى قوله شعيرة يعنى وزن شعيرة من ذهب۔

② حَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ' قَالَ: ثنا اَبُوْصَالِحٍ' قَالَ: ثنی مُعَاوِيَةُ' عَنْ عَلِیٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَوْلُهٗ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً' وَ ذَاكَ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اَكْثَرُ وَالْمَسَائِلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی شَقُّوْا عَلَيْهِ' فَاَرَادَاللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْ نَبِيِّهٖ' فَلَمَّا قَالَ ذٰلِكَ' صَبَرَ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ وَ كَفُّوْا عَنِ الْمَسْئَلَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ هٰذَا' فَاِذْلَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ' فَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَ اٰتُوا الزَّكَاةَ فَوَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَمْ يُضَيِّقْ۔

③ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِیُّ' قَالَ: ثنا الْمُطَّلِبُ بْنُ زِيَادٍ' عَنْ لَيْثٍ' عَنْ مُجَاهِدٍ' قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِنَّ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَاٰيَةً مَا عَمِلَ بِهَا اَحَدٌ قَبْلِیْ وَ لَا يَعْمَلُ بِهَا اَحَدٌ بَعْدِیْ' يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً قَالَ: فُرِضَتْ ثُمَّ نُسِخَتْ۔

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۶۶۔ ابواب التفسیر' باب المجادلة ✿ ابن جریر ج ۱۲ ص ۱۵ پ ۲۸۔ ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۷۔
✿ مسند ابی یعلٰی بحوالہ ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۷۔ ✿ المستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۸۲ المجادلہ۔ اس کی روایت کے الفاظ مختلف ہیں۔

② ✿ تفسیر ابن جریر الطبری ج ۱۲ پ ۲۸ ص ۱۵ المجادلہ۔

③ ✿ تفسیر ابن جریر ج ۱۲ پ ۲۸ ص ۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کا اصل دشمن

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اصل دشمن وہ نہیں ہے جسے اگر تو قتل کر دے تو تیرے لیے کامیابی ہے اور وہ تجھے قتل کر دے تو تیرے لیے جنت ہے' بلکہ تیرا اصل دشمن' ہو سکتا ہے کہ تیرا اپنا وہ بچہ ہو جو تیری ہی صلب سے پیدا ہوا ہو۔ پھر تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ مال ہے جس کا تو مالک ہے۔" (1)

تشریح: گویا کہ اگر انسان مال اور اولاد کے فتنے سے اپنے آپ کو بچا لے جائے اور ان کی محبت پر اللہ کی محبت کو غالب رکھنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کے لئے اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔

انسان کے اخلاص ایمانی میں جو چیز بالعموم خلل ڈالتی ہے اور جس کی وجہ سے انسان اکثر منافقت' غداری اور خیانت میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنے مالی مفاد اور اپنی اولاد کے مفاد سے اس کی حد سے بڑھی ہوئی دلچسپی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ یہ مال اور اولاد جن کی محبت میں گرفتار ہو کر تم عموماً راستی سے ہٹ جاتے ہو' دراصل یہ دنیا کی امتحان گاہ میں تمہارے لئے سامان آزمائش ہیں جسے تم بیٹا یا بیٹی کہتے ہو' حقیقت کی زبان میں وہ دراصل امتحان کا ایک پرچہ ہے۔ اور جسے تم جائداد یا کاروبار کہتے ہو وہ بھی درحقیقت ایک دوسرا پرچۂ امتحان ہے یہ چیزیں تمہارے حوالے ہی اس لئے کی گئی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے تمہیں جانچ کر دیکھا جائے کہ تم کہاں تک حقوق اور حدود کا لحاظ کرتے ہو' کہاں تک ذمہ داریوں کا بوجھ لادے ہوئے جذبات کی کشش کے باوجود راہ راست پر چلتے ہو' اور کہاں تک اپنے نفس کو جو ان دنیوی چیزوں کی محبت میں اسیر ہوتا ہے' اس طرح قابو میں رکھتے ہو کہ پوری طرح بندۂ حق بھی بنے رہو اور ان چیزوں کے حقوق اس حد تک ادا بھی کرتے رہو جس حد تک حضرت حق نے خود ان کا استحقاق مقرر کیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۱۴۰۔ التغابن حاشیہ ۳۰)

تخریج:

(1) حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ مَرْثَدٍ الطَّبَرَانِيُّ ' ثنا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ ابْنِ عَيَّاشٍ ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ' حَدَّثَنِيْ ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ ' عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ ' عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ. لَيْسَ عَدُوُّكَ الَّذِيْ اِنْ قَتَلْتَهُ كَانَ لَكَ نُوْرًا ' وَ اِنْ قَتَلَكَ دَخَلْتَ الْجَنَّةَ ' وَ لٰكِنْ اَعْدٰى عَدُوِّكَ وَلَدُكَ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْ صُلْبِكَ ' ثُمَّ اَعْدٰى عَدُوٍّ لَّكَ مَالُكَ الَّذِيْ مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔

مآخذ:

(1) المعجم الكبير الطبرانی ج ۳ ص ۲۹۴۔ شریح بن عبيد الحضرمی عن ابی مالک۔ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۷۶۔ التغابن ترغیب ج ۴ ص ۱۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شح (کنجوسی و بخل) سے بچنے کی ہدایت

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) اتقوا الشح اهلک من قبلکم، حملهم علی ان سفکوا دماء هم واستحلو محارمهم۔ (مسلم، مسند احمد، بیهقی، بخاری فی الادب)

یعنی شح سے بچو کیونکہ شح ہی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ اسی نے ان کو ایک دوسرے کے خون بہانے اور دوسروں کی حرمتوں کو اپنے لئے حلال کر لینے پر اکسایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

امر هم بالظلم فظلموا و امر هم بالفجور ففجروا و امرهم بالقطیعة فقطعوا۔ (مسند احمد، ابو داؤد، نسائی)

شح نے ہی ان کو ایک دوسرے کے خون بہانے اور دوسروں کی حرمتوں کو اپنے لئے حلال کر لینے پر اکسایا۔ اس نے ان کو ظلم پر آمادہ کیا اور انہوں نے ظلم کیا، فجور کا حکم دیا اور انہوں نے فجور کیا، قطع رحمی کرنے کے لئے کہا اور انہوں نے قطع رحمی کی۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "ایمان اور شح نفس کسی کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔" (۳) (ابن ابی شیبہ، نسائی، بیہقی فی شعب الایمان، حاکم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دو خصلتیں ہیں جو کسی مسلمان کے اندر جمع نہیں ہو سکتیں، بخل اور بد خلقی۔" (۴) (ابو داؤد، ترمذی، بخاری فی الادب)

تشریح: شح کا لفظ عربی زبان میں کنجوسی اور بخل کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر جب اس لفظ کو نفس کی طرف منسوب کر کے شح نفس کہا جائے تو یہ تنگ نظری، تنگ دلی، کم حوصلگی اور دل کے چھوٹے پن کا ہم معنی ہو جاتا ہے جو بخل سے وسیع تر چیز ہے بلکہ خود بخل کی بھی اصل جڑ وہی ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے آدمی دوسرے کا حق ماننا اور ادا کرنا تو درکنار اس کی خوبی کا اعتراف تک کرنے سے جی چراتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں سب کچھ اسی کو مل جائے اور کسی کو کچھ نہ ملے۔ دوسروں کو خود دینا تو کجا، کوئی دوسرا بھی اگر کسی کو کچھ دے تو اس کا دل دکھتا ہے۔ اس کی حرص کبھی اپنے حق پر قانع نہیں ہوتی بلکہ وہ دوسروں کے حقوق پر دست درازی کرتا ہے یا کم از کم دل سے یہ چاہتا ہے کہ اس کے گرد و پیش دنیا میں جو اچھی چیز بھی ہے اسے اپنے لئے سمیٹ لے اور کسی کے لئے کچھ نہ چھوڑے۔ اسی بنا پر حضور ﷺ نے اس کو بدترین انسانی اوصاف میں شمار کیا ہے جو فساد کی جڑ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اسلامی تعلیم نے مسلمانوں کو افراد سے قطع نظر، بحیثیت قوم دنیا میں سب سے بڑھ کر فیاض اور فراخ دل بنا دیا ہے۔ جو قومیں ساری دنیا میں تنگ دلی اور بخیلی کے اعتبار سے اپنی نظیر نہیں رکھتیں، خود انہی میں سے نکلے ہوئے لاکھوں اور کروڑوں مسلمان اپنے ہم نسل غیر مسلموں کے سایہ بسایہ رہتے ہیں۔ دونوں کے درمیان دل کی فراخی و تنگی کے اعتبار سے جو صریح فرق پایا جاتا ہے اس کی کوئی توجیہہ اس کے سوا نہیں کی جا سکتی کہ یہ اسلام کی اخلاقی تعلیم کا فیض ہے جس نے مسلمانوں کے دل بڑے کر دیئے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۹۶۔ الحشر حاشیہ ۱۹)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، نَادَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِي اَبِيْ، ثنا وَكِيْعٌ، قَالَ: ثنا الْمَسْعُوْدِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ المكتب، عَنْ اَبِيْ كَثِيْرٍ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَاِنَّهٗ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَمَرَهُمْ بِالظُّلْمِ فَظَلَمُوْا، وَ اَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا، وَ اَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا، وَ اِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ۔ الخ

③ ⟸ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دُخَانُ جَهَنَّمَ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا، وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا۔

④ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْحَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثنا اَبُوْدَاوُدَ، ثنا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى ثنا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَالِبٍ الْحُدَّانِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ، وَ سُوْءُ الْخُلُقِ۔

و فی الباب عن ابی هريرة۔ هذا حديث غريب لا نعرفه الامن حديث صدقة بن موسىٰ۔

مآخذ:

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۲۰۔ کتاب البر والصلة باب تحریم الظلم ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۳۔ جابر بن عبداللہ ✿ نیز ج ۲ ص ۱۶۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۵ اور ۴۳۱ پر بھی منقول ہے۔ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۱۲۷۔ باب الظلم ظلمات ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۱۲۔ کتاب الایمان باب الظلم ظلمات یوم القیامة ✿ الادب المفرد ص ۱۲۴۔ المستدرک ج ۱ ص ۱۲ اور مسند احمد ج ۱ ص ۴۳۱ پر ایاکم والشح بھی مذکور ہے۔

② ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۹۱ ✿ المستدرک ج ۱ ص ۱۱۔ کتاب الایمان باب الظلم ظلمات یوم القیامة، و ایاکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والفحش و التفحش والشح۔ ✿ السنن الکبرٰی ج ۴ ص ۱۸۷۔ کتاب الزکاۃ' باب کراھیۃ البخل والشح والاقتار۔ عن عبداللہ بن عمرو۔ ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۳۔ کتاب الزکاۃ' باب فی الشح۔ ابوداؤد میں صرف اتنی عبارت ہے اِیَّاکُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ: اَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا وَ اَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا' وَ اَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَجَرُوْا۔

⑫ ✿ نسائی ج ۶ ص ۱۳۔ کتاب الجهاد' باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمه۔ ✿ نسائی ج ۶ ص ۱۴۔ پر ایک روایت فی قلب رجل مسلم اور دوسری روایت میں فی قلب امرء مسلم منقول ہے۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۶۔ عن ابی ھریرۃ اس صفحہ پر فی قلب رجل مسلم ہے۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۴۰۔۳۴۲ پر فی قلب عبد ہے۔ اور ص ۴۴۱ پر فی جوف رجل مسلم ہے۔ ✿ ابن ماجه کتاب الجهاد' باب الخروج فی النفیر۔ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۸۰۔ باب الشح حدیث نمبر ۲۸۱ ✿ المستدرک حاکم ج ۲ ص ۷۲۔ ج ۴ ص ۲۶۰ ✿ بیهقی ج ۹ ص ۱۶۱۔ ✿ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۸۶ ✿ ترغیب ج ۲ ص ۲۷۱۔ ج ۴ ص ۲۲۹۔ ✿ اتحاف السعادۃ ج ۹ ص ۲۱۴۔

⑬ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۷۔ ابواب البر والصلۃ' باب فی البخل ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۸۰۔ باب الشح۔ حدیث نمبر ۲۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم اقربا سے صلہ رحمی

”حضرت ابوبکرؓ کی ایک بیوی قتیلہ بنت عبدالعزّٰی کافرہ تھیں اور ہجرت کے بعد مکہ ہی میں رہ گئی تھیں۔ حضرت اسماء انہی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب مدینہ اور مکہ کے درمیان آمدورفت کا راستہ کھل گیا تو وہ بیٹی سے ملنے کے لئے مدینہ آئیں اور کچھ تحفے تحائف بھی لائیں۔ حضرت اسماء کی اپنی روایت ہے کہ میں نے جاکر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنی ماں سے مل لوں؟ اور کیا میں ان سے صلۂ رحمی بھی کر سکتی ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس سے صلۂ رحمی کرو۔ (مسند احمد' بخاری' مسلم)

تشریح : حضرت اسماء کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر اس واقعہ کی مزید تفصیل یہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے حضرت اسماءؓ نے ماں سے ملنے سے انکار کر دیا تھا بعد میں جب اللہ اور اس کے رسول کی اجازت مل گئی تب وہ ان سے ملیں۔ (1)

(مسند احمد' ابن جریر' ابن ابی حاتم)

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اپنے کافر ماں باپ کی خدمت کرنا اور اپنے کافر بھائی بہنوں اور رشتہ داروں کی مدد کرنا جائز ہے جبکہ وہ دشمن اسلام نہ ہوں اور اسی طرح ذمی مساکین پر صدقات بھی صرف کئے جا سکتے ہیں۔
(احکام القرآن للجصاص۔ روح المعانی) (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۴۳۳-۴۳۲۔ الممتحنہ ۱۳)

تخریج :

(1) ⟵ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ' اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ' قَالَ: اَخْبَرَتْنِيْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ' قَالَتْ: اَتَتْنِيْ اُمِّيْ رَاغِبَةً فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصِلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ۔

حضرت عروہؒ کا بیان ہے کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر نے بتایا کہ نبی ﷺ کے عہد میں میری والدہ مجھ سے ملاقات کی خواہش لے کر آئی' تو میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا میں اس سے صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں (تم اس سے صلہ رحمی کر سکتی ہو) ابن عیینہ کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں آیت ﴿ لا ینھاکم اللہ و عن الذین لم یقاتلو کم فی الدین ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی سے منع نہیں کرتا جو دین کے بارے میں تم سے نہیں لڑے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ ⟸ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ: قَدِمَتْ اُمِّيْ وَ هِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ وَ مُدَّتِهِمْ اِذَا عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِيْهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ وَ هِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ: نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ۔

بواسطہ عروہ حضرت اسماء کا قول منقول ہے کہ جس زمانہ میں قریش اور نبی ﷺ کے مابین مادہ صلح ہو چکا تھا' میری مشرکہ ماں اپنے باپ کے ہمراہ مجھ سے ملاقات کی خواہش لے کر آئی میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا اور عرض کیا میری والدہ مجھ سے ملاقات کی خواہش لے کر آئی ہے وہ ابھی تک ہے مشرکہ آپؐ نے فرمایا ہاں تم اپنی والدہ سے حسن سلوک و صلہ رحمی کرو۔

④ ⟸ اَخْبَرَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ السَّيَّارِيُّ ثنا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ الْغَزَّالُ ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ ثنا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنِيْ مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَتْ قُتَيْلَةُ بِنْتُ الْعُزّٰى بِنْتِ اَسْعَدَ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ حِسْلٍ عَلَى ابْنَتِهَا اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ طَلَّقَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَدِمَتْ عَلَى ابْنَتِهَا بِهَدَايَا ضَبَابًا وَ سَمْنًا وَاَقِطًا فَاَبَتْ اَسْمَاءُ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهَا وَ تَقْبَلَ مِنْهَا وَ تُدْخِلَهَا مَنْزِلَهَا حَتّٰى اَرْسَلَتْ اِلٰى عَائِشَةَ اَنْ سَلِيْ عَنْ هٰذَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَقْبَلَ هَدَايَا هَا وَ تُدْخِلَهَا مَنْزِلَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ۔ الى آخر الآيتين۔ هٰذا حديث صحيح الاسناد و لم يخرجاه۔

حضرت زبیر کا بیان ہے قتیلہ بنت عزّٰی اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر سے ملاقات کے شوق سے آئیں' قتیلہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاہلیت کے زمانہ میں طلاق دے دی تھی۔ وہ اپنی بیٹی کے پاس کچھ تحائف وہدیے لے کر آئی' مثلاً گھی اور کھجور کے شیرے سے تیار کردہ کھانا' مکھن اور پنیر وغیرہ۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان تحائف کو لینے اور قبول کرنے اور اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھ کر بتائیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپؐ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو تحائف قبول کرنے' اپنے گھر میں داخل کرنے کی اجازت دی۔ اسی موقع پر یہ آیت یعنی ﴿ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ ...... اَنْ تَبَرُّوْا۔ الٰی آخر الایتین ﴾ نازل ہوئی۔

مآخذ:

① ○ بخاری ج ۲ ص ۸۸۴۔ کتاب الادب' باب صلة الوالد المشرک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ✿ بخاری ج ص ۸۸۴- کتاب الادب' باب صلة المرأة امها و لها زوج ✿ مسلم ج ۱ص ۳۲۴- کتاب الزکاة باب فضل النفقة و الصدقة علی الاقربین و الزوج و الاولاد و الوالدین و لو کانوا مشرکین- مسلم کی ایک روایت میں ان امی قدمت علی و ھی راغبة او راھبة افاصلھا؟ قال: نعم' مذکور ہے- ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷- کتاب الزکاة' باب الصدقة علی اھل الذمة- مسلم والی روایت کے الفاظ ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۳۴۴- عن اسماء بنت ابی بکر الصدیق- بخاری والی روایت کے الفاظ نقل کیے ہیں- ✿ تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۵-۶۶ پ ۲۸- الممتحنة- ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۴۹- الممتحنة-

③ ✿ المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۴۸۵-۴۸۶- کتاب التفسیر سورة الممتحنة ✿ تفسیر ابن جریر ج ۱۲- پ ۲۸ ص ۴۳- الممتحنة- ابن جریر نے سند میں بن سعد نقل کیا ہے- ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۴- عبداللّٰہ بن زبیر مسند احمد میں قتیلہ کی جگہ قبیلہ مذکور ہے- ✿ تفسیر روح المعانی ج ۱۰ پ ۲۸ ص ۶۶- الممتحنة- ✿ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۴۳۶- الممتحنة' باب صلة الرحم المشرک ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۴۹- الممتحنة-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مرد سے جنا ہوا بچہ شوہر کے خاندان میں گھسا لانے والی عورت

ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "جو عورت کسی خاندان میں کوئی ایسا بچہ گھسا لائے جو اس خاندان کا نہیں ہے اس کا اللہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اللہ اسے کبھی جنت میں داخل نہ کرے گا"۔ (1) (یعنی عورت بچہ تو کسی کا جنے اور شوہر کو یقین دلائے کہ یہ تیرا ہی ہے) (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۴۴۶۔ الممتحنہ حاشیہ ۲۱)

تخریج:

(1) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ یعنی ابْنُ الْحٰرِثِ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ یُوْنُسَ، عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ حِیْنَ نَزَلَتْ آیة الْمُتَلَاعِنَیْنِ: اَیُّمَا امْرَاَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ، وَلَنْ یُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ، وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ، احْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ، وَفَضَحَهُ عَلٰی رُؤُسِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے آیت ﴿ متلاعنین ﴾ کے نزول کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جو عورت کسی خاندان میں کوئی ایسا بچہ گھسا لائے جو اس خاندان کا نہیں ہے اس کا اللہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اللہ اسے کبھی اپنی جنت میں داخل نہ کرے گا۔ اور جس شخص نے اپنے بچے کا انکار کیا جبکہ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے حجاب فرمائے گا اور اگلے پچھلے سب لوگوں کے سامنے اسے رسوا کرے گا۔

مآخذ:

(1) ● ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۹۔ کتاب الطلاق، باب التغلیظ فی الانتفاء ● سنن دارمی ج ۲ ص ۷۶۔ کتاب النکاح باب ۴۲۔ من جحد ولدہ و ھو یعرفہ عن ابی ھریرۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافر رشتے دار حقیقت میں مسلمان کا دشمن ہے

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

① یؤتی برجل یوم القیامة فیقال اکل عیاله حسناته۔ ایک شخص قیامت کے روز لایا جائے گا اور کہا جائے کہ اس کے بال بچے اس کی ساری نیکیاں کھا گئے۔

تشریح: گھر کے لوگ انسان کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو اور کوئی کافر تو مسلمان کو کافر کو اپنا دشمن سمجھنا چاہیے۔ یہ دشمنی خواہ اس لحاظ سے ہو کہ وہ نیکی سے روکتے اور بدی کی طرف مائل کرتے ہوں یا اس حیثیت سے کہ وہ ایمان سے روکتے اور کفر کی طرف کھینچتے ہوں' یا اس حیثیت سے کہ ان کی ہمدردیاں کفار کے ساتھ ہوں اور کوئی بات کسی ذریعہ سے مسلمانوں کے جنگی رازوں کے متعلق ان کے علم میں آ جائے تو اسے اسلام کے دشمنوں تک پہنچا دیتے ہوں۔ اس سے دشمنی کی نوعیت و کیفیت میں تو فرق ہو سکتا ہے' لیکن بہرحال یہ ہے دشمنی ہی' اور جسے ایمان عزیز ہو اسے ان کو دشمن ہی سمجھنا چاہیے۔ ان کی محبت میں گرفتار ہو کر کبھی اس بات کو نہ بھولنا چاہیے دونوں فریقوں کے درمیان ایمان و کفر یا اطاعت و معصیت کی دیوار حائل ہے۔

ان کی دنیا بنانے کے لئے اپنی عاقبت برباد نہ کر لو۔ ان کی محبت کو کبھی اپنے دل میں اس حد تک نہ بڑھنے دو کہ وہ اللہ اور رسول کے ساتھ تعلق' اور اسلام سے وفاداری میں حائل ہو جائیں۔ ان پر کبھی اتنا اعتماد نہ کرو کہ تمہاری بے احتیاطی سے مسلمانوں کی جماعت کے اسرار انہیں معلوم ہو جائیں اور وہ دشمنوں تک پہنچیں۔

(تفہیم القرآن ج ۵ ص ۵۴۴۔ التغابن حاشیہ ۲۹)

تخریج:

① ﷺ وَفِي الْحَدِيثِ: يُؤْتَى بِرَجُلٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: اَكَلَ عِيَالُهُ حَسَنَاتِهِ۔

مآخذ:

① ✿ تفسیر روح المعانی ج ۱۰ پ ۲۸ ص ۱۱۱۔ آیت ﴿ انما اموالکم و اولادکم فتنة ﴾ سورۂ تغابن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر ایک کی ذمہ داری کے حدود

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک راعی اور ہر ایک اپنی رعیت کے معاملہ میں جوابدہ ہے حکمران راعی ہے اور وہ اپنی رعیت کے معاملہ میں جوابدہ ہے۔ مرد اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور وہ ان کے بارے میں جوابدہ ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی راعی ہے اور وہ ان کے بارے میں جوابدہ ہے"۔ ①

تشریح: ایک شخص کی ذمہ داری صرف اپنی ذات ہی کو خدا کے عذاب سے بچانے کی کوشش تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا کام یہ بھی ہے کہ نظام فطرت نے جس خاندان کی سربراہی کا بار اس پر ڈالا ہے اس کو بھی وہ اپنی حد استطاعت تک ایسی تعلیم و تربیت دے جس سے وہ خدا کے پسندیدہ انسان بنیں اور اگر وہ جہنم کی راہ پر جا رہے ہوں تو جہاں تک بھی اس کے بس میں ہو' ان کو اس سے روکنے کی کوشش کرے۔ اس کو صرف یہی فکر نہیں ہونی چاہئے کہ اس کے بال بچے دنیا میں خوشحال ہوں بلکہ اس سے بڑھ کر اسے یہ فکر ہونی چاہئے کہ وہ آخرت میں جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

(تفہیم القرآن ج ۶ ص ۲۹۔ التحریم حاشیہ ۱۶)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ' فَالْاَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ' وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ' وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَ وَلَدِهٖ وَ هِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ' وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ' اَلَا' فَكُلُّكُمْ رَاعٍ' وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

② عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ' فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ' وَالرَّجُلُ فِيْ اَهْلِهٖ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ' وَالْمَرْاَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَ هِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا' وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ الخ

مآخذ:

① ○ بخاری ج ۱ ص ۳۴۷۔ کتاب العتق و فضله باب کراهية التطاول على الرقيق۔ الخ۔

② بخاری ج ۱ ص ۳۴۷۔ کتاب العتق و فضله۔ الخ۔ باب العبد راع فی ماله سیده۔ الخ ○ بخاری ج ۱ ص ۱۲۲۔ کتاب الجمعة' باب الجمعة فی القرى والمدن ○ بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۷۔ کتاب الاحکام' باب قول الله تعالٰی ﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ ○ الادب المفرد للبخاری ص ۶۳۔ باب الرجل راع علی اهله۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبۃ النصوح

ابن ابی حاتم نے زر بن حبیش کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت ابی بن کعب سے توبۂ نصوح کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "اس سے مراد یہ ہے کہ جب تم سے کوئی قصور ہو جائے تو اپنے گناہ پر نادم ہو، پھر شرمندگی کے ساتھ اس پر اللہ سے استغفار کرو اور آئندہ کبھی اس فعل کا ارتکاب نہ کرو"۔ ①

تشریح: نصح کے معنی عربی زبان میں خلوص اور خیرخواہی کے ہیں۔ خالص شہد کو عسل ناصح کہتے ہیں جس کو موم اور دوسری آلائشوں سے پاک کر دیا گیا ہو۔ پھٹے ہوئے کپڑے کو سی دینے اور اُدھڑے ہوئے کپڑے کی مرمت کر دینے کے لئے نَصَاحۃ الثّوب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ پس توبہ کو نصوح کہنے کا مطلب لغت کے اعتبار سے یا تو یہ ہو گا کہ آدمی ایسی خالص توبہ کرے جس میں ریا اور نفاق کا شائبہ تک نہ ہو یا یہ کہ آدمی خود اپنے نفس کے ساتھ خیرخواہی کرے اور گناہ سے توبہ کر کے اپنے آپ کو بدانجامی سے بچالے یا یہ کہ گناہ سے اس کے دین میں جو شگاف پڑ گیا ہے توبہ کے ذریعہ سے اس کی اصلاح کر دے یا یہ کہ توبہ کر کے وہ اپنی زندگی کو اتنا سنوار لے کہ دوسروں کے لئے وہ نصیحت کا موجب ہو اور اس کی مثال کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اسی کی طرح اپنی اصلاح کر لیں۔ یہ توبۃ النصوح کا لغوی مفہوم ہے اور حدیث بالا اس کا شرعی مفہوم پیش کر رہی ہے حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے اور ایک روایت میں حضرت عمرؓ نے توبۂ نصوح کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ توبہ کے بعد آدمی گناہ کا اعادہ تو درکنار، اس کے ارتکاب کا ارادہ تک نہ کرے۔ (ابن جریر)

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ ایک بدو کو جلدی جلدی توبہ و استغفار کے الفاظ زبان سے ادا کرتے سنا تو فرمایا یہ توبۃ الکذابین ہے۔ اس نے پوچھا پھر صحیح توبہ کیا ہے؟ فرمایا، اس کے ساتھ چھ چیزیں ہونی چاہئیں۔ ① جو کچھ ہو چکا ہے اس پر نادم ہو ② اپنے جن فرائض سے غفلت برتی ہو ان کو ادا کر ③ جس کا حق مارا ہو اس کو واپس کر ④ جس کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگ ⑤ آئندہ کے لئے عزم کر لے کہ اس گناہ کا اعادہ نہ کرے گا اور ⑥ اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں گھلا دے جس طرح تو نے اب تک اسے معصیت کا خوگر بنائے رکھا ہے اور اس کو اطاعت کی تلخی کا مزا چکھا جس طرح اب تک اسے معصیتوں کی حلاوت کا مزا چکھاتا رہا ہے۔ (کشاف)

توبہ کے سلسلے میں چند امور اور بھی ہیں جنہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ اول یہ کہ توبہ درحقیقت کسی معصیت پر اس لئے نادم ہونا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ ورنہ کسی گناہ سے اس لیے پرہیز کا عہد کر لینا کہ وہ مثلاً صحت کے لئے نقصان دہ ہے، یا کسی بدنامی کا، یا مالی نقصان کا موجب ہے، توبہ کی تعریف میں نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ جس وقت ممکن ہو بلا تاخیر اس کی تلافی کر دینی چاہئے، اسے ٹالنا مناسب نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ توبہ کر کے بار بار اسے توڑتے چلے جانا اور توبہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھیل بنالینا اور اسی گناہ کا بار بار اعادہ کرنا جس سے توبہ کی گئی ہو' توبہ کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ توبہ کی اصل روح گناہ پر شرمساری ہے اور بار بار کی توبہ شکنی اس بات کی علامت ہے کہ اس کے پیچھے کوئی شرمساری موجود نہیں ہے۔ چوتھے یہ کہ جو شخص سچے دل سے توبہ کر کے یہ عزم کر چکا ہو کہ پھر اس گناہ کا اعادہ نہ کرے گا۔ اس سے اگر بشری کمزوری کی بنا پر اسی گناہ کا اعادہ ہو جائے تو پچھلا گناہ تازہ نہ ہو گا' البتہ اسے بعد والے گناہ پر پھر توبہ کرنی چاہئے اور زیادہ سختی کے ساتھ عزم کرنا چاہئے کہ آئندہ وہ توبہ شکنی کا مرتکب نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ ہر مرتبہ جب معصیت یاد آئے توبہ کی تجدید کرنا لازم نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کا نفس اپنی سابق گناہ گارانہ زندگی کی یاد سے لطف لے رہا ہو تو بار بار توبہ کرنی چاہئے یہاں تک کہ گناہوں کی یاد اس کے لئے لذت کے بجائے شرمساری کا موجب بن جائے اس لئے کہ جس شخص نے فی الواقع خدا کے خوف کی بنا پر معصیت سے توبہ کی ہو وہ اس خیال سے لذت نہیں لے سکتا کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتا رہا ہے اس سے لذت لینا اس بات کی علامت ہے کہ خدا کے خوف نے اس کے دل میں جڑ نہیں پکڑی۔

(تفہیم القرآن ج ۶ ص ۳۰۔ التحریم حاشیہ ۱۹)

تخریج:

① قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ' حَدَّثَنِی الْوَلِیْدُ بْنُ بُکَیْرٍ اَبُوْخَبَّابٍ' عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَبْدِیُّ' عَنْ اَبِیْ سِنَانٍ الْبَصْرِیِّ' عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ' عَنْ زِرِّبْنِ حُبَیْشٍ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ' قَالَ: قِیْلَ لَنَا اَشْیَاءُ تَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عِنْدَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ' مِنْهَا نِکَاحُ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا' وَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ' وَ یَمْقُتُ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مِنْهَا نِکَاحُ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَمْقُتُ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ رَسُوْلُهٗ' وَ مِنْهَا نِکَاحُ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ وَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ' وَ یَمْقُتُ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ رَسُوْلُهٗ' وَ لَیْسَ لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةٌ مَا اَقَامُوْا عَلٰی هٰذَا حَتّٰی یَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔ قَالَ زِرٌّ: فَقُلْتُ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ: فَمَا التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ'

حضرت ابن بن کعب سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں بتایا گیا کہ قرب قیامت اس امت کے آخری لوگوں میں چند چیزیں ظہور پذیر ہوں گی ان میں سے ایک یہ کہ آدمی اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سے فعل لواطت کا مرتکب ہو گا۔ (دبر میں جماع کرے گا) اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور اللہ اور اس کا رسول جس پر ناراض ہوتے ہے اور منجملہ ایک یہ ہے کہ مرد' مرد سے فعل مباشرت کرے گا اور یہ بھی منجملہ ان چیزوں میں سے ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھیرایا ہے۔ اور جس پر اللہ اور اس کا رسول ناراض ہوتے ہیں۔ اور منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت' عورت سے لذت اندوز ہو گی۔ اور یہ بھی ان چیزوں میں ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھیرایا ہے اور اللہ اور اس کا رسول جس پر ناراض ہوتا ہے۔ جب تک یہ لوگ اس پر قائم ہیں اس وقت تک ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ: هُوَ النَّدَمُ عَلَى الذَّنْبِ حِيْنَ يَفْرُطُ مِنْكَ فَتَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بِنَدَامَتِكَ مِنْهُ عِنْدَالْحَاضِرِ ثُمَّ لَا تَعُوْدُ اِلَيْهِ اَبَدًا۔

کی کوئی نماز نہیں تاوقتیکہ اللہ سے سچی و خالص توبہ نہ کریں زر بن حبیش کا بیان ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے توبۃ النصوح کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا (اس سے مراد یہ ہے) کہ جب تم سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو اپنے گناہ پر نادم ہو۔ پھر شرمندگی کے ساتھ اس پر اللہ سے استغفار کرو اور آئندہ کبھی اس فعل کا ارتکاب نہ کرو۔

④ ⟸ اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوْيَهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ؟ قَالَ: اَنْ يَنْدَمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِيْ اَصَابَ فَيَعْتَذِرُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ كَمَا لَا يَعُوْدُ اللَّبَنُ اِلَى الضَّرْعِ۔

حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا یا رسول اللہ توبۃ النصوح کیا ہے؟ فرمایا بندے کا اپنے کردہ گناہوں پر نادم و پشیمان ہونا پھر اللہ کی جناب میں معذرت کرنا پھر اس کی طرف نہ لوٹنا جیسے تھنوں سے نکلا ہوا دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا۔ (اسی طرح دوبارہ گناہ کی جانب رجوع نہ کرے)

④ ⟸ اَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَالْفِرْيَابِيُّ وَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ هَنَّادُ وَابْنُ مَنِيْعٍ وَ عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ وَ ابْنُ جَرِيْرٍ، وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ، وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَ الْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهُ وَ ابْنُ مَرْدُوْيَهِ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ التَّوْبَةِ النَّصُوْحِ؟ قَالَ: اَنْ يَّتُوْبَ الرَّجُلُ مِنَ الْعَمَلِ السَّيِّءِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ اَبَدًا۔

حضرت عمرؓ سے توبۃ النصوح کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی برے عمل سے توبہ کرے پھر کبھی دوبارہ اسے نہ کرے۔

④ ⟸ قَالَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ: ثنا اَبِيْ، ثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا اَبُوْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ: التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ: اَنْ تُبْغِضَ الذَّنْبَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ، وَ تَسْتَغْفِرَ مِنْهُ اِذَا ذَكَرْتَهُ، فَاَمَّا اِذَا جَزَمَ بِالتَّوْبَةِ، وَ صَمَّمَ عَلَيْهَا، فَاِنَّهَا تَجُبُّ مَا قَبْلَهَا مِنَ الْخَطِيْئَاتِ كَمَا ثَبَتَ

ابو عمرو بن علاء سے مروی ہے کہ میں نے حسن (بصری) سے سنا، بیان کر رہے تھے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ تو گناہ کو ایسا ہی برا سمجھے جیسا تو اسے اچھا سمجھتا رہا ہے اور جب وہ یاد آئے تو اس سے استغفار کرے۔ پھر جب وہ اسی توبہ پر جم گیا اور عزم صمیم کر لیا تو پھر جیسا کہ بخاری و مسلم میں وارد صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الصَّحِيْحَيْنِ: اَلْاِسْلَامُ يَجِبُّ مَا قَبْلَهُ وَالتَّوْبَةُ تَجِبُّ مَا قَبْلَهَا۔ مٹا دیتا ہے اور توبہ بھی ما قبل کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

مآخذ:

① تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹۴۔ التحریم۔
② تفسیر روح المعانی ج ۱۰ پ ۲۸ ص ۱۳۸۔ التحریم۔
③ فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۲۵۴۔ التحریم۔
④ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹۲۔ التحریم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یتامیٰ اور مساکین سے محبت و شفقت کا سلوک

(حضور ﷺ نے فرمایا) ((الساعی علی الارملة والمسکین کالساعی فی سبیل اللّٰہ و احسبہ قال کالقائم لا یفترو کالصائم لا یفطر-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کی مدد کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ میں دوڑ دھوپ کرنے والا- (اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ ایسا ہے جیسے وہ شخص جو نماز میں کھڑا رہے اور آرام نہ لے اور وہ جو پے در پے روزے رکھے اور کبھی روزہ نہ چھوڑے- ① (بخاری و مسلم)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن سعد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں اور وہ شخص جو کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کرے جنت میں اس طرح ہوں گے"- یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو اٹھا کر دکھایا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا- ② (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

"مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے نیک سلوک ہو رہا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے برا سلوک ہو رہا ہو- ③ (ابن ماجہ' بخاری فی ادب المفرد)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کسی یتیم کو اپنے کھانے اور پینے میں شامل کیا اللہ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی الا یہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کر بیٹھا ہو جو معاف نہیں کیا جا سکتا- ④ (شرح السنہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے- حضور ﷺ نے فرمایا:

"یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھانا کھلا"- ⑤ (مسند احمد)

(تفہیم القرآن ج ٦ ص ٣٤٢- البلد حاشیہ ١٢)

حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ:

⑥ لا یرحم اللّٰہ من لا یرحم الناس- (بخاری و مسلم) اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

⑦ الراحمون یرحمهم الرحمٰن- ارحموا من في الارض یرحمکم من في السماء- (ابوداؤد' ترمذی) رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے- تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا-

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

⑧ من لا یرحم لا یرحم- (بخاری فی ادب المفرد) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

⑨ لیس منا من لم یرحم صغیرنا و لم یؤقر کبیرنا- (ترمذی) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کھائے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے-

ابوداؤد نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کو حضرت عبداللہ بن عمرو کے حوالہ سے یوں نقل کیا ہے کہ:

⑩ من لم یرحم صغیرنا و یعرف حق کبیرنا فلیس منا- جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کھایا اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانا وہ ہم میں سے نہیں ہے-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق و مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

⑪ لا تنزع الرحمة الا من شقي- (مسند احمد' ترمذی) بدبخت آدمی کے دل ہی سے رحم سلب کر لیا جاتا ہے-

(تفہیم ج ٦ ص ٣٤٢- البلد حاشیہ ١٢)

تخریج:

① ⟸ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِیْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ: کَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ' وَ کَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ- (متفق علیه)

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ' قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ' عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ' عَنْ اَبِی الْغَیْثِ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: السَّاعِیْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ- واحسبه قَالَ: یَشُكُّ الْقَعْنَبِیُّ کَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ وَ کَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ-

③ ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْوَهَّابِ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُالْعَزِیْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ' قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰکَذَا' وَ قَالَ بِاَصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی-

④ حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ' نا اِسْحَاقُ بْنُ عِیْسٰی نا مَالِكٌ' عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدِ الدِّیْلِیِّ' قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْغَیْثِ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ لَهٗ اَوْ لِغَیْرِهٖ' انا وَهُوَ کَهَاتَیْنِ فِی الْجَنَّةِ' وَ اَشَارَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی۔

③ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ عَتَّابٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْهِ وَ شَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْهِ۔

④ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَعْقُوْبَ الطَّالَقَانِیُّ ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَبَضَ یَتِیْمًا مِنْ بَیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی طَعَامِهٖ وَ شَرَابِهٖ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ یَعْمَلَ ذَنْبًا لَا یُغْفَرُ لَهٗ۔

و فی الباب عن مرة الفهری و ابی هریرة و ابی امامة و سهل بن سعد۔ و حنش هو حسین بن قیس و هو ابو علی الرَّحَبِیُّ و سلیمان التیمی یقول: حنش و هو ضعیف عند اهل الحدیث۔

⑤ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثنا اَبُوْ کَامِلٍ ثنا حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَکَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ لَهٗ: اِنْ اَرَدْتَّ تَلْیِیْنَ قَلْبِكَ فَاَطْعِمِ الْمِسْکِیْنَ وَ امْسَحْ رَأْسَ الْیَتِیْمِ۔

⑥ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ وَ اَبِیْ ظَبْیَانَ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ۔

⑦ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ مُسَدَّدٌ المعنی قَالَا: ثنا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ قَابُوْسٍ مَوْلٰی لِعَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا اَهْلَ الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔

لم یقل مسدد مولی عبداللّٰه بن عمرو و قال: قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔

⑧ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ وَ عِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِیْمِیُّ جَالِسٌ فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: اِنَّ لِیْ عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔

⑨ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ ثنا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ شَرِیْكٍ عَنْ لَیْثٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَ یَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ هٰذَا حَدِیْثٌ حسن غریب۔

⑩ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ ابْنُ السَّرْحِ قَالَا: ثنا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنِ ابْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو یرویه قَالَ ابْنُ السَّرْحِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ یَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑪ ← حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ' قَالَ ثنا ح و ثنا ابْنُ كَثِيرٍ' قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: كَتَبَ اِلَى مَنْصُوْرٍ' قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيْثِهِ: وَ قَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَ قُلْتُ: اَقُوْلُ: حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ فَقَالَ: اِذَا قَرَأْتَهُ عَلَيَّ' فَقَدْ حَدَّثْتُكَ' ثُمَّ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ هٰذِهِ الْحُجْرَةِ يَقُوْلُ: لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ-

مآخذ:

① ✿ مشکوٰۃ المصابیح فصل اول باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔

Ⓐ بخاری ج ۲ ص ۸۸۸۔ کتاب الادب' باب الساعی علی المسکین ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۰۵۔ کتاب النفقات باب فضل النفقۃ علی الاھل ✿ مسلم ج ۲ ص ۴۱۱۔ کتاب الزھد باب فضل الانفاق علی المساکین و ابن السبیل ✿ نسائی ج ۵ ص ۸۷۔ کتاب الزکاۃ باب فضل الساعی علی الارملۃ۔ عن ابی ھریرۃ۔ ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۸۸۔ کتاب الادب' باب الساعی علی الارملۃ۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۸۔ ابواب البر باب ماجاء فی السعی علی الارملۃ۔ والیتم اور ابن ماجہ۔ کتاب التجارات باب۱ اور مسند احمد۔ ج ۲ ص ۳۶۱۔ پر کالذی یصوم النھار و یقوم اللیل منقول ہے۔

② ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۸۸۔ کتاب الادب' باب فضل من یعول یتیما ✿ بخاری ج ۲ ص ۷۹۹۔ کتاب الطلاق' باب اللعان اور ص ۷۹۹۔ پر ھٰکَذَا کے بعد وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی وَ فَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا کا اضافہ منقول ہے۔ ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳۸۔ کتاب الادب' باب فیمن ضم الیتیم۔ عن سھل بن سعد ابوداؤد نے کھاتین فی الجنۃ نقل کیا ہے۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۔ ابواب البر والصلۃ' باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم و کفالتہ۔ عن سھل بن سعد۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترمذی نے بھی کھاتین فی الجنۃ نقل کیا ہے۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۳۔ سھل بن سعد۔

Ⓑ مسلم ج ۲ ص ۴۱۱۔ کتاب الزھد' باب فضل الانفاق علی المساکین و ابن السبیل ✿ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۳۲۔ کتاب الجامع باب السنۃ فی الشعر۔ عن صفوان بن سُلَیم۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۵۔ ابوھریرۃ۔

③ ✿ ابن ماجہ کتاب الادب' باب حق الیتیم ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۲۶۔ باب خیربیت' بیت فیہ یتیم یحسن الیہ ✿ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۳۔ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔

④ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۔ ابواب البر والصلۃ' باب ماجاء فی رحمۃ الیتیم و کفالتہ۔

⑤ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۳۔

⑥ ✿ بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۷۔ کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تبارک و تعالٰی قل ادعوا اللّٰہ او ادعوا الرحمٰن ایًّا ما تدعوافلہ الاسماء الحسنٰی ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵۵۔ کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الصبیان والعیال۔ الخ عن جریر بن عبداللّٰہ۔ مسلم نے من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللّٰہ بیان کیا ہے۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۔ ابواب البر والصلۃ' باب ماجاء فی رحمۃ الناس ترمذی نے بھی مسلم والے الفاظ ذکر کئے ہیں ھذا حدیث حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۶۳۔ ابواب الزھد باب ماجاء فی الریاء والسمعة ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۴۰۔ ج ۴ ص ۳۵۸۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶ وغیرہ۔

⑦ ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۸۵۔ کتاب الادب' باب فی الرحمة ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۔ ابواب البر والصلة باب ماجاء فی رحمة الناس۔

⑧ ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۸۶۔ کتاب الادب' باب من ترک صبیة غیرہ حتی تلعب به او قبلها او مازحها۔ اور باب رحمة الناس و البهائم۔ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۵۴۔ کتاب الفضائل' باب رحمته صلی اللّٰہ علیه وسلم الصبیان والعیال۔ الخ عن ابی هریرة ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۵۵۔ کتاب الادب' باب فی قبلة الرجل ولدہ۔ عن ابی هریرة ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۔ ابواب البر والصلة باب ماجاء فی رحمة الولد عن ابی هریرة۔ هذا حدیث حسن صحیح۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۸۔ ۲۴۱۔ ۲۶۹۔ ۵۱۴۔ وغیرہ۔

⑨ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۔ ابواب البر والصلة' باب ماجاء فی رحمة الصبیان۔

⑩ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۔ ابواب البر والصلة باب ماجاء فی رحمة الصبیان ✿ المستدرک ج ۴ ص ۱۷۸۔ کتاب اللباس' باب من لم یرحم صغیرنا و یعرف حق کبیرنا فلیس منا۔ ابوداؤد والے الفاظ نقل کئے ہیں۔

⑪ ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۸۵۔ کتاب الادب' باب فی رحمة الناس۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۴۔ ابواب البر والصلة۔ باب فی رحمة الناس۔ هذا حدیث حسن۔ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۱۔ ۴۴۲۔ ۴۶۱۔ ۵۳۹ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سچی مؤمنہ (حضرت مریمؑ) کا مقام و مرتبہ

① سیدة النساء فی الجنة۔ (مسند احمد) (حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ نے) "جنت کی عورتوں کی سردار" بنایا ہے۔

تشریح: حضرت مریمؑ کو یہ مرتبۂ عظیم اس لئے ملا کہ اللہ تعالیٰ نے جس شدید آزمائش میں ڈالنے کا فیصلہ فرمایا تھا اس کے لئے انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت مریم کے سوا دنیا میں کسی شریف اور نیک لڑکی کو کبھی ایسی سخت آزمائش میں نہیں ڈالا گیا کہ کنوار پنے کی حالت میں اللہ کے حکم سے اس کو معجزے کے طور پر حاملہ کر دیا گیا ہو اور اسے بتا دیا گیا ہو کہ اس کا رب اس سے کیا خدمت لینا چاہتا ہے جب حضرت مریم نے اس پر کوئی واویلا نہ کیا بلکہ ایک سچی مومنہ کی حیثیت سے وہ سب کچھ برداشت کرنا قبول کر لیا جو اللہ کی مرضی پوری کرنے کے لیے برداشت کرنا ناگزیر تھا۔ تب اللہ نے انہیں اس عالی مرتبہ پر سرفراز فرمایا۔ (تفہیم القرآن ج ٦ ص ١٠۔ التحریم موضوع اور مباحث)

تخریج:

① ⇐ روی احمد فی مسنده : سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَرْيَمُ ثُمَّ فَاطِمَةُ، ثُمَّ خَدِيْجَةُ، ثُمَّ اٰسِيَةُ ثُمَّ عَائِشَةُ۔

اہل جنت کی سردار حضرت مریم علیہا السلام۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

② ⇐ حَدَّثَنَا اٰدَمُ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْهَمَدَانِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ، كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَ لَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ اٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ الخ

حضرت عائشہؓ کی فضلت دوسری عورتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ مردوں میں کثیر تعداد میں لوگ کامل ہوتے ہیں مگر عورتوں میں مریم بنت عمرانؑ آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی عورت کامل نہیں ہوئی۔

③ ⇐ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ، انا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، ثنی سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ

اولاد آدم کا کوئی بچہ ایسا نہیں، پیدائش کے موقع پر جسے شیطان نہ چھوتا ہو اور وہ بچہ شیطان کے مس کرنے سے چیختا نہ ہو بجز مریم علیہا السلام اور اس کے بچے (حضرت عیسیٰؑ) پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تصدیق کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ، وَ اِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

یہ آیت پڑھتے ﴿ و انی اعیذھابک و ذریتھا من الشیطان الرجیم ﴾

④ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَآءٍ، ثنا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خَيْرُ نِسَاءِ هَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَ خَيْرُ نِسَاءِ هَا خَدِيْجَةُ۔

(اپنے زمانہ میں) عورتوں میں سب سے بہتر عورت بنت عمران (حضرت مریمؑ) تھیں۔ اور (اپنے دور کی) بہترین خاتون حضرت خدیجہؓ ہیں۔

مآخذ:

① ✿ تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۱۳۵۔ پ ۲۸۔ التحریم۔

② ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۸۸۔ کتاب الانبیاء، باب قولہ جل جلالہ، و اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللّٰہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی بن مریم الی قولہ کن فیکون ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۸۵۔ کتاب الفضائل فضل عائشۃ۔ ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹۴۔ التحریم۔ ✿ تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۲۵۷۔ التحریم۔ ✿ تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۱۳۵۔ التحریم۔

③ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۸۸۔ کتاب الانبیاء باب و اذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا۔

④ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۸۸۔ کتاب الانبیاء، باب و اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللّٰہ اصطفاک۔الخ ✿ مسلم خ ۲ ص ۲۸۴۔ کتاب الفضائل فضائل خدیجۃ رضی اللّٰہ عنھا ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۸۴۔ عن علی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلاموں سے حسن سلوک

الصلوۃ و ما ملکت ایمانکم

تشریح: رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ میں اپنی امت کو جو وصیت فرمائی تھی اس میں پہلے نماز کی تاکید تھی اور اس کے بعد غلاموں سے حسن سلوک کی۔ (الجہاد فی الاسلام ص ۲۵۸۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

تخریج:

① ← حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِي سَهْلٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ اُمِّ مُوْسٰى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی اپنی زندگی کے آخری لمحہ کا فرمان تھا نماز اور غلام (نماز کی تاکید اور غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے:

قَالَ: كَانَتْ عَامَةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَهُوَ يُغَرْ غِرُ بِنَفْسِهِ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ دم واپسیں کے وقت جب لمحۂ فرقت آن پہنچا تو اس موقع پر آپؐ کی عام وصیت یہ تھی کہ نماز اور غلام (نماز کا اہتمام اور غلاموں زیر دستوں سے حسن سلوک)

مآخذ:

① ✿ ابن ماجہ کتاب الوصایا، باب ھل اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۹۔۳۴۰۔ کتاب الادب، باب فی حق المملوک اور مسند احمد ج ۱ ص ۷۸ عن علی اور ج ۳ ص ۱۱۷۔ عن انس دونوں نے كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور مزید برآں مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۰ اور ۳۱۱ پر عن ام سلمۃ بھی یہی الفاظ منقول ہیں اور المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۵۷ پر کتاب المغازی میں بھی حضرت انس سے یہی روایت مروی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادیٔ غلاماں کے لیے ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے ایک مومن کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے شخص کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا' ہاتھ کے بدلے میں ہاتھ' پاؤں کے بدلے میں پاؤں' شرمگاہ کے بدلے میں شرمگاہ۔(1)

(مسند احمد' بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی)

تشریح: حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) نے اس حدیث کے راوی سعد بن مرجانہ سے پوچھا کیا تم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر امام زین العابدین نے اپنے سب سے زیادہ قیمتی غلام کو بلایا اور اسی وقت اسے آزاد کر دیا۔ مسلم میں بیان کیا گیا ہے کہ اس غلام کے لئے ان کو دس ہزار درہم قیمت مل رہی تھی۔

(تفہیم القرآن ج ٦ ص ٣٤٢۔ البلد حاشیہ ص ١٢)

تخریج:

(1) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِي اَبِي' ثنا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ' ثنا عَبْدُاللّٰهِ يعني ابْنَ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ' عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِي حَكِيْمٍ مَوْلَى الِ لزُّبَيْرِ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَرْجَانَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ اِرْبٍ مِنْهُ اِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى اَنَّهُ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِالْيَدَ' وَ بِالرِّجْلِ الرِّجْلَ' وَ بِالْفَرْجِ الْفَرْجَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' فَقَالَ سَعِيْدٌ: نَعَمْ' فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لِغُلَامٍ لَهُ: افره غلمانه اُدْعُ لِيْ مطريا قَالَ: فَلَمَّا قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ' قَالَ اذْهَبْ: اَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

ماخذ:

(1) ۞ مسند احمد ج ٢ ص ٤٢٠۔ ٤٢٢۔ یہاں مطربا ہے۔ ج ٤ ص ٣٨٦ ۞ مجمع الزوائد ج ٤ ص ٢٤٣۔ اس میں مطرفا ہے۔ ۞ کنزالعمال حدیث نمبر ٢٩٥٨٧ ۞ بیہقی ج ٦ ص ٢٧٣۔ ج ١٠ ص ٢٧٢۔ ۞ بخاری اور مسلم میں مندرجہ ذیل اضافہ ہے۔ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ' فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَعَمِدَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اِلٰى عَبْدٍلَّهُ قَدْ اَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشْرَةَ الْاٰفِ دِرْهَمٍ اَوْ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَاَعْتَقَهُ۔

مزید برآں: بخاری نے کتاب الایمان والنذور باب قول اللّٰہ او تحریر رقبۃ و ای الرقاب ازکی کے تحت اور مسلم نے کتاب العتق میں باب فضل العتق کے ضمن میں اور ترمذی نے ابواب النذور والایمان باب فی ثواب من اعتق رقبۃ کے تحت مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت نقل کی ہے۔

(1) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً' اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ۔ ترمذی نے رَقَبَةً مُؤْمِنَةً نقل کیا ہے۔

(2) ابن کثیر ج ٤ ص ٥١٣ پر بڑی تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اس میں بھی مطرفا منقول ہے۔ ۞ قرطبی ج ٢ ص ٦٨۔٦٩ ۞ کنزالعمال حدیث نمبر ٢٩٥٦٧ ۞ فتح الباری ج ١١ ص ٥٩٩ ۞ تلخیص الحبیر ج ٣ ص ٩٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کون سا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ای الرقاب افضل؟ کیسے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا:

① اغلاھا ثمنا و انفعھا عند اھلھا۔ وہ جس کی قیمت زیادہ ہو اور جو مالک کو زیادہ پسند ہو۔

(الجہاد فی الاسلام ص ۲۵۷۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱ء)

لونڈی اور غلاموں سے بھی حسن تعلیم اور حسن معاشرت کی تلقین:

② من کانت لہ جاریۃ ادبھا و احسن تعلیمھا و اعتقھا و تزوجھا کان لہ اجران۔ جس نے اپنی لونڈی کو اچھی طرح تعلیم و تربیت دے کر آزاد کیا اور اسے اپنے نکاح میں لے آیا اس کے لئے دوہرا ثواب ہو گا۔

تشریح: غلاموں کو آزاد کرانے کا مزید شوق دلانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جتنا زیادہ قیمتی اور زیادہ پسندیدہ غلام آزاد کیا جائے گا اتنا ہی زیادہ ثواب ہو گا۔ اسی طرح لونڈی کو عمدہ تربیت دے کر آزاد کرنے اور اس سے نکاح کر لینے کو بڑی نیکی کا فعل قرار دیا۔ (الجہاد فی الاسلام ص ۵۷۔ ۲۵۸۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱)

③ ان اخوانکم خولکم جعلھم اللّٰہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہٗ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل و لیلبسہ مما یلبس، و لا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتھوھم فاعینوھم۔ یہ تمہارے بھائی خادم ہیں۔ جنہیں اللہ نے تمہارا دست نگر بنایا ہے۔ پس جب کسی کا بھائی اس کے ماتحت ہو اس کو چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھائے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ تم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ اور اگر ایسی کوئی بھاری خدمت ان کے سپرد کرو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

پس منظر: معرور بن سوید نے ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جو چادر وہ اوڑھے ہوئے ہیں ویسی ہی ان کے غلام کے بدن پر بھی ہے۔ پوچھا' اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک غلام کو گالی دی تھی۔ اس نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپؐ سن کر ناراض ہوئے اور مجھے بلا کر فرمایا۔ ابوذر' تم میں سے ابھی تک جاہلیت کی بو نہیں گئی۔ پھر یہ نصیحت فرمائی۔ (الجہاد فی الاسلام ص ۲۵۸۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱)

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا' یکایک میں نے سنا کہ پیچھے سے کوئی کہہ رہا ہے۔ اعلم ابا مسعود اللّٰہ اقدر علیک منک علیہ "خبردار' ابومسعود' اللہ تجھ پر اس سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت رکھتا ہے جو تجھ کو اس غلام پر حاصل ہے۔" پلٹ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے فوراً عرض کیا هو حر لوجه الله "یہ خدا کے واسطے آزاد ہے"۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اما انک لو لم تفعل لمسک النار۔ "اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا تو آگ کے عذاب میں مبتلا ہو جاتا۔" ④

ایک مرتبہ ایک شخص نے حاضر ہو کر پوچھا کہ ہم کتنی مرتبہ اپنے خادم کو معاف کریں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا:

⑤ اعفوا عنه فی کل یوم سبعین مرة۔ اگر وہ روزانہ ستر بار بھی قصور کرے تو معاف کیے جاؤ۔

تشریح: سوید بن مقرن کا بیان ہے کہ ہم سات بھائیوں کا ایک غلام تھا ایک مرتبہ ہمارے چھوٹے بھائی نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ اسے آزاد کر دو۔ ⑥

عرب میں دستور تھا کہ غلام کو عبدی (میرا بندہ) اور لونڈی کو اَمَتی (میری بندی) کہہ کر پکارتے تھے۔ اور اپنے آپ کو "رَب" کہلواتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو منع کیا اور فرمایا کہ انہیں فتای (میرا لڑکا) اور فتاتی (میری لڑکی) کہہ کر پکارا کرو اور اپنے آپ کو سیدی یا مولائی کہلوایا کرو۔ اہل عرب غلام کو اپنے پاس جگہ دینا بھی عار سمجھتے تھے مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اپنے ساتھ ایک دستر خوان پر بٹھا کر کھلاؤ اور اگر اتنا نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے کھانے میں سے ایک دو لقمے ہی ان کو کھلا دیا کرو۔ اذا اتی احدکم غلامه بطعام فان لم یجلسه معه فلیناوله لقمة او لقمتین۔ ⑦

(الجہاد فی الاسلام ص ۲۶۰-۲۵۹۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۱)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ مُرَاوِحٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَ جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ قُلْتُ: فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ: تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ: تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تُصَدِّقُ بِهَا عَلٰی نَفْسِكَ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَیْلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ جَارِیَةٌ فَعَالَهَا وَ اَحْسَنَ اِلَیْهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَ تَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ۔

③ ⟸ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثنا شُعْبَةُ ثنا وَاصِلُ الْاَحْدَبُ قَالَ: سَمِعْتُ الْمَعْرُوْرَ بْنَ سُوَیْدٍ قَالَ: رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِیَّ وَ عَلَیْهِ حُلَّةٌ وَ عَلٰی غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: اِنِّیْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ؟ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ یَدِهٖ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَاْكُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاَعِیْنُوْهُمْ۔

④ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: نا اَبُوْمُعَاوِیَةَ قَالَ: نا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ، قَالَ: کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ لَلّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ، فَالْتَفَتُّ، فَاِذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ھُوَ حُرٌّ لِوَجْہِ اللّٰہِ، فَقَالَ: اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْکَ النَّارُ۔

⑤ ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ، ثنا رُشْدَیْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ ھَانِیءٍ الْخَوْلَانِیِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ جُلَیْدٍ الْحَجْرِیِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَمْ اَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ عَنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَمْ اَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ قَالَ: کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔ ھٰذا حدیث حسن غریب۔

و رواہ عبداللّٰہ بن وھب عن ابی ھانی الخولانی بھذا الاسناد نحو ھذا۔ حدثنا قتیبۃ، ثنا عبداللّٰہ بن وھب عن ابی ھانی الخولانی بھذا الاسناد نحوہ۔ وروی بعضھم ھذا الحدیث عن عبداللّٰہ بن وھب بھذا الاسناد، و قال: عن عبداللّٰہ بن عمرو۔

⑥ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا شُعْبَۃَ یُحَدِّثُ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، اَنَّ رَجُلًا لَطَمَ جَارِیَۃً لِاٰلِ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، فَقَالَ لَہٗ سُوَیْدٌ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الصُّوْرَۃَ مُحَرَّمَۃٌ، لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ سَابِعَ سَبْعَۃٍ مَعَ اِخْوَتِیْ، وَمَالَنَا اِلَّا خَادِمٌ وَاحِدٌ، فَلَطَمَہٗ اَحَدُنَا، فَاَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنْ نُعْتِقَہٗ۔

⑦ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ اَیُّوْبَ وَ حَبِیْبِ بْنِ الشَّہِیْدِ وَ ھِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَ اَمَتِیْ، وَلَا یَقُوْلَنَّ الْمَمْلُوْکُ رَبِّیْ وَ رَبَّتِیْ، وَلْیَقُلِ الْمَالِکُ: فَتَایَ وَ فَتَاتِیْ، وَلْیَقُلِ الْمَمْلُوْکُ! سَیِّدِیْ وَ سَیِّدَتِیْ فَاِنَّکُمُ الْمَمْلُوْکُوْنَ وَالرَّبُّ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔

⑦ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، ثنا عَبْدُالرَّزَّاقِ، انا مَعْمَرٌ، عَنْ ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ: لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ: اَطْعِمْ رَبَّکَ، وَ ضِّیْ رَبَّکَ اِسْقِ رَبَّکَ، وَ لْیَقُلْ: سَیِّدِیْ وَ مَوْلَایَ، وَلَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ: عَبْدِیْ وَ اَمَتِیْ، وَلْیَقُلْ: فَتَایَ وَ فَتَاتِیْ وَ غُلَامِیْ۔

مآخذ:

① ٥ بخاری ج ۱ ص ۳۴۲۔ کتاب العتق و فضلہ باب ایّ الرقاب افضل ٥ مسلم ج ۱ ص ۶۲۔ کتاب الایمان، باب کون الایمان باللّٰہ تعالٰی افضل الایمان۔الخ ٥ ابن ماجہ کتاب العتق باب ۴ العتق ٥ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۴۲۔ کتاب العتق باب فضل عتق الرقاب و عتق الزانیۃ و ابن الزنا ٥ مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۸۔ ج ۵ ص ۱۵۰۔ ۱۷۱۔ ۲۶۵ ٥ السنن الکبرٰی للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۷۳۔ کتاب العتق۔ باب ای الرقاب افضل۔

نوٹ: کسی کتاب میں انفعھا نہیں ہے۔

② ٥ بخاری ج ۱ ص ۳۴۶۔ کتاب العتق و فضلہ۔ باب فضل من ادب جاریتہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ ابو موسیٰ اشعری سے ایک اور روایت:

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهٗ جَارِيَةٌ اَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا' وَ اَعْتَقَهَا' وَ تَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ- الخ

④ بخاری ج ا ص ۳۴۶- کتاب العتق و فضلہ' باب العبد اذا احسن عبادة ربه عزوجل و نصح سيدة ✿ بخاری ج ا ص ۲۰- کتاب العلم' باب تعلیم الرجل امته و اهله اور ج ۲ ص ۷۶۱- کتاب النکاح باب اتخاذ السراری و من اعتق جارية ثم تزوجها پر منقول روایت میں و رجل کانت عنده امة يطأها فادبها- الخ کے الفاظ مروی ہیں- ✿ مسلم ج ا ص ۸۶- کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا اور نسائی نے بھی اس روایت کو ج ۶ ص ۱۱۵ کتاب النکاح باب عتق الرجل جاریته ثم یتزوجها میں بیان کیا ہے اور مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۵ عن ابی موسیٰ الاشعری کے حوالہ سے مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَعَلَّمَهَا- الخ ذکر کیا ہے- ✿ اس کے علاوہ ابوداؤد نے کتاب النکاح ج ۲ ص ۲۲۱- باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجها اور نسائی ج ۶ ص ۱۱۵- کتاب النکاح' باب عتق الرجل جاریته ثم یتزوجها کے تحت مَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهٗ و تَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ- اور مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۸- پر عن ابی موسیٰ اشعری مَنْ كَانَتْ لَهٗ جَارِيَةٌ فَاَعْتَقَهَا و تَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ نقل کیا ہے-

③ ✿ بخاری ج ا ص ۳۴۶- کتاب العتق و فضلہ' باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم- العبید اخوانکم- الخ اور بخاری ج ا ص ۹- کتاب الایمان- باب المعاصی من امر الجاهلیة ولا یکفر صاحبها بارتکابها الا بالشرک- ✿ مسلم ج ۲ ص ۵۲- کتاب الایمان والنذور باب صحبة الممالیک ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۰- کتاب الادب باب فی حق المملوک- ابوداؤد میں صیغہ واحد یعنی فلیعنه بیان کیا گیا ہے- ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۶- ابواب البر والصلة باب النهی عن ضرب الخدام و شتمهم- ترمذی میں "عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانکم جعلهم اللہ فتیة" الخ نقل کیا ہے- ✿ ابن ماجه کتاب الادب' باب ۱۰ الاحسان الی الممالیک ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۸- عن ابی ذر- مسند احمد میں اخوانکم جعلهم اللہ فتنة تحت ایدلکم ذکر کیا ہے- ✿ مختصر بیهقی فی الشعب الایمان ص ۲۰۴- عن معرور بن سوید-

④ ✿ مسلم ج ۲ ص ۵۱- کتاب الایمان والنذور باب صحبة الممالیک-

مسلم نے ایک دوسری روایت میں ابو مسعود انصاری سے مندرجہ ذیل عبارت بھی نقل کی ہے-

① قَالَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيُّ: كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّيْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِيْ: اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ' فَلَمْ اَفْهَمْ مِنَ الْغَضَبِ' قَالَ: فَلَمَّا دَنٰى مِنِّيْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ: اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ' قَالَ: فَاَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِيْ- فَقَالَ: اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ' اَنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ' قَالَ! فَقُلْتُ: لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا-

① ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۰- کتاب الادب' باب فی حق المملوک ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۶- ابواب البر والصلة' باب النهی عن ضرب الخدام و شتمهم- ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۴- ابومسعود انصاری-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑤ ○ ترمذی ج ۲ ص ۱۶- ابواب البر والصلة باب--- ○ ابوداؤد میں کم نعفو عن الخادم؟ سے آغاز اور اختتام اعفوا عنه فی کل یوم سبعین مرة پر ہے- ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۴۱- کتاب الادب' باب فی حق المملوک- ○ مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۱ پر ابن عمر سے مروی روایت میں کم یعفی عن المملوک--- یعفی عنه کل یوم سبعین مرة مذکور ہے- ○ مسند احمد ج ۲ ص ۹۰ پر ابن عمرؓ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی منقول ہے- اَنَّ رَجُلاً اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِیْ خَادِمًا يَسِیْءُ وَ يَظْلِمُ اَفَاَضْرِبُهٗ؟ قَالَ: تَعْفُوْ عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً-

⑥ ○ مسند احمد ج ۳ ص ۴۴۷ ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۸۱- ابواب النذور والایمان' باب فی الرجل یلطم خادمه- هذا حدیث حسن صحیح-

⑦ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۹۴- کتاب الادب باب لا یقول المملوک "ربی و ربتی" اسی باب میں ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ بنانٹھ سے مروی ایک روایت میں ولیقل: سیدی و مولای بھی منقول ہے- ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۴ پر حضرت ابوہریرہ بنانٹھ سے مروی ایک روایت میں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ لِعَبْدِهٖ: عَبْدِیْ' وَلٰكِنْ لِيَقُلْ فَتَایَ' وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ: رَبِّیْ' وَ لٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِیْ-

⑧ ○ بخاری ج ۱ ص ۳۴۶- کتاب العتق و فضله' باب کراهیة التطاول علی الرقیق و قوله عبدی و امتی- الخ ○ مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۳- عن ابی هریرة-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑکیوں سے حسن سلوک

(۱) طبرانی کی روایت ہے کہ فرزدق شاعر کے دادا صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ اچھے اعمال بھی کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچایا اور ہر ایک کی جان بچانے کے لئے دو دو اونٹ فدیے میں دیئے۔ کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تیرے لئے اجر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔

(۲) من ابتلی من هذه البنات بشیء فاحسن الیهن کن له سِترًا من النار۔ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں کی پیدائش سے آزمائش میں ڈالا جائے اور پھر وہ ان سے نیک سلوک کرے تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بنیں گی۔

(۳) من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة انا و هکذا و ضم اصابعه۔ (مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کو پرورش کیا یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے روز میرے ساتھ وہ اس طرح آئے گا۔ یہ فرما کر حضور ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جوڑ کر بتایا۔

(۴) من عال ثلث بنات او مثلهن من الاخوات فادبهن و رحمهن حتی یغنیهن اللّٰه اوجب اللّٰه له الجنة۔ فقال رجل یا رسول اللّٰه او اثنتین؟ قال او اثنتین حتی لو قالوا او واحدة لقال واحدة۔ (شرح السنة)

جس شخص نے تین بیٹوں، یا بہنوں کو پرورش کیا، ان کو اچھا ادب سکھایا اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا، یہاں تک کہ وہ اس کی مدد کی محتاج نہ رہیں تو اللہ اس کے لئے جنت واجب کر دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دو حضورؐ نے فرمایا اور دو بھی۔ حدیث کے راوی ابن عباس کہتے ہیں کہ اگر لوگ اس وقت ایک کے متعلق پوچھتے تو حضورؐ اس کے بارے میں بھی یہی فرماتے۔ (شرح السنہ)

(۵) من کانت له انثی فلم یئدها و لم یهنها و لم یؤثر ولده علیها ادخله اللّٰه الجنة۔ (ابو داؤد)

جس کے ہاں لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے، نہ ذلیل کر کے رکھے، نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑥ من کان له ثلاث بنات و صبر علیهن و کساهن من جدته کن له حجابا من النار۔ (بخاری فی الادب المفرد۔ ابن ماجه)

جس کے ہاں تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے اور اپنی وسعت کے مطابق ان کو اچھے کپڑے پہنائے وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بنیں گی۔

⑦ ما من مسلم تدرکه ابنتان فیحسن صحبتهما الا ادخلتاه الجنة۔ (بخاری' ادب المفرد)

جس مسلمان کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح رکھے وہ اسے جنت میں پہنچائیں گی۔

⑧ ان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال لِسُراقة ابن جعشم الا ادلک علی اعظم الصدقة او من اعظم الصدقة قال بلٰی یا رسول اللّٰہ قال ابنتک المردودة الیک لیس لها کاسب غیرک۔ (ابن ماجه' بخاری فی ادب المفرد)

نبی ﷺ نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ (یا فرمایا کہ بڑے صدقوں میں سے ایک) کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ضرور بتایئے یارسولؐ اللہ! فرمایا تیری وہ بیٹی جو (طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا کوئی اس کیلئے کمانے والا نہ ہو۔

تشریح: عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا بے رحمانہ طریقہ قدیم زمانے میں مختلف وجوہ سے رائج ہو گیا تھا۔ ایک معاشی خستہ حالی جس کی وجہ سے لوگ چاہتے تھے کہ کھانے والے کم ہوں اور اولاد کو پالنے پوسنے کا بار ان پر نہ پڑے۔ بیٹوں کو تو اس امید پر پال لیا جاتا تھا کہ بعد میں وہ حصول معیشت میں ہاتھ بٹائیں گے' مگر بیٹیوں کو اس لئے ہلاک کر دیا جاتا تھا کہ انہیں جوان ہونے تک پالنا پڑے گا اور پھر انہیں بیاہ دینا ہو گا دوسرے عام بدامنی جس کی وجہ سے بیٹوں کو اس لئے پالا جاتا تھا کہ جس کے جتنے زیادہ بیٹے ہوں گے اس کے اتنے ہی حامی و مددگار ہوں گے' مگر بیٹیوں کو اس لئے ہلاک کر دیا جاتا تھا کہ قبائلی لڑائیوں میں الٹی ان کی حفاظت کرنی پڑتی تھی اور دفاع میں وہ کسی کام نہ آسکتی تھیں۔ تیسرے عام بدامنی کا ایک شاخسانہ یہ بھی تھا کہ دشمن قبیلے جب ایک دوسرے پر اچانک چھاپے مارتے تھے تو جو لڑکیاں بھی ان کے ہاتھ لگتی تھیں انہیں لے جا کر وہ یا تو لونڈیاں بنا کر رکھتے تھے یا کہیں بیچ ڈالتے تھے۔ ان وجوہ سے عرب میں یہ طریقہ چل پڑا تھا کہ کبھی تو زچگی کے وقت ہی عورت کے آگے ایک گڑھا کھود رکھا جاتا تھا تاکہ اگر لڑکی پیدا ہو تو اسی وقت اسے گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈال دی جائے۔ اور کبھی اگر ماں اس پر راضی نہ ہوتی یا اس کے خاندان والے اس میں مانع ہوتے تو باپ بادل ناخواستہ اسے کچھ مدت تک پالتا اور پھر کسی وقت صحرا میں لے جا کر زندہ دفن کر دیتا۔

اس سلسلے میں یہ خیال کرنا صحیح نہیں ہے کہ اہل عرب اس انتہائی غیر انسانی فعل کی قباحت کا سرے سے کوئی احساس ہی نہ رکھتے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی معاشرہ خواہ کتنا ہی بگڑ چکا ہو' وہ ایسے ظالمانہ افعال کی برائی کے احساس سے بالکل خالی نہیں ہو سکتا۔ عرب کی تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو زمانۂ جاہلیت میں اس رسم کی قباحت کا احساس تھا احادیث بالا میں فرزدق کی بات سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

لیکن اسلام کی برکتوں میں سے ایک بڑی برکت یہ ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ عرب سے اس انتہائی سنگدلانہ رسم کا خاتمہ کیا' بلکہ اس تخیل کو مٹایا کہ بیٹی کی پیدائش کوئی حادثہ اور مصیبت ہے جسے بادل ناخواستہ برداشت کیا جائے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برعکس اسلام نے یہ تعلیم دی کہ بیٹیوں کو پرورش کرنا' انہیں عمدہ تعلیم و تربیت دینا اور انہیں اس قابل بنانا کہ وہ ایک اچھی گھر والی بن سکیں' بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات بالا سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے لڑکیوں کے متعلق لوگوں کے عام تصور کو کیسے بدلا۔ آپ کی اس تعلیم سے لڑکیوں کے متعلق لوگوں کا نقطۂ نظر صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی ان تمام قوموں میں بدل گیا جو اسلام کی نعمت سے فیض یاب ہوئیں۔

(تفہیم القرآن ج ۶ ص ۲۶۴۔ التکویر حاشیہ ۹)

تخریج:

① اخرج الطبرانی: قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ عَمِلْتُ اَعْمَالاً فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَجْرٍ؟ اَحْیَیْتُ ثَلٰثَمِائَةٍ وَّ سِتِّیْنَ مِنَ الْمَوْؤدَةِ' اَشْتَرِیْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُنَّ بِنَاقَتَیْنِ عَشْرَاوَیْنِ وَجَمَلٍ' فَهَلْ لِیْ فِیْ ذَالِكَ مِنْ اَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ اَجْرُهٗ' اِذْ مَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ بِالْاِسْلَامِ۔

② حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ' قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ' قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ' قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ' عَنْ عُرْوَةَ' عَنْ عَائِشَةَ' قَالَ: دَخَلَتِ امْرَاَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا' تَسْاَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَ تَمْرَةٍ' فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا' فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا' وَ لَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا' ثُمَّ قَامَتْ' فَخَرَجَتْ' وَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا' فَاَخْبَرْتُهٗ' فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔

③ حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ' نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ' نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ' عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ' عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَا وَهُوَ' وَ ضَمَّ اَصَابِعَهٗ۔

④ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِهٖ' وَ شَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ یَعْمَلَ ذَنْبًا لَا یُغْفَرُ وَ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخْوَاتِ' فَاَدَّبَهُنَّ' وَ رَحِمَهُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ' فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوِ اثْنَیْنِ؟ قَالَ: اَوِاثْنَیْنِ' حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةً' لَقَالَ وَاحِدَةً۔ وَ مَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِیْمَتَیْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا كَرِیْمَتَاهُ؟ قَالَ: عَیْنَاهُ۔

⑤ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ' وَ اَبُوْبَكْرٍ ابْنَا اَبِیْ شَیْبَةَ المعنی' قَالَا: نَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ' عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ' عَنِ ابْنِ حُدَیْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰی فَلَمْ یَئِدْهَا وَ لَمْ یُهِنْهَا وَ لَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَیْهَا۔ قَالَ: یعنی الذُّكُوْرَ۔ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔ وَ لَمْ یَذْكُرْ عُثْمَانُ یعنی الذُّكور۔

⑥ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ' قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عِمْرَانَ اَبُوحَفْصٍ التُّجِیْبِیُّ' عَنْ اَبِیْ عُشَانَةَ الْمُعَافِرِیِّ' عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ' قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ كَانَ لَهٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ' وَ صَبَرَ عَلَیْهِنَّ' وَ كَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهٖ' كُنَّ لَهٗ حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔

⑦ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَیْنٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ' عَنْ شُرَحْبِیْلَ' قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ صُحْبَتَهُمَا اِلَّا اَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ۔

⑧ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُلَيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسُرَاقَةَ ابْنِ جُعْشُمٍ: اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَعْظَمِ الصَّدَقَةِ اَوْ مِنْ اَعْظَمِ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ۔

مآخذ:

① ✿ الطبرانی بحواله تفسیر روح المعانی ج ۱۰ پ ۳۰۔ التکویر ص ۵۳۔

② ✿ بخاری ج ۱ ص ۱۹۰۔ کتاب الزکاۃ۔ باب اتقوا النار و لو بشق تمرة ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۸۷۔ کتاب الادب' باب رحمة الولد و تقبیله۔ الخ ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۳۰۔ کتاب البر و الصلة' باب فضل الاحسان الی البنات ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۸۷ اور مسلم ج ۲ ص ۳۳۳ پر دونوں نے بشيء کے بعد فاحسن الیهن بھی روایت کیا ہے۔ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۔ ابواب البر' باب ماجاء فی النفقات علی البنات۔ هذا حدیث حسن صحیح۔ ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۳۳۔ ۸۸۔ ۱۶۶۔ ۲۴۳۔ وغیرہ۔

③ ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۳۰۔ کتاب البر و الصلة' باب فضل الاحسان الی البنات ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۔ ابواب البر والصلة' باب ماجاء فی النفقات علی البنات۔ هذا حدیث حسن غریب۔

④ ✿ شرح السنة۔ بحواله مشکوٰة المصابیح باب الشفقة و الرحمة علی الخلق ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۳۔ ابواب البر والصلة' باب ماجاء فی رحمة الیتیم و کفالته کے تحت صرف روایت کا پہلا جزء لا یغفر تک بیان کیا ہے۔

⑤ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۲۷' کتاب الادب' باب فی فضل من عال یتیما ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۳۔ عن ابن عباس۔

⑥ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۳۰۔ باب من عال جاریتین او واحدة۔

ابن ماجہ نے عقبہ بن عام سے مندرجہ ذیل الفاظ روایت کئے ہیں۔

◈ ① يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَ اَطْعَمَهُنَّ وَ سَقَاهُنَّ وَ كَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

◈ ① ابن ماجه' کتاب الادب' باب برالوالد و الاحسان الی البنات۔

⑦ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۳۰۔ باب من عال جاریتین او واحدة۔ ابن ماجہ نے کتاب الادب' باب برالوالد والاحسان الی البنات کے تحت ابن عباس سے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ اِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ اَوْ صَحِبَهُمَا اِلَّا اَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ۔ ✿ ابن ماجہ کی سند میں ابوسعید جس کا نام شرحبیل ہے پر کلام کیا گیا ہے۔ مگر حاکم نے اسے مستدرک میں بیان کر کے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

⑧ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۳۱۔ باب فضل من عال ابنته المردودة۔ ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۵۔ سراقة بن مالک بن جعشم ✿ ابن ماجه کتاب الادب' باب برالوالد والاحسان الی البنات۔ ✿ ابن ماجہ میں الا ادلکم علی افضل الصدقة؟ منقول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ جوڑ کر سلام کرنا

ہاتھ جوڑ کر سلام کرنے کا طریقہ کسی قطعی اور منصوص حکم کی بنا پر تو اسلام میں ممنوع نہیں ہے مگر غیر مسلموں کی نقالی ممنوع ہے۔ ہاتھ جوڑ کر سلام کرنا ہندوؤں کا شعار ہے۔ مسلمانوں میں یہ کبھی رائج نہیں رہا ہے۔ اب کسی مسلمان کا یہ طریقہ اختیار کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اس نے ہندو غلبے کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

(مکاتیب ص ۱۵۱۔ ۲۸ فروری ۶۵ء)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تُشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَ تَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ۔ هذا حديث اسناده ضعيف و روى ابن المبارك هذا الحديث عن ابى لهيعة فلم يرفع۔

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جس نے ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کی اس کا ہمارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں (لہٰذا) تم یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہود کا سلام، انگلیوں سے اشارہ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

مآخذ:

① ترمذی ج ۲ ص ۹۹۔ ابواب الاستیذان۔ و الادب، باب فی کراهیة اشارة الید فی الاسلام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل اول

لباس کے احکام

اسلام میں کوئی لباس مقرر نہیں ہے' بلکہ چند قواعد ہیں جن کی پابندی کرنی چاہیے' اور وہ یہ ہیں۔

(۱) لباس ساتر ہونا چاہئے۔ یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے ستر کے جو حدود مقرر ہیں' ان کے لحاظ سے وہ پوری طرح ساتر ہو۔

(۲) مرد ریشم نہ پہنیں اور عورتیں ایسا چست یا باریک لباس نہ پہنیں جس سے جسم اور اس کی ساخت نمایاں ہو۔

(۳) لباس میں تکبر نہ ہو۔ اسی بنا پر ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا لباس ممنوع ہے۔

(۴) لباس میں تشبہ بالکفار نہ ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسا لباس نہ پہنے جس سے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ مسلمان ہے' بلکہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ ان کافروں میں سے ہے جن کے طرز کا لباس وہ پہنے ہوئے ہے۔ مسلمان جس ملک کا رہنے والا ہو اس کو وہ لباس پہننا چاہیے جو اس ملک کے مسلمانوں میں عام طور پر رائج ہو' جس میں کسی شخص کو ملبوس دیکھ کر لوگ پہچان لیتے ہوں کہ یہ مسلمان ہے۔ (مکاتیب ص ۲۱۲۔ مؤرخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۷ء)

تشریح: انسان کے لئے لباس کا صرف ذریعۂ ستر پوشی اور وسیلۂ زینت و حفاظت ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت اس معاملے میں جس بھلائی تک انسان کو پہنچنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس کا لباس تقویٰ کا لباس ہو' یعنی پوری طرح ساتر بھی ہو' زینت میں بھی حد سے بڑھا ہوا یا آدمی کی حیثیت سے گرا ہوا نہ ہو' فخر و غرور اور تکبر و ریا کی شان لئے ہوئے بھی نہ ہو' اور پھر ان ذہنی امراض کی نمائندگی بھی نہ کرتا ہو جن کی بنا پر مرد زنانہ پن اختیار کرتے ہیں' عورتیں مردانہ پن کی نمائش کرنے لگتی ہیں' اور ایک قوم دوسری قوم کے مشابہ بننے کی کوشش کر کے خود اپنی ذلت کا زندہ نشان بن جاتی ہے۔ لباس کے معاملے میں اس خیر مطلوب کو پہنچنا تو کسی طرح ان لوگوں کے بس میں ہے ہی نہیں جنھوں نے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لا کر اپنے آپ کو بالکل خدا کی رہنمائی کے حوالے نہیں کر دیا ہے۔ جب وہ خدا کی رہنمائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو شیاطین ان کے سرپرست بنا دیئے جاتے ہیں' پھر یہ شیاطین ان کو کسی نہ کسی غلطی میں مبتلا کر کے ہی چھوڑتے ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۲۰۔ الاعراف حاشیہ ۱۶)

اسلام میں تشبہ کی ممانعت:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر جو مرد کا سا لباس پہنے اور اس مرد پر جو عورت کا سا لباس پہنے۔ (۱) (المستدرک جلد ۴ ص ۱۹۴)

تشریح: دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ملعون قرار دیا ان مردوں کو جو عورتوں کے مشابہ بنیں اور ان عورتوں کو جو مردوں کے مشابہ بنیں۔ (۲) (بخاری' کتاب اللباس)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اس لئے کہ عورت اور مرد کے درمیان جو نفسیاتی کشش اللہ نے رکھی ہے' یہ تشبہ اس کو دباتا گھٹاتا ہے' اور اسلام اس کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اسی طرح قوموں کے لباس و تمدن اور شعائر کو بھی مٹانا اور انہیں خلط ملط کرنا' اجتماعی مفاد و مصالح کے خلاف ہے۔ لہٰذا اسلام اس کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ قومی امتیاز کو جب فطری حدود سے بڑھا کر قوم پرستی بنایا جائے گا تو اسلام اس کے خلاف جہاد کرے گا' کیونکہ اس مادے سے جاہلانہ حمیت' ظالمانہ تعصب' اور قیصریت کی تخلیق ہوتی ہے۔ لیکن اسلام کی دشمنی قوم پرستی سے ہے نہ کہ قومیت سے۔ قوم پرستی کے برعکس وہ قومیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے' اور اسے مٹانے کا بھی وہ ویسا ہی مخالف ہے جیسا کہ اس کو حد سے بڑھانے کا مخالف ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جو متوسط اور متوازن رویہ اسلام نے اختیار کیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے حسب ذیل آثار بغور ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ایک صحابیؓ نے پوچھا کہ عصبیت کیا چیز ہے؟ کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نہیں عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم میں اپنی قوم کا ساتھ دے"۔ (۴۳) (ابن ماجہ)

(۲) فرمایا: "جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا' وہ اسی کی قوم میں شمار ہو گا"۔ (۴۴) (ابوداؤد)

(۳) حضرت عمرؓ نے آذربائیجان کے گورنر عتبہ بن فرقد کو لکھا کہ "خبردار! اہل شرک (یعنی باشندگان آذربائیجان) کے لباس اختیار نہ کرنا۔ (کتاب اللباس والزینۃ)

(۴) حضرت عمرؓ نے اپنے تمام گورنروں کو عام احکام دیئے تھے کہ غیر مسلم باشندوں کو اہل عرب کے لباس اور وضع و ہیئت اختیار کرنے سے روکیں۔ حتیٰ کہ بعض علاقوں کے باشندوں سے صلح کرتے وقت باقاعدہ معاہدہ میں ایک مستقل دفعہ اس مضمون کی داخل کر دی گئی تھی کہ تم ہمارے جیسے لباس نہ پہننا۔

[کتاب الخراج (فصل اہل ذمہ کی پوشاک) امام ابویوسف]

(۵) جو اہل عرب فوجی یا ملکی خدمات کے سلسلے میں عراق و ایران وغیرہ ممالک میں مامور تھے ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علیؓ بار بار یہ تاکید کرتے تھے کہ اپنی زبان اور لہجہ کی حفاظت کریں۔ اور عجمی بولیاں نہ بولنے لگیں۔ (بیہقی)

ان روایات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام جس بین الاقوامیت کا علمبردار ہے اس کا منشا یہ ہرگز نہیں ہے کہ قوموں کی امتیازی خصوصیات کو مٹا کر انہیں خلط ملط کر دیا جائے' بلکہ وہ قوموں کو ان کی قومیت اور خصوصیات کے ساتھ برقرار رکھ کر ان کے درمیان تہذیب و اخلاق اور عقائد و افکار کا ایک ایسا رشتہ پیدا کرنا چاہتا ہے جس سے بین الاقوامی کشیدگیاں' رکاوٹیں' ظلم اور تعصبات دور ہو جائیں اور ان کے درمیان تعاون و برادری کے تعلقات قائم ہوں۔

تشبہ کا ایک اور پہلو بھی ہے جس کی بنا پر اسلام اس کا سخت مخالف ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک قوم کے لوگ اپنی قومی خصوصیات کو صرف اسی وقت چھوڑتے ہیں جب ان کے اندر کوئی نفسی کمزوری اور اخلاقی ڈھیل پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص دوسروں کا اثر قبول کر کے اپنا رنگ چھوڑ دے اور ان کے رنگ میں رنگ جائے۔ لامحالہ اس کے اندر تلون' چھچھورپن' سرعت انفعال اور خفیف الحرکتی کا مرض ضرور ہو گا۔ اگر اس کی روک تھام نہ کی جائے گی' تو یہ مرض ترقی کرے گا۔ اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بکثرت لوگوں میں یہ پھیل گیا تو ساری قوم نفسیاتی ضعف میں مبتلا ہو جائے گی۔ اس کے اخلاق میں کوئی پختگی باقی نہ رہے گی۔ اس کے ذہن کی چولیں اتنی ڈھیلی ہو جائیں گی کہ ان پر اخلاق اور خصائص کی مستحکم بنیادیں قائم ہی نہ ہو سکیں گی۔ لہٰذا اسلام کسی قوم کو بھی یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہیں کہ وہ اپنے اندر اس نفسی بیماری کو پرورش کرے۔ مسلمانوں ہی کو نہیں' بلکہ جہاں اس کا بس چلتا ہے' وہ غیر مسلموں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتا ہے' کیونکہ وہ کسی انسان سے بھی اخلاقی کمزوری دیکھنا نہیں چاہتا۔

خصوصیت کے ساتھ مفتوح و مغلوب لوگوں میں یہ مرض زیادہ پھیلتا ہے ان کے اندر محض اخلاقی ضعف ہی نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت وہ اپنی نگاہوں میں آپ ذلیل ہو جاتے ہیں' اپنے آپ کو خود حقیر سمجھتے ہیں' اور اپنے حکمرانوں کی نقل اتار کر عزت اور فخر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ عزت' شرافت' بزرگی' غرض جس چیز کا بھی وہ تصور کرتے ہیں اس کا مثالی نمونہ انہیں اپنے آقاؤں کی صورت ہی میں نظر آتا ہے۔ غلامی ان کے جوہر آدمیت کو اس طرح کھا جاتی ہے کہ وہ علانیہ اپنی ذلت اور پستی کا مجسم اشتہار بننے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں شرم محسوس کرنے کے بجائے فخر محسوس کرتے ہیں۔ ○ اسلام جو انسان کو پستیوں سے اٹھا کر بلندی کی طرف لے جانے آیا ہے' ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو جائز نہیں رکھتا' کہ کوئی انسانی گروہ ذلت نفس کے اس اسفل السافلین میں گر جائے' جس سے نیچے پستی کا کوئی اور درجہ ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عجمی قومیں اسلامی حکومت کے زیر نگین آئیں تو آپؓ نے ان کو سختی کے ساتھ اہل عرب کی نقالی سے روکا۔ اسلامی جہاد کا مقصد ہی باطل ہو جاتا اگر ان قوموں میں غلامانہ خصائل پیدا ہونے دیئے جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کو اسلام کا پرچم اس لئے نہیں دیا تھا کہ وہ قوموں کے آقا بنیں اور قومیں ان کے ماتحت غلامی کی مشق بہم پہنچائیں۔

ان وجوہ سے اسلام اس بات کا مخالف ہے کہ کوئی قوم دوسری قوم کا ہو بہو چربہ بننے کی کوشش کرے اور اس کے لباس و طرز معاشرت کی نقالی کرنے لگے۔ رہا تہذیب و تمدن کا وہ لین دین جو ایک دوسرے سے میل جول رکھنے والی قوموں میں خطری طور پر واقع ہوتا ہے' تو اسلام اس کو نہ صرف جائز رکھتا ہے بلکہ فروغ دینا چاہتا ہے۔ وہ قوموں کے درمیان تعصبات کی ایسی دیواریں کھڑی کرنا نہیں چاہتا کہ اپنے تمدن میں ایک دوسرے کی کوئی چیز سرے سے لیں ہی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ پہنا ہے جو یہودیوں کے لباس کا جز تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ فتوضأ و علیه جبة شامية۔ ⑤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ بھی پہنا ہے جسے رومن کیتھولک پہنتے تھے۔ نوشیروانی قبا بھی آپؐ کے استعمال میں

○ ہمارے اس بیان کی صداقت میں اگر کسی صاحب کو شک ہو تو وہ ہندوستان ہی میں انگریزوں اور ہندوستانیوں کے فرق کو دیکھ لیں۔ مٹھی بھر انگریز متفرق و پراگندہ' ڈھائی سو برس سے کروڑوں ہندوستانیوں کے درمیان رہتے ہیں مگر ایک انگریز بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا' جس نے ہندوستانی لباس اختیار کر لیا ہو' بخلاف اس کے ان ہندوستانیوں کا شمار کرنا بھی اب مشکل ہے جو سر سے پاؤں تک انگریز نما بنے پھرتے ہیں اور لباس ہی میں نہیں' بلکہ اپنی بول چال' انداز و اطوار' حرکات و سکنات' ہر چیز میں انگریز کا پورا چربہ اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر اس کیا توجیہ کی جائے گی؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے جسے حدیث میں جُبة طيالسة كسروانية کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (۶)

حضرت عمرؓ نے برنس پہنی ہے جو ایک قسم کی اونچی ٹوپی ہوتی تھی اور عیسائی درویشوں کے لباس کا جز تھی۔ اس قسم کی متفرق چیزوں کا استعمال تشبہ سے بالکل مختلف چیز ہے۔ تشبہ یہ ہے کہ آدمی کی پوری وضع قطع کسی دوسری قوم کے مانند ہو اور اس کو دیکھ کر یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائے کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ بخلاف اس کے جسے ہم "لین دین" کے لفظ سے تعبیر کر رہے ہیں' وہ یہ ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کی کوئی اچھی یا مناسب حال چیز لے کر اسے اپنی وضع قطع کا جز بنا لے' اور اس جز کے شامل ہونے پر بھی اس کی قومی وضع بحیثیت مجموعی قائم رہے۔ (مسئلہ قومیت ص ۱۶۳ تا ۱۶۹)

خالفوا اليهود والنصارٰی

تشریح: نبی کریم ﷺ نے بار بار تشبہ کی ممانعت فرمائی ہے۔ خالفوا اليهود والنصارٰی۔ خالفوا المجوس۔ (۷) یہ الفاظ متعدد احادیث میں ہم کو ملتے ہیں جن سے حضور ﷺ کا صاف منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان' مسلمان کو دیکھ کر پہچان سکے اور اس کے ساتھ مسلمان کا سا معاملہ کر سکے۔ آپ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو مسلمان غیر مسلموں میں مخلوط ہو کر رہے گا میں اس سے بری الذمہ ہوں' یعنی اگر کسی جنگ میں مسلمان اسے دشمن کا آدمی سمجھ کر قتل کر دیں تو اپنے خون کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ من تشبه بقوم فهو منهم کا منشا بھی یہی تھا کہ جو شخص کسی قوم کے مشابہ بن کر رہے گا وہ لامحالہ اسی طرح کا فرد سمجھا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو اس قوم کے دوسرے افراد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔
(تفہیمات حصہ دوم ص ۳۱۳۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء)

من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيمة۔ (۸)
جو شخص غرور کے ساتھ اپنا کپڑا زمین پر لٹکاتا ہوا چلے گا خدا قیامت کے روز اس کی صورت دیکھنا ہرگز پسند نہ کرے گا۔

تشریح: اس کی ایک نمایاں مثال وہ مخصوص لباس ہیں جو بادشاہ' پوپ اور پادری' ہائی کورٹوں کے جج اور اسی طرح کے بعض اونچے اہل مناصب خاص خاص رسموں کے موقع پر پہنتے ہیں اور جو شادی کے موقع پر دلہنوں کو بھی پہنائے جاتے ہیں۔ یہ لباس اتنا لمبا ہوتا ہے کہ پیچھے کئی کئی آدمی اس کو تھامے ہوئے چلتے ہیں۔ یہی وہ لباس تکبر ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(ایسا لباس) پہن کر ایک انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتاتا ہے' اسلام کی نظر میں لعنت کے قابل ہیں۔ وہ فخر و ریا کے لباس جنہیں پہن کر ایک طبقے کے لوگ عام انسانوں پر اپنی شان اور ترفع کا رعب جماتے ہیں' یا اپنی خوشحالی کی نمائش کرتے ہیں' اسلام کے نزدیک حرام ہے۔ (تفہیمات حصہ دوم ص ۳۰۹۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء)

فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس۔
ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی چیز ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ (۹)

تشریح: آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو مشرکین عرب سے ممتاز کرنے کے لئے یہ علامت تجویز فرمادی تھی کہ مسلمان ٹوپی پر عمامہ باندھیں۔ عام عرب یا تو صرف عمامہ باندھتے تھے۔ یا صرف ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ٹوپی پر عمامہ باندھنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے لئے وجہ امتیاز بن گیا' اور اتنے امتیاز کو اس غرض کے لئے کافی سمجھا گیا کہ اس نئی تحریک کے پیرو اپنے ملک کے عام باشندوں سے الگ پہچانے جا سکیں۔ بعد میں جب تمام عرب مسلمان ہو گیا تو اس ملامت کی حاجت باقی نہ رہی۔ کیونکہ اب عربی لباس ہی اسلامی لباس بن گیا تھا اور اس لباس کو پہننے والا کوئی شخص کافر و مشرک نہ رہا کہ اسے مسلمانوں سے ممیز کرنے کے لئے کسی امتیازی نشان کی حاجت ہوتی۔

بعض لوگوں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے دائمی قانون ہے چنانچہ اب بھی بعض لوگ اس فعل کو مسنون قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ محض بے سمجھے حدیث پڑھنے کا نتیجہ ہے۔ دراصل مسنون صرف یہ ہے کہ جب مسلمان کسی ایسی قوم میں ہو جس کے اکثر افراد غیر مسلم ہوں تو وہ اپنے لباس میں ان سے الگ کوئی امتیازی نشان پیدا کر لے۔ (تفہیمات حصہ دوم ص ۳۰۹-۳۱۰۔ اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء)

سر کے بالوں کا جواز و عدم جواز : سر کے بالوں کے متعلق شریعت کا حکم اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ حدیث میں "قزع" کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ قزع کچھ بال مونڈنے اور کچھ رکھنے کو کہتے ہیں۔ (۱۰) یہی چیز ممنوع بالذات ہے۔ اور اسی سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ باقی رہی دوسری وضعیں تو ان میں سے کسی کے عدم جواز کا ثبوت نہیں ہے' اس لئے وہ سب جائز ہیں' خواہ کوئی سارا سر مونڈ دے' سارے سر کے بال کتروائے' یا کچھ کتروائے اور کچھ رکھے' یا نصف کان تک رکھے' یا کان کی لو تک رکھے' یا اس سے بھی نیچے تک۔ یہ سب اس لئے جائز ہیں کہ اصولاً جو کچھ ممنوع نہیں ہے وہ مباح ہے۔

بعض لوگ کچھ کترنے اور کچھ رکھنے کو بھی قزع کی تعریف میں لاتے ہیں' مگر یہ نہ اس لفظ کا صریح مدلول ہے اور نہ شارع نے بعینہٖ اس چیز کو منع کیا تھا۔ اصل ممنوع کچھ مونڈنا اور کچھ رکھنا ہے' نہ کہ کچھ کتروانا اور کچھ رکھنا۔ اگر ایک شخص ایک کو دوسرے پر قیاس کر کے ممنوع سمجھے' تو اپنے قیاس پر اسے خود ہی عمل کرنا چاہئے یا پھر اس شخص کو جو اس کے قیاس کی صحت کا قائل ہو۔ دوسرے کسی شخص کو جو اس قیاس سے متفق نہ ہو' وہ نہ مجبور کر سکتا ہے کہ وہ اس کا قیاس تسلیم کرے' اور نہ اس بنا پر گنہگار ٹھہرا سکتا ہے کہ اس نے حکم رسول کی اس معنی میں پیروی کیوں نہ کی جو میں نے اپنے قیاس و استنباط سے بیان کئے تھے۔

بعض لوگ اس نوعیت کے بالوں کو تشبہ کی تعریف میں لاتے ہیں۔ مگر وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ تشبہ جس سے شارع نے منع فرمایا ہے' صرف اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ ایک شخص بحیثیت مجموعی اپنی وضع قطع کافروں کے مانند بنائے۔ غیر مسلموں کے فیشن' لباس' اوضاع میں سے بعض اجزاء کو لے لینا تشبہ کی تعریف میں نہیں آتا۔ ورنہ آخر اس بات کی کیا توجیہ کی جائے گی کہ نبی ﷺ نے خود رومی جبہ پہنا ہے۔ کسروانی قبا پہنی ہے۔ شلوار کو پسند کر کے خریدا ہے جو ایران سے عرب میں نئی نئی پہنچی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برنس پہنی ہے جو مسیحی درویش پہنا کرتے تھے۔ لہٰذا جزوی تشبہ کی بنا پر کسی کو گنہگار ٹھہرانا یا فاسق قرار دینا زیادتی ہے۔ البتہ اگر بالوں کی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضع اسی طرز پر ممنوع ہوتی جس طرح بڑی بڑی مونچھوں کو مجوس کی وضع کہہ کر منع کر دیا گیا تھا' تو البتہ اس طرح کے کتروانے کو گناہ قرار دیا جا سکتا تھا۔

یہاں میں یہ تصریح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اصولاً اس بات کا قائل ہوں' اور اس اصول پر مجھے شدت کے ساتھ اصرار ہے کہ آدمی صرف حکم منصوص کی خلاف ورزی سے ہی گنہگار قرار پا سکتا ہے۔ قیاس و استنباط سے نکالے ہوئے احکام کی خلاف ورزی کسی کو گنہگار نہیں بناتی' بجز اس شخص کہ جو اس قیاس و استنباط کا قائل ہو۔ اسی طرح مجھے اس بات پر بھی اصرار ہے کہ حرام صرف وہ ہے جسے اللہ اور رسولؐ نے بالفاظ صریح حرام کہا ہو' یا جس سے صاف الفاظ میں منع کیا ہو' یا جس میں مبتلا ہونے والے کو سزا کی وعید بنائی ہو' یا نصوص کے اشارات و اقتضاءات سے جن کی حرمت مستنبط ہونے پر اجماع ہو۔ رہیں وہ چیزیں جو قیاس و اجتہاد سے حرام ٹھہرائی گئی ہوں اور جن میں دلائل شرعیہ کی بنا پر دو یا دو سے زیادہ اقوال کی گنجائش ہو' تو وہ مطلقاً حرام نہیں ہیں' بلکہ صرف اس شخص کے لئے حرام ہیں جو اس قیاس و اجتہاد کو صحیح تسلیم کرے۔ میرے نزدیک اس حقیقت سے اغماض برتنا ان اہم اسباب میں سے ایک ہے جن کی بنا پر امت کے مختلف گروہوں نے ایک دوسرے کی تضلیل و تفسیق کی ہے۔

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۲۶۹ تا ۲۷۱)

قزع اور تشبہ بالکفار :

فقال احلقوہ کلہ او اترکوہ کلہ۔ یا تو پورا مونڈو یا پورے سر کے بال چھوڑ دو۔

پس منظر: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور کچھ حصہ پر بال چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس فعل سے منع کیا اور فرمایا۔ احلقوہ کلہ او اترکوہ کلہ۔ یا تو پورا مونڈ دو یا پورے سر کے بال چھوڑ دو۔

تشریح: سر کے بالوں کے متعلق نص صریح میں جس چیز کی ممانعت وارد ہوئی ہے وہ قزع ہے۔ قزع کی جو تعریف ائمہ حدیث و فقہ نے بیان کی ہے وہ یہ ہے۔

یحلق بعض رأس الصبی و یترک بعض۔ (عن نافع مولی ابن عمر۔ صحیح مسلم کتاب اللباس و الزینۃ)

"یہ کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈا جائے اور کچھ حصہ چھوڑ دیا جائے"۔

اذا حلق الصبی و ترک ھھنا شعرۃ و ھھنا و ھھنا و اشار الی ناصیتہ و جانبی رأسہ...... و لکن القزع ان یترک بناصیتہ شعر و لیس فی رأسہ غیرہ و کذلک شق رأسہ ھذا و ھذا۔ (عمر بن نافع۔ صحیح بخاری)

جب کہ بچے کا سر اس طرح مونڈا جائے کہ صرف پیشانی پر اور سر کے دونوں جانب بال چھوڑ دیئے جائیں۔ (پھر دوبارہ پوچھنے پر مزید تشریح کی کہ) .... مگر قزع یہ ہے کہ پیشانی کے بال چھوڑ کر باقی سارا سر مونڈ دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اسی طرح یہ کہ سر کے ان حصوں کو چھوڑ کر باقی سر مونڈ ڈالا جائے۔

ابوداؤد کی روایت میں یہ تشریح خود نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے مستنبط ہوتی ہے۔ اس میں ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈا ہوا تھا اور کچھ حصے پر بال چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس فعل سے منع کیا اور فرمایا۔

احلقوہ کلہ او اترکوہ کلہ۔ (۱۱) یا تو پورا مونڈ دو یا پورے سر کے بال چھوڑ دو۔

اس سے یہ بات متعین ہو گئی کہ شریعت میں جو چیز بعینہ ممنوع ہے وہ کچھ مونڈنا اور کچھ رکھنا اور ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق ان بالوں پر نہیں ہوتا جو آج کل انگریزی بالوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ○

اب رہ گیا دوسرا امر کہ شارع کی کسی اصولی ہدایت کے تحت ان بالوں کو ناجائز قرار دیا جائے' تو وہ اصولی ہدایت صرف یہی تشبہ والی ہدایت ہو سکتی ہے۔ جس کے اس معاملہ پر منطبق ہونے کا دعویٰ کرنا ممکن ہے۔ لیکن اس معاملہ میں تحقیق طلب امر یہ ہے کہ تشبہ سے مراد کیا ہے؟ آیا تشبہ مجموعی وضع و ہیئت کے ہی معاملہ میں ہوتا ہے یا جزئی طور پر بھی ہو سکتا ہے؟ اس سوال کی تحقیق میں جب ہم حدیث پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ جزئی طور پر غیر مسلموں کی کوئی چیز لے کر اپنی وضع و معاشرت میں شامل کر لینے کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ مثال کے طور پر شلوار ایران کی چیز تھی جو عرب پہنچ کر سراویل کے نام سے موسوم ہوئی اور نبی ﷺ نے اس کے استعمال کو نہ صرف جائز رکھا بلکہ خود بھی استعمال فرمایا۔ چنانچہ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من لم یجد ازارًا فلیلبس سراویل۔ جس کو تہبند نہ ملے' وہ شلوار پہن لے۔ (۱۲)

اور معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے شلوار خود بھی خریدی تھی اور آپؐ کے زمانے میں آپؐ کی اجازت سے مسلمان بھی اس کو پہنتے تھے۔ (۱۲)

اسی طرح برنس کے استعمال کو آپؐ نے نہ صرف جائز رکھا تھا بلکہ ایک صحابی کو خود تحفۃً "بھی دی تھی' اور قرن اول کے قراء میں اس کا استعمال عام تھا' حالانکہ یہ عیسائی راہبوں کی ٹوپی تھی۔ اسی بنا پر سلف میں سے بعض حضرات نے اس کے استعمال کو مکروہ بھی سمجھا تھا۔ لیکن امام مالک نے ان کے اس خیال کی صاف صاف تردید فرمائی۔ (۵)

اسی طرح حضور ﷺ نے مختلف اوقات میں ایسے جبے بھی استعمال فرمائے ہیں جو غیر مسلم قوموں سے درآمد ہوئے

---

(۱۱) سر کے بالوں کے متعلق صرف یہ ہدایت ہے کہ کچھ منڈوانا اور کچھ رکھنا ممنوع ہے۔ موجودہ زمانہ میں جس قسم کے بالوں کو پنجاب میں "بودے" کہتے ہیں اور جنہیں یو۔پی میں انگریزی بال کہا جاتا ہے' ان کے ناجائز ہونے کی مجھے کوئی دلیل نہیں ملی۔ لیکن ایک غیر مسلم قوم کی ایجاد کردہ وضع کو سر چڑھانے میں کراہت کا پہلو ضرور ہے اور اسی لئے میں نے اس وضع کو بدل دیا ہے۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۴۶-۱۴۸)

(۱۲) فتح الباری' کتاب اللباس' باب السراویل و زادالمعاد و فصل فی ذکرہ سراویلہ و نعلہ و غیر ذلک۔

(۵) فتح الباری۔ کتاب اللباس' باب البرانس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ چنانچہ معتبر احادیث سے آپؐ کا جبہ شامیہ' جبہ رومیہ' اور جبہ کسروانیہ پہننا ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ جبہ شامیہ یہودیوں کے لباس کا جزو تھا' جبہ رومیہ رومن کیتھولک عیسائیوں کا لباس تھا' اور جبہ کسروانیہ ایرانی فیشن کی چیز تھی۔ ان تمام روایات سے یہ بات ناقابل انکار طور پر ثابت ہوتی ہے کہ غیر مسلم قوموں کے تمدن' معاشرت' اور وضع و ہیئت میں سے متفرق اجزاء لے کر (بشرطیکہ ان میں سے کوئی چیز بذات خود حرام نہ ہو) اپنی معاشرت میں داخل کر لینا تشبہ نہیں ہے۔ بلکہ تشبہ کا اطلاق صرف اس چیز پر ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو بحیثیت مجموعی کسی غیر مسلم قوم کی وضع و ہیئت میں ڈھال لے' حتی کہ اسے دیکھ کر ایک ناواقف آدمی یہ سمجھ سکے کہ یہ مسلمان ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی مجموعی وضع مسلمانوں کی سی معروف وضع رکھتا ہو اور اس میں صرف انگریزی بال اس کے سر پر ہوں تو اسے تشبہ کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔

بلاشبہ میرے اپنے مذاق پر بھی اب یہ بال گراں ہیں اور اسی لئے میں نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ حدود حلال و حرام اور چیز ہیں' اور وہ مذاق اور چیز ہے جو اسلامی ذہنیت کی نشوونما سے ابھرتا ہے' ان دونوں چیزوں کو خلط ملط نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایک اسلامی نظام میں جس چیز کو ضابطہ کے طور پر حکماً نافذ کر سکتے ہیں وہ صرف حدود حلال و حرام ہیں۔

رہا وہ مذاق جو اسلامی ذہنیت کے ارتقاء سے ہم میں پیدا ہوتا ہے' تو اول تو ضروری نہیں ہے کہ وہ تمام اہل ایمان میں متفق علیہ ہو۔ دوسرے اگر وہ متفق علیہ بھی ہو تب بھی ہمیں اس کو "شریعت" قرار دینے کا حق نہیں ہے' شریعت تو صرف ان احکام کا نام ہے جو کتاب و سنت میں منصوص ہوں۔ منصوصات سے ماوراء جو اجتہادی یا ذوقی امور ہوں ان کو رائج کرنے کے لئے استدلال' تعلیم' تربیت وغیرہ کے ذرائع استعمال کئے جا سکتے ہیں مگر ان کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

(رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۲۶۴ تا ۲۶۸)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ' ثنا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى بْنِ يَزِيْدَ اللَّخْمِيُّ بِتِنِّيْسٍ' ثنا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ' عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ' اَخْبَرَنِيْ سُهَيْلُ ابْنُ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ' وَالرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ۔

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ' حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ' وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ۔ تابعه عمرو- قَالَ: اَخْبَرَنا شعبة۔

③ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' ثنا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْيُحْمِدِيُّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ كَثِيْرِ الشَّامِيِّ' عَنِ امْرَاَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: فُسَيْلَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: لَا' وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُعِيْنَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' ثنا اَبُو النَّضْرِ' عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتٍ' ثنا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ مُنِيْبٍ الْجُرَشِيِّ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

⑤ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ' قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوالضُّحٰى قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقٌ' قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ' قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ' ثُمَّ اَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهٗ بِمَاءٍ' فَتَوَضَّأَ وَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ۔ الحديث۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر واپس ہوئے تو میں پانی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ اس وقت آنجنابؐ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ الحدیث

⑥ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى' قَالَ: انا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ كَانَ خَالَ وَلَدِ عَطَاءٍ' قَالَ: اَرْسَلَتْنِيْ اَسْمَاءُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' فَقَالَتْ: بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَرِّمُ اَشْيَاءَ ثَلَاثًا: الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ' وَ مِيْثَرَةَ الْاُرْجُوَانِ' وَ صَوْمَ رَجَبَ كُلِّهٖ' فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ: اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ رَجَبَ' فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ الْاَبَدَ' وَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْعَلَمِ فِي الثَّوْبِ' فَاِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ' فَخِفْتُ اَنْ يَّكُوْنَ الْعَلَمُ مِنْهُ' وَ اَمَّا مِيْثَرَةُ الْاُرْجُوَانِ' فَهٰذِهٖ مِيْثَرَةُ عَبْدِاللّٰهِ' فَاِذَا هِيَ اُرْجُوَانٌ' فَرَجَعْتُ اِلٰى اَسْمَاءَ' فَخَبَّرْتُهَا' فَقَالَتْ: هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَ فَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ' فَقَالَتْ: هٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ' فَلَمَّا قُبِضَتْ' قَبَضْتُهَا' وَ كَانَ النَّبِيُّ

عبداللہ سے مروی ہے جو اسماء بنت ابی بکر کا مولیٰ اور عطاء کے لڑکے کا ماموں تھا۔ اس نے بتایا کہ مجھے اسماء نے عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم تین چیزوں کو حرام قرار دیتے ہو۔ ایک وہ کپڑا جس میں ریشمی نقش ہوں اور دوسرے ارجوان کے زین پوش کو اور تیسرے رجب کے سارے ماہ کے روزے رکھنے کو۔ اس کے جواب میں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ رجب کے ماہ سارے روزے رکھنے کو حرام کون قرار دے گا جو خود ہمیشہ روزے رکھے گا۔ (ابن عمر صوم الدھر کو مکروہ نہیں سمجھتے۔ بجز عیدین اور ایام' تشریق) کپڑے کے ریشمی نقوش تو اس کے متعلق میں نے حضرت عمرؓ سے سنا تھا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ریشم وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں' تو مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ نقشی کپڑا بھی اس میں شامل نہ ہو اور رہا ارجوانی زین پوش تو خود عبداللہ کا زین پوش ارجوانی ہے میں نے جا کر سب کچھ حضرت اسماء سے بیان کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ جبہ موجود ہے۔ پھر انہوں نے وہ جبہ نکالا جو کالی چادروں کا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا' فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى لِنَسْتَشْفِى بِهَا۔

جسے کسروانی کہتے تھے۔ جس کا گریبان دیبا کا تھا اور اس کے دامنوں پر سنجاف تھے دیباج کے۔ حضرت اسماء نے بتایا کہ یہ پہلے حضرت عائشہ کے پاس تھا ان کی وفات تک انہی کے پاس رہا۔ وفات کے بعد یہ جبہ میں نے حاصل کر لیا۔ نبی ﷺ اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ اب ہم اسے دھو کر بیماروں کو پانی پلاتے ہیں شفا کے لئے۔

⑤ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ وَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔

⑥ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ' قَالَ: نا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ' عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ' قَالَ: نا نَافِعٌ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَ اَوْفُوا اللُّحٰى۔

⑦ حَدَّثَنِىْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ' قَالَ: انا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ' قَالَ: اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ' قَالَ: اَخْبَرَنِى الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَ اَرْخُوا اللُّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ۔

⑧ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ' قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ' قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ عُقْبَةَ' عَنْ سَالِمٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اِحْدٰى شِقَّىْ اِزَارِىْ يَسْتَرْخِىْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ' فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهٗ خُيَلَاءَ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا ازار (تہمت) زمین پر تکبر و غرور سے گھسیٹ کر چلے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی صورت دیکھنا ہرگز پسند نہیں کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے تہمت کا ایک پہلو لٹکا ہوتا ہے۔ باوجود میرے حفاظت کرنے کے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو غرور و تکبر سے ایسا کرتے ہیں۔

⑨ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ الثَّقَفِىُّ' ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ' ثنا اَبُوالْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِىُّ' عَنْ اَبِىْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رُكَانَةَ' عَنْ اَبِيْهِ' اَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ: وَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ۔

⑩ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدٌ' قَالَ: اَخْبَرَنِىْ مَخْلَدٌ' قَالَ: اَخْبَرَنِى ابْنُ جُرَيْجٍ' قَالَ: اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنُ حَفْصٍ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ' اَخْبَرَهٗ عَنْ نَافِعٍ

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قزع سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ قزع کیا ہے؟ عبیداللہ نے اشارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَوْلٰی عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ' قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: قُلْتُ: وَمَا الْقَزَعُ؟ فَاَشَارَ اِلَيْنَا عُبَيْدُاللّٰهِ' قَالَ: اِذَا حُلِقَ الصَّبِيُّ تُرِكَ هٰهُنَا شَعْرٌ وَ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا' فَاَشَارَ لَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ اِلٰى نَاصِيَتِهٖ وَ جَانِبَيْ رَاْسِهٖ قِيْلَ لِعُبَيْدِاللّٰهِ: فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ؟ قَالَ: لَا اَدْرِيْ' هٰكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: وَ عَاوَدْتُهٗ' فَقَالَ: اَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَاْسَ بِهِمَا وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ اَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهٖ شَعْرٌ وَ لَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ غَيْرُهٗ وَ كَذٰلِكَ شَقُّ رَاْسِهٖ هٰذَا وَ هٰذَا۔

سے ہمیں بتایا کہ جب بچہ کے سر کے بال اس طرح مونڈے جائیں کہ ادھر ادھر بال چھوڑ دیئے جائیں۔ اور اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی جانب اشارہ کیا۔ عبیداللہ سے پوچھا گیا کہ لڑکی اور لڑکے کا کیا حکم ہے۔ جواب دیا کہ مجھے ان کے متعلق کچھ علم نہیں۔ صرف صبی (بچہ) کا ذکر کیا۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے دوبارہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا لڑکے کے پیشانی اور گدی کے بال مونڈنے میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں۔ لیکن قزع یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دیئے جائیں۔ ان بالوں کے علاوہ سر پر اور کوئی بال نہ ہوں۔ اسی طرح آدھا سر منڈوانا اور آدھا رکھنا جائز نہیں ہے۔

⑪ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ' ثنا عَبْدُالرَّزَّاقِ' ثنا مَعْمَرٌ' عَنْ اَيُّوْبَ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهٖ' وَ تُرِكَ بَعْضُهٗ' فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ' وَ قَالَ: اِحْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِاتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ۔

⑫ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ عَمْرٍو' عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا' فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ۔الخ

① حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ' عَنْ نَافِعٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ' وَلَا الْعَمَائِمَ' وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ' وَلَا الْبَرَانِسَ' وَ لَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ۔الخ

مآخذ:

① ❁ المستدرک ج ۴ ص ۱۹۴۔ کتاب اللباس باب لعن النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) المرأة تلبس لبسة الرجل والرجل یلبس لِبْسَۃ المرأۃ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۶۰۔ کتاب اللباس' باب لباس النساء۔ عن ابی ہریرۃ ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۵' عن ابی ہریرۃ۔

② ❁ بخاری ج ۲ ص ۸۷۴۔ کتاب اللباس' باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۶۰۔ابواب الاستیذان والادب' باب ماجاء فی المتشبھات بالرجال من النساء۔

ابوداؤد میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا گیا ہے:

قِيْلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ امْرَاَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ' فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النِّسَآءِ۔
○ ابن ماجه کتاب النکاح' باب ۲۲ فی المخنثین عن ابن عباس ○ مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۹۔
ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی منقول ہے۔
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمَرْأَةَ تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ' وَالرَّجُلَ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَآءِ۔

④ ○ ابن ماجه کتاب الفتن باب ۷ العصبية ○ مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۷۔ ○ عن واثلة بن الاسقع مسند احمد نے ۱۰۷ پر ان یعین الرجل قومه کے بجائے ان ینصر الرجل قومه اور ص ۱۶۰ پر عن کعب بن عیاض سے ابن ماجہ والی روایت نقل کی ہے ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۱۔ کتاب الادب باب فی العصبية۔ ابوداود نے واثلہ بن اسقع سے صرف يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ؟ قَالَ: اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ۔ روایت کیا ہے۔

③ ○ ابوداؤد۔ کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة ○ مسند احمد ج ۲ ص ۵۰-۹۲ ○ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۷۱ ○ نصب الرايه ج ۴ ص ۳۴۷ ○ اتحاف السعاده ج ۶ ص ۱۲۸۔ ج ۹ ص ۳۵۶ ○ کنزالعمال حدیث نمبر ۴۲۶۸۰ ○ فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۷۴ ○ کشف الخفا للعجلونی ج ۲ ص ۳۳۲ ○ تمهید ج ۶ ص ۸۰ ○ مشکوة حدیث ۴۳۴۷۔

⑤ ○ بخاری ج ۲ ص ۸۶۳۔ کتاب اللباس' باب من لبس جبة ضيقة الكمين فی السفر۔

⑥ ○ مسلم ج ۲ ص ۱۹۰۔ کتاب اللباس والزينة' باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء۔ الخ

⑦ ○ بخاری ج ۲ ص ۸۷۵۔ کتاب اللباس' باب الخضاب ○ بخاری ج ۱ ص ۴۹۲۔ کتاب الانبياء باب ما ذكر عن بنی اسرائيل ○ مسلم ج ۲ ص ۱۹۹۔ کتاب اللباس باب استحباب خضاب الشيب بصفرة و حمرة و تحريمه بالسواد عن ابی هريرة ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۸۵۔ کتاب الترجل' باب فی الخضاب ○ نسائی ج ۸ ص ۱۸۵۔ کتاب الزينة' باب الامر بالخضاب عن ابی هريرة ○ مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰-۲۶۰-۳۰۹-۴۰۱ وغیرہ۔

① مسلم ج ۱ ص ۱۲۹۔ کتاب الطهارة باب خصال الفطرة۔

② مسلم ج ۱ ص ۱۲۹۔ کتاب الطهارة باب خصال الفطرة۔

⑧ ○ بخاری ج ۲ ص ۸۶۰۔ کتاب اللباس باب من جرازاره من غير خيلاء ○ مسلم ج ۲ ص ۱۹۵۔ کتاب اللباس' باب تحريم جرالثوب خيلاء الخ عن ابن عمر ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۵۶-۵۷۔ کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار ○ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۳۔ ابواب اللباس باب ماجاء فی كراهية جرالازار۔ حديث حسن صحيح ○ نسائی ج ۸ ص ۲۰۹-۲۰۸۔ کتاب الزينة' باب ذيول النساء۔ عن ابن عمر ○ ابن ماجه کتاب اللباس' باب من جرثوبه من الخيلاء عن ابی هريرة ○ ابوداؤد کتاب اللباس اور ابن ماجه کتاب اللباس میں ابوسعید خدری سے مروی روایت میں من جر ازاره کے الفاظ بھی منقول ہیں ○ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۱۶-۲۱۷۔ کتاب الجامع باب ماجاء فی اسبال الرجل ثوبه' عن ابن عمر۔ مؤطا نے الذی يجر ثوبه خيلاء لا ينظر اللّٰه اليه يوم القيامة نقل کیا ہے۔ ①

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① مسند احمد ج ۲ ص ۵- ۱۰- ۳۲- ۴۲- ۴۴- ۴۶- ۵۵- ۵۶- ۶۰- ۶۵- ۶۷- ۷۴- ۷۶- ۸۱- وغیرہ اور ج ۳ ص ۵- ۴۴- ۹۷ وغیرہ۔
امام بخاری نے اس حدیث کو متعدد سندوں سے بیان کیا ہے کسی روایت میں بطراً کسی میں مخیلة اور کسی میں خیلاء ہے۔
ابن عمر کا بیان ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَجُرُّ اِزَارَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ خُسِفَ بِہٖ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ ④

بخاری ج ۲ ص ۸۶۰- کتاب اللباس باب من جرثوبه من الخیلاء تابعه یونس عن الزهری و لم یرفعه شعیب عن الزهری۔

⑨ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۵۵- کتاب اللباس' باب فی العمائم ○ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۸- ابواب اللباس' باب...... هذا حدیث غریب و اسناده لیس بقائم' و لا نعرف ابا الحسن العسقلانی ولا ابن رکانة۔

⑩ ○ بخاری ج ۲ ص ۸۷۷- کتاب اللباس باب القزع ○ مسلم ج ۲ ص ۲۰۳- کتاب اللباس والزینة' باب کراهة القزع مسلم نے ابن عمر سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نَھٰی عَنِ الْقَزَعِ' قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: وَمَا الْقَزَعُ؟ قَالَ: یُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِیِّ وَ یُتْرَكُ بَعْضٌ روایت کی ہے۔ ابوداؤد ج ۴ ص ۸۳- کتاب الترجل' باب فی الذؤابة ○ نسائی ج ۸ ص ۱۸۲- کتاب الزینة باب ذکر النهی عن ان یحلق بعض شعرالصبی و یترک بعضه ○ ابن ماجه کتاب اللباس باب ۳۸- النهی عن القزع ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴- ۳۹- ۵۵- ۶۷- ۸۲- ۸۳- ۱۰۱- ۱۱۸- ۱۳۷- ۱۴۳- ... وغیره۔

⑪ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۸۳- کتاب الترجل' باب فی الذؤابة ○ نسائی ج ۸ ص ۱۳۰- کتاب الزینة باب الر... حلق الرأس۔

⑫ ○ بخاری ج ۲ ص ۸۶۳- کتاب اللباس' باب السراویل۔

⑬ بخاری ج ۲ ص ۸۶۳- کتاب اللباس باب البرانس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داڑھی

لباس کے متعلق اسلام نے جس پالیسی کا تعین کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ایسی وضع میں رہیں جس میں آپ کو دیکھ کر ہر شخص معلوم کر سکے کہ آپ مسلمان ہیں۔ بحیثیت مجموعی آپ کی وضع قطع کفار سے مشابہ نہ ہونی چاہیے۔

لباس اور چہرے کی وضع اور ایسے ہی دوسرے ظواہر کے متعلق نبی ﷺ نے جتنی ہدایات دی ہیں وہ مدینہ طیبہ کے آخری پانچ چھ برسوں کی ہیں۔ اس سے پہلے پندرہ سولہ سال تک آپ اپنے متبعین میں تقویٰ اور احسان کی وہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے جن کا مفصل نقشہ قرآن مجید اور احادیث نبوی میں بیان ہوا ہے۔ اس ترتیب پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے جس کو تزکیۂ نفوس کی خدمت پر مقرر فرمایا تھا' اس نے بھی پہلے اپنی پوری توجہ مس خام کو کندن بنانے میں صرف کی تھی۔ پھر جب کندن بنا لیا تو تب اس پر اشرفی کا نقش مرتسم کیا۔

لیکن اس تقدیم و تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے احکام شرعی کی تعمیل سے جی چرانے کا بہانہ بنا لیا جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی متقیانہ وضع بنانے سے پرہیز کیا جائے جس کی تہ میں واقعی تقویٰ اور خدا ترسی موجود نہ ہو اور جس کے اندر اسلامی اخلاق کی روح مقصود ہو۔ (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۴۶ تا ۱۴۸)

داڑھی رکھنا نہ صرف یہ کہ فعلی سنت ہے بلکہ نبی ﷺ نے اس کے رکھنے کا حکم دیا ہے اور مونڈنے سے منع کیا ہے۔ (1) اس لئے یہ سمجھنا کہ داڑھی رکھنا صرف علماء اور مولانا حضرات کا کام ہے اور عام مسلمان مختار ہیں کہ چاہیں رکھیں یا نہ رکھیں' بالکل غیر اسلامی اور غلط طرز فکر ہے۔ خصوصاً اگر آدمی داڑھی مونڈنے کو پسند اور رکھنے کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اس کے اندر اسلامی ذوق کے بجائے کافرانہ ذوق پرورش پا رہا ہے۔

یہ بڑی عجیب اور افسوسناک بات ہے کہ جس طرح مسلمانوں کے ان کے ہادی و رہبر ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے' اسی طرح سکھوں کو بھی ان کے پیشوا نے اس کا حکم دیا تھا۔ ہمارے ملک میں انگریزی حکومت کے تحت دونوں رہے اور مغربی تعلیم دونوں نے پائی۔ لیکن سکھوں نے اپنے پیشوا کے حکم کی وہ بے احترامی نہیں کی جو مسلمانوں نے کی۔ درحقیقت یہ ایک بدترین حالت ہے جس پر مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے' کجا کہ وہ بلا تکلف ان خیالات کا اظہار کریں کہ داڑھی کے بغیر چہرے بارونق ہوتے ہیں اور داڑھی رکھنے سے بے رونق ہو جاتے ہیں۔ آج فرنگیت زدہ مسلمان محض داڑھی مونڈنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ داڑھی کو برا سمجھتے ہیں۔ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کے رکھنے والوں کی تذلیل و تضحیک کرتے ہیں۔ درسگاہوں میں ہر ممکن طریقے سے ان کی حوصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکنی کرتے ہیں۔ سرکاری ملازمتوں میں انہوں نے بجائے خود داڑھی کو نااہلی کا سرٹیفکیٹ قرار دے رکھا ہے اور بعض ملازمتوں میں تو اس کے رکھنے پر پابندیاں تک عائد ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ داڑھی رکھنے سے آدمی چست اور جامہ زیب (Smart) نہیں رہتا۔ یہ سب کچھ ایک مسلم سوسائٹی اور مسلم ریاست میں ہو رہا ہے۔ لیکن سکھوں نے انگریزی حکومت کے زمانے میں اپنا یہ حق تسلیم کرا کے چھوڑا کہ وہ داڑھی رکھ کر ہر شعبۂ حیات میں داخل ہو سکتے ہیں اور بڑے سے بڑے مناصب تک پہنچ سکتے ہیں۔ فوج' ایئر فورس اور سول کے کسی شعبے میں وہ نہیں پہنچے۔ اور کون سا بڑے سے بڑا عہدہ رہ گیا جو محض داڑھی رکھنے کی وجہ سے ان کو نہ ملا ہو۔ کس میں یہ جرأت تھی کہ ان کو نااہل قرار دے سکے کہ داڑھی منڈواؤ پھر تمہیں فلاں منصب پر ترقی مل سکے گی۔ آج ہمارے کالے صاحب لوگوں میں سے نہ معلوم کتنے ایسے ہوں گے جنہوں نے انگریزی دور میں کسی نہ کسی سکھ افسر کی ماتحتی کی ہو گی اور کبھی ان کو اس بات پر شرم نہ آئی کہ وہ ایک داڑھی والے کی ماتحتی کر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص کبھی یہ ہمت نہ کر سکا کہ سکھوں کی داڑھی کا مذاق اڑانا تو درکنا' اس پر اعتراض تک کر سکے۔ یہ سب کچھ اس بات کا کھلا ہوا ثبوت تھا کہ سکھ مسلمانوں سے زیادہ کیریکٹر رکھتے ہیں۔ ان سے زیادہ اپنے شعائر کا احترام کرتے ہیں' ان سے زیادہ اپنے پیشوائے دین کی اطاعت کرتے ہیں' اور ان سے کم ذہنی غلامی میں مبتلا ہوئے ہیں۔ کیا اس صریح علامت کم تری پر مسلمانوں کو کبھی شرم نہ آئے گی؟۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۸۴ تا ۸۶)

میرا مشورہ نہ صرف آپ کو' بلکہ ان تمام نوجوانوں کو جن کے اندر دینی غیرت و حمیت موجود ہے' یہ ہے کہ وہ ان حالات میں پست ہمت نہ ہوں اور کوئی کمزوری نہ دکھائیں۔ ان کو چاہئے کہ ہر مقابلے کے امتحان میں شریک ہو کر اپنی قابلیت و اہلیت ثابت کر دیں اور اس کے بعد جب صرف داڑھی کے سبب سے ان کو ملازمت میں لینے سے انکار کیا جائے تو ملازمت سے محرومی کو قبول کر لیں اور داڑھی کو ہرگز نہ مونڈھیں اسی طرح اگر غیرت مند مسلمان پے در پے عمل کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ یہ بات بالکل ثابت ہو جائے گی کہ داڑھی رکھنے والے نااہل نہیں ہیں بلکہ ان پر ملازمتوں کے دروازے بند کرنے والے نام نہاد روشن خیال افسر انتہائی تنگ نظر "ملا" ہیں۔ اور وہ اپنی اسی تنگ نظری کے باعث اپنے ملک کی ملازمتوں کو مضبوط سیرت و کردار رکھنے والے نوجوانوں سے محروم کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت اگر یہی پسند کرتی ہے کہ صرف پیٹ پر ضمیر کو ایمان کی قربانی دینے والے ہی ملازمتوں میں رہ جائیں اور تمام ایماندار و بلند کردار لوگوں پر ملازمتوں کے دروازے بند رہیں تو وہ جب تک چاہے اپنی اس تباہ کن پالیسی پر چلتی رہے۔ آخرکار اس کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اس حماقت سے اپنا اور ملک کا کس قدر نقصان کیا ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۹۰-۹۱)

دور جدید میں داڑھی رکھنا جہاد بھی ہے :

موجودہ زمانہ میں داڑھی رکھنا کسی ایسے شخص کے لئے جو فرنگیت زدہ طبقوں سے تعلق رکھتا ہو' محض ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم نبویؐ کی تعمیل ہی نہیں ہے' بلکہ ایک طرح کا جہاد بھی ہے اور عجب نہیں کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ہجرت کا اجر بھی مل جائے۔ سب سے پہلے تو اس کو خود اپنے اس مذاق اور رنگ طبیعت کے خلاف بہت دنوں تک جدوجہد کرنی پڑتی ہے جو برسوں کی تعلیم و تربیت اور ماحولی اثرات کے تحت اس کے اندر راسخ ہو چکا تھا۔ پھر جب وہ اس پرانے ذوق کی بیخ کنی کرنے اور اس کی جگہ اسلامی ذوق اپنے اندر پرورش کرنے میں اس حد تک کامیاب ہو جاتا ہے کہ اس کے چہرے پر داڑھی اگ سکے تو باہر ایک دوسری کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا ماحول اس سے لڑنے لگتا ہے کہ یہ کیسا انقلاب تیرے اندر رونما ہو رہا ہے۔ اس کے عزیز' اقارب' دوست' آشنا' سب اسے چھیڑنے لگتے ہیں۔ اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اس پر پھبتیاں کسی جاتی ہیں' شادی کی مارکیٹ میں اس کی قیمت گر جاتی ہے۔ ہر طرف سے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں کہ اس دیوار کو ڈھاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان اٹھ رہی ہے۔ ان پے در پے حملوں کے مقابلہ میں کوئی ایسا شخص ٹھہر نہیں سکتا جس میں کیریکٹر کی مضبوطی نہ ہو' یا جس میں اندرونی تغیر کے مکمل ہونے سے پہلے کسی وقتی جذبے کے اثر یا کسی خارجی دباؤں سے بیرونی تغیر شروع ہو گیا ہو۔ ایسا شخص تھوڑا یا بہت مقابلہ کرنے کے بعد آخر کار اپنے ماحول سے شکست کھا جاتا ہے اور بہروپیوں کی طرح پھر وہی وضع اختیار کر لیتا ہے جسے چھوڑنے کی اس نے نمائش کی تھی۔ مگر جو مضبوط کیریکٹر رکھتا ہو اور جس کا باطنی انقلاب پائیدار بنیادوں پر اٹھا ہو' وہ پوری ثابت قدمی کے ساتھ اس مقابلہ میں ڈٹ جاتا ہے اور اس استقامت کے نتیجہ میں دو زبردست فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے اندر موجودہ کافرانہ ماحول کے خلاف دوسرے میدانوں میں بھی کامیاب لڑائی لڑنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جس مضبوط سیرت کا اس نے ثبوت دیا ہے اس کا رعب اس کے ماحول پر طاری ہو جاتا ہے اور اس کی تبلیغ و تلقین میں اتنا وزن پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنی سوسائٹی کے دوسرے اصلاح پذیر لوگوں پر بھی وہ اثر ڈال سکے۔

اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ اس زمانہ میں منڈی ہوئی داڑھی محض ایک وضع نہیں ہے بلکہ ایک کلچر اور ایک مذہب زندگی کا نمایاں ترین شعار ہے۔ اس شعار کو چھوڑنا دراصل اس کلچر اور اس مذہب زندگی کو چھوڑنے کا اعلان ہے جس کا یہ شعار ہے اور داڑھی رکھنا کم از کم موجودہ حالات میں تو عملاً اسلام کو ایک کلچر اور ایک مذہب زندگی کی حیثیت سے اختیار کرنے کا ہم معنی ہے۔ یہ ترک و اختیار اس وقت تک حقیقی اور پائیدار نہیں ہو سکتا جب تک فی الواقع آدمی کے نفس میں مغربی کلچر اور مذہب زندگی کا اچھی طرح قلع قمع نہ ہو جائے۔ اور اس کی جگہ اسلامی کلچر اور مذہب زندگی کی جڑیں اچھی خاصی مضبوط نہ ہو جائیں۔ لہٰذا جو لوگ محض سطحی طور پر اخلاقی دباؤ ڈال کر جدید طرز کے نوجوانوں سے داڑھی رکھوانے کی کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اندرونی انقلاب چاہے ہو یا نہ ہو مگر بیرونی انقلاب سے ضابطہ کی خانہ پری فوراً کر دی جائے۔ وہ بیچارے حقائق سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ مگر جہاں یہ تغیر فی الحقیقت ایک گہرے اندرونی انقلاب کا نتیجہ ہو اور اس کے متوازی متقیانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیرت کے دوسرے مظاہر بھی ساتھ ساتھ نمایاں ہو رہے ہوں اور ماحول کے غیر اسلامی اثرات سے لڑنے میں بھی پامردی کا ثبوت دیا جا رہا ہو' ایسی جگہ اس انقلاب کو محض ایک معمولی چیز قرار دینا اور اسے رسول کی سستی محبت سے تعبیر کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو بیچارے رخسار و ذقن کے بالوں سے زیادہ کچھ دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۴۹-۱۵۱)

داڑھی کی مقدار :

داڑھی کے متعلق نبی ﷺ نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے' صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ آپ اگر داڑھی رکھنے میں فاسقین کی وضعوں سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہو (جسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ شاید چند روز سے آپ نے داڑھی نہیں مونڈھی ہے) تو شارع کا منشا پورا ہو جاتا ہے' خواہ اہل فقہ کی استنباطی شرائط پر وہ پوری اترے یا نہ اترے۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۴۸)

اسماء الرجال اور سیر کی کتابوں میں تلاش کرنے سے مجھے بجز دو تین صحابیوں کے کسی کی داڑھی کی مقدار نہیں معلوم ہو سکی ہے۔ صحابہ کے حالات پر صفحے کے صفحے لکھے گئے ہیں مگر ان کے متعلق یہ نہیں لکھا گیا کہ ان کی داڑھی کتنی تھی۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سلف میں یہ مقدار کا مسئلہ کتنا غیر اہم اور ناقابل توجہ تھا۔ حالانکہ متاخرین میں جس شدت سے اس پر زور دیا جاتا ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید مومن کی سیرت و کردار میں پہلی چیز جس کی جستجو ہونی چاہئے وہ یہی ہے کہ اس کی داڑھی کا طول کتنا ہے؟ (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۵۲)

کیا داڑھی منڈا شخص فاسق ہے؟

داڑھی کے متعلق شارع نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ علماء نے جو حد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے' وہ بہرحال ایک استنباطی چیز ہے۔ اور کوئی استنباط کیا ہوا حکم وہ حیثیت حاصل نہیں کر سکتا جو نص کی ہوتی ہے۔ کسی شخص کو اگر فاسق کہا جا سکتا ہے تو صرف حکم منصوص کی خلاف ورزی پر کیا جا سکتا ہے حکم مستنبط کی خلاف ورزی (چاہے استنباط کیسے ہی بڑے علماء کا ہو) فسق کی تعریف میں نہیں آتی' ورنہ اسے فسق قرار دینے کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ استنباط کرنے والوں کی بھی شریعت میں وہی حیثیت ہے جو خود شارع کی ہے۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۵۲)

میرے نزدیک کسی کی داڑھی کے بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ اصل چیز جو آدمی کے ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہے وہ تو اور ہی ہے۔ اگر کسی کی حقیقی جان نثاری و وفاداری اللہ کی راہ میں "طویل" ہو تو کوئی بڑا نقصان نہ ہو جائے گا اگر اس کی داڑھی "قصیر" ہو۔ لیکن اگر جاں نثاری و وفاداری "قصیر" ہے تو یقین رکھئے کہ داڑھی کا طول کچھ بھی فائدہ نہ دے گا' بلکہ بعید نہیں کہ خدا کے ہاں اس پر فریب کاری اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکاری کا مقدمہ چل جائے۔

آپ کو اور ہمارے تمام رفقاء کو اپنے باطن کی فکر اپنے ظاہر سے بڑھ کر ہونی چاہئے۔ اور اسی طرح اپنے ان اعمال کی زیادہ فکر کرنی چاہئے جن پر خدا کی میزان میں ان کے ہلکے بھاری ہونے کا مدار ہے' کیونکہ اگر ایسے اعمال ہلکے رہ گئے تو بال برابر وزن رکھنے والی چیزوں کی کمی بیشی سے میزان الٰہی میں کوئی خاص فرق واقع ہونے کی توقع نہیں ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۸۹ اشاعت سوم مئی ۵۷ء)

سوال و جواب :

س ہم لوگ داڑھی کے بارے میں بڑی الجھنوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ بعض حضرات چھوٹی داڑھی کو بھی صحیح قرار دیتے ہیں۔ جب کہ بعض دوسرے حضرات ایک خاص مقدار سے کم داڑھی کو فسق قرار دیتے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلے پر اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔

ج دراصل اس معاملے میں شدت اس لئے پیدا ہو گئی ہے کہ ہمارے دنیا دار اور دین دار حلقے کی دنیا الگ الگ آباد ہے۔ ہمارا دیندار طبقہ عام طور پر اس حلقے سے تعلق رکھتا ہے جس میں داڑھی نہ رکھنا سخت مشکل ہے اور داڑھی رکھنا کچھ مشکل نہیں۔ اب یہ لوگ ان مسائل کو اس جگہ چھیڑتے ہیں جس جگہ داڑھی رکھنا اتنا مشکل ہے کہ ایک طرح سے جہاد کے برابر ہے۔ اگر وہاں کوئی داڑھی رکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنے لئے بے شمار مشکلات پیدا کر لیں۔ اس کے لئے شادی کے دروازے بند۔ نوکری کے دروازے بند۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جہاں ملازمت کے لئے انٹرویو دینا پڑتا ہے وہاں وہ اس کے چہرے پر داڑھی دیکھتے ہی یہ رائے قائم کر لیتے ہیں کہ یہ ہمارے مطلب کا آدمی نہیں ہے۔

اور ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ داڑھی رکھنے کے جرم میں ملازمت ہی سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں اور سب کے سامنے آچکی ہیں۔ اب اس طبقے کے بارے میں آپ داڑھی کی مقدار کا سوال اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ اگر اس طبقے کے کسی شخص کے چہرے پر داڑھی آگئی ہے تو آپ کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ وہ بڑھے بھی۔ لیکن اس کی کیفیت یہ ہے کہ ان کو یہ مژدہ سنایا جاتا ہے کہ میاں داڑھی رکھ کے بھی تم فاسق ہی ہو۔ گویا وہ شخص تو دونوں طرف سے مارا گیا۔ داڑھی رکھ کر اس نے اپنی دنیا بھی خراب کر لی اور آپ نے اسے عاقبت کی خرابی کا مژدہ بھی سنا دیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ اصلاح کا کون سا طریقہ ہے؟ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دیندار طبقے کے لوگ اچھی طرح سے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اس طبقے کے لوگوں کی اصلاح کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو حکمت کے مطابق ہو اور جس سے اصلاح فی الواقع ممکن بھی ہو سکے۔

(۵' اے ذیلدار پارک حصہ دوم ص ۲۶۹ - ۲۷۰)

داڑھی کے معاملہ میں ہمارے مذہبی طبقے جو تشدد برت رہے ہیں وہ اس ملک میں دینی تحریک کی راہ میں بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی رکاوٹ بن گیا ہے۔ اس تشدد کو اگر میں قبول کر لوں تو مولوی طبقہ بالکل خاموش ہو جائے گا مگر جدید تعلیم یافتہ طبقے سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اگر یہ تشدد فی الواقع شرعی احکام پر مبنی ہوتا تو مجھے اس کو قبول اور اختیار کرنے میں ہرگز تامل نہ ہوتا۔ خواہ یہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سو فیصدی ہی کیوں نہ باغی ہو جاتا۔ لیکن کسی دلیل سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ اور اس کے رسول نے یک مشت داڑھی رکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔ اس مقدار کے وجوب پر علماء کا اجماع بھی نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ بس علماء کی اکثریت کا استنباط ہے۔ کیا واقعی دین میں اس کی یہی حیثیت ہے کہ ہم اس کو اولین حیثیت دیں اور ہر اس شخص کو رد کرتے چلے جائیں جو یک مشت داڑھی نہ رکھے۔

(مکاتیب ص ۵۸۔ مؤرخہ ۱۸ اکتوبر ۶۳ء)

لفظ "سنت" کی تشریح :

سنت کے متعلق لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے۔ لیکن یہ بات ایک بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے۔ دراصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا تھا۔ اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی نے بحیثیت ایک انسان ہونے کے یا بہ حیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا' اختیار کئے یہ دونوں چیزیں کبھی ایک ہی عمل میں مخلوط ہوتی ہیں اور ایسی صورت میں یہ فرق و امتیاز کرنا کہ اس عمل کا کون سا جز سنت ہے اور کون سا جز عادت' بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ آدمی اچھی طرح دین کے مزاج کو سمجھ چکا ہو۔

اصولی طور پر یوں سمجھئے کہ انبیاء علیہم السلام انسان کو اخلاق صالحہ کی تعلیم دینے اور زندگی کے ایسے طریقے سکھانے کے لئے آتے رہے ہیں جو فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا کے ٹھیک ٹھیک منشا کے مطابق ہوں۔ ان اخلاق صالحہ اور فطری طریقوں میں ایک چیز تو اصل و روح کی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری چیز قالب و مظہر کی حیثیت۔ بعض امور میں روح اور قالب دونوں اسی شکل میں مطلوب ہوتے ہیں جس شکل میں نبی اپنے قول و عمل سے ان کو واضح کرتا ہے۔ اور بعض امور میں روح اخلاق و فطرت کے لئے نبی اپنے مخصوص تمدنی حالات اور اپنی مخصوص رفقاء مزاج کے لحاظ سے ایک خاص عملی قالب اختیار کرتا ہے اور شریعت کا مطالبہ ہم سے صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس روح اخلاق و فطرت کو اختیار کریں۔ رہا وہ عملی قالب جو پیغمبر نے اختیار کیا تھا تو اسے اختیار کرنے کی یا نہ کرنے کی شرعاً ہم کو آزادی ہوتی ہے۔ پہلی قسم کے معاملات میں سنت روح اور قالب دونوں کے مجموعہ کا نام ہے' اور دوسری قسم کے معاملات میں سنت صرف وہ روح اخلاق و فطرت ہے جو شریعت میں مطلوب ہے نہ کہ وہ عملی قالب جو صاحب شریعت نے اس کے اظہار کے لئے اختیار کیا۔

مثال کے طور پر دین کا منشا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا ذکر کریں۔ اس کے لیے نبی ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اعمال تو ایسے اختیار کیے جن کی روح اور عملی قالب دونوں سنت ہیں اور دونوں کی پیروی ہم پر لازم ہے' مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' وغیرہ۔ اور بعض طریقے آپ نے ایسے اختیار کیے جن کی روح تو ہمارے اعمال میں ضرور پائی جانی چاہئے لیکن قالب کی ہو بہو پیروی کرنا لازم نہیں ہے' بلکہ آزادی دی گئی ہے کہ ہم اس روح کے ظہور کیلئے جو عملی قالب مناسب سمجھیں اختیار کر لیں۔ مثلاً دعائیں اور وہ عام اذکار جو حضور ﷺ وقتاً فوقتاً کرتے تھے۔ ہم پر یہ لازم نہیں ہے کہ ہم بعینہٖ انہی الفاظ میں دعائیں مانگیں جن الفاظ میں حضور ﷺ مانگتے تھے' البتہ سنت کی پیروی تقاضا یہ ہے کہ ہم ان دعاؤں کے طرز اور ان کی معنوی خصوصیات کو ملحوظ رکھیں اور جن الفاظ میں بھی دعائیں مانگیں ان کے اندر نبی ﷺ کی دعا کی روح موجود ہو۔ اسی طرح اذکار میں سنت صرف یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے مختلف حالات و اعمال میں خدا کو یاد کرتا رہے۔ اس سے استعاذہ کرے' اس سے مدد مانگے' اس کا شکر ادا کرے اور اس سے طلب خیر کرے۔ اس سنت کو حضور ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں ان مختلف اذکار کے ذریعہ سے ظاہر اور جاری کیا جو حدیث میں مذکور ہیں۔ اگر کوئی شخص ان اذکار کو لفظ بلفظ یاد کر کے اسی طرح ان کا التزام کرے جس طرح حدیث میں بیان ہوا ہے تو یہ مستحسن یا مستحب تو ہو سکتا ہے لیکن اسے اتباع سنت کا لازمی تقاضا نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص اس سنت کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے کسی دوسرے طریقہ سے اس پر عمل درآمد کرے اور اس کے لئے دوسرے الفاظ اختیار کر لے تب بھی وہ بدستور متبع سنت رہے گا اور اس پر خلاف ورزی سنت کا الزام عائد نہ ہو گا۔

یہی فرق تمدنی اور معاشرتی معاملات میں بھی ہے۔ مثلاً لباس میں جن اخلاقی و فطری حدود کو قائم کرنا نبی کے مقاصد بعثت میں تھا وہ یہ ہیں کہ لباس ساتر ہو' اس میں اسراف نہ ہو' اس میں تکبر کی شان نہ ہو۔ اس میں تشبہ بالکفار نہ ہو' وغیرہ۔ اس روح اخلاق و فطرت کا مظاہرہ نبی ﷺ نے جس لباس میں کیا اس میں بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کی پیروی جوں کی توں کرنی چاہئے۔ جیسے ستر کے حدود اور اسبال ازار سے اجتناب اور ریشم وغیرہ کے استعمال سے پرہیز۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو حضور کے اپنے شخصی مزاج اور قومی طرز معاشرت اور آپ کے عہد کے تمدن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو سنت بنانا نہ تو مقصود تھا' نہ ان کی پیروی پر اس دلیل سے اصرار کیا جا سکتا ہے کہ حدیث کی رو سے اس طرز خاص کا لباس نبی ﷺ پہنتے تھے' اور نہ شرائع الٰہیہ اس غرض کے لئے آیا کرتی ہیں۔ کہ کسی شخص خاص کے ذاتی مذاق یا کسی قوم کے مخصوص تمدن یا کسی خاص زمانے کے رسم و رواج کو دنیا بھر کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سنت بنا دیں۔

سنت کی اس تشریح کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جو چیزیں اصطلاح شرعی میں سنت نہیں ہیں' ان کو خواہ مخواہ سنت قرار دے دینا منجملہ ان بدعات کے ہے جن سے نظام دینی میں تحریف واقع ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب اس خاص داڑھی کے معاملہ کو لے لیجئے، جس پر اس بحث کی ابتداء ہوئی ہے۔ اس معاملہ میں جس روح اخلاق و فطرت کو اللہ تعالیٰ ہماری عملی زندگی میں نمایاں دیکھنا چاہتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ مونچھیں کم کی جائیں اور داڑھی بڑھائی جائے۔ اسی کی ہدایت نبی ﷺ نے ہم کو دی ہے اور یہی سنت ہے۔ اب رہی اس کی عملی صورت تو اس کا کوئی تعین نبی ﷺ نے اپنے ارشاد سے نہیں فرمایا، حالانکہ کوئی امر اس میں مانع نہیں تھا کہ آپ اعفاء لحیۃ کی مقدار اور قص شارب کی حد واضح طور پر مقرر فرما دیتے یا کم از کم یہی فرما دیتے کہ داڑھی اور مونچھ کی ٹھیک ٹھیک وہی وضع رکھو جو میری ہے۔ جس طرح نماز کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں۔ پس جب کہ آپؐ نے اس معاملہ میں کوئی حد مقرر نہیں کی۔ اور صرف ایک عام ہدایت دے کر ہم کو چھوڑ دیا تو اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہوتی ہے کہ جو روح اخلاق و فطرت اس معاملہ میں مطلوب ہے اس کا منشا پورا کرنے کے لئے صرف اتنی بات کافی اور ضروری ہے کہ آدمی داڑھی رکھے اور مونچھ کم کرے۔ اگر کوئی مقدار بھی اس کے ساتھ ضروری ہوتی اور اس مقدار کا قائم کرنا بھی حضور ﷺ کے مشن کا کوئی جزو ہوتا تو آپ ہرگز اس کے تعین میں کوئی کوتاہی نہ کرتے۔ مجمل حکم کے دینے پر اکتفا کرنا اور تعین سے اجتناب کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت اس معاملہ میں لوگوں کو آزادی دینا چاہتی ہے کہ وہ اعفاء لحیۃ اور قص شارب کی جو صورت اپنے مذاق اور صورتوں کے تناسب کے لحاظ سے مناسب سمجھیں، اختیار کریں۔

اب اگر ایک شخص مونچھوں کے بال مونڈ ڈالتا ہو اور دوسرا شخص انہیں اس حد تک کتر ڈالتا ہو کہ کھانے اور پینے میں مونچھوں کے بال آلودہ نہ ہوں، تو ان دونوں کو اپنے عمل میں آزادی ہے، اور یہ دونوں اپنی اپنی جگہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میرے نزدیک حکم کا منشا اس طریقے سے پورا ہوتا ہے جو میں نے اختیار کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنی اس رائے کو تمام دوسرے انسانوں کے لئے شریعت بنانے کی کوشش کرے اور اس کے خلاف جو شخص عمل کر رہا ہو اس کو ملامت کرے۔ اگر وہ اسے شریعت بنانے کی کوشش کرے گا اور اس کے خلاف عمل کرنے والوں کو ملامت کرے گا تو یہ بدعت ہو گی۔ کیونکہ جو چیز سنت نہیں ہے اس کو وہ زبردستی سنت بنا رہا ہے۔ سنت صرف قص شارب ہے نہ کہ اس کی کوئی خاص صورت جو کسی شخص نے اپنے استنباط و اجتہاد سے یا اپنے رجحان طبع سے اختیار کی ہو۔

اس طرح داڑھی کے معاملہ میں جو شخص حکم کا یہ منشا سمجھتا ہو کہ اسے بلا نہایت بڑھنے دیا جائے وہ اپنی اس رائے پر عمل کرے۔ اور جو شخص کم سے کم یک مشت کو حکم کا منشا پورا کرنے کے لئے ضروری سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے اور جو شخص مطلقاً داڑھی رکھنے کو (بلا قید مقدار) حکم کا منشا پورا کرنے کے لئے کافی سمجھتا ہو وہ اپنی رائے پر عمل کرے، ان تینوں گروہوں میں سے کسی کو بھی یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ استنباط و اجتہاد سے جو رائے اس نے قائم کی ہے وہی شریعت ہے اور اس کی پیروی سب لوگوں پر لازم ہے۔ ایسا کہنا اس چیز کو سنت قرار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینا ہے جس کے سنت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے' اور یہی وہ بات ہے جس کو میں بدعت کہتا ہوں۔

رہا یہ استدلال کہ نبی ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا اور اس حکم پر خود خاص طرز کی داڑھی رکھ کر اس کی عملی صورت بتا دی' لہٰذا حدیث میں حضور ﷺ کی جتنی داڑھی مذکور ہے اتنی ہی اور ویسی ہی داڑھی رکھنا سنت ہے' تو یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ نے ستر عورت کا حکم دیا اور ستر چھپانے کے لئے ایک خاص طرز کا لباس استعمال کر کے بتا دیا' لہٰذا اسی طرز کے لباس سے تن پوشی کرنا سنت ہے۔ اگر یہ استدلال درست ہے تو میرے نزدیک آج متبعین سنت میں سے کوئی شخص بھی اس سنت کا اتباع نہیں کر رہا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں' تمدن و معاشرت کے معاملات میں ایک چیز وہ اخلاقی اصول ہیں جن کو زندگی میں جاری کرنے کے لئے نبی ﷺ تشریف لائے تھے۔ اور دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی ﷺ نے ان اصولوں کی پیروی کے لئے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضورؐ کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں' کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپؐ پیدا ہوئے تھے' اور کچھ اس زمانے کے حالات پر جس میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی تمام اشخاص اور تمام اقوام اور تمام لوگوں کے لئے سنت بنا دینا مقصود نہ تھا۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۲۵۰ تا ۲۵۵)

تخریج:

① ⟸ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ' قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: اَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ' عَنْ نَافِعٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ' وَاعْفُوا اللُّحٰى۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنی مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

مآخذ:

① ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۷۵۔ کتاب اللباس' باب اعفاء اللُّحٰی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی دیگر روایات:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ' وَ فِّرُوا اللُّحٰى' وَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ: اِذَا حَجَّ اَوِاعْتَمَرَ' قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھی بڑھاؤ۔ اور مونچھیں کترواؤ۔ ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی مٹھی سے پکڑتے جو مٹھی بھر سے زائد ہوتی اسے کٹوا دیتے۔ (یا خود کاٹ دیتے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

✿ بخاری ج ۲ ص ۸۷۵- کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار ✿ مسلم ج ۱ ص ۱۲۹- کتاب الطھارۃ باب خصال الفطرۃ- ✿ مسلم وغیرہ نے ابن عمرؓ سے اَحْفُوا الشَّوَارِبَ' وَاعْفُوا اللِّحٰی بھی بیان کئے ہیں- ✿ مسلم ج ۱ ص ۱۲۹- کتاب الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵- ابواب الاستیذان والادب' باب ماجاء فی اعفاء اللحیۃ- ✿ نسائی ج ۸ ص ۱۲۹- کتاب الزینۃ' باب احفاء الشوارب- اور ص ۱۸۲ پر باب احفاء الشوارب و اعفاء اللحیۃ ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۸۴ کتاب الترجل باب فی اخذالشوارب اور ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵- ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی اعفاء اللحیۃ کے تحت عبداللہ بن عمر کے واسطے سے ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحی بھی نقل کیا ہے- ✿ مسلم نے ج ۱ ص ۱۲۹- پر کتاب الطھارۃ باب خصال الفطرۃ کے ضمن میں جَذُّوا الشَّوَارِبَ وَ اَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ بھی بیان کیا ہے- اور مسلم نے ج ۱ ص ۱۲۹ پر کتاب الطھارۃ باب خصال الفطرۃ کے تحت حضرت عائشہؓ سے اور ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴ ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی تقلیم الاظفار کے ضمن میں اور نسائی نے ج ۸ ص ۱۲۷ پر کتاب الزینۃ باب من السنن کے تحت اور حضرت عائشہ سے ابن ماجہ میں کتاب الطھارۃ و سننھا باب الفطرۃ میں-

ایک روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی نقل ہیں:

قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّوَارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ' وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ' وَ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ' وَ نَتْفُ الْاِبِطِ' وَ حَلْقُ الْعَانَةِ' وَ انْتِقَاصُ الْمَاءِ' قَالَ زَكَرِيَّا' قَالَ مُصْعَبٌ: وَ نَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ- قَالَ وَكِيْعٌ: اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ يعنى الْاِسْتِنْجَاءِ-

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں- مونچھیں کتروانا' داڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' ناخن کتروانا' انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا' بغلوں کے بال اکھاڑنا' زیر ناف بال مونڈنا' استنجاء کرنا' مصعب کا بیان ہے کہ دسویں چیز بھول گیا ہوں ممکن ہے وہ کلی کرنا ہو- اور وکیع نے انتقاص الماء کا مطلب استنجاء بیان کیا ہے-

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ' نا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ' عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَ طُوْلِهَا- هذا حديث غريب- وَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ: عُمَرُو بْنُ هَارُوْنَ مقارب الحديث- لا اعرف له حديثا ليس له اصل اوقال: يتفرد به الا هذا الحديث- كان النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ من لحيته من عرضها و طولها- ولا نعرفه الا من حديث عمر بن هارون و رايته حسن الراى فى عمر بن هارون' و سمعت قتيبة يقول: عمر بن هارون كان صاحب الحديث' و كان يقول: الايمان قول و عمل: قال قتيبة: نا وكيع بن الجراح عن رجل عن ثور بن يزيد ان النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نصب المنجنيق على اهل الطائف' قَالَ قتيبة: قلت لوكيع: من هذا؟ قال: صاحبكم عمر بن هارون-

مآخذ: ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۵- ابواب الاستیذان والادب' باب ماجاء فی الاخذ من اللحیۃ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سونا اور ریشم' مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال

(امام احمد' ابوداؤد اور نسائی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ) نبی ﷺ نے ایک ہاتھ میں ریشم اور دوسرے ہاتھ میں سونا لے کر فرمایا یہ دونوں چیزیں لباس میں استعمال کرنا میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔ (1)

(ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت نقل کی ہے کہ) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کے لئے حلال اور مردوں پر حرام کیا گیا۔ (2)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ کے صاحبزادے اسامہ بن زید کو چوٹ لگ گئی اور خون بہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے اپنی اولاد جیسی محبت تھی۔ آپ ان کا خون چوس چوس کر تھوکتے جاتے اور ان کو یہ کہہ کہہ کر بہلاتے جاتے کہ اسامہ اگر بیٹی ہوتا تو ہم اسے زیور پہناتے' اسامہ اگر بیٹی ہوتا تو ہم اسے اچھے اچھے کپڑے پہناتے۔ (3)

لبس الحریر والذهب حرام علی ذکور امتی و حلال لاناثها۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ریشمی کپڑے اور سونے کے زیور پہننا میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لئے حلال ہے۔ (4)

حضرت عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں حضور (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟" انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "تو ان کا حق ادا کرو' یعنی ان کی زکوٰۃ نکالو"۔ (5)

حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ زیور پہننے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ تمہاری عملداری میں جو مسلمان عورتیں رہتی ہیں ان کو حکم دو کہ اپنے زیوروں کی زکوٰۃ نکالیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے عمرو بن دینار کے حوالہ سے یہ روایات نقل کی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی بہنوں کو اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیٹیوں کو سونے کے زیور پہنائے تھے۔

ان تمام روایات کو نقل کرنے کے بعد علامہ جصاص لکھتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے جو روایات عورتوں کے لئے سونے اور ریشم کے حلال ہونے کے متعلق وارد ہوئی ہیں وہ عدم جواز کی روایات سے زیادہ مشہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نمایاں ہیں اور آیت

﴿ او من ینشؤا فی الحلیة و ھو فی الخصام غیر مبین ﴾

"کیا اللہ کے حصے میں وہ اولاد آئی جو زیوروں میں پالی جاتی ہے اور بحث و حجت میں اپنا مدعا پوری طرح واضح بھی نہیں کر سکتی؟"

بھی اس کے جواز پر دلالت کر رہی ہے۔ پھر امت کا عمل بھی نبی ﷺ اور صحابہ کے زمانے سے ہمارے زمانے (یعنی چوتھی صدی (ہجری)) کے آخری (دور) تک یہی رہا ہے بغیر اس کے کہ کسی نے اس پر اعتراض کیا ہو۔ اس طرح کے مسائل میں اخبار آحاد کی بنا پر کوئی اعتراض تسلیم نہیں کیا جا سکتا"۔ (تفہیم ج ۴ ص ۵۳۱-۵۳۲ الزخرف حاشیہ ۱۷)

تخریج:

① حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثنا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ اَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ زُرَيْرٍ يعني الغافقي اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ۔

② حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثنا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثنا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَ اُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حسن صحيح

③ روى شَرِيْكٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ زُرَيْحٍ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ يَمُصُّ الدَّمَ عَنْ شَجَّةٍ بِوَجْهِ اُسَامَةَ وَ يَمُجُّهُ لَوْ كَانَ اُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْنَاهُ لَوْ كَانَ اُسَامَةُ جَارِيَةً لَكَسَوْنَاهُ لِتُنَفِّقَهُ۔

④ نَافِعٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لبسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ حَلَالٌ لِاِنَاثِهَا۔

⑤ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ فِيْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا: اَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ فَقَالَتَا: لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَتُحِبَّانِ اَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَتَا: لَا قَالَ: فَاَدِّيَا زَكَاتَهُ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى۔ هذا حديث قد رواه المثنى بن الصباح عن عمرو بن شعيب نحو هذا و المثنى بن الصباح و ابن لهيعة يضعفان فى الحديث و لا يصح فى هذا عن النبى صلى الله عليه وسلم شىء۔

ماخذ:

① ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۵۰۔ کتاب اللباس باب فی الحریر للنساء ✿ نسائی ج ۸ ص ۱۶۰۔ کتاب الزینة باب تحریم الذهب علی الرجال ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۵۔ عن علی بن ابی طالب ✿ ابن ماجه کتاب اللباس باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹- لبس الحریر والذھب النساء عن علی ابن ماجہ میں حِلٌّ لِاُنَاثِھِمْ بھی منقول ہے۔

② ✿ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۲- ابواب اللباس' باب ماجاء فی الحریر والذھب للرجال ✿ نسائی ج ۸ ص ۱۶۱- کتاب الزینۃ' باب تحریم الذھب علی الرجال- عن ابی موسی الاشعری- ✿ نسائی نے اُحِلَّ الذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ لِاُنَاثِ اُمَّتِیْ وَ حُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا۔ نقل کیا ہے۔ ✿ المعجم الکبیر الطبرانی ج ۵ ص ۲۱۱- حدیث نمبر ۵۱۲۵- انیسۃ بنت زید بن ارقم عن ابیھا-

③ ✿ احکام القران للجصاص ج ۳ ص ۳۸۷- الزخرف- فصل فی اباحۃ لبس الحلی للنساء-

④ ✿ احکام القرآن للجصاص ج ۵ ص ۲۶۴- الزخرف- فصل فی اباحۃ لبس الحلی للنساء-

⑤ ✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۸- ابواب الزکاۃ' باب ماجاء فی زکاۃ الحلی ✿ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۸۷- الزخرف فصل فی اباحۃ لبس الحلی للنساء ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۹۵- کتاب الزکاۃ' باب الکنز ماھو؟ و زکاۃ الحلی- ابوداؤد نے ایک عورت اور ایک لڑکی کا ذکر کیا ہے۔ ✿ نسائی ج ۵ ص ۳۸- کتاب الزکاۃ- باب زکاۃ الحلی- (ابوداؤد والی روایت) ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۸-۲۰۴- عن عمرو بن شعیب- (ترمذی والی روایت)-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ رسول ﷺ کی بلا چون و چرا اطاعت

حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا امرتکم بامر فائتوا منه ما استطعتم و ما نهیتکم عنه فاجتنبوه۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا) جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرو اور جس بات سے روک دوں اس سے اجتناب کرو۔ ① (بخاری، مسلم)

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق روایت ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں فیشن کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"۔ اس تقریر کو سن کر ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا یہ بات آپ نے کہاں سے اخذ کی ہے؟ کتاب اللہ میں تو یہ مضمون کہیں میری نظر سے نہیں گزرا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو نے اگر اللہ کی کتاب پڑھی ہوتی تو یہ بات ضرور تجھے اس میں مل جاتی۔ کہا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ: ﴿ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا؟ ﴾ "اس نے عرض کیا' ہاں یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اللہ نے ایسا فعل کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ عورت نے عرض کیا اب میں سمجھ گئی۔ ② (بخاری، مسلم، مسند احمد، مسند ابن ابی حاتم) [تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۹۳۔ الحشر حاشیہ ۱۵]

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ' اِنَّمَا اُهْلِكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى اَنْبِيَآءِ هِمْ' فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ' وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ' عَنْ عَلْقَمَةَ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ' وَالْمُتَنَمِّصَاتِ' وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ' الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ' فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ' فَجَاءَتْ' فَقَالَتْ: اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَ كَيْتَ' فَقَالَ: وَمَا لِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ' فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ' قَالَ: لَئِنْ قَرَاْتِيْهِ' لَقَدْ وَ جَدْتِيْهِ اَمَا قَرَاْتِ؟ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ' وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا' قَالَتْ: بَلٰى' قَالَ: فَاِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ' قَالَتْ: فَاِنِّيْ اُرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ' قَالَ: فَاذْهَبِيْ' فَانْظُرِيْ' فَذَهَبَتْ' فَنَظَرَتْ' فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ✿ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۰۔ کتاب الاعتصام' باب الاقتداء۔ بسنن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قول اللّٰہ واجعلنا للمتقین اماما۔ ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۶۱۔ کتاب الفضائل' باب توقیر صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ترک اکثار سواله عما لا ضرورة الیه الخ اور ج ۱ ص ۴۳۲ کتاب الحج' باب فرض الحج مسلم نے الفضائل میں فأتوا کی جگہ فافعلوا نقل کیا ہے۔ ✿ ابن ماجه مقدمه باب اتباع سنة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ ابن ماجہ نے فانتھوا نقل کیا ہے۔ ✿ نسائی ج ۵ ص ۱۱۰-۱۱۱۔ کتاب الحج باب وجوب الحج ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۴۔ الحشر۔ اور ص ۳۷۶۔ التغابن۔

② ✿ بخاری ج ۲ ص ۷۲۵۔ کتاب التفسیر الحشر باب قوله ﴿ و ما اتاکم الرسول فخذوه ﴾ ✿ بخاری ج ۲ ص ۸۷۹۔ کتاب اللباس باب الموصولة ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۰۴۔ کتاب اللباس والزینة۔ باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة الخ۔ مسلم نے والمستوشمات نقل کیا ہے۔ ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۷۷-۷۸۔ کتاب الترجل باب فی صلة الشعر۔ عن عبداللّٰہ ✿ ترمذی ج ۱ ص ۳۰۶۔ ابواب اللباس' باب ماجاء فی مواصلة الشعر ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۶۔ ابواب الادب' باب ماجاء فی الواصلة والمستوصلة والواشمه والمستوشمة۔ ✿ نسائی ج ۸ ص ۱۴۸۔ کتاب الزینة باب المتفلجات۔ ✿ نسائی کی روایت مختصر ہے ✿ ابن ماجه کتاب النکاح' باب الواصلة والواشمه عن عبداللّٰہ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۵۱۔ ۳۳۰۔ ۴۶۲۔ ج ۲ ص ۲۱۔ ۳۲۹۔ ج ۵ ص ۲۵۔ ج ۶ ص ۱۱۱۔ ۱۱۶۔ ۱۲۸۔ وغیرہ ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۶۔ الحشر۔ ✿ مسند احمد کے مندرجہ بالا صفحات پر مختصر ہے البتہ ج ۱ ص ۴۱۵ عن عبداللّٰہ پر مختلف الفاظ میں ام یعقوب والا واقعہ مروی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی آداب (گھروں میں داخلے کے آداب)

اذا دخل البصر فلا اذن۔

(حضرت ثوبان نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام کی روایت ہے کہ) حضور ﷺ نے فرمایا "جب نگاہ داخل ہو گئی تو پھر خود داخل ہونے کے لئے اجازت مانگنے کا کیا موقع رہا"۔ ① (ابو داؤد)

ھکذا عنک او ھکذا فانما الاستیذان من النظر۔

(ہزیل بن شرجیل کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عین دروازے پر کھڑا ہو کر اجازت مانگنے لگا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: "پرے ہٹ کر کھڑے ہو' اجازت مانگنے کا حکم تو اسی لئے ہے کہ نگاہ نہ پڑے۔ ② (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے حجرے میں باہر سے جھانکا۔ حضور ﷺ اس وقت ایک تیر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ آپؐ اس کی طرف اس طرح بڑھے جیسے کہ اس کے پیٹ میں جھونک دیں گے۔ ③

من نظر فی کتاب اخیہ بغیر اذنہ فانما ینظر فی النار۔ ④

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کے خط میں نظر دوڑائی وہ گویا آگ میں جھانکتا ہے"۔ (ابو داؤد)

لو ان امرأ اطلع علیک بغیر اذن فخذ فتۃ بحصاۃ ففقأت عینہ ما کان علیک من جناح۔ ⑤

اگر کوئی شخص تیرے گھر میں جھانکے اور تو ایک کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو کچھ گناہ نہیں۔

من اطلع دار قوم بغیر اذنھم ففقؤا عینہ فقد ھدرت عینہ۔ ⑥

جس نے کسی کے گھر میں جھانکا اور گھر والوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو ان پر کچھ مؤاخذہ نہیں۔

"ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا میرے سوا ان کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہیں ہے؟ کیا ہر بار جب میں ان کے پاس جاؤں تو اجازت مانگوں؟ فرمایا: ((اتحب ان تراھا عریانہ)) "کیا تو پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے؟ ⑦ (ابن جریر عن عطاء بن یسار مرسلاً)

ایک دفعہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور دروازے پر سے پکار کر کہنے لگا أألج (کیا میں گھس آؤں؟) نبی ﷺ نے اپنی لونڈی روضہ سے فرمایا۔ یہ شخص اجازت مانگنے کا طریقہ نہیں جانتا۔ ذرا اٹھ کر اسے بتا کہ یوں کہنا چاہئے ((السلام علیکم أأدخل)) ⑧ (ابن جریر' ابو داؤد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اپنے مرحوم والد کے قرضوں کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کے ہاں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے پوچھا؟ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ہوں۔ آپؐ نے دو تین مرتبہ فرمایا میں ہوں؟ میں ہوں؟ (یعنی اس "میں" ہوں سے کوئی کیا سمجھے کہ تم کون ہو) (9) (ابوداؤد)

کَلَدَہ بن حنبل کسی کام کے سلسلے میں نبی ﷺ کے ہاں گئے اور سلام کے بغیر یونہی جا بیٹھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا باہر جاؤ اور السلام و علیکم کہہ کر اندر آو۔ ⊙ (10) (ابوداؤد)

ایک مرتبہ آپؐ حضرت سعد بن عبادہ کے ہاں گئے اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہہ کر دو دفعہ اجازت طلب کی، مگر اندر سے جواب نہ آیا' تیری مرتبہ جواب نہ ملنے پر آپؐ واپس ہو گئے۔ حضرت سعد اندر سے دوڑ کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ کی آواز سن رہا تھا' مگر میرا جی چاہتا تھا کہ آپ کی زبان مبارک سے میرے لئے جتنی بار بھی سلام و رحمت کی دعا نکل جائے اچھا ہے۔ اس لئے میں بہت آہستہ آہستہ جواب دیتا رہا۔ (11)

تشریح : جاہلیت میں اہل عرب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ حییتم صباحًا حییتم مساءً کہتے ہوئے بے تکلف ایک دوسرے کے گھر میں گھس جاتے تھے اور بسا اوقات گھر والوں پر اور ان کی عورتوں پر نادیدنی حالت میں نگاہیں پڑ جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح کے لئے یہ اصول مقرر کیا کہ ہر شخص کو اپنے رہنے کی جگہ میں تخلیے (Prcivacy) کا حق حاصل ہے اور کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے تخلیے میں اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر خلل انداز ہو۔ قرآن حکیم میں فرمان ربانی ہے کہ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو' یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے' توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے"۔

احادیث بالا سے ان آداب و قواعد کی وضاحت ہوتی ہے جو حضور ﷺ نے معاشرے میں حکم ربانی آنے کے بعد جاری فرمائے۔

حضور ﷺ نے تخلیے کے حق کو صرف گھروں میں داخل ہونے کے سوال تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک عام حق قرار دیا۔ جس کی رو سے دوسرے کے گھر میں جھانکنا' باہر سے نگاہ ڈالنا' حتیٰ کہ دوسرے کا خط اس کی اجازت کے بغیر پڑھنا بھی ممنوع ہے۔

حضور ﷺ کا اپنا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے کے عین سامنے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ اس زمانے میں گھروں کے دروازوں پر پردے نہ لٹکائے جاتے تھے۔ آپ دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر اجازت

⊙ ابوداؤد کی رائے ہے کہ یہ واقعہ صفوان بن امیہ کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کا ہے عمرو کہتے ہیں یہ سارا واقعہ مجھے صفوان بن امیہ نے بیان کیا مگر اس نے کلدۃ بن حنبل سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلب فرمایا کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے مندرجہ بالا احادیث میں گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے کی اجازت دی ہے۔ امام شافعیؒ نے اس ارشاد کو بالکل لفظی معنوں میں لیا ہے اور وہ جھانکنے والوں کی آنکھ پھوڑ دینے کو جائز رکھتے ہیں۔ لیکن حنفیہ اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ یہ حکم محض نگاہ ڈالنے کی صورت میں نہیں ہے بلکہ اس صورت میں ہے جبکہ کوئی شخص گھر میں بلا اجازت گھس آئے اور گھر والوں کے روکنے پر وہ باز نہ آئے اور گھر والے اس کی مزاحمت کریں۔ اس کشمکش یا مزاحمت میں اس کی آنکھ پھوٹ جائے یا کوئی اور عضو ٹوٹ جائے تو گھر والوں پر کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ (احکام القرآن جصاص)

فقہاء نے نگاہ کے ہی حکم میں سماعت کو بھی شامل کیا ہے۔ مثلاً اندھا آدمی اگر بلا اجازت گھس آئے تو اس کی نگاہ نہ پڑے گی، مگر اس کے کان تو گھر والوں کی باتیں بلا اجازت سنیں گے۔ یہ چیز بھی نظر ہی کی طرح تخلیے کے حق میں مداخلت ہے۔

اجازت لینے کا حکم صرف دوسروں کے گھر جانے کی صورت ہی میں نہیں ہے بلکہ خود اپنی ماں بہنوں کے پاس جانے کی صورت میں بھی ہے۔ حضور ﷺ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ علیکم ان تستاذنوا علی امھاتکم و اخواتکم اپنی ماں بہنوں کے پاس بھی جاؤ تو اجازت لے کر جاؤ۔ (ابن کثیر) بلکہ ابن مسعودؓ تو کہتے ہیں کہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت بھی آدمی کو کم از کم کھنکار دینا چاہیے۔ ان کی بیوی زینب کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود جب کبھی گھر آنے لگتے تو پہلے کوئی ایسی آواز پیدا کر دیتے تھے جس سے معلوم ہو جائے کہ وہ آ رہے ہیں۔ وہ اسے پسند نہ کرتے تھے کہ اچانک گھر میں آن کھڑے ہوں۔ (ابن جریر)

احادیث بالا کی رو سے اجازت لینے کے لئے حضور ﷺ نے زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ پکارنے کی حد مقرر فرما دی اور فرمایا کہ اگر تیسری مرتبہ پکارنے پر بھی جواب نہ آئے تو واپس ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

یہی حضور ﷺ کا اپنا طریقہ تھا۔ یہ تین مرتبہ پکارنا پے در پے نہ ہونا چاہئے بلکہ ذرا ٹھہر ٹھہر کر پکارنا چاہئے تاکہ صاحب خانہ کو اگر کوئی مشغولیت جواب دینے میں مانع ہو تو اسے فارغ ہونے کا موقع مل جائے۔ استیذان کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ آدمی اپنا نام بتا کر اجازت طلب کرے۔ حضرت عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو عرض کرتے السلام علیکم یا رسول اللہ، أیدخل عمر [۱۳] (ابوداؤد)

اجازت یا تو خود صاحب خانہ کی معتبر ہے یا پھر کسی ایسے شخص کی جس کے متعلق آدمی یہ سمجھنے میں حق بجانب ہو کہ وہ صاحب خانہ کی طرف سے اجازت دے رہا ہے مثلاً گھر کا خادم یا کوئی اور ذمہ دار قسم کا فرد۔ کوئی چھوٹا سا بچہ آ کر کہہ دے آ جاؤ تو اس پر اعتماد کر کے داخل نہ ہو جانا چاہئے۔

اجازت طلب کرنے میں بے جا اصرار کرنا یا اجازت نہ ملنے کی صورت میں دروازے پر جم کر کھڑے ہو جانا جائز نہیں ہے۔ اگر تین دفعہ استیذان کے بعد صاحب خانہ کی طرف سے اجازت نہ ملے یا وہ ملنے سے انکار کر دے تو واپس چلے جانا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازت طلب کرنے کے حکم سے صرف یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ کسی کے گھر پر اچانک کوئی مصیبت آ جائے، مثلاً آگ لگ جائے یا کوئی چور گھس آئے۔ ایسے مواقع پر مدد کے لئے بلا اجازت جا سکتے ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳ ص ۳۷۷۔ النور حاشیہ ۲۵)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ- يعنى ابْنَ بِلَالٍ- عَنْ كَثِيرٍ، عَنْ وَلِيدٍ، عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلاَ اِذْنَ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِى شُيْبَةَ، ثنا جَرِيْرٌ، ح و ثنا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ، ثنا حَفْصٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ هُزَيْلٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ" قَالَ عُثْمَانُ: سَعْدٌ فَوَقَفَ عَلٰى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاْذِنُ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، قَالَ عُثْمَانُ: مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا۔ عَنْكَ اَوْ هٰكَذَا؟ فَاِنَّمَا الْاِسْتِئْذَانُ مِنَ النَّظَرِ۔

③ ⟸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِى بَكْرٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ اَوْ مَشَاقِصَ قَالَ: فَكَأَنِّى اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ۔

④ ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثنا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَيْمَنَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ، حَدَّثَنِى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ- مَنْ نَظَرَ فِىْ كِتَابِ اَخِيْهِ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ فَاِنَّمَا يَنْظُرُ فِى النَّارِ- سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ، وَلاَ تَسْئَالُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ۔

⑤ ⟸ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ اَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ، فَخَذَفْتَهُ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، مَا كَانَ عَلَيْكَ حَرَجٌ۔

⑥ ⟸ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: ثنا اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ اطَّلَعَ فِىْ دَارِقَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ، فَفَقَأُوْا عَيْنَهُ فَقَدْ هَدَرَتْ عَيْنُهُ۔

⑦ ⟸ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّىْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنِّىْ مَعَهَا فِى الْبَيْتِ، وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنِّىْ خَادِمُهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً؟ قَالَ: لاَ قَالَ: فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا۔

⑧ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، ثنا اَبُو الْاَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، قَالَ: ثنا رَجُلٌ مِنْ بَنِىْ عَامِرٍ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِىْ بَيْتٍ فَقَالَ: اَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ: اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا، فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ: قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَ اَدْخُلُ؟ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَ اَدْخُلُ؟ فَاَذِنَ لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ۔

⑨ ⟸ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ' قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ' قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ' فَدَفَعْتُ الْبَابَ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقُلْتُ: اَنَا' فَقَالَ: اَنَا' اَنَا كَاَنَّهُ كَرِهَهُ۔

⑩ ⟸ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ' ثنا اَبُوْعَاصِمٍ' ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ' ح و ثنا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبٍ' ثنا رَوْحٌ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ' قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ' اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَخْبَرَهُ' عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ' اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ بَعَثَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ وَّ جِدَايَةٍ وَ ضَغَابِيْسَ' وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ' فَدَخَلْتُ وَ لَمْ اُسَلِّمْ' فَقَالَ: اِرْجِعْ' فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔الخ

⑪ ⟸ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَبُوْ مَرْوَانَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى' المعنى' قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى' ثنا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ' ثنا الْاَوْزَاعِيُّ' قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ اَبِيْ كَثِيْرٍ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ' عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ' قَالَ: زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلِنَا' فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ' فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا' قَالَ قَيْسٌ: فَقُلْتُ: اَلَا تَاْذَنُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: ذَرْهُ يُكْثِرْ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ' فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا' ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ' ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ' فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ كُنْتُ اَسْمَعُ تَسْلِيْمَكَ وَ اَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ۔ الحديث

⑫ ⟸ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ' ثنا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ' ثنا حَسَنُ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ' عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنْ عُمَرَ' اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ مَشْرُبَةٍ' فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ' اَيَدْخُلُ عُمَرُ؟

◇① حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ' عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ اِذْ جَاءَ اَبُوْمُوْسٰى كَاَنَّهُ مَذْعُوْرٌ' فَقَالَ: اسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا' فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ' فَرَجَعْتُ' وَ قَالَ: مَا مَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَاْذَنْتُ ثَلَاثًا' فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ' فَرَجَعْتُ' وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا' فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ' فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً اَمِنْكُمْ اَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ! لَا يَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ' فَكُنْتُ اَصْغَرَ الْقَوْمِ' فَقُمْتُ مَعَهُ فَاَخْبَرْتُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ۔

مآخذ:

① ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۴۔ کتاب الادب' باب فی الاستیذان ○ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۳۔

② ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۴۔ کتاب الادب' باب فی الاستیذان ○ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۰۔ کتاب الدیات باب من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطلع فی بیت قوم ففقؤا عینه فلادیة له۔ ❁ بخاری نے انما جعل الاذن من قبل البصر نقل کیا ہے۔ ❁ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۱۔

③ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۳۔ کتاب الادب۔ باب فی الاستیذان ❁ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۰۔ کتاب الدیات' باب من اطلع فی بیت قوم ففقؤا عینه فلادیة له ❁ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۲۔

④ ❁ ابوداؤد ج ۲ ص ۷۸۔ کتاب الصلاۃ باب الدعاء۔ قال ابوداؤد: روی هذا الحدیث من غیر وجه عن محمد ابن کعب کلها واهیه۔ و هذا الطریق امثلها و هو ضعیف ایضًا۔

⑤ ❁ نسائی ج ۸ ص ۶۱۔ کتاب القسامة' باب من اقتص واخذحقه دون السلطان۔ ❁ بخاری میں فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ...... لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ کے الفاظ ہیں ❁ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۰۔ کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم ففقؤا عینه فلادیة له۔

⑥ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۳۔ کتاب الادب' باب فی الاستیذان ❁ نسائی ج ۸ ص ۶۱۔ کتاب القسامة' باب ذکر حدیث عمرو بن حزم فی العقول اس نے ففقؤا عینه کے بعد فَلَادِيَةَ وَ لَا قِصَاص نقل کیا ہے۔ ❁ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۳۔

⑦ ❁ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۴۰۔ کتاب الجامع' باب الاستیذان ❁ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۳۔

⑧ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۵۔ کتاب الادب' باب کیف الاستیذان۔

⑨ ❁ بخاری ج ۲ ص ۹۲۳۔ کتاب الاستیذان' باب اذا قال: من ذا فقال: انا ❁ مسلم ج ۲ ص ۲۱۰۔ کتاب الادب' باب الاستیذان ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۸۔ کتاب الادب' باب الرجل یستاذن بالدق ❁ ابن ماجه کتاب الادب باب الاستیذان۔

⑩ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۴۔ کتاب الادب' باب کیف الاستیذان؟

⑪ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۷۔ کتاب الادب' باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستیذان۔

⑫ ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۵۲-۳۵۱۔ کتاب الادب' باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاه ایسلم علیه؟

◇① بخاری ج ۲ ص ۹۲۳۔ کتاب الاستیذان' باب التسلیم و الاستیذان ثلاثا ❁ مسلم ج ۲ ص ۲۱۰۔ کتاب الادب باب الاستیذان ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۵۔ کتاب الادب' باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستیذان ❁ ترمذی ج ۲ ص ۹۸۔ ابواب الاستیذان باب ماجاء فی ان الاستیذان ثلاثا ❁ ابن ماجه کتاب الادب' باب الاستیذان ❁ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۴۰۔ باب فی الاستیذان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن عورتوں کے شوہر گھر پر موجود نہ ہوں ان سے تنہائی میں ملاقات کی ممانعت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ۔

جن عورتوں کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوں ان کے پاس نہ جاؤ، کیونکہ شیطان تم میں سے ایک شخص کے اندر خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔

اس کی مؤیدات :

② من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يخلون بامرأة ليس معها ذو محرم منها فان ثالثهما الشيطان۔

جو شخص اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ کبھی کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے جب تک کہ اس کے ساتھ اس عورت کا کوئی محرم نہ ہو، کیونکہ تیسرا اس وقت شیطان ہوتا ہے۔

آپ کا اعلیٰ اخلاقی کردار :

ایک دفعہ آپؐ حضرت صفیہ کے ساتھ ان کے مکان کی طرف جا رہے تھے، راستے میں دو انصاری پاس سے گزرے۔ آپ نے ان کو روک کر ان سے فرمایا: یہ میرے ساتھ میری بیوی صفیہ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، سبحان اللہ، یا رسول اللہ، بھلا آپ کے متعلق بھی کوئی بدگمانی ہو سکتی ہے، فرمایا شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی برا گمان نہ ڈال دے۔ ③ (ابوداؤد)

آپ نے عورتوں سے بیعت کس طرح لی :

(حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی غیر محرم عورت کے جسم کو نہیں چھوا۔ آپؐ عورت سے صرف زبانی عہد لیتے اور جب وہ عہد کر چکتی تھی، تو فرماتے جاؤ بس تمہاری بیعت ہو گئی۔ ④ (ابوداؤد)

ذی محرم کی عدم معیت میں کسی عورت کے لئے تنہا سفر کی ممانعت :

⑤ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ) حضور ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت سے خلوت میں نہ ملے، جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے، جب تک کہ اس کا کوئی محرم اس کے ساتھ نہ ہو۔ ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا کہ میری بیوی حج کو جاری ہے اور میرا نام فلاں مہم پر جانے والوں میں لکھا جا چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اچھا تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کو چلے جاؤ۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، نا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ۔ الحديث

② حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِي اَبِي، ثنا يَحْيَى ابْنُ اِسْحَاقَ، انا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ لَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ، وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ۔ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَقْعُدْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ۔ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا فَاِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ کبھی بغیر ازار کے حمام میں داخل نہ ہو، اور جو شخص اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنی اہلیہ کو کبھی حمام میں داخل نہ کرے۔ اور جو شخص اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جا رہی ہو، اور جو شخص اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ کسی عورت سے خلوت میں ملاقات نہ کرے تاوقتیکہ اس کے ساتھ اس خاتون کا کوئی محرم نہ ہو، کیونکہ تیسرا اس وقت شیطان ہوتا ہے۔

③ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَبُّوَيَةَ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهُ اَزُوْرُهُ لَيْلًا۔ فَحَدَّثْتُهُ، ثُمَّ قُمْتُ، فَانْقَلَبْتُ، فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي، وَ كَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ۔ قَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا اَوْ قَالَ: شَرًّا۔

④ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ عَنْ بَيْعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) النِّسَاءَ قَالَتْ: مَا مَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا، فَاِذَا اَخَذَ عَلَيْهَا، فَاَعْطَتْهُ، قَالَ: اِذْهَبِي فَقَدْ بَايَعْتُكِ۔

⑤ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ اَبُوْبَكْرٍ! نا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: نا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ۔ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ: انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ۔

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۱ ص ۲۲۰- ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۹- جابر بن عبداللّٰہ ✿ اتحاف النبلاء ج ۵ ص ۳۰۵ ✿ حلیہ ابی نعیم ج ۸ ص ۳۰۵ ✿ شرح السنہ للبغوی ج ۹ ص ۳۸ ✿ فتح الباری ج ۹ ص ۳۴۰- فتح الباری میں فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ۔

مزید برآں یہ جملہ دیگر کتب حدیث میں مندرجہ ذیل مقامات پر منقول ہے۔

✿ بخاری کتاب الاحکام- کتاب الاعتکاف، کتاب بدأ الخلق، کتاب الادب ✿ مسلم کتاب السلام...... ابوداؤد کتاب الصوم، کتاب السنة اور کتاب الادب ✿ ابن ماجه کتاب الصیام ✿ دارمی کتاب الرقاق باب ٦٦ (فی الترجمة) ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۱۵٦-۲۸۵-۳۰۹- ج ٦ ص ۳۳۷-

② ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹-۳۴۹-۴۴۹- ج ۱ ص ۲٦-۱۸ ✿ ترمذی ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات ✿ ترمذی ابواب الفتن باب فی لزوم الجماعة۔

③ ✿ ابوداؤد کتاب الصوم، باب المعتکف یدخل البیت لحاجته ✿ ابوداؤد- کتاب الادب باب فی حسن الظن ✿ مسلم ج ۲ ص ۲۱۵- کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالاجنبیة والدخول علیها ✿ بخاری ج ۲ ص ۱۰٦۲- کتاب الاحکام باب الشهادة تکون عندالحاکم فی ولایة القضاء او قبل ذلک للخصم اس مقام پر اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ ہے اور دوسرے مقام پر یعنی ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۱۸- کتاب الادب باب التکبیر والتسبیح عندالتعجب اور کتاب الاحکام، کتاب الاعتکاف اور بدأ الخلق میں بھی یہ روایت وارد ہے۔ ✿ ابن ماجه کتاب الصیام، باب فی المعتکف یزوره اهله فی المسجد۔

④ ✿ ابوداؤد کتاب الخراج باب ماجاء فی البیعة ✿ مسلم ج ۲ ص ۱۳۱- کتاب الامارة باب کیفیة بیعة النساء ✿ مسند احمد ج ٦ ص ۱۱۴-۲۷۰-

امام بخاری نے کتاب التفسیر "سورۂ ممتحنہ" کے ضمن میں ﴿باب قوله اذا جاء کم المؤمنات مهاجرات﴾ کے تحت مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے۔

① اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔ بِقَوْلِ اللّٰهِ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ، قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا، وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑥ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَتْ: وَ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَامْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا۔

امام بخاری نے کتاب الطلاق میں جمع کے صیغہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔

⑦ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا هَاجَرْنَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمُحْنَةِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَآءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا۔

مآخذ:

① بخاری ج ۲ ص ۷۲۶۔ کتاب التفسیر سورۃ ممتحنہ، باب قولہ اذا جاء کم المؤمنات مھاجرات ✿ بخاری ج ۱ ص ۳۷۴۔ کتاب الشروط باب مایجوز من الشروط فی الاسلام والاحکام والمبایعۃ۔

② بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۱۔ کتاب الاحکام باب بیعۃ النساء۔

③ بخاری ج ۲ ص ۷۹۶۔ کتاب الطلاق، باب اذا اسلمت المشرکۃ او النصرانیۃ تحت الذمی او الحربی۔ الخ ✿ ابن ماجہ کتاب الجہاد باب بیعۃ النساء۔ ابن ماجہ و لَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔

⑤ ✿ مسلم ج ۱ ص ۴۳۲۔ کتاب الحج باب سفرۃ المرأۃ مع محرم الی حج وغیرہ۔ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۲۱۔ کتاب الجہاد باب من اکتتب فی جیش فخرجت امرأتہ حاجۃ او کان لہ عذر ھل یؤذن لہ ✿ بخاری ج ۱ ص ۴۳۰۔ کتاب الجہاد، باب کتابۃ الامام الناس ✿ بخاری ج ۲ ص ۷۸۷۔ کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأۃ الا ذو محرم الخ۔

امام مسلم نے اس سلسلہ میں چند روایتیں اور بھی نقل کی ہیں:۔

① عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا۔

② عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ اَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا اِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا۔

③ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ۔

④ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ لَيْلَةٍ اِلَّا وَ مَعَهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَجُلٌ ذُوْ حُرْمَةٍ مِنْهَا۔

۵ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

۶ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

۷ قَالَ اَبُوْسَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ: سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنِیْ وَ اٰیَقْنَنِیْ نَهٰی اَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِیْرَةَ یَوْمَیْنِ اِلَّا وَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ۔

۸ قَالَ: سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِیْ هٰذَا' وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ' وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی' وَ سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ یَوْمَیْنِ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا اَوْ زَوْجُهَا۔

۹ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِیْرَةَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ۔

۱۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا اِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ۔

مآخذ:

۱ تا ۱۰ ○ مسلم ج ۱ ص ۴۳۲۔ کتاب الحج باب سفر امرأة مع محرم الی حج وغیرہ۔ ○ بخاری ج ۱ ص ۱۴۷۔ ابواب تقصیر الصلاة' باب فی کم تقصر الصلاة۔ الخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواس انسانی کی زنا

حضور ﷺ نے فرمایا آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے' دیکھنا آنکھوں کی زنا ہے۔ لگاوٹ کی بات چیت زبان کی زنا ہے۔ آواز سے لذت لینا کانوں کی زنا ہے۔ ہاتھ لگانا اور ناجائز مقصد کے لئے چلنا ہاتھ پاؤں کی زنا ہے۔ بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں جب پوری ہو چکی ہیں تب شرمگاہیں یا تو اس کی تکمیل کر دیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں۔ ① (بخاری' مسلم' ابوداؤد)

یا علی لا تتبع النظرة النظرة فان لک الاولٰی و لیست لک الاخرة۔

اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری معاف نہیں۔ ② (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کروں فرمایا فوراً نگاہ پھیر لو یا نیچی کر لو۔ ③ (مسلم' احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ان النظر سهم من سهام ابليس مسموم' من تركها مخافتي ابدلته ايمانًا يجد حلاوة في قلبه۔ (حدیث قدسی)

نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے' جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا۔ میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان دوں گا کہ جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔ ④ (طبرانی)

ما من مسلم ينظر الى محاسن امرأة ثم يغض بصره الا اخلف الله له عبادة يجد حلاوتها۔

جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹا لے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔ ⑤ (مسند احمد)

امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے اور وہ حضرت جابر بن عبداللہؓ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی فضل بن عباسؓ (جو اس وقت ایک نوجوان لڑکے تھے) مشعر حرام سے واپسی کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ راستے سے جب عورتیں گزرنے لگیں تو فضل ان کی طرف دیکھنے لگے۔ نبی ﷺ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے دوسری طرف پھیر دیا۔ ⑥ (ابوداؤد)

اسی حجۃ الوداع کا قصہ ہے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت راستہ میں حضور ﷺ کو روک کر حج کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے لگی اور فضل بن عباسؓ نے اس پر نگاہیں گاڑ دیں۔ نبی ﷺ نے اس کا منہ پکڑ کر دوسری طرف کر دیا۔ ⑦ (بخاری' ابوداؤد' ترمذی)

تشریح: آدمی کے لئے یہ بات حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی' یا اپنی محرم خواتین کے علاوہ کسی دوسری عورت کو نگاہ بھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیکھے۔ ایک دفعہ اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن یہ معاف نہیں ہے کہ آدمی نے پہلی نظر میں جہاں کوئی کشش محسوس کی ہو وہاں پھر نظر دوڑائے نبی ﷺ نے اس طرح کی دیدہ بازی کو آنکھ کی بدکاری سے تعبیر فرمایا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳ ص ۳۸۰۔ النور حاشیہ ۲۹)

تخریج:

① حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ' انا اَبُوْ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِيُّ' نا وُهَيْبٌ' نا سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا' مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ' فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ' وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ' وَالْيَدُ زِنَاهُمَا الْبَطْشُ' وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخَطْئُ' وَالْقَلْبُ يَهْوِيْ وَ يَتَمَنّٰى وَ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَ يُكَذِّبُهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر ابن آدم کے حصہ میں زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے لامحالہ اسے یہ پا کر رہے گا۔ آنکھوں کی زنا دیکھنا ہے۔ آواز سے لذت لینا کانوں کی زنا ہے۔ لگاوٹ کی بات چیت زبان کی زنا ہے ہاتھ لگانا ہاتھ کی زنا ہے اور (ناجائز) مقصد کے لئے چلنا پاؤں کی زنا ہے۔ (جب بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں پوری ہو چکتی ہیں) تو دل میں خواہش و تمنا پیدا ہوتی ہے تب شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔ (اس فعل کو مکمل کر دیتی ہے یا اسے مکمل کرنے سے رہ جاتی ہے۔

② حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ' اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ' عَنْ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْاِيَادِيِّ' عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ' عَنْ اَبِيْهِ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ' فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَ لَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ۔

③ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ' قَالَ: نا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ح قَالَ وَ ثنا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' قَالَ: نا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ يُوْنُسَ ح قَالَ وَ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ' قَالَ: نا هُشَيْمٌ قَالَ: انا يُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ' عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِيْ۔

④ قَالَ الطَّبَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ التَّسْتَرِيُّ' قَالَ: قَرَاْنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ الضَّرِيْرُ الْمُقْرِيْ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ' حَدَّثَنَا حُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ' عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ النَّظْرَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ' اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ۔

⑤ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' ثنا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ اِسْحَاقَ' ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَ عَتَّابٌ' قَالَ: ثنا عَبْدُاللّٰهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ' انا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ' عَنْ

حضرت ابوامامہ باہلی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا جو مسلمان پہلی مرتبہ کسی عورت کے محاسن پر نگاہ ڈالتا ہے پھر وہ اپنی نگاہ ہٹا لیتا ہے۔ (پھیر لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلٰى مَحَاسِنِ الْمَرْاَةِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا۔

اس کی عبادت میں لطف و لذت شیریں پیدا فرما دیتا ہے جسے وہ (اپنے دل میں) پاتا ہے۔

⑥ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيَانِ، وَ رُبَمَا زَادَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضِ الْكَلِمَةَ وَالشيء قَالُوْا: ثنا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهِ سَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ، فَقُلْتُ: انا مُحَمَّدُ بْنُ عَلٰى بْنُ حُسَيْنٍ فَاَهْوٰى بِيَدِيْ اِلٰى رَاْسِيْ فَنَزَعَ زِرِّي الْاَعْلٰى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الْاَسْفَلَ، ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْمَيَّ، و انا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ، فَقَالَ: مَرْحَبًابِكَ وَ اَهْلًا يَابْنَ اَخِيْ! سَلْ عَمَّا شِئْتَ، فَسَاَلْتُهُ وَهُوَ اَعْمٰى....... وَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ، وَ كَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ اَبْيَضَ وَ سِيْمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ الظُّعُنِ يَجْرِيْنَ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهِنَّ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ، وَ صَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ، وَ حَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ۔الحديث

امام جعفر اپنے باپ محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے آنے والوں کے ناموں سے تعارف چاہا (سب نے اپنا تعارف کرایا) حتیٰ کہ میری باری آئی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر میرے سر کی طرف جھکایا اور میری قمیض کا اوپر اور نیچے والا بٹن کھول کر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ کر مجھے خوش آمدید کہا کہ بھتیجے تمہارا آنا مبارک ہو۔ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ تو میں نے سوال کیا۔ اس وقت وہ بینائی سے محروم ہو چکے تھے....... انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے اپنی سواری پر بٹھایا ہوا تھا جب آپ نے کوچ کیا تو راستے میں عورتیں گزرنے لگیں تو فضل ان کی طرف دیکھنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے دوسری طرف پھیر دیا۔

⑦ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتْ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا، وَ تَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ۔

مآخذ:

① ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۳۶۔ کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنا وغیرہ ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۲۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاستیذان' باب زنی الجوارح دون الفرج ⊙ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۷۔ کتاب النکاح' باب ما یؤمر به من غض البصر۔ عن ابی ھریرۃ۔

② ⊙ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۶۔ کتاب النکاح' باب فیما یؤمر به من غض البصر ⊙ کنزالعمال ج ۵ ص ۳۶۸ ⊙ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۵۔

③ ⊙ مسلم ج ۲ ص ۲۱۲۔ کتاب الاداب' باب نظر الفجاءۃ ⊙ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۶۔ کتاب النکاح' باب فیما یومر به من غض البصر ⊙ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۶۔ ابواب الاستیذان' باب ماجاء فی نظرۃ الفجاءۃ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ⊙ ابوداؤد نے اصرف بصرک نقل کیا ہے ⊙ کنزالعمال ج ۵ ص ۳۶۸ ⊙ احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۱۶۔

④ ⊙ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۲ ⊙ کنزالعمال ج ۵ ص ۳۲۸ عن ابن مسعود۔

کنزالعمال نے ص ۳۲۹ پر یہ بھی نقل کیا ہے کہ

اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمَةٌ فَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ اَثَابَهُ اللّٰهُ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ۔

جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن و جمال پر پڑے۔ پھر وہ اپنی نگاہ ہٹا لے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت میں ایسا لطف اور حلاوت پیدا فرما دیتا ہے جسے وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔

اور کنزالعمال ص ۳۲۷ پر عن ابی امامۃ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ امْرَأَةً اَوَّلَ رَمْقَةٍ' ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا فِيْ قَلْبِهٖ۔ بھی مذکور ہے۔

◇ اِنَّ الْمَرْأَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ فَمَنْ رَاٰى اِمْرَأَةً ذَاتَ جَمَالٍ' فَغَضَّ بَصَرَهٗ عَنْهَا ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ' اَعْقَبَهُ اللّٰهُ عِبَادَةً يَجِدُ لَذَّتَهَا۔

عورت ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ پس جس کی نظر و نگاہ کسی حسین و جمیل عورت پر پڑ جائے اور وہ اللہ کی خوشنودی کی طلب میں اپنی نگاہ ہٹا لے (بچا لے) تو اللہ اسے ایسی عبادت اس کے بدلے میں دے گا جس کی لذت وہ اپنے دل میں پائے گا۔

◇ ابن النجار عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ بحوالہ کنزالعمال ج ۵ ص ۳۲۸۔

⑤ ⊙ مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۴ ⊙ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۲۔ پر مسند احمد کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں انہوں نے احدث اللّٰہ لہ کے بجائے اَخْلَفَ اللّٰهُ نقل کیا ہے۔ ابن کثیر سے غالباً مولانا محترم نے لیا ہے' آخر میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وروی ھذا مرفوعًا عن ابن عمر' و حذیفۃ' و عائشۃ رضی اللّٰہ عنھم' و لکن فی اسانیدھا ضعف الا انھا فی الترغیب' و مثلہ یتسامح فیہ۔

⑥ ⊙ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸۶۔ کتاب المناسک (الحج)۔ باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

⑦ ⊙ بخاری ج ۱ ص ۲۵۰۔ ابواب العمرۃ باب حج المرأۃ عن الرجل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منافق کی نشانیاں

① أية المنافق ثلاث (زاد مسلم و ان صام و صلّى و زعم انه مسلم) اذا حدث كذب واذا وعد اخلف و اذا أتمن خان- (بخاری و مسلم)

آپؐ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو' یہ کہ جب بولے تو جھوٹ بولے' اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کر گزرے۔

② اربع من كن فيه كان منافقًا خالصًا و من كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها' اذا أتمن خان' و اذا حدث كذب' و اذا عاهد غدر' و اذا خاصم فجر- (بخاری و مسلم)

آپؐ کا ارشاد ہے کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ چاروں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے' اور جس میں کوئی ایک صفت ان میں سے پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ یہ کہ جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کر جائے اور جب لڑے تو اخلاق و دیانت کی حدیں توڑ ڈالے۔

تشریح: اس سے واضح ہے کہ ایک سچے مسلمان کے قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہئے جو کچھ کہے اسے کر کے دکھائے اور کرنے کی نیت یا ہمت نہ ہو تو زبان سے بھی نہ نکالے' کہنا کچھ اور کرنا کچھ یہ انسان کی ان بدترین صفات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نہایت مبغوض ہیں۔ کجا کہ ایک ایسا شخص اس اخلاقی عیب میں مبتلا ہو جو اللہ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہو۔ احادیث بالا کی رو سے وہ شخص مومن نہیں بلکہ منافق ہے جس میں اس قسم کی عادات پائی جاتی ہوں۔

فقہائے اسلام کا اس بات پر قریب قریب اتفاق ہے کہ کوئی شخص اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد کرے (مثلاً کسی چیز کی نذر مانے) یا بندوں سے کوئی معاہدہ کرے' یا کسی سے کوئی وعدہ کرے' تو اسے وفا کرنا لازم ہے۔ الا یہ کہ وہ کام بجائے خود گناہ ہو جس کا اس نے عہد یا وعدہ کیا ہو۔ اور گناہ ہونے کی صورت میں وہ فعل تو نہیں کرنا چاہئے جس کا عہد یا وعدہ کیا گیا ہے' لیکن اس کی پابندی سے آزاد ہونے کے لئے کفارۂ یمین ادا کرنا چاہئے جو سورۂ مائدہ آیت ۸۹ میں بیان کیا گیا ہے۔ (احکام القرآن' للجصاص) [تفہیم القرآن ج ۵ ص ۴۵۴۔ الصف حاشیہ ۲]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج:

① ⟵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا: نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوسُهَيْلٍ، نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

② ⟵ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَ مَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ تابعه شعبة عن الاعمش۔

مآخذ:

① ○ مسلم ج ۱ ص ۵۶۔ کتاب الایمان، باب خصال المنافق ○ بخاری ج ۱ ص ۱۰۔ کتاب الایمان باب علامة المنافق ○ بخاری ج ۱ ص ۳۶۹۔ کتاب الشهادات، باب من امر بانجاز الوعد الخ۔ بخاری نے اس صفحہ پر أية المنافق ثلاث کے بعد إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ نقل کیا ہے ○ ترمذی ج ۲ ص ۹۱۔ ابواب الایمان، باب ماجاء فی علامة المنافق ○ نسائی ج ۸ ص ۱۱۷۔ کتاب الایمان باب علامة المنافق ○ مسلم نے و ان صام و صلی و زعم انه مسلم بھی نقل کیا ہے ○ مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷۔ اس صفحہ پر ثلاث فی المنافق سے آغاز کیا گیا ہے۔ ○ شعب الایمان للبیہقی ج ۴ ص ۲۰۶۔

② ○ بخاری ج ۱ ص ۱۰۔ کتاب الایمان، باب علامة المنافق ○ مسلم ج ۱ ص ۵۶۔ کتاب الایمان، باب خصال المنافق۔ مسلم نے خصلة کی جگہ خلة نقل کیا ہے۔ نیز بخاری کتاب المظالم ج ۱ ص ۳۳۲ پر باب اذا خاصم فجر کے تحت بھی مذکور ہے۔ ○ ترمذی ج ۲ ص ۹۱۔ ابواب الایمان باب ماجاء فی علامة المنافق ○ نسائی ج ۸ ص ۱۱۶۔ کتاب الایمان، باب علامة المنافق ○ مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمسایوں کے حقوق

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ "مجھے ہمسائے کے حقوق کی اتنی تاکید کی گئی ہے کہ میں خیال کرنے لگا کہ شائد اب اسے وراثت میں حصہ دار بنایا جائے گا"۔ ①

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "وہ شخص ایمان نہیں رکھتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھا لے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہ جائے"۔ ②

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ایک عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے' اکثر روزے رکھتی ہے' خوب خیرات کرتی ہے مگر اس کی بد زبانی سے اس کے پڑوسی عاجز ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ایک دوسری عورت ہے جس میں یہ خوبیاں تو نہیں ہیں مگر وہ پڑوسی کو تکلیف بھی نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنتی ہے۔ ③

آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو یہاں تک تاکید فرمائی تھی کہ اپنے بچوں کے لئے اگر پھل لاؤ تو ہمسائے کے گھر بھی بھیجو ورنہ چھلکے باہر نہ پھینکو تاکہ غریب ہمسائے کا دل نہ دکھے۔ ④

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے ہمسائے تجھے اچھا کہتے ہیں تو تو واقعی اچھا ہے' اور اگر ہمسائے کی رائے تیرے بارے میں خراب ہے تو تو ایک برا آدمی ہے۔ ⑤

مختصر یہ کہ اسلام ان سب لوگوں کو جو ایک دوسرے کے پڑوسی ہوں' آپس میں ہمدرد و مددگار' اور شریک رنج و راحت دیکھنا چاہتا ہے۔ ان کے درمیان ایسے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے کہ وہ سب ایک دوسرے پر بھروسہ کریں اور ایک دوسرے کے پہلو میں اپنی جان' مال آبرو کو محفوظ سمجھیں۔ رہی وہ معاشرت جس میں ایک دیوار بیچ دور رہنے والے دو آدمی برسوں ایک دوسرے سے ناآشنا رہیں اور جس میں ایک محلے کے رہنے والے باہم کوئی دلچسپی' کوئی ہمدردی اور کوئی اعتماد نہ رکھتے ہوں تو ایسی معاشرت ہرگز اسلامی معاشرت نہیں ہو سکتی۔

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات ص ۴۴۷-۴۴۸)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ' قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ۔

② اَخْبَرَنَا اَبُوْجَعْفَرِ الْمُسْتَمْلِيُّ' انا اَبُوْعَلِيِّ الرفاء' ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِيُّ' ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ' قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَشِيْرٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُسَاوِرِ' قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ' يُخْبِرُ ابْنَ الزُّبَيْرِ' وَ فِيْ رِوَايَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْفِرْيَابِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَتَحَارُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ مَنْ يَّشْبَعُ وَ جَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ۔

⑬ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، قَالَ: اَخْبَرَنِي الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى مَوْلٰى جَعْدَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: هِيَ فِي النَّارِ۔ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ قِلَّةُ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا وَ صَلَاتِهَا وَ اَنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ، وَلَا تُؤْذِيْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا، قَالَ: هِيَ فِي الْجَنَّةِ۔

⑭ اَخْبَرَنَا اَبُوْسَعْدٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَالِيْنِيُّ قَالَ: اَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ قَالَ: نَا اَبُوْ قُصَيٍّ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: نَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: نَا سُوَيْدُ ابْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ، قَالَ: نَا عُثْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ جَارِهٖ مَخَافَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ، فَلَيْسَ ذَاكَ بِمُؤْمِنٍ وَ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَّمْ يَا مَنْ جَارُهٗ بِوَائِقَهٗ۔ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ الْجَارِ؟ اِذَا اسْتَعَانَكَ، اَعِنْتَهٗ وَاِذَا اسْتَقْرَضَكَ، اَقْرَضْتَهٗ، وَ اِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ۔ وَاِذَا مَرِضَ عُدْتَهٗ، وَاِذَا اَصَابَهٗ خَيْرٌ، هَنَاْتَهٗ وَاِذَا اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ، وَاِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جَنَازَتَهٗ، وَلَا تَسْتَطِيْلَ عَلَيْهِ بِالْبِنَاءِ تَحْجُبُ عَنْهُ الرِّيْحَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَلَا تُؤْذِيْهِ بِقِتَارِ قِدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا، وَ اِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِلَهٗ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيْظَ بِهَا وَلَدَهٗ۔ الحديث۔ سويد بن عبدالعزيز و عثمان بن عطاء و ابوه ضعفاء غير انهم غير متهمين بالوضع۔

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے گھر کا دروازہ اپنے ہمسایہ کے اُس کے اہل اور مال پر دست درازی کے اندیشہ سے بند کیا تو وہ پڑوسی مومن نہیں۔ اور نہ ایسا شخص ہی مومن ہے کہ جس کی تکلیف دہ چیزوں اور عادتوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔ تجھے معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ (اس کا حق تو اتنا ہے) کہ جب وہ تجھ سے مدد کا طلب گار ہو تو تو اس کی مدد کرے، اور جب وہ تجھ سے قرض کا خواست گار ہو تو اسے تو قرض دے، اور جب وہ محتاج و فقیر ہو جائے تو اس کے لئے دست تعاون دراز کرے، اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت و تیمار داری کرے۔ اور جب اسے خیر و بھلائی ملے تو اسے مبارک باد دے اور جب مصیبت سے دو چار ہو تو اسے حوصلہ دے اور ہمت افزائی کرے، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اسکے جنازہ میں شریک ہو، اور اسکے مقابلہ میں اپنی عمارت اونچی و بلند تعمیر نہ کر کہ اس کیلئے ہوا کی آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا ہو ہاں اگر وہ اس کی اجازت دے (تو ایسا کرنا ممنوع اور قابل مواخذہ نہیں) اور نہ اسے اپنی ہنڈیا میں پکتے ہوئے گوشت کی مہک و خوشبو سے تکلیف و اذیت دے الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا بہت اسے دے۔ اور اگر اپنے لئے پھل خرید کرے تو اسے بھی ہدیہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر دے' اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو پھل کو مخفی و پوشیدہ طور پر گھر میں لے جا اور تیرا بچہ اسے لے کر باہر نہ نکلے کہ اس طرح ہمسایہ کا بچہ غصہ نہ ہو اور اس کا دل نہ دکھے۔

⑤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ثنا عَبْدُالرَّزَّاقِ' انبانا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ لِىْ اَنْ اَعْلَمَ إِذَا اَحْسَنْتُ وَ إِذَا اَسَاْتُ؟ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ: اَنْ قَدْ اَحْسَنْتَ' فَقَدْ اَحْسَنْتَ' وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَسَاْتَ' فَقَدْ اَسَاْتَ۔

⑥ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ' ثنا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ' عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ' عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ شَرِيْكٍ' عَنْ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الحبلىّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ' وَ خَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ۔ هذا حديث حسن غريب و ابوعبدالرحمٰن الحبلى اسمه عبدالله بن يزيد۔

مآخذ:

① ❁ بخاری ج ۲ ص ۸۸۹۔ کتاب الادب' باب الوصاۃِ بالجار الخ۔ اور عن عائشة ❁ مسلم ج ۲ ص ۳۲۹۔ کتاب البر والصلة' باب الوصية بالجار والاحسان اليه ❁ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۸۔ کتاب الادب' باب فی حق الجوار۔ عن عائشة ❁ ترمذی ج ۲ ص ۱۶۔ ابواب البر والصلة' باب ماجاء في حق الجوار ❁ ابن ماجه کتاب الادب' باب ۴ فی حق الجوار ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۸۵۔ ۱۶۰۔ ۲۵۹۔ ۳۰۵۔ ۴۴۵۔ ۴۵۰۔ ۵۱۴۔ ج ۵ ص ۳۲۔ ۳۶۵۔ ج ۶ ص ۵۲۔ ۹۱۔ ۱۲۵۔ ۱۸۷۔ ۲۳۸ ❁ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۲۔ باب الشفقة والرحمة على الخلق ❁ شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۷۴۔۸۳۔

② ❁ شعب الایمان للبیہقی ج ۵ ص ۳۱ ❁ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۶۷ ❁ طبرانی ج ۱۱ ص ۱۵۴ ❁ کنزالعمال حدیث نمبر ۲۴۹۰۴ ❁ خطیب بغدادی ج ۱۰ ص ۳۹۲ ❁ صحیحه للالبانی ۱۴۹ ❁ ترغیب التهذیب ج ۳ ص ۳۵۸ ❁ مشکوٰۃ ص ۴۲۴۔ باب الشفقة والرحمة على الخلق۔

③ ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۰ ❁ شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۷۸-۷۹ ❁ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۴۔ مشکوٰۃ میں یذکر کی جگہ تذکر ہے۔

④ ❁ شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۸۳۔

⑤ ❁ ابن ماجه۔ کتاب الزهد باب الثناء الحسن ❁ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۴۔ باب الشفقة والرحمة على الخلق ❁ شعب الایمان ج ۷ ص ۸۶۔

⑥ ترمذی ج ۲ ص ۱۶۔ ابواب البر والصلة' باب ماجاء فی حق الجوار ❁ شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ۷۸-۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے غلام سے پردہ

① لیس علیک باس' انما ھو ابوک و غلامک۔

نبی ﷺ ایک غلام عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری کو لئے ہوئے حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھیں جس سے سر ڈھانکتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں ڈھانکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کی گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا لیس علیک بأس انما ھو ابوک و غلامک "کوئی حرج نہیں' یہاں بس تمہارا باپ ہے اور تمہارا غلام۔ (ابوداؤد' احمد' بیہقی' بروایت انس بن مالک)

② اذا کان لاحداکن مکاتب و کان له ما یؤدی فلتحتجب منه۔

"جب تم میں سے کوئی اپنے غلام سے مکاتبت کر لے اور وہ مال کتابت ادا کرنے کی مقدرت رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ ایسے غلام سے پردہ کرے۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ بروایت ام سلمہ)

حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ اور بعض ائمہ اہل بیت کا مذہب ہے اور امام شافعیؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے کہ آزاد عورتوں کی طرح لونڈیوں اور غلاموں کے سامنے بھی اظہار زینت کیا جا سکتا ہے۔ (تفہیم ج ۳ ص ۳۹۱۔ النور حاشیہ ۴۴)

تخریج:

① ← حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى ثنا اَبُوْجُمَيْعٍ سَالِمُ بْنُ دِيْنَارٍ' عَنْ ثَابِتٍ' عَنْ اَنَسٍ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا' قَالَ: وَ عَلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثَوْبٌ' اِذَا قَنَعَتْ بِهٖ رَاْسَهَا' لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا' وَاِذَا غَطَّتْ بِهٖ رِجْلَيْهَا' لَمْ يَبْلُغْ رَاْسَهَا' فَلَمَّا رَاٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقٰى' قَالَ: اِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْكِ بَاْسٌ اِنَّمَا هُوَ اَبُوْكِ وَ غُلَامُكِ۔

② ← حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ' قَالَ: ثنا سُفْيَانُ' عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَبْهَانَ' فَكَاتَبَ اُمَّ سَلَمَةَ' قَالَ: سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ' تَقُوْلُ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ لِاِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ' فَكَانَ عِنْدَهٗ مَا يُؤَدِّيْ' فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ۔

مآخذ:

① ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۶۲۔ کتاب اللباس' باب فی العبد ینظر الی شعر مولاته۔

② ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۱۔ کتاب العتق' باب فی المکاتب یؤدی بعض کتابته فیعجز او یموت ✿ ابن ماجه کتاب العتق۔ باب المکاتب عن ام سلمة۔ قال السندی: ذکر البیهقی عن الشافعی ما یدل علی ان الحدیث لا یخلو من ضعف' لان راویه نبهان ✿ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۱۰ ص ۳۲۷۔ کتاب المکاتب' باب الحدیث الذی روی فی الاحتجاب عن المکاتب اذا کان عنده مایؤدی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معیار فضیلت اسلام کی نظر میں

① الحمدللّٰه الذی اذھب عنکم عیبة الجاھلیة و تکبرھا- یا ایھا الناس' الناس رجلان' برتقی کریم علی اللّٰه' و فاجر شقی ھین علی اللّٰه- الناس کلھم بنو اٰدم و خلق اللّٰه اٰدم من تراب- (بیھقی فی شعب الایمان- ترمذی)

شکر ہے اس خدا کا جس نے تم سے جاہلیت کا عیب اور اس کا تکبر دور کر دیا- لوگو تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں' ایک نیک اور پرہیزگار جو اللہ کی نگاہ میں عزت والا ہے- دوسرا فاجر اور شقی جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہے- ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا-

② یا ایھا الناس' الا ان ربکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لاسود علی احمر و لا لاحمر علی اسود الا بالتقوٰی' ان اکرمکم عنداللّٰه اتقٰکم- الا ھل بلغتُ؟ قالوا بلٰی یا رسول اللّٰه' قال فلیبلغ الشاھد الغائب- (بیھقی)

(حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے وسط میں آپ نے ایک تقریر کی اس میں فرمایا) لوگو! خبردار رہو' تم سب کا خدا ایک ہے- کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے- مگر تقویٰ کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو- بتاؤ' میں نے تمہیں بات پہنچا دی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ' فرمایا اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں-

③ کلکم بنو ادم و اٰدم خلق من تراب و لینتھین قوم یفخرون بأبائھم اولیکونن اھون علی اللّٰه من الجعلان- (بزاز)

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ ذلیل ہوں گے-

④ ان اللّٰه لا یسئلکم عن احسابکم و لا عن انسابکم یوم القیمة ان اکرمکم عنداللّٰه اتقٰکم- (ابن جریر)

اللہ قیامت کے روز تمہارا حسب نسب نہیں پوچھے گا- اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو-

⑤ ان اللّٰه لا ینظر الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم- (مسلم' ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماجہ)

"اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے"۔

تشریح: یہاں اس عظیم گمراہی کی اصلاح کی گئی ہے جو دنیا میں ہمیشہ عالمگیر فساد کی موجب بنی رہی ہے، یعنی نسل، رنگ، زبان، وطن اور قومیت کا تعصب قدیم ترین زمانے سے آج تک ہر دور میں انسان بالعموم انسانیت کو نظرانداز کر کے اپنے گرد کچھ چھوٹے چھوٹے دائرے کھینچتا رہا ہے جن کے اندر پیدا ہونے والوں کو اس نے اپنا اور باہر پیدا ہونے والوں کو غیر قرار دیا ہے۔ یہ دائرے کسی عقلی اور اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقی پیدائش کی بنیاد پر کھینچے گئے ہیں۔ کہیں ان کی بنا ایک خاندان، قبیلے یا نسل میں پیدا ہونا ہے، اور کہیں ایک جغرافی خطے میں یا ایک خاص رنگ والی یا ایک خاص زبان بولنے والی قوم میں پیدا ہو جانا۔ پھر ان بنیادوں پر اپنے اور غیر کی جو تمیز قائم کی گئی ہے وہ صرف اس حد تک محدود نہیں رہی ہے کہ جنہیں اس لحاظ سے اپنا قرار دیا گیا ہو اور ان کے ساتھ غیروں کی بہ نسبت زیادہ محبت اور زیادہ تعاون ہو، بلکہ اس تمیز نے نفرت، عداوت، تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کی بدترین شکلیں اختیار کی ہیں۔ اس کے لیے فلسفے گھڑے گئے ہیں مذہب ایجاد کیے گئے ہیں قوانین بنائے گئے ہیں۔ اخلاقی اصول وضع کیے گئے ہیں۔ قوموں اور سلطنتوں نے اس کو اپنا مستقل مسلک بنا کر صدیوں اس پر عمل درآمد کیا ہے۔ یہودیوں نے اسی بنا پر بنی اسرائیل کو خدا کی چیدہ مخلوق ٹھہرایا اور اپنے مذہبی احکام تک میں غیر اسرائیلیوں کے حقوق اور مرتبے کو اسرائیلیوں سے فروتر رکھا۔ ہندوؤں کے ہاں ورن آشرم کو اسی تمیز نے جنم دیا جس کی رو سے برہمنوں کی برتری قائم کی گئی اور اونچی ذات والوں کے مقابلے میں تمام انسان نیچ اور ناپاک ٹھہرائے گئے اور شودروں کو انتہائی ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا گیا۔ کالے اور گورے کی تمیز نے افریقہ اور امریکہ میں سیاہ فام لوگوں پر جو ظلم ڈھائے ان کو تاریخ کے صفحات میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، آج اس بیسویں صدی ہی میں ہر شخص اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ سکتا ہے۔ یورپ کے لوگوں نے براعظم امریکہ میں گھس کر ریڈ انڈین نسل کے ساتھ جو سلوک کیا اور ایشیا اور افریقہ کی کمزور قوموں پر اپنا تسلط قائم کر کے جو برتاؤ ان کے ساتھ کیا اس کی تہہ میں بھی یہی تصور کار فرما رہا کہ اپنے وطن اور اپنی قوم کے حدود سے باہر پیدا ہونے والوں کی جان، مال اور آبرو ان پر مباح ہے اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ ان کو لوٹیں، غلام بنائیں اور ضرورت پڑے تو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ مغربی اقوام کی قوم پرستی نے ایک قوم کو دوسری قوموں کے لئے جس طرح درندہ بنا کر رکھ دیا ہے اس کی بدترین مثالیں زمانۂ قریب کی لڑائیوں میں دیکھی جا چکی ہیں اور آج دیکھی جا رہی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ نازی جرمنی کا فلسفۂ نسلیت اور نارڈک نسل کی برتری کا تصور پچھلی جنگ عظیم میں جو کرشمے دکھا چکا ہے انہیں نگاہ میں رکھا جائے تو آدمی بآسانی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ کتنی عظیم اور تباہ کن گمراہی ہے جس کی اصلاح کے لئے یہ احادیث بالا آپؐ نے ارشاد فرمائیں۔ ان احادیث میں تین نہایت اہم اصولی حقیقتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

ایک یہ کہ تم سب کی اصل ایک ہے، ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے تمہاری پوری نوع وجود میں آئی ہے اور آج تمہاری جتنی نسلیں بھی دنیا میں پائی جاتی ہیں وہ درحقیقت ایک ابتدائی نسل کی شاخیں ہیں جو ایک ماں اور ایک باپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے شروع ہوئی تھیں۔ اس سلسلۂ تخلیق میں کسی جگہ بھی اس تفرقے اور اونچ نیچ کے لئے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے جس کے زعم باطل میں تم مبتلا ہو۔ ایک ہی خدا تمہارا خالق ہے' ایسا نہیں ہے کہ مختلف انسانوں کو مختلف خداؤں نے پیدا کیا ہو۔ ایک ہی مادۂ تخلیق سے تم بنے ہو' ایسا بھی نہیں ہے کہ کچھ انسان کسی پاک یا بڑھیا مادے سے بنے ہوں اور کچھ دوسرے انسان کسی ناپاک اور گھٹیا مادے سے بن گئے ہوں۔ ایک ہی طریقے سے تم پیدا ہوئے ہو' یہ بھی نہیں ہے کہ مختلف انسانوں کے طریق پیدائش الگ الگ ہوں اور ایک ہی ماں باپ کی تم اولاد ہو' یہ بھی نہیں ہوا ہے کہ ابتدائی انسانی جوڑے بہت سے رہے ہوں' جن سے دنیا کے مختلف خطوں کی آبادیاں الگ الگ پیدا ہوئی ہوں۔

دوسرے یہ کہ اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود تمہارا قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو جانا ایک فطری امر تھا ظاہر ہے کہ پورے روئے زمین پر سارے انسانوں کا ایک ہی خاندان تو نہیں ہو سکتا تھا۔ نسل بڑھنے کے ساتھ ناگزیر تھا کہ بے شمار خاندان بنیں اور پھر خاندانوں سے قبائل اور اقوام وجود میں آئیں۔ اسی طرح زمین کے مختلف خطوں میں آباد ہونے کے بعد رنگ' خدوخال' زبانیں اور طرز بود و ماند بھی لامحالہ مختلف ہی ہو جانے تھے' اور ایک خطے کے رہنے والوں کو باہم قریب تر اور دور دراز خطوں کے رہنے والوں کو بعید تر ہی ہونا تھا۔ مگر اس فرق و اختلاف کا تقاضا یہ ہرگز نہ تھا کہ اس کی بنیاد پر اونچ اور نیچ۔ شریف اور کمین' برتر اور کمتر کے امتیازات قائم کئے جائیں' ایک نسل دوسری نسل پر اپنی فضیلت جتائے' ایک رنگ کے لوگ دوسرے رنگ کے لوگوں کو ذلیل و حقیر جانیں' ایک قوم دوسری قوم پر اپنا تفوق جتائے' اور انسانی حقوق میں ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر ترجیح حاصل ہو۔ خالق نے جس وجہ سے انسانی گروہوں کو اقوام اور قبائل کی شکل میں مرتب کیا تھا وہ صرف یہ تھی کہ ان کے درمیان باہمی تعارف اور تعاون کی فطری صورت یہی تھی۔ اسی طریقے سے ایک خاندان' ایک برادری' ایک قبیلے اور ایک قوم کے لوگ مل کر مشترک معاشرت بنا سکتے تھے اور زندگی کے معاملات میں ایک دوسرے کے مددگار بن سکتے تھے۔ مگر یہ محض شیطانی جہالت تھی کہ جس چیز کو اللہ کی بنائی فطرت نے تعارف کا ذریعہ بنایا تھا اسے تفاخر اور تنافر کا ذریعہ بنا لیا گیا اور پھر نوبت ظلم و عدوان تک پہنچا دی گئی۔

تیسرے یہ کہ انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی بنیاد اگر کوئی ہے اور ہو سکتی ہے تو وہ صرف اخلاقی فضیلت ہے۔ پیدائش کے اعتبار سے تمام انسان یکساں ہیں' کیونکہ ان کا پیدا کرنے والا ایک ہے' ان کا مادۂ پیدائش اور طریق پیدائش ایک ہی ہے' اور ان سب کا نسب ایک ہی ماں باپ تک پہنچتا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کا کسی خاص ملک' قوم یا برادری میں پیدا ہونا ایک اتفاقی امر ہے جس میں اس کے اپنے ارادۂ و انتخاب اور اس کی اپنی سعی و کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ کوئی معقول وجہ نہیں کہ اس لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہو۔ اصل چیز جس کی بنا پر ایک شخص کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوسروں سے بڑھ کر خدا سے ڈرنے والا' برائیوں سے بچنے والا اور نیکی و پاکیزگی کی راہ پر چلنے والا ہو۔ ایسا آدمی خواہ کسی نسل' کسی قوم اور کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو' اپنی ذاتی خوبی کی بنا پر قابل قدر ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ بہرحال ایک کمتر درجے کا انسان ہے چاہے وہ کالا ہو یا گورا' مشرق میں پیدا ہوا ہو یا مغرب میں۔

یہ تعلیمات صرف الفاظ کی حد تک ہی محدود نہیں رہی ہیں بلکہ اسلام نے ان کے مطابق اہل ایمان کی ایک عالمگیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برادری عملاً قائم کر کے دکھا دی ہے جس میں رنگ' نسل' زبان' وطن اور قومیت کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ جس میں اونچ نیچ اور چھوت چھات اور تفریق و تعصب کا کوئی تصور نہیں' جس میں شریک ہونے والے تمام انسان خواہ وہ کسی نسل و قوم اور ملک و وطن سے تعلق رکھتے ہوں بالکل مساویانہ حقوق کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں۔ اسلام کے مخالفین تک کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ انسانی مساوات اور وحدت کے اصول کو جس کامیابی کے ساتھ مسلم معاشرے میں عملی شکل دی گئی ہے اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی دین اور کسی نظام میں نہیں پائی جاتی نہ کبھی پائی گئی ہے۔ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس نے روئے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلی ہوئی بے شمار نسلوں اور قوموں کو ملا کر ایک امت بنا دیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک غلط فہمی کو رفع کر دینا بھی ضروری ہے۔ شادی بیاہ کے معاملہ میں اسلامی قانون کفو کو جو اہمیت دیتا ہے اس کو بعض لوگ اس معنی میں لیتے ہیں کہ کچھ برادریاں شریف اور کچھ کمین ہیں اور ان کے درمیان مناکحت قابل اعتراض ہے۔ لیکن دراصل یہ ایک غلط خیال ہے۔ اسلامی قانون کی رو سے ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان عورت سے نکاح ہو سکتا ہے' مگر ازدواجی زندگی کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ زوجین کے درمیان عادات' خصائل' طرز زندگی' خاندانی روایات اور معاشرتی و معاشی حالات میں زیادہ سے زیادہ مطابقت ہو تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح نباہ کر سکیں۔ یہی کفاءت کا اصل مقصد ہے۔ جہاں مرد اور عورت کے درمیان اس لحاظ سے بہت زیادہ بعد ہو وہاں عمر بھر کی رفاقت نبھ جانے کی کم ہی توقع ہو سکتی ہے' اس لئے اسلامی قانون ایسے جوڑ لگانے کو ناپسند کرتا ہے' نہ اس بناپر کہ فریقین میں سے ایک شریف ہے اور دوسرا کمین ہے' بلکہ اس بناپر کہ حالات میں زیادہ بین فرق و اختلاف ہو تو شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنے میں ازدواجی زندگیوں کے ناکام ہو جانے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۹۵۔ الحجرات حاشیہ ۲۸)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ' نا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ' نا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ' عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ' فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا' فَالنَّاسُ رَجُلَانِ رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ' وَ فَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ' وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ' وَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مِنَ التُّرَابِ قَالَ اللّٰهُ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ' اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

هذا حديث غريب۔ لا نعرفه من حديث عبدالله بن دينار عن ابن عمر الا من هذا الوجه' و عبدالله بن جعفر يضعف ضعفه يحيى بن معين وغيره و هو والد على بن مدينى و فى الباب عن ابى هريرة و عبدالله بن عباس۔

② ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' ثنا اِسْمَاعِيْلُ' ثنا سَعِيْدٌ' الْجُرَيْرِيُّ' عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ' حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ' وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ' اَلَا! لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى اَعْجَمِيٍّ' وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ' وَ لَا لِاَحْمَرَ عَلَى اَسْوَدَ' وَ لَا لِاَسْوَدَ عَلَى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى' اَبَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔الخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الْكُوْفِيُّ' حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا قَيْسٌ يعنى ابْنُ الرَّبِيْعِ' عَنْ شَبِيْبِ بْنِ عَرْفَدَةَ عَنِ الْمُسْتَظِلِّ بْنِ حُصَيْنٍ' عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّكُمْ بَنُوْ آدَمَ' وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ' وَ لَيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُوْنَ بِاٰبَائِهِمْ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْجِعْلَانِ۔ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ حُذَيْفَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

④ حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ' قَالَ: ثنى ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنِ الْحَرْبِ بْنِ يَزِيْدَ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ' عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلنَّاسُ لِآدَمَ وَ حَوَّاء كَطُفِّ الصَّاعِ لَمْ يَمْلَؤُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْئَالُكُمْ عَنْ اَحْسَابِكُمْ' وَلَا عَنْ اَنْسَابِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔

⑤ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ' نا كَثِيْرُ بْنُ هِشَامٍ' نا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانٍ' عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ۔

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۶۲-۱۶۳- ابواب التفسیر- الحجرات ✿ ابن ابی حاتم- بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۱۷- الحجرات ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۱- کتاب الادب' باب فی التفاخر بالاحساب- عن ابی ہریرۃ- ابوداؤد میں اَنْتُمْ بَنُوْ اٰدَمَ' وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ ہے ✿ ابوبکر البزار نے اپنی مسند میں حضرت حذیفہ سے كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ سے روایت کا آغاز کیا ہے اور صرف وَ لَيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُوْنَ بِآبَائِهِمْ نقل کیا ہے۔ ✿ تاریخ بغداد از خطیب بغدادی ج ۶ ص ۱۸۸- عن ابی ہریرۃ ✿ شعب الایمان للبیہقی ج ۴ ص ۲۸۶- عن ابن عمر۔

② ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۱- عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم- ✿ المنصف لعبدالرزاق ج ۲ ص ۴۲- اس میں ہے يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ اُنْثٰى- الاية کے تحت فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ فَضْلٌ' وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ فَضْلٌ' وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ فَضْلٌ' وَ لَا لِاَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰى-الخ ✿ شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹- عن جابر بن عبداللہ۔

③ ✿ ابوبکر البزار فی مسندہ- بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۱۷- الحجرات۔

④ ✿ تفسیر ابن جریر ج ۱۰ پ ۲۶ ص ۸۹- الحجرات۔

⑤ ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۱۷- کتاب البروالصلۃ- باب تحریم ظلم المسلم ✿ ابن ماجہ کتاب الزہد باب القناعۃ ✿ مسلم نے ایک روایت میں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ-الخ بھی ذکر کیا ہے۔
✿ مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۵- عن ابی ہریرۃ- مسند احمد میں مسلم کی پہلی روایت والے الفاظ سے منقول ہے۔ ✿ تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۱۷- الحجرات۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیبت اور اس کے احکام

غیبت کی تعریف :

(۱) ذکرک اخاک بما یکرہ' قیل افرأیت ان کان فی اخی ما اقول' قال ان کان فیه ما تقول فقد اغتبته و ان لم یکن فیه ما تقول فقد بھته۔ (ابو داؤد' ترمذی عن ابی ھریرۃ)

"غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر ایسے طریقے سے کرے جو اس کو برا محسوس ہو۔ عرض کیا گیا کہ حضورؐ کا کیا خیال ہے اگر میرے بھائی میں واقعی وہ برائی موجود ہو؟ فرمایا اگر اس میں وہ برائی موجود ہو جس کا تو ذکر کر رہا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ برائی موجود نہیں ہے جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا"۔

اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغِيْبَةُ۔ فَقَالَ اَنْ تَذْكَرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ اَنْ يَسْمَعَ۔ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اِنْ كَانَ حَقًّا' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُلْتَ بَاطِلاً فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ۔ (امام مالک فی الموطا عن مطلب ابن عبداللہ)

[مؤطا امام مالک کتاب الجامع۔ ماجاء فی الغیبۃ]

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا غیبت کیا چیز ہے؟ فرمایا یہ کہ تو کسی چیز کا ذکر اس طرح کرے کہ اگر وہ سنے تو اسے برا معلوم ہو۔ ⓘ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ بات حق ہو؟ فرمایا اگر تو باطل کہے تو یہی بہتان ہے۔

غیبت پر وعید :

(۲) فما نلتما من عرض اخیکما انفا اشد من اکل منه۔

ابھی ابھی آپ لوگ اپنے بھائی کی عزت پر جو حرف زنی کر رہے تھے وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بہت زیادہ بری تھی۔ (ابو داؤد' کتاب الحدود باب رجم ماعز)

پس منظر : ماعز بن مالک اسلمی کو زنا کے جرم میں جب رجم کر دیا گیا تو نبی ﷺ نے راہ چلتے دو صاحبوں کو ایک

ⓘ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اس میں "پیٹھ پیچھے" کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے اس تعریف کی رو سے منہ در منہ برا کہنے پر بھی غیبت کا اطلاق ہو گا۔ دراصل لفظ غیبت میں خود پیٹھ پیچھے کا مفہوم موجود ہے' اس لئے جب غیبت کی تعریف کی حیثیت سے کوئی بات کہی جائے تو اس میں یہ مفہوم آپ سے آپ مقدر ہو گا خواہ اس کی صراحت ہو یا نہ ہو۔ (تفہیمات حصہ سوم ص ۱۰۰-۱۰۱۔ اشاعت سوم ۱۹۶۹ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے باتیں کرتے سنا۔ ان میں سے ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ "اس شخص کو دیکھو' اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا' مگراس کے نفس نے اس کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا"۔ کچھ دور آگے جاکر راستہ میں ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی۔ حضور ﷺ رک گئے اور ان دونوں اصحاب کو بلا کر فرمایا: "اتریئے اور اس گدھے کی لاش کو تناول فرمایئے"۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسے کون کھائے گا؟ تو آپؐ نے ان کو یہ وعید سنائی۔ (تفہیمات حصہ سوم ص ۱۰۴۔ اشاعت سوم ۱۹۶۹ء)

(۳) ما من امرئ یخذل امرا مسلما فی موضع تنتهک فیه حرمته و ینتقص فیه من عرضه الا خذله اللّٰه تعالٰی فی مواطن یحب فیها نصرته' و ما من امری ینصرا مرءا مسلما فی موضع ینتقص فیه من عرضه و ینتهک فیه من حرمته الا نصره اللّٰه عزو جل فی مواطن یحب فیها نصرته۔ (ابو داؤد)

اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اس کی تذلیل کی جارہی ہو اور اس کی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو تو اللہ تعالٰی بھی اس کی حمایت ایسے مواقع پر نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر کرتا ہے۔ جہاں اس کی عزت پر حملہ کیا جارہا ہو اور اس کی تذلیل و توہین کی جارہی ہو تو اللہ عزوجل اس کی مدد ایسے مواقع پر کرتا ہے۔ جہاں وہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کرے۔

تشریح: غیبت کی تعریف (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) یہ ہے کہ "آدمی کس شخص کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کہے جو اگر اسے معلوم ہو تو اس کو ناگوار گزرے"۔ یہ تعریف نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ مندرجہ بالا پہلی اور دوسری احادیث کی رو سے اس تعریف میں تھوڑا سا فرق ہے۔ مگر حقیقت ایک ہی ہے۔ ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے خلاف اس کے پیچھے جھوٹا الزام لگانا بہتان ہے اور اس کے واقعی عیوب بیان کرنا غیبت۔ یہ فعل خواہ صریح الفاظ میں کیا جائے یا اشارہ و کنایہ میں' بہرصورت حرام ہے۔ اسی طرح یہ فعل خواہ آدمی کی زندگی میں کیا جائے یا اس کے مرنے کے بعد دونوں صورتوں میں اس کی حرمت یکساں ہے۔

استثنائی صورتیں :

اس حرمت سے مستثنیٰ صرف وہ صورتیں ہیں جن میں کسی شخص کے پیٹھ پیچھے' یا اس کے مرنے کے بعد اس کی برائی بیان کرنے کی کوئی ایسی ضرورت لاحق ہو جو شریعت کی نگاہ میں ایک صحیح ضرورت ہو' اور وہ ضرورت غیبت کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو' اور اس کے لیے اگر غیبت نہ کی جائے تو غیبت کی بہ نسبت زیادہ بڑی برائی لازم آتی ہو۔

حضور ﷺ کے ارشادات بالا میں سے ایک میں "ناحق" غیبت کرنے کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اس ارشاد میں "ناحق" کی قید یہ بتاتی ہے کہ "حق" کی بنا پر ایسا کرنا جائز ہے۔ پھر خود نبی ﷺ ہی کے طرز عمل میں ہم کو چند نظیریں ایسی ملتی ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ "حق" سے مراد کیا ہے اور کس قسم کے حالات میں غیبت بقدر ضرورت جائز ہو سکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

مثلاً بدو نے جب صرف محمد ﷺ کو اور اپنے آپ کو خدا کی رحمت میں شریک کرنے کی دعا کی اور کہا کہ خدایا باقی لوگوں کو اس میں شریک نہ کر تو حضور ﷺ کو اس کی پیٹھ پیچھے یہ بات کہنی پڑی کہ "تم لوگ کیا کہتے ہو' یہ شخص زیادہ نادان ہے یا اس کا اونٹ؟ تم نے سنا نہیں کہ یہ کیا کہہ رہا تھا" کیونکہ وہ سلام پھیرتے ہی جا چکا تھا۔ اس نے چونکہ حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک بہت غلط بات کہہ دی تھی اور آپ کا اس پر خاموش رہ جانا کسی شخص کو اس غلط فہمی میں ڈال سکتا تھا کہ ایسی بات کہنا کس درجہ میں جائز ہو سکتا ہے' اس لئے ضروری تھا کہ آپؐ اس کی تردید فرمائیں۔

ایک حدیث میں نکاح کے معاملے میں عورت نے مشورہ مانگا' تو چونکہ ایک خاتون کے لئے مستقبل کی زندگی کا مسئلہ درپیش تھا اور حضورؐ سے انہوں نے مشورہ طلب کیا تھا۔ اس حالت میں آپؐ نے ضروری سمجھا کہ دونوں صاحبوں کی جو کمزوریاں آپؐ کے علم میں ہیں وہ انہیں بتا دیں۔

پھر ایک حدیث حضور ﷺ نے ایک شخص کو برا آدمی کہا اور پھر اس سے اچھی طرح گفتگو کی۔ اس واقعہ پر غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ حضور ﷺ نے اس شخص کے متعلق بری رائے رکھنے کے باوجود اس کے ساتھ اچھی طرح بات کی تو اس لئے کی کہ آپ کا اخلاق اسی کا تقاضا کرتا تھا۔ لیکن آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ آپ کے گھر والے آپ کو اس سے مہربانی برتتے دیکھ کر کہیں اسے آپ کا دوست نہ سمجھ لیں اور بعد میں کسی وقت وہ اس کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ اس لئے آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو خبردار کر دیا کہ وہ اپنے قبیلے کا بہت برا آدمی ہے۔

ایک موقع پر حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ "ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں۔ مجھے اور میرے بچوں کو اتنا نہیں دیتے جو ضرورت کے لئے کافی ہو۔ (بخاری و مسلم) شوہر کی غیر موجودگی میں یہ اگرچہ غیبت تھی' مگر حضور ﷺ نے اس کو جائز رکھا' کیونکہ مظلوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ظلم کی شکایت کسی ایسے شخص کے پاس لے جائے جو اس کو رفع کرا سکتا ہو۔

جائز صورتیں:

سنت رسول اللہ ﷺ کی ان نظیروں سے استفادہ کر کے فقہاء و محدثین نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ غیبت صرف اس صورت میں جائز ہے جبکہ ایک صحیح (یعنی شرعاً صحیح) غرض کے لیے اس کی ضرورت ہو اور وہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو۔ پھر اسی قاعدے پر بنا رکھتے ہوئے علماء نے غیبت کی حسب ذیل صورتیں جائز قرار دی ہیں۔

(۱) ظالم کے خلاف مظلوم کی شکایت ہر اس شخص کے سامنے جس سے وہ یہ توقع رکھتا ہو کہ وہ ظلم کو دفع کرنے کے لئے کچھ کر سکتا ہے۔

(۲) اصلاح کی نیت سے کسی شخص یا گروہ کی برائیوں کا ذکر ایسے لوگوں کے سامنے جن سے یہ امید ہو کہ وہ ان برائیوں کو دور کرنے کے لئے کچھ کر سکیں گے۔

(۳) استفتاء کی غرض سے کسی مفتی کے سامنے صورت واقعہ بیان کرنا جس میں کسی شخص کے کسی غلط فعل کا ذکر آ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔

(۴) لوگوں کو کسی شخص یا اشخاص کے شر سے خبردار کرنا تاکہ وہ اس کے نقصان سے بچ سکیں مثلاً راویوں، گواہوں اور مصنفوں کی کمزوریاں بیان کرنا بالاتفاق جائز ہی نہیں واجب ہے کیونکہ اس کے بغیر شریعت کو غلط روایتوں کی اشاعت سے، عدالتوں کو بے انصافی سے اور عوام یا طالبان علم کو گمراہیوں سے بچانا ممکن نہیں ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص کسی سے شادی بیاہ کا رشتہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی کے پڑوس میں مکان لینا چاہتا ہو، یا کسی سے شرکت کا معاملہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی کو اپنی امانت سونپنا چاہتا ہو اور آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہو اور آپ سے مشورہ لے تو آپ کے لئے واجب ہے کہ اس کا عیب و صواب اسے بتا دیں تاکہ ناواقفیت میں وہ دھوکا نہ کھائے۔

(۵) ایسے لوگوں کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا اور ان کی برائیوں پر تنقید کرنا جو فسق و فجور پھیلا رہے ہوں، یا بدعات اور گمراہیوں کی اشاعت کر رہے ہوں، یا خلق خدا کو بے دینی اور ظلم و جور کے فتنوں میں مبتلا کر رہے ہوں۔

(۶) جو لوگ کسی برے لقب سے اس قدر مشہور ہو چکے ہوں وہ اس لقب کے سوا کسی اور لقب سے پہچانے نہ جا سکتے ہوں ان کے لئے وہ لقب استعمال کرنا بغرض تعریف نہ کہ بغرض تنقیص۔ ○

ان مستثنیٰ صورتوں کے ماسوا پیٹھ پیچھے کسی کی بدگوئی کرنا۔ مطلقاً حرام ہے۔ یہ بدگوئی اگر سچی ہو تو غیبت ہے، جھوٹی ہو تو بہتان ہے، اور دو آدمیوں کو لڑانے کے لئے ہو تو چغلی ہے۔ شریعت ان تینوں چیزوں کو حرام کرتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ اس کے سامنے کسی شخص پر جھوٹی تہمت لگائی جا رہی ہو تو وہ اس کو خاموشی سے نہ سنے بلکہ اس کی تردید کرے، اور اگر کسی جائز شرعی ضرورت کے بغیر کسی کی واقعی برائیاں بیان کی جا رہی ہوں تو اس فعل کے مرتکبین کو خدا سے ڈرائے اور اس گناہ سے بچنے کی تلقین کرے۔ (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں فرمان نبویؐ ہے)۔

رہا غیبت کرنے والا تو جس وقت بھی اسے احساس ہو جائے کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے یا کر چکا ہے، اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ اللہ سے توبہ کرے اور اس حرام فعل سے رک جائے اس کے بعد دوسرا فرض اس پر یہ عائد ہوتا ہے کہ حتی الامکان اس کی تلافی کرے۔ اگر اس نے کسی مرے ہوئے آدمی کی غیبت کی ہو تو اس کے حق میں کثرت سے دعائے مغفرت کرے۔ اگر کسی زندہ آدمی کی غیبت کی ہو اور وہ خلاف واقعہ بھی ہو تو ان لوگوں کے سامنے اس کی تردید کرے جن کے سامنے وہ پہلے یہ بہتان تراشی کر چکا ہے۔ اور اگر سچی غیبت کی ہو تو آئندہ پھر کبھی اس کی برائی نہ کرے اور اس شخص سے معافی مانگے جس کی اس نے برائی کی تھی علماء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ معافی صرف اس صورت میں مانگنی چاہئے جبکہ اس شخص کو اس کا علم ہو چکا ہو، ورنہ صرف توبہ پر اکتفا کرنا چاہئے، کیونکہ اگر وہ شخص بے خبر ہو اور غیبت کرنے والا معافی مانگنے کی خاطر اسے جا کر یہ بتائے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی تو یہ چیز اس کے لئے اذیت کی موجب ہو گی۔

(تفہیم القرآن ج ۵ ص ۹۰۔ الحجرات حاشیہ ۲۶)

○ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتح الباری جلد ۱۰ ص ۳۶۲۔ شرح مسلم للنووی، باب تحریم الغیبۃ۔ ریاض الصالحین، باب یباح من الغیبۃ۔ احکام القرآن للجصاص و روح المعانی، تفسیر آیت ﴿ ولا یغتب بعضکم بعضا ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استثناء کی بنیاد:

④ عن سعید بن زید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان من اربی الربا الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق۔ (ابو داؤد۔ کتاب الادب)

سعید بن زید نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدترین زیادتی مسلمان کی عزت پر حرف زنی کرنا ہے بغیر حق کے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ان من اکبر الکبائر استطالة المرء فی عرض رجل مسلم بغیر حق کے الفاظ ہیں۔ یعنی سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ بغیر حق کے مسلمان کی عزت و آبرو پر حرف زنی کرے۔

تشریح: یہ "بغیر حق کے" کی تاکید اس بات کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ بربنائے حق ایسا کرنا جائز ہے۔ پھر اس حق کی تشریح حضور ﷺ کی سنت کے بعض نظائر اس طرح کرتے ہیں۔

⑤ اتقولون ھو اضل ام بعیرہ۔ الم تسمعوا الی ماقال؟ قالوا بلٰی۔

تم لوگ کیا کہتے ہو؟ یہ شخص زیادہ نادان ہے یا اس کا اونٹ؟ تم نے سنا نہیں یہ کیا کہہ رہا تھا؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔

پس منظر: ایک اعرابی آ کر حضور ﷺ کے پیچھے نماز میں شریک ہوا اور نماز ختم ہوتے ہی یہ کہتا ہوا چل دیا کہ "خدایا مجھ پر رحم کر اور محمدؐ پر، اور ہم دونوں کے سوا کسی کو اس رحمت میں شریک نہ کر"۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا۔ اتقولون ھو اضل ام بعیرہ۔ الم تسمعوا الی ما قال۔ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ یہ شخص زیادہ نادان ہے، یا اس کا اونٹ؟ تم نے سنا نہیں یہ کیا کہہ رہا تھا۔

⑥ ان شرالناس منزلةً عنداللّٰہ یوم القیامة من ودعه او ترکه الناس اتقاء فحشه۔ (بخاری و مسلم)

"خدا کے نزدیک قیامت کے روز بدترین مقام اس شخص کا ہو گا جس کی بدزبانی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں"۔

تشریح: حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کے ہاں تھے کہ ایک شخص نے آ کر ملاقات کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "یہ اپنے قبیلے کا بہت برا آدمی ہے۔ پھر آپؐ باہر تشریف لے گئے اور اس سے بڑی نرمی کے ساتھ بات کی۔ گھر میں جب واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا آپؐ نے تو اس سے بڑی نرمی کے ساتھ بات کی حالانکہ جاتے وقت آپ نے اس کے متعلق وہ کچھ کہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ خدا کے نزدیک قیامت کے روز بدترین مقام اس شخص کا ہو گا جس کی بدزبانی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

⑦ اما معاویة فصعلوک لامال له اما ابوجھم فضراب للنساء۔ (بخاری و مسلم)

"معاویہ مفلس ہیں اور ابوجہم بیویوں کو بہت مارا کرتے ہیں"۔

فاطمہ بنت قیس کی روایت ہے کہ حضرت معاویہ اور ابوجہم نے ان کو نکاح کا پیغام دیا انہوں نے حضور ﷺ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رائے پوچھی تو آپؐ نے ان کے متعلق مندرجہ بالا رائے کا اظہار فرمایا۔

ابوسفیان کی بیوی ہند نے آکر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں مجھے اور میری اولاد کو اتنا نہیں دیتے جو ضروریات کے لئے کافی ہو"۔ ⑧ (بخاری و مسلم)

غیبت مباحہ کی صورتیں :

اس طرح کی نظیروں سے فقہاء و محدثین نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ جس "حق" کی بنا پر آدمی کی برائی کرنا جائز ہے اس سے مراد وہ حقیقی ضروریات ہیں جس کے لئے ایسا کرنے کے سوا چارہ نہ ہو۔ پھر اس قاعدے کی بنا پر وہ تعین کے ساتھ چند صورتیں بیان کرتے ہیں کہ ان میں غیبت کی جا سکتی ہے۔ (تفہیمات حصہ سوم ۱۰۶-۱۰۷۔ اشاعت سوم ۱۹۶۹)

تخریج :

① ⟸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَ قُتَيْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا: نا اِسْمَاعِيْلُ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيْلَ: اَفَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔

② ⟸ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثنا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبُوالزُّبَيْرِ، اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الصَّامِتِ ابْنِ عَمِّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: جَاءَ الْاَسْلَمِيُّ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَنَّهُ اَصَابَ امْرَاَةً حَرَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فَقَالَ: اَنِكْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَتّٰى غَابَ ذَالِكَ مِنْكَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَمَا يَغِيْبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحَلَةِ وَالرِّشَاءِ فِي الْبِئْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرٰى مَا الزِّنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَاْتِي الرَّجُلُ مِنْ امْرَاَتِهِ حَلَالًا، قَالَ: فَمَا تُرِيْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟ قَالَ: اُرِيْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِيْ، فَاَمَرَبِهِ، فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِهِ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ماعز بن مالک) اسلمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چار بار اس کا اقرار کیا کہ اس نے حرام طور پر کسی عورت سے جماع کیا۔ ہر مرتبہ نبی ﷺ نے اپنا رخ دوسری جانب پھیر لیا۔ مگر پانچویں مرتبہ اس کے اقرار پر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کیا تو نے اس عورت سے جماع کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے بطور وضاحت پوچھا کہ جماع اس طرح کیا کہ تمہارا عضو مخصوص اس کی شرمگاہ میں داخل ہوا۔ اس نے اقرار کیا کہ ہاں (اسی طرح ہوا) مزید وضاحت کے طور پر آپ نے فرمایا تمہارا عضو مخصوص اس کی شرمگاہ میں اس طرح غائب ہوا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنوئیں میں داخل ہو کر غائب ہو جاتی ہے وہ بولا ہاں (اسی طرح) پھر آپ نے اس سے دریافت فرمایا تجھے معلوم ہے زنا کسے کہتے ہیں۔ وہ بولا ہاں مجھے معلوم ہے۔ میں نے اس عورت سے حرام طور پر وہی فعل کیا جو مرد حلال طور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِصَاحِبِهٖ: اُنْظُرْ اِلٰى هٰذَا الَّذِىْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰى مَرَّ بِجِيْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهٖ، فَقَالَ: اَيْنَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ؟ فَقَالَا: نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِنْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ، فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَنْ يَاْكُلُ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِيْكُمَا اٰنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِنْهُ، وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِىْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْقَمِسُ فِيْهَا۔

پر اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا' اچھا اب تمہارا اس گفتگو سے کیا مطلب ہے (تم کیا چاہتے ہو) اس نے عرض کیا بس پاک ہونا چاہتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے حکم صادر فرما دیا کہ (اسے سزائے رجم دے دی جائے) چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے دو آدمیوں کو باہم گفتگو کرتے سنا ایک اپنے دوسرے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ اس شخص کو دیکھو۔ اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا' مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا۔ آپ یہ سن کر خاموش رہے۔ کچھ دور آگے جا کر راستہ میں ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی۔ (آپ رک گئے) اور دونوں اصحاب کو بلا کر فرمایا اتریئے اور اس گدھے کی سڑی ہوئی لاش تناول فرمایئے۔ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسے بھلا کون کھائے گا۔ اس پر آپ نے فرمایا ابھی تم دونوں نے اپنے بھائی کی جو عیب جوئی کی وہ اس کے کھانے سے زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ماعز تو اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

(٣) ⇐ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ الصَّبَّاحِ، ثنا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ، اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اِسْمَاعِيْلَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَ اَبَاطَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِىَّ يَقُوْلَانِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنِ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِىْ مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهٗ وَ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ فِىْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ، وَ مَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِىْ مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ وَ يُنْتَهَكُ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ مِنْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهٗ۔

(٤) ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، ثنا اَبُوالْيَمَانِ، ثنا شُعَيْبٌ، ثنا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِىْ حُسَيْنٍ، ثنا نَوْفَلُ بْنُ مُسَاحِقٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةَ فِىْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اسْتِطَالَةَ الْمَرْءِ فِىْ عِرْضِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ الخ

⑤ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ' اَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ مِنْ كِتَابِهٖ' قَالَ: حَدَّثَنِىْ اَبِىْ' ثنا الْجَرِيْرِيُّ' عَنْ اَبِىْ عَبْدِاللّٰهِ الْجُشَمِيِّ' قَالَ: ثنا جُنْدَبٌ' قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ' ثُمَّ عَقَلَهَا' ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ' فَصَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' اَتٰى رَاحِلَتَهٗ' فَاَطْلَقَهَا' ثُمَّ رَكِبَ' ثُمَّ نَادٰى: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ وَ مُحَمَّدًا وَ لَا تُشْرِكْ فِىْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهٗ' اَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰى مَا قَالُوْا؟ قَالُوْا: بَلٰى۔

⑥ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ' حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ' اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهٗ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ' فَقَالَ: اِئْذَنُوْا لَهٗ' فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ اَوْ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ۔ فَلَمَّا دَخَلَ: اَلَانَ لَهٗ فِى الْكَلَامِ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهٗ فِى الْقَوْلِ' فَقَالَ: اَىْ عَائِشَةُ! اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَاللّٰهِ مَنْ تَرَكَهٗ اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ۔

⑦ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ' قَالَ: نا وَكِيْعٌ' قَالَ: نا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِى الْجَهْمِ ابْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ' قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُوْلُ: اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنٰى وَ لَا نَفَقَةً' قَالَتْ! قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ' فَاٰذَنْتُهٗ' فَخَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ وَ اَبُوْجَهْمٍ وَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَمَّا مُعَاوِيَةُ' فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهٗ' وَ اَمَّا اَبُوْجَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِّلنِّسَآءِ' وَ لٰكِنْ اُسَامَةُ' فَقَالَتْ: بِيَدِهَا هٰكَذَا اُسَامَةُ اُسَامَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَاعَةُ اللّٰهِ وَ طَاعَةُ رَسُوْلِهٖ خَيْرٌ لَّكِ' قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُهٗ' فَاغْتَبِطْتُ۔

فاطمہ بنت قیس بیان کرتی تھیں کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دیں رسول اللہ ﷺ نے نہ اسے نان و نفقہ دلایا اور نہ سکونت۔ فاطمہؓ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ (اختتام عدت پر) میں نے آپ کو اطلاع دی (اس دوران میں) مجھے معاویہ' ابوجہم اور اُسامہ نے پیغام نکاح دیا۔ (میں نے آپ سے ان کا ذکر کیا) تو آپؐ نے فرمایا کہ جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے وہ تو ایک مفلس آدمی ہے' مال و دولت اس کے پاس نہیں' اور ابوجہم تو عورتوں کو بہت مارنے پیٹنے والا ہے۔ لیکن اسامہ موزوں ہے۔ فاطمہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اسامہ اسامہ (اُسامہ کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تمہارے حق میں بہتر و مفید ہے۔ تو میں نے اسامہ سے نکاح کر لیا (یہ نکاح اتنا بہتر اور مفید ثابت ہوا کہ) عورتیں مجھ پر رشک کرنے لگیں۔

⑧ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ' حَدَّثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ' فَاَحْتَاجُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَّالِهٖ' قَالَ: خُذِىْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ○ مسلم ج ۲ ص ۳۲۲۔ کتاب البر و الصلۃ٬ باب تحریم الغیبۃ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۶۹۔ کتاب الادب٬ باب فی الغیبۃ ○ ترمذی ج ۲ ص ۱۵۔ ابواب البر والصلۃ٬ باب ماجاء فی الغیبۃ۔ ھذا حدیث حسن صحیح ○ سنن دارمی ج ۲ ص ۲۱۰۔ کتاب الرقاق٬ باب ماجاء فی الغیبۃ ○ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۵۲۔ کتاب الجامع٬ باب ماجاء فی الغیبۃ ○ مسنداحمد ج ۲ ص ۲۳۰۔ ۳۸۴۔ ۳۸۶۔ عن ابی ھریرۃ۔ ○ مؤطا میں ان رجلا سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماالغیبۃ؟ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان تذکر من المرء ما یکرہ ان یسمع٬ قال: یا رسول اللّٰہ! و ان کان حقا۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قلت باطلا فذلک البھتان۔

② ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۱۳۸۔ کتاب الحدود٬ باب رجم ماعز بن مالک۔

③ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۷۱۔ کتاب الادب٬ باب من رد عن مسلم غیبۃ۔

④ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۶۹۔ کتاب الادب٬ باب فی الغیبۃ۔

⑤ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۷۱۔ کتاب الادب٬ باب من لیست لہ غیبۃ۔

⑥ ○ بخاری ج ۲ ص ۹۰۵۔ کتاب الادب٬ باب المداراۃ مع الناس ○ بخاری ج ۲ ص ۸۹۴۔ کتاب الادب٬ باب مایجوز من اغتیاب اھل الفساد والریب ○ مسلم ج ۲ ص ۳۲۲۔ کتاب البر والصلۃ باب مداراۃ من یتقی فحشہ ○ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۔ ابواب البر والصلۃ۔ باب ماجاء فی المداراۃ ○ ابوداؤد ج ۴ ص ۲۵۰۔ کتاب الادب٬ باب فی حسن العشرۃ۔

⑦ ○ مسلم ج ۱ ص ۴۸۵۔ کتاب الطلاق٬ باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا ○ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۶۔ کتاب الطلاق٬ باب فی نفقۃ المبتوتۃ۔ ابوداؤد میں اما ابوجھم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ٬ و اما معاویۃ فصعلوک لامال لہ نقل کیا ہے ○ ترمذی ج ۱ ص ۲۱۵۔ ابواب النکاح٬ باب ماجاء ان لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ۔ ترمذی نے اما ابوجھم فرجل لا یرفع عصاہ عن النساء۔ الخ ○ فمعنی ھذا الحدیث عندنا واللّٰہ اعلم۔ ان فاطمۃ لم تخبرہ برضاھا بواحد منھما فلو اخبرتہ لم یشر علیھا بغیر الذی ذکرتہ ○ نسائی ج ۶ ص ۷۵۔ کتاب النکاح٬ باب اذا استشارت المرأۃ رجلا فیمن یخطبھا۔ ابوداؤد کی روایت والے الفاظ۔ ○ ابن ماجہ۔ کتاب النکاح باب ۱۰ لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ۔ ابن ماجہ نے اما معاویہ فرجل ترب لامال لہ نقل کیا ہے ○ مسند احمد ج ۶ ص ۴۱۲۔

⑧ ○ بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۴۔ کتاب الاحکام٬ باب القضاء علی الغائب ○ بخاری ج ۲ ص ۸۰۸۔ کتاب النفقات٬ باب اذا لم ینفق الرجل۔ فللمرأۃ ان تاخذ بغیر علمہ ما یکفیھا وولدھا بالمعروف اور ص ۸۰۷ پر باب نفقۃ المرأۃ اذا غاب عنھا زوجھا و نفقۃ الولد ○ بخاری نے ص ۸۰۷ پر اِنَّ اَبَا سُفْیَانُ رَجُلٌ مِسِّیْکٌ نقل کیا ہے ○ بخاری ج ۱ ص ۲۹۴۔ کتاب البیوع٬ باب من اجری امر الامصار علی ما یتعارفون بینھم ○ نسائی ج ۸ ص ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ کتاب القضاۃ باب قضاء الحاکم علی الغائب اذا عرفہ ○ ابن ماجہ کتاب التجارات٬ باب ۶۵ ما للمرأۃ من مال زوجہا ○ سنن دارمی ج ۲ ص ۸۲۔ کتاب النکاح٬ باب فی وجوب نفقۃ الرجل علی اھلہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیبت کے مسئلے میں بحث کا ایک اور رخ

اسی مسئلے سے متعلق ایک اور صاحب نے لکھا ہے۔

"آپ نے ماہ جون ۵۹ء کے ترجمان میں غیبت کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے خطیب بغدادی کی کتاب الکفایہ فی علم الروایہ سے بعض ائمہ جرح و تعدیل کے جو اقوال نقل کئے ہیں ان کے سلسلے میں ایک بزرگ نے آپ پر بددیانتی کا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے خطیب کی کتاب کے اسی باب کی عبارتیں نقل کرکے بتایا ہے کہ خطیب کا نقطہ نظر تو آپ کی رائے کے بالکل خلاف ہے مگر آپ نے ان کی وہ ساری عبارات چھوڑ کر اس میں سے صرف اپنے مطلب کے بعض اقوال نکال لئے۔ اس معاملہ میں آپ اپنی پوزیشن واضح کر دیں"۔

میرے جس مضمون کا آپ حوالہ دے رہے ہیں اسے پھر پڑھ کر دیکھ لیجئے' اس میں میں نے کہیں بھی خطیب بغدادی کی آراء سے کوئی استناد نہیں کیا ہے اور نہ ان کو اپنا ہم خیال ظاہر کیا ہے۔ مجھے جب ایک مسئلے کا حکم صاف صاف حدیث میں ملتا ہو تو اس میں خطیب بغدادی' یا ان سے بھی بڑے کسی شخص کی رائے کو آخر میں کیا وزن دے سکتا ہوں۔ میں نے صرف ایک راوی کی حیثیت سے بعض ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال ان کی کتاب سے نقل کئے ہیں۔ ان کی اپنی رائے کو میں سند کے طور پر پیش کرتا تو البتہ یہ بددیانتی ہوتی۔

مگر جو بزرگ دوسروں پر بددیانتی کا الزام عائد فرماتے ہیں ان کی اپنی دیانت سے صرف دو نمونے ملاحظہ ہوں۔ یہ دونوں نمونے اسی مضمون میں موجود ہیں جس کا حوالہ آپ دے رہے ہیں۔

انہوں نے علامہ ابن حجرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ "اس کے (یعنی غیبت کے) ایک اور پہلو کو کھولتے ہیں' وہ یہ کہ و ھو ان یذکرہ فی غیبتہ بما فیہ مما یسوءہ قاصدًا بذالک الافساد۔ یعنی اس برائی کے ذکر سے مقصود درحقیقت فساد ڈلوانا ہو۔ دوسرے الفاظ میں اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ حافظ ابن حجر غیبت کے غیبت ہونے کے لئے یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کا محرک فاسد ہو"۔

اب ذرا فتح الباری جلد دہم صفحہ ۳۶۱ ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں علامہ ابن حجرؒ کی اصل عبارت یوں ہے۔ الغیبة قد توجد فی بعض صور النمیمة و ھو ان یذکرہ فی غیبة بما فیہ مما یسوءہ قاصدا بذالک الافساد۔ یعنی "غیبت نمیمہ (چغلی) کی بھی بعض صورتوں میں پائی جاتی ہے' اور وہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے پیٹھ پیچھے اس کا کوئی واقعی عیب فساد ڈلوانے کی نیت سے بیان کرے جسے اگر وہ سنے تو اسے ناگوار ہو"۔ اس عبارت میں علامہ موصوف غیبت کی نہیں چغلی کی تعریف بیان کر رہے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر آدمی کے پیٹھ پیچھے محض برائی کے ساتھ ذکر کیا جائے تو یہ غیبت ہے' اور اگر فساد ڈلوانے کے ارادے سے ایسا کیا جائے تو یہ چغلی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی زیادہ عجیب نمونہ' دیانت وہ ہے جو انہوں نے ماعز بن مالک اسلمی کے قصے میں پیش فرمایا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ ماعز کا قصہ مسلم کے جس باب (یعنی باب من اعترف علی نفسہ بالزنا) میں آیا ہے اس کی ساری احادیث انہوں نے ملاحظہ فرمائی ہیں۔ اور ان تمام احادیث کے ملاحظہ سے جو کچھ انہیں معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ "واقعہ رجم کے بہت پہلے سے ان کی شہرت بڑی خراب تھی اور وہ اپنی بعض شدید قسم کی کمزوریوں کے باعث نبی ﷺ اور صحابہ کی نگاہوں سے بالکل گر چکے تھے۔ لیکن بدکاری کی سزا اسلام میں چونکہ بڑی ہی سخت ہے اس وجہ سے جب تک یہ صاف طور پر قانون کی گرفت میں نہ آگئے اس وقت تک ان کے خلاف نبی ﷺ نے کوئی کارروائی نہیں کی"۔

اب ذرا مسلم کے اسی باب کو نکال کر دیکھئے جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ اس میں ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ جب ماعز نے حضور ﷺ کے سامنے چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا تو آپ نے ان کی قوم سے پوچھا کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ انہوں نے کہا ما نعلم به باسًا الا انه اصاب شيئًا يرى انه لا يخرجه منه الا ان يقام فيه الحد (اس کے اندر کوئی خرابی ہمارے علم میں نہیں ہے۔ بس اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو گیا ہے جس کے متعلق اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کے وبال سے نہیں نکل سکتا جب تک کہ اس پر حد جاری نہ ہو جائے)۔ اسی معاملہ کے متعلق عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے ماعز کی قوم کے لوگوں سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا ما نعلمه الا وفى العقل من صالحينا فيما نرىٰ (ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ اس کی عقل بالکل درست ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ ہمارے صالح لوگوں میں سے ہے)۔ دوسری مرتبہ پھر آپ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا لاباس به ولا بعقله (نہ اس میں کوئی خرابی ہے اور نہ اس کی عقل میں)۔ سوال یہ ہے کہ آخر مسلم کی کس روایت سے صاحب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ ماعز بن مالک کی شہرت پہلے سے بڑی خراب تھی' اور وہ حضور کی اور صحابہ کی نگاہوں سے 'بالکل گر چکے تھے اور انہیں سزا دینے کے لئے صرف اس بات کے منتظر تھے کہ یہ پوری طرح قانون کی گرفت میں آجائیں؟

یہ پوری عمارت جس بنیاد پر کھڑی کی گئی ہے وہ صرف یہ ہے "اس سزا کے فوراً بعد حضورؐ نے ایک خطبہ دیا جس میں ان کے خراب کردار کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا او كلما انطلقنا غزاة فى سبيل الله تخلف رجل فى عيالنا له نبيب كنبيب التيس--- کم و بیش اسی مضمون کی چار روایتیں امام مسلم نے نقل کی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ماعز کے اخلاق و کردار کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم اور نبی ﷺ کے علم میں کیا باتیں موجود تھیں"۔

اول تو یہ بات ہی رسول اللہ ﷺ کی عادت اور مزاج کے خلاف ہے کہ کسی مسلمان کو موت کی سزا دے چکنے کے بعد فوراً ہی اٹھ کر مجمع عام میں اس کی مذمت فرماتے۔ اس لئے سیرت پاک پر معمولی نظر رکھنے والا آدمی بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ کی تقریر کا وہ مطلب نہیں لے سکتا جو صاحب موصوف نے لیا ہے۔ پھر حدیث کے الفاظ بھی اس معاملہ میں واضح نہیں ہیں کہ اس کلام سے مقصود ماعز کی مذمت تھی۔ مسلم کی جن چار روایتوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان سب کو پڑھ کر دیکھ لیا جائے ان میں سے کسی میں بھی اشارہ اس طرف نہیں ہے کہ ہر جہاد کے موقع پر ماعز بن مالک ہی وہ شخص تھے جو مجاہدین کے پیچھے ان کی عورتوں کو خراب کرنے کی فکر میں پھرتے رہتے تھے۔ بلکہ ان سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے جرم میں رجم کی پہلی سزا دینے کے بعد حضورؐ نے اپنے خطبے میں مدینے کے ان لوگوں کو متنبہ کرنا چاہا تھا جو غزوات کے موقع پر مجاہدین کے چلے جانے کے بعد ان کے گھروں کے چکر کاٹا کرتے تھے۔ آپ نے اس نفسیاتی موقع پر جب کہ سارا مدینہ سنگ ساری کی اس ہولناک سزا پر لرز اٹھا تھا ان کو نوٹس دیا کہ اب یہاں یہ سخت فوجداری قانون نافذ ہو چکا ہے' آئندہ جو شخص بھی یہ حرکت کرے گا اسے وہی سزا دی جائے گی جو آج ماعز کو دی گئی ہے۔ صرف اتنی سی بات کہ حضور ﷺ نے تخلف رجل کے الفاظ استعمال کئے تھے' یہ نتیجہ نکالنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ اس رجل (ایک شخص) سے مراد ماعز ہی تھے۔ دوسری روایات میں احدھم یا احدکم (تم میں سے یا ان لوگوں میں سے کوئی شخص) کے الفاظ آئے ہیں اور ماعز کے متعلق پورے ذخیرۂ حدیث و رجال میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے اوباش لوگوں میں سے تھے۔ اس کے برعکس ان کے حق میں تو ان کی قوم کی مثبت شہادت یہ موجود تھی کہ وہ ایک صالح آدمی ہیں اور احیاناً ان سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اسی بنا پر محدثین نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور ان کے سزا یافتہ ہونے کے باوجود عبداللہ بن ماعز کے واسطے سے ان کی روایت حدیث قبول کی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر وہ ایک اوباش آدمی ہوتے اور مجاہدین کے پیچھے ان کی عورتوں کی عصمت کے درپے رہنے والے ہوتے تو انہیں صحابی ماننے اور ان کی روایت قبول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے "ماعز کے رجم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ اس شخص کے گناہوں نے اس کو اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ آخر کار یہ شخص تباہ ہو کے رہا۔ ان لوگوں کے نزدیک ماعز کے اقرار جرم اور ان کے اظہار توبہ کی کوئی اہمیت نہ تھی' ان چیزوں کو یہ لوگ آب از سرگزشت کے بعد کی بے سود باتیں سمجھتے تھے اور ماعز کے خلاف ان لوگوں کو جو غصہ تھا ان پر وہ بدستور قائم تھے"۔

اس عبارت کی بنیاد حدیث کی جس عبارت پر رکھی گئی ہے وہ صاحب موصوف نے خود نقل فرمائی ہے کہ قائل یقول لقد ھلک لقد احاطت بہ خطیئتہ۔ اس کا صحیح ترجمہ تو یہ ہے کہ "کوئی کہتا تھا یہ شخص ہلاک ہو گیا۔ اس کو اس کے گناہ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا"۔ لیکن موصوف نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے "ایک گروہ کہتا تھا یہ شخص برباد ہو گیا' اس کو اس کے گناہوں نے اپنے گرداب میں لے لیا۔" خطیئہ کا ترجمہ "گناہ" کیا جاتا تو یہ نظریہ ٹھیر نہ سکتا تھا کہ ماعز پہلے سے سخت بدکار آدمی تھے اور صحابہ ان کے خلاف غصے میں بھرے بیٹھے تھے اس لئے اس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطایا فرض کر کے ترجمہ "گناہوں" کر دیا گیا تاکہ اس جرم زنا کے بجائے بہت سے اس طرح کے جرائم اس صحابی کے ذمہ ڈالے جائیں جس کے مغفور اور جنتی ہونے کی خبر خود نبی ﷺ نے دی ہے اور جس غریب کو دنیا سے رخصت ہوئے آج پونے چودہ سو برس گذر چکے ہیں۔

اس کے بعد جن لوگوں نے ماعز کے بارے میں یہ رائے زنی کی تھی کہ "اس شخص کو دیکھو' اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا"۔ ان کے بارے میں فرمایا جاتا ہے۔ "ان کی رائے زنی کی نوعیت ہمدردانہ اظہار افسوس کی نہیں تھی بلکہ یہ لوگ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں' ماعز کی پچھلی خراب شہرت کی بنا پر ان کے بارے میں نہایت سخت رائے رکھتے تھے اور ان کے اعتراف جرم کے معاملے کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ اس وجہ سے زیر بحث رائے زنی میں صرف تحقیر و تذلیل ہی کا جذبہ نہیں بلکہ نہایت شدید قسم کی نفرت و بیزاری کا جذبہ بھی موجود ہے"۔

اس زیر بحث رائے زنی کے الفاظ آپ کے سامنے موجود ہیں۔ کیا ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ماعز کی خراب شہرت کی بنا پر ان کے بارے میں نہایت سخت رائے رکھتے تھے اور ان سے سخت متنفر اور بیزار تھے' اور یہ سمجھتے تھے کہ ایسے برے آدمی کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا؟ اگر ان کے جذبات یہی ہوتے تو انہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ اس شخص کا پردہ اللہ نے ڈھانک دیا تھا مگر یہ نہ مانا؟ ان الفاظ کا مطلب آخر اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ چاہتے تھے کہ جب اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا اور کوئی شہادت اس کے خلاف موجود نہ تھی تو یہ اس پردے کو ڈھکا رہنے دیتا اور خواہ مخواہ بار بار اعتراف جرم کر کے سزا نہ پاتا۔ کیا اس شخص کے سزا سے بچ جانے کی یہ خواہش جو ان کے الفاظ سے ظاہر ہو رہی ہے ان لوگوں کے دل میں اس لئے تھی کہ وہ ماعز کی پچھلی بدکاریوں کے باعث ان سے سخت بیزار تھے اور مطمئن تھے کہ یہ شخص ٹھیک کیفر کردار کو پہنچ گیا؟

میں اس کارنامے پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ محض اپنے ایک نظریئے کو سہارا دینے کے لئے کس طرح ایک پوری داستان گھڑ دی گئی ہے اور صحیح مسلم کو آلۂ کار بنا کر ایک صحابی تک کو بدترین الزامات کا ہدف بنا دینے میں تامل نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تو ہر اس الزام پر آدمی کو صبر کرنا ہی چاہئے جو صاحب موصوف کی طرف سے اس پر لگایا جائے۔ (ترجمان القرآن۔ اکتوبر ۱۹۵۹ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشوت اور خیانت

تعریف :

رشوت کی تعریف یہ ہے کہ "جو شخص کسی خدمت کا معاوضہ پاتا ہو وہ اسی خدمت کے سلسلے میں ان لوگوں سے کسی نوعیت کا فائدہ حاصل کرے جن کے لئے یا جن کے ساتھ اس خدمت سے تعلق رکھنے والے معاملات انجام دینے کے لئے وہ مامور ہو، قطع نظر اس سے کہ وہ لوگ برضا و رغبت اسے وہ فائدہ پہنچائیں یا مجبوراً۔

موجودہ حالات ہوں یا کوئی اور قسم کے حالات، رشوت لینا تو بہرحال حرام ہے البتہ رشوت دینا صرف اس صورت میں بربنائے اضطرار جائز ہو سکتا ہے جبکہ کسی شخص کو کسی ظالم سے اپنا جائز حق حاصل نہ ہو رہا ہو اور اس حق کو چھوڑ دینا اس کو ناقابل برداشت نقصان پہنچاتا ہو اور اوپر کوئی بااختیار حاکم بھی ایسا نہ ہو جس سے شکایت کر کے اپنا حق وصول کرنا ممکن ہو۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۲۳۰)

رشوت و خیانت کا اطلاق :

(۱) عن ابی حمید الساعدی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھدایا العمال غلول۔ (مسند احمد)

ابوحمید الساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سرکاری ملازمین جو ہدیے وصول کرتے ہیں یہ خیانت ہے۔

(۲) و عنہ، قال استعمل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجلاً علی الازد یقال لہ ابن اللتبیۃ، فلما قدم قال ھذا لکم و ھذا اھدی لی، فقام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فحمداللّٰہ و اثنی علیہ ثم قال امابعد فانی استعمل الرجل منکم علی العمل مما ولانی اللّٰہ فیقول ھذا لکم و ھذا ھدیۃ اھدیت لی، افلا جلس فی بیت ابیہ و امہ حتی تاتیہ ھدیتہ ان کان صادقًا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ان ہی ابوحمید کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن اللُّتبیہ نامی ایک شخص کو قبیلہ ازد پر عامل بنا کر بھیجا۔ جب وہ وہاں سے سرکاری مال لے کر پلٹا تو بیت المال میں داخل کرتے وقت اس نے کہا کہ یہ تو ہے سرکاری مال اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا "میں تم میں سے ایک شخص کو اس حکومت کے کام میں جو اللہ نے میرے سپرد کی ہے عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو وہ آ کر مجھ سے کہتا ہے کہ یہ تو ہے سرکاری مال، اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے اگر یہ سچ ہے کہ لوگ خود ہدیے دیتے ہیں تو کیوں نہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابا اور اپنی اماں کے گھر بیٹھا رہا کہ اس کے ہدیے اسے وہیں پہنچتے رہتے۔

③ عن بريدة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من استعملناه على عمل فرزقناه رزقا فما اخذ بعد فهم غلول- (ابوداؤد)

بریدہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جس شخص کو ہم کسی سرکاری خدمت پر مقرر کر دیں اور اس کے کام کی تنخواہ دیں وہ اگر اس تنخواہ کے بعد اور کچھ وصول کرے تو یہ خیانت ہے۔

④ عن رويفع بن ثابت الانصاری ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من كان يؤمن باللّٰه و باليوم الاخر فلا يركب دابة من فئ المسلمين حتى اذا اعجفها ردها فيه' و من كان يؤمن باللّٰه واليوم الاخر فلا يلبس ثوبا من فئ المسلمين حتى اذا اخلقه رده فيه- (ابوداؤد)

رویفع بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یہ حرکت نہ کرے کہ مسلمانوں کے فے (یعنی پبلک کے مال) میں سے ایک جانور کی سواری لیتا رہے اور جب وہ بیکار ہو جائے تو اسے پھر سرکاری اصطبل میں داخل کر دے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو اس کا یہ کام بھی نہیں ہے کہ مسلمانوں کے فے میں سے ایک کپڑا برتے اور جب وہ پرانا ہو جائے تو پھر اسے واپس کر دے۔

⑤ عن عبداللّٰه ابن عمرو قال لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي والمرتشي- (ابوداؤد)

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔

⑥ عن عدی بن عميرة الكندی ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال يا ايها الناس من عمل منكم لنا على عمل فكتمنا منه مخيطًا فما فوقه فهو غل يأت به يوم القيمة- (ابوداؤد)

عدی بن عمیرۃ الکندی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! جو شخص ہماری حکومت میں کسی خدمت پر مقرر کیا گیا اور اس نے ایک تاگا یا اس سے بھی حقیر تر کوئی چیز ہم سے چھپا کر استعمال کی تو یہ خیانت ہے جس کا بوجھ اٹھاتے ہوئے وہ قیامت کے روز حاضر ہو گا۔

تشریح: ایک شخص یا اشخاص سے دوسرے شخص یا اشخاص کی طرف مال کی ملکیت منتقل ہونے کی جائز صورتیں صرف چار ہیں۔ ایک یہ کہ ہبہ یا عطیہ ہو برضا و رغبت۔ دوسرے یہ کہ خرید و فروخت ہو' آپس کی رضامندی سے۔ تیسرے' یہ کہ خدمت کا معاوضہ ہو' باہمی قرار داد سے۔ چوتھے یہ کہ میراث ہو' جو از روئے قانون ایک کو دوسرے سے پہنچے۔ ان کے سوا جتنی صورتیں انتقال ملکیت کی ہیں سب حرام ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ جو روپیہ ایک افسر یا اہل کار کسی صاحب غرض سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیتا ہے' یا جو استفادہ وہ اس مال سے کرتا ہے جو دراصل پبلک کا مال ہے اور پبلک کے کاموں کے لئے اس کے تصرف میں دیا جاتا ہے' اس کی حیثیت کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ خرید و فروخت اور میراث کی تعریف میں تو آتا نہیں۔ پھر کیا وہ ہبہ یا عطیہ ہے؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک سوال کا جواب کافی ہے۔ کیا یہ ہبہ یا عطیہ ایک اہلکار کو اس صورت میں بھی ملتا جبکہ وہ اس منصب پر نہ ہوتا' یا پنشن پر الگ ہو چکا ہوتا۔ اگر نہیں تو یہ عطیہ یا ہبہ نہیں ہے کیونکہ یہ اس کے منصب کی وجہ سے اس کے پاس آ رہا ہے نہ کہ کسی ذاتی تعلق یا محبت یا ہمدردی کی بنا پر۔ اب کیا یہ ان خدمات کا معاوضہ ہے جو ایک اہلکار اپنے منصب کے سلسلہ میں انجام دیتا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ درحقیقت معاوضہ بھی نہیں ہے۔ معاوضہ تو صرف وہ تنخواہ اور الاؤنس ہیں جو ملازم ہونے کی حیثیت سے آدمی کو ملتے ہیں۔ ان کے ماسوا جو کچھ ایک اہلکار اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے سلسلہ میں حاصل کرتا ہے وہ یا تو خیانت ہے جو پبلک فنڈ میں سے کی جاتی ہے' یا ناجائز خدمات کا معاوضہ ہے جو شرائط ملازمت کے خلاف عمل کرنے کے بدلہ میں آدمی کو ملتا ہے۔ یا جائز خدمات کا ناجائز معاوضہ ہے کیونکہ شرائط ملازمت کے حدود میں رہتے ہوئے کام کرنے کا معاوضہ تو بشکل تنخواہ آدمی پہلے ہی لے چکا ہے' اس پر پھر مزید معاوضہ حاصل کرنا صریح طور پر حرام خوری ہے۔

یہ تو تھی اصول بحث' دیکھئے کہ اس معاملہ کے شرعی احکام کیا ہیں:۔ (پہلے ذکر ہو چکے ہیں)

یہ ہیں اس مسئلے میں نبی ﷺ کے ارشادات' اور یہ اپنے مدعا میں اتنے واضح ہیں کہ ان پر کسی تشریح و توضیح کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ اپنی حرام خوری کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے پیش کرتے ہیں اور اسے اپنی زبانی --- چال بازیوں کے ذریعہ سے حلال بنانے کی کوشش کرتے ہیں' آپ ان سے کہیے کہ اگر حرام کھاتے ہو تو کم از کم اسے حرام تو سمجھو' شاید کبھی اللہ اس سے بچنے کی توفیق دے دے۔ لیکن اگر حرام کو حلال بنا کر کھایا تو تمہارے ضمیر مردہ ہو جائیں گے' پھر کبھی حرام سے بچنے کی خواہش دل میں پیدا ہی نہ ہو سکے گی۔ اور جب خدا کے ہاں حساب دینے کھڑے ہوں گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت تمہارے بدلنے سے نہیں بدل سکتی۔ حرام حرام ہی ہے خواہ تم اسے حلال بنانے کی کتنی ہی کوشش کرو۔ (رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۲۱ تا ۱۲۶۔ اشاعت بار اول ستمبر ۱۹۵۱ء)

تخریج :

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِي اَبِيْ' ثنا اِسْحَاقُ بْنُ عِيْسٰى' ثنا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ' عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَدَايَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ۔

② حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ' قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ' حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ' فَلَمَّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَاسَبَهُ' قَالَ: هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَ بَيْتِ اُمِّكَ حَتّٰى تَاْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا' ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ' فَحَمِدَاللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ' ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ' فَيَاْتِيْ اَحَدُهُمْ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُوْلُ: هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ، فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَ بَيْتِ اُمِّهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ، اِنْ كَانَ صَادِقًا۔ فَوَاللّٰهِ! لَا يَاْخُذُ كُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ: بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا جَاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الحديث

③ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ اَبُوْطَالِبٍ، ثنا اَبُوْعَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ ابْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا اَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ۔

④ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، اَلْمعنى قَالَ اَبُوْدَاؤد: و انا لحديثه أتقن، قالا: ثنا اَبُوْمُعَاوِيَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ اَبِيْ مَرْزُوْقٍ مَوْلٰى تَجِيْبٍ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيْهِ، وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَخْلَقَهٗ رَدَّهٗ فِيْهِ۔

⑤ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثنا يَحْيٰى، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ، حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ عَمِيْرَةَ الْكِنْدِيُّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَآيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِنْهُ مَخِيْطًا فَمَا فَوْقَهٗ فَهُوَ غُلٌّ يَاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَسْوَدُ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقْبِلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ: وَ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ، مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ، فَلْيَاْتِ بِقَلِيْلِهٖ وَ كَثِيْرِهٖ، فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَ (۵) وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى۔

⑥ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثنا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔

مآخذ:

① ○ مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۴ ○ ابن کثیر ج ا ص ۴۲۲۔

② ○ بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۸۔ کتاب الاحکام باب محاسبة الامام عماله ○ بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۳۔ کتاب الاحکام باب هدایا العمال ○ مسلم ج ۲ ص ۱۲۳۔ کتاب الاماره باب تحریم هدایا العمال ○ مسلم نے فانی استعمل الرجل منکم علی العمل نقل کیا ہے اور ایک روایت میں افلا قعدت فی بیت ابیک و امک کا بھی ہے ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۳۴-۱۳۵۔ کتاب الخراج والامارة، باب فی هدایا العمال۔

③ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۱۳۴۔ کتاب الخراج والامارة، باب فی ارزاق العمال۔

④ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۶۷۔ کتاب الجهاد، باب فی الرجل ینتفع من الغنیمة بالشیء۔

⑤ ○ ابوداؤد ج ۳ ص ۳۰۱۔ کتاب الاقضیة، باب فی هدایا العمال ○ مسلم ج ۲ ص ۱۲۴۔ کتاب الامارة، باب تحریم هدایا العمال ○ مسلم میں یا ایها الناس، نہیں اور فما فوقه کے بعد کان غلولاً ہے اور و ما ذاک؟ کے بجائے ما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لک؟ ذکر کیا ہے۔

⑥ ❁ ابوداؤد ج ۳ ص ۳۰۰۔ کتاب الاقضیة' باب فی کراھیة الرشوة ❁ ترمذی ج ۱ ص ۲۴۸۔ ابواب الاحکام' باب ماجاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم۔ ھذا حدیث حسن صحیح ❁ ابن ماجه کتاب الاحکام' باب ۲ التغلیظ فی الحیف والرشوة ❁ مسنداحمد ج ۲ ص ۱۶۴۔ ۱۹۰۔ ۱۹۴۔ ۲۱۲۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸ = ج ۵ ص ۲۷۹۔ ❁ ابن ماجہ نے لعنة اللّٰه علی الراشی والمرتشی نقل کیا ہے۔ ترمذی نے عبداللہ بن عمروؓ اور ابو ہریرہؓ دونوں سے روایت بیان کی ہے ابو ہریرہ کی روایت میں فی الحکم کا اضافہ ہے۔ یعنی روایت یوں ہے۔ لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الراشی والمرتشی فی الحکم۔ و فی الباب عن عبداللّٰه بن عمرو۔ وروی عن ابی سلمة عن ابیه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و لا یصح۔ و سمعتُ عبداللّٰه بن عبدالرحمٰن یقول حدیث ابی سلمة عن عبداللّٰه بن عمرو عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم احسن شیء فی ھذا الباب و اصح۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب الدعوات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱

دعا اور اس کی اہمیت و فضیلت

دعا کی حقیقت : دعا کے بارے میں یہ سمجھ لیجئے کہ دعا ایک درخواست ہی ہے جو مالک کائنات سے کی جاتی ہے۔ مالک ہر دعا کو قبول کرنے کا پابند نہیں ہے' اور نہ کوئی دعا اس شرط کے ساتھ مانگنی چاہئے کہ مالک لازماً اسے قبول ہی کرے ہمارا کام صرف اس سے التجا کرنا ہے۔ یہ اس کے مالک ہونے اور ہمارے بندہ ہونے کا عین تقاضا ہے۔ وہ قبول کرے تو اس کا کرم۔ نہ قبول کرے تو اس کو اختیار ہے۔ اگر معمولی انسانی حکومتیں بھی ہر سائل کی درخواست قبول نہیں کرتیں اور ان کے قبول نہ کرنے کی وجہ بہت سی ایسی مصلحتیں ہوتی ہیں' جنہیں سائلین نہیں جانتے' تو آخر کائنات کا نظام کیسے چل سکتا ہے اگر یہ دعا مانگنے والے کی ہر ایک دعا جوں کی توں قبول کر لی جائے۔

(مکاتیب حصہ اول ص ۱۸۱۔ مؤرخہ ۱۷۔ نومبر ۶۵ء)

روح دعا کو سمجھنے کے لئے تین باتیں : اول یہ کہ دعا آدمی صرف اس ہستی سے مانگتا ہے جس کو وہ سمیع و بصیر اور فوق الفطری اقتدار (Supernatural Powers) کا مالک سمجھتا ہے' اور دعا مانگنے کا محرک دراصل آدمی کا یہ اندرونی احساس ہوتا ہے کہ عالم اسباب کے تحت فطری ذرائع و وسائل اس کی کسی تکلیف کو رفع کرنے یا کسی حاجت کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں یا کافی ثابت نہیں ہو رہے ہیں' اس لئے کسی فوق الفطری اقتدار کی مالک ہستی سے رجوع کرنا ناگزیر ہے۔ اس ہستی کو آدمی بے دیکھے پکارتا ہے۔ ہر وقت' ہر جگہ' ہر حال میں پکارتا ہے۔ خلوت کی تنہائیوں میں پکارتا ہے۔ باآواز بلند ہی نہیں' چپکے چپکے بھی پکارتا ہے' بلکہ دل ہی دل میں اس سے مدد کی التجائیں کرتا ہے۔ یہ سب کچھ لازماً اس عقیدے کی بنا پر ہوتا ہے کہ وہ ہستی اس کو ہر جگہ ہر حال میں دیکھ رہی ہے۔ اس کے دل کی بات بھی سن رہی ہے۔ اور اس کو ایسی قدرت مطلقہ حاصل ہے کہ اسے پکارنے والا جہاں بھی ہو وہ اس کی مدد کو پہنچ سکتی ہے اور اس کی بگڑی بنا سکتی ہے۔ دعا کی اس حقیقت کو جان لینے کے بعد یہ سمجھنا آدمی کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں رہتا کہ جو شخص اللہ کے سوا کسی اور ہستی کو مدد کے لئے پکارتا ہے وہ درحقیقت قطعی اور خالص اور صریح شرک کا ارتکاب کرتا ہے' کیونکہ وہ اس ہستی کے اندر ان صفات کا اعتقاد رکھتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ اگر وہ اس کو ان خدائی صفات میں اللہ کا شریک نہ سمجھتا تو اس سے دعا مانگنے کا تصور تک کبھی اس کے ذہن میں نہ آسکتا تھا۔

دوسری بات جو اس سلسلے میں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے وہ یہ ہے کہ کسی ہستی کے متعلق آدمی کا اپنی جگہ یہ سمجھ بیٹھنا کہ وہ اختیارات کی مالک ہے' اس سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ وہ فی الواقع مالک اختیارات ہو جائے۔ مالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیارات ہونا تو ایک امر واقعی ہے جو کسی کے سمجھنے یا نہ سمجھنے پر موقوف نہیں ہے۔ جو درحقیقت اختیارات کا مالک ہے وہ بہرحال مالک ہی رہے گا' خواہ آپ اسے مالک سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اور جو حقیقت میں مالک نہیں ہے' اس کو محض یہ بات کہ آپ نے اسے مالک سمجھ لیا ہے' اختیارات میں ذرہ برابر بھی کوئی حصہ نہ دلوا سکے گی۔ اب یہ بات ایک امر واقعی ہے کہ قادر مطلق اور مدبر کائنات اور سمیع و بصیر ہستی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور وہی کلی طور پر اختیارات کا مالک ہے دوسری کوئی ہستی بھی اس پوری کائنات میں ایسی نہیں ہے جو دعائیں سننے اور ان پر قبولیت یا عدم قبولیت کی صورت میں کوئی کارروائی کرنے کے اختیارات رکھتی ہو۔ اس امر واقعی کے خلاف اگر لوگ اپنی جگہ کچھ انبیاء اور اولیاء اور فرشتوں اور جنوں اور سیاروں اور فرضی دیوتاؤں کو اختیارات میں شریک سمجھ بیٹھیں تو اس سے حقیقت میں ذرا برابر بھی کوئی فرق رونما نہ ہو گا۔ مالک مالک ہی رہے گا اور بے اختیار بندے' بندے ہی رہیں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے دعا مانگنا بالکل ایسا ہے جیسے کوئی شخص درخواست لکھ کر ایوان حکومت کی طرف جائے مگر اصل حاکم ذی اختیار کو چھوڑ کر وہاں دوسرے سائلین جو اپنی حاجتیں لئے بیٹھے ہوں انہی میں سے کسی ایک کے آگے اپنی درخواست پیش کر دے اور پھر ہاتھ جوڑ جوڑ کر اس سے التجائیں کرتا چلا جائے کہ حضور ہی سب کچھ ہیں' آپ ہی کا یہاں حکم چلتا ہے' میری مراد آپ ہی بر لائیں گے تو بر آئے گی۔ یہ حرکت اول تو بجائے خود سخت حماقت و جہالت ہے' لیکن ایسی حالت میں یہ انتہائی گستاخی بھی بن جاتی ہے جبکہ اصل حاکم ذی اختیار سامنے موجود ہو اور عین اس کی موجودگی میں اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کے سامنے درخواستیں اور التجائیں پیش کی جا رہی ہوں۔ پھر یہ جہالت اپنے کمال پر اس وقت پہنچ جاتی ہے جب وہ شخص جس کے سامنے درخواست پیش کی جا رہی ہو خود بار بار اس کو سمجھائے کہ میں تو خود تیری ہی طرح کا ایک سائل ہوں' میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے' اصل حاکم سامنے موجود ہیں' تو ان کی سرکار میں اپنی درخواست پیش کر' مگر اس کے سمجھانے اور منع کرنے کے باوجود یہ احمق کہتا ہی چلا جائے کہ میرے سرکار تو آپ ہیں' میرا کام آپ ہی بنائیں گے تو بنے گا۔

(تفہیم ج ۴ ص ۴۱۸-۱۹ سورہ المومن حاشیہ ۸۳)

<u>قبولیت توبہ کی شرط</u> : اللہ تعالیٰ ہر اس گناہ کو بخش دیتا ہے جس پر ایک مومن سچے دل سے نادم ہو کر تائب ہو اور پھر اس گناہ کا اعادہ نہ کرے۔ توبہ کے ساتھ ساتھ اگر آدمی راہِ خدا میں کچھ صدقہ بھی کرے یا اللہ کی راہ میں کوئی قربانی اس نیت سے کرے کہ اللہ اپنی رحمت سے اس کا گناہ معاف فرما دے تو یہ چیز توبہ کی قبولیت میں اور زیادہ مددگار ہوتی ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۱۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا عین عبادت ہے

① اِنَّ الدُّعَآءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ- اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ○ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، ابن جریر)

"دعا عین عبادت ہے"۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے"۔

② اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ- (ترمذی)

دعا عبادت کا مغز ہے۔

③ عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔

④ لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ- (ترمذی)

(حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ) حضور ﷺ نے فرمایا "قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا"۔

⑤ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْعُوْ بِدُعَآءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهٗ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ- (ترمذی)

(حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا "آدمی جب کبھی اللہ سے دعا مانگتا ہے، اللہ اسے یا تو وہی چیز دیتا ہے جس کی اس نے دعا کی تھی، یا اسی درجے کی کوئی بلا اس پر آنے سے روک دیتا ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے"۔

(تفہیم القرآن ج ۴ ص ۴۲۰- المومن حاشیہ ۸۴)

تشریح: (احادیث بالا) سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دعا عین عبادت اور جان عبادت ہے۔ پھر اللہ سے دعا مانگنا عین تقاضائے بندگی ہے اور اس سے منہ موڑنے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی تکبر میں مبتلا ہے اس لئے اپنے خالق و مالک کے آگے اعتراف عبودیت کرنے سے کتراتا ہے۔

(بعض) لوگ دعا کے معاملے پر اس طرح سوچتے ہیں کہ جب تقدیر کی برائی اور بھلائی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ اپنی غالب حکمت و مصلحت کے لحاظ سے جو فیصلہ کر چکا ہے وہی کچھ لازماً رونما ہو کر رہنا ہے تو پھر ہمارے دعا مانگنے کا حاصل کیا ہے؟ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے جو آدمی کے دل سے دعا کی ساری اہمیت نکال دیتی ہے، اور اس باطل خیال میں مبتلا رہتے ہوئے اگر آدمی دعا مانگے بھی تو اس کی دعا میں کوئی روح باقی نہیں رہتی۔ (احادیث بالا سے واضح ہوتا ہے کہ) قضا اور تقدیر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس نے ہماری طرح معاذاللہ، خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھی باندھ دیئے ہوں اور دعا قبول کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اختیارات اس سے سلب ہو گئے ہوں۔ بندے تو بلاشبہ اللہ کے فیصلوں کو ٹالنے یا بدل دینے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ خود یہ طاقت ضرور رکھتا ہے کہ کسی بندے کی دعائیں اور التجائیں سن کر اپنا فیصلہ بدل دے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دعا خواہ قبول ہو یا نہ ہو' بہرحال ایک فائدے اور بہت بڑے فائدے سے وہ کسی صورت میں بھی خالی نہیں ہوتی' اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کر کے اور اس سے دعا مانگ کر اس کی آقائی و بالادستی کا اعتراف اور اپنی بندگی و عاجزی کا اقرار کرتا ہے۔ یہ اظہار عبودیت بجائے خود عبادت بلکہ جان عبادت ہے جس کے اجر سے بندہ کسی حالت میں بھی محروم نہ رہے گا قطع نظر اس سے کہ وہ خاص چیز اس کو عطا کی جائے یا نہ کی جائے جس کے لئے اس نے دعا کی تھی۔

پھر جو معاملات بظاہر آدمی کو اپنے اختیار میں محسوس ہوتے ہیں ان میں بھی تدبیر کرنے سے پہلے اسے خدا سے مدد مانگنی چاہئے' اس لئے کہ کسی معاملے میں بھی ہماری کوئی تدبیر خدا کی توفیق و تائید کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی' اور تدبیر سے پہلے دعا کے معنی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنی عاجزی اور خدا کی بالادستی کا اعتراف کر رہا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۴ ص ۴۲۰۔ المؤمن حاشیہ ۸۴)

تخریج:

① حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ' ثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ' عَنْ ذَرِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ سُبَيْعٍ الْكِنْدِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَآءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ-الْاٰية

حضرت نعمان بن بشیر کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دعا عین عبادت ہے پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (مجھے پکارو' میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا' جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے)

② حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ' عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ ذَرٍّ' عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ-الْاٰية

حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپؐ نے ﴿قال ربكم ادعونی استجب لكم﴾ والی آیت تلاوت فرمائی۔

③ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ' اَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ' عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ' عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ' عَنْ اَبَانَ ابْنِ صَالِحٍ (عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دعا مغز عبادت ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هذا حديث غريب من هذا الوجه لا نعرفه الا من حديث ابن لهيعة۔

③ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ' نا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ' عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّهُ مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ وَ قَدْ رَوٰى وَكِيْعٌ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے"۔

④ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ وَ سَعِيْدُ ابْنُ يَعْقُوْبَ' قَالَا: نا يَحْيَى ابْنُ الضُّرَيْسِ' عَنْ اَبِيْ مَوْدُوْدٍ' عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ' عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ' عَنْ سَلْمَانَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ۔ ⓪

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا"۔

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' ثَنَا وَكِيْعٌ' ثَنَا سُفْيَانُ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ' عَنْ ثَوْبَانَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ وَلَا يَرُدُّ الْقَدْرَ اِلَّا الدُّعَاءُ۔ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ۔

حضرت ثوبان کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ آدمی اپنے کردہ گناہ کی پاداش میں رزق سے محروم رہ جاتا ہے اور قدر کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعا اور عمر میں کوئی چیز اضافہ نہیں کرتی مگر نیکی۔

⑤ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نا ابْنُ لَهِيعَةَ' عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ۔ عَنْ جَابِرٍ' قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَاءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ۔ و فى الباب عن ابى سعيد و عبادة بن الصامت۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آدمی جب کبھی اللہ سے دعا مانگتا ہے' اللہ اسے یا تو وہی چیز دیتا ہے جس کی اس نے دعا کی تھی' یا اس درجے کی کوئی بلا اس پر آنے سے روک دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے"۔

⓪ یہ حدیث بمعہ تنقیدی رائے باب التوحید میں بھی ہے۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ✿ ابن ماجه كتاب الدعاء- باب فضل الدعاء ✿ الادب المفرد للبخارى باب فضل الدعاء ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۷- نعمان بن بشير ✿ ابن مردويه' خطيب عن البراء بن عازب- بحواله فتح القدير للشوكانى ج ۴ ص ۴۹۹ ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۱- کتاب الدعاء-

② ابوداؤد كتاب الصلاة باب الدعاء ✿ ترمذی ابواب الدعوات باب...... ص ۱۷۵- اور ابواب التفسير سورة بقره ✿ ابن ماجه كتاب الدعاء- باب فضل الدعاء ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۷- ۲۷۱- ۲۷۶- ✿ ابن جرير ج ۲۴/۲۷ ص ۵۱- سورة المومن ✿ كنزالعمال ج ۲ ص ۶۲-۶۷ ✿ سعيد بن منصور- ✿ ابن ابى شيبة- ✿ عبد بن حميد ✿ الادب المفرد- باب فضل الدعاء ✿ ابن المنذر ✿ ابن ابى حاتم ✿ الطبرانى ✿ ابن حبان ✿ ابن مردويه ✿ ابونعيم فى الحلية ✿ بيهقى فى الشعب- بحواله فتح القدير للشوكانى ج ۴ ص ۴۹۹ ✿ مشكوٰة ص ۱۹۴- كتاب الدعوات الفصل الاول-

✿ اَشْرَفُ الْعِبَادَةِ الدُّعَآءُ- عن ابى هريرة — اشرف عبادت دعا ہے-

✿ اَلدُّعَآءُ مِفْتَاحُ الرَّحْمَةِ- عن ابن عباس — دعا رحمت کی کنجی ہے-

✿ اَلدُّعَآءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ- عن علیؓ — دعا مومن کا ہتھیار ہے-

مآخذ ✿ كنزالعمال ج ۲ ص ۶۳- باب ۸- فى الدعاء- الفصل الاول فى فضله والحث عليه- ✿ المستدرک ج ۱ ص ۴۹۲- عن علی-

اشرف العبادة الدعاء — دعا ہی افضل عبادت ہے-

مآخذ ✿ الادب المفرد للبخارى- باب فضل الدعاء- عن ابن عباس رضى الله عنهما افضل العبادة هو الدعاء ✿ المستدرک ج ۱ ص ۴۹۱- کتاب الدعاء-

③ ✿ ترمذى ج ۲ ص ۱۷۵- ابواب الدعوات باب منه ✿ الحكيم الترمذى فى نوادر الاصول- بحواله فتح القدير للشوكانى ج ۴ ص ۴۹۹ ✿ كنزالعمال ج ۲ ص ۶۲ ✿ مشكوٰة ص ۱۹۴- كتاب الدعوات' الفصل الاول-

④ ✿ ترمذى ج ۲ ص ۱۷۵- ابواب الدعوات' باب منه ✿ ابن ماجه كتاب الدعاء' باب فضل الدعاء ✿ ابن ماجہ میں منقول الفاظ مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ غَضِبَ عَلَيْهِ ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۲- عن ابى هريرة- مسند کے الفاظ مَنْ لَّا يَسْئَالُهٗ يَغْضَبُ عَلَيْهِ اور ص ۴۴۳ پر مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بھی منقول ہے- ✿ الادب المفرد للبخارى باب من لم يسئل الله يغضب عليه اس نے مَنْ لَّمْ يَسْئَالْهُ يَغْضَبْ عَلَيْهِ ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۱- اس میں لَا يَدْعُو اللّٰهَ يَغْضَبُ عَلَيْهِ- ✿ شعب الايمان ج ۲ ص ۳۵- عن ابى هريرة اس نے من لا يسئاله يغضب عليه نقل کیا ہے-

⑤ ✿ ترمذی ابواب القدر باب ماجاء لا يرد القدر الا الدعاء ✿ مستدرک میں ثوبان سے اَلدُّعَآءُ يَرُدُّ الْقَضَآءَ ✿

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عساکر میں نمیر بن اوس سے مرسلاً

اَلدُّعَآءُ جُنْدٌ مِنْ اَجْنَادِ اللّٰهِ مُجَنَّدَةٌ يَرُدُّ الْقَضَآءَ بَعْدَ اَنْ يُبْرَمَ۔ — دعا اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے مسلح لشکر ہے قضاء مبرم کو بھی بدل دیتی ہے۔

ابوالشیخ میں انسؓ سے۔

اَكْثِرْ مِنَ الدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَآءَ الْمُبْرَمَ۔ — اکثر دعا کیا کر' کہ دعا ہی ایسی چیز ہے جو قضا مبرم کو ٹال سکتی ہے۔

ابوالشیخ نے فی الثواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

اَلدُّعَآءُ يَرُدُّ الْبَلَآءَ۔ — دعا ہی بلا و مصیبت کا رد ہے۔

✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۳-۶۲ باب ۸۔ فصل الاول فی فضلہ والحث علیہ۔

① مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۷۔ ثوبان ص ۲۸۰۔ ۲۸۲ ✿ ابن ماجہ المقدمہ باب فی القدر اور کتاب الفتن ✿ ترمذی ابواب القدر ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۳۔ کتاب الدعاء۔ باب لایرد القدر الا الدعاء۔ عن ثوبان۔ ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۲۔ عن ثوبان۔

⑤ ✿ ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۶۔ عن جابر ✿ مشکوٰة ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات۔ الفصل الثانی۔ عن جابر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا ہر بلا کے لیے نافع ہے

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت معاذؓ بن جبلؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

① ان الدعاء ینفع مما نزل و مما لم ینزل فعلیکم عباداللہ بالدعاء۔ (ترمذی، مسند احمد)

دعا بہرحال نافع ہے ان بلاؤں کے معاملے میں بھی جو نازل ہو چکی ہیں اور ان کے معاملے میں بھی جو نازل نہیں ہوئیں۔ پس اے بندگان خدا تم ضرور دعا مانگا کرو"۔

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ الْقُرَشِیُّ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَآءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ۔ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَاللّٰهِ بِالدُّعَآءِ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ وَهُوَ الْمَكِّيِّ۔ وَهُوَ ضَعِيْفٌ فِی الْحَدِيْثِ۔ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۹۵۔ ابواب الدعوات باب ما جاء فی جامع الدعوات ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۴ عن معاذ بن جبل ✿ المستدرک ج ۱ ص ۴۹۳۔ کتاب الدعاء۔ ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۳۔ ۶۲۔ ۶۷ ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۷ ✿ مشکوۃ ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات۔ الفصل الثانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے طلب فضل کی دعا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُسْأَلَ۔ (ترمذی)

اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ اسے پسند فرماتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

تخریج:

① ﷺ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذِ نِ الْعَقَدِيُّ الْبَصَرِيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ، فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُسْئَلَ۔ وَ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ اسے پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے"۔ "کشادگی و فراخی کا انتظار افضل عبادت ہے"۔

هكذا روى احمد بن واقد هذا الحديث۔ و حماد بن واقد ليس بالحافظ۔ و روى ابونعيم هذا الحديث عن اسرائيل، عن حكيم بن جبير عن رجل، عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ و حديث ابی نعيم اشبه ان يكون اصح۔

ماخذ:

① ✿ ترمذی ابواب الدعوات باب فی دعاء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و تعوذه فی دبر كل صلاة ✿ شعب الايمان ج ۲ ص ۴۳۔ عن عبداللّٰہ بن مسعود ✿ ابن كثير ج ۱ ص ۴۸۸ ✿ ابن مردويه بحواله ابن كثير ج ۱ ص ۴۸۸۔ ✿ روح المعانی ج ۴ ص ۱۹ پ ۵ ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۷۔ عن انس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی نگاہ میں دعا کی وقعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ۔ "اللہ کی نگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز با وقعت نہیں ہے"۔

(ترمذی، ابن ماجه)

تخریج:

① حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ، اَنَا اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ، نَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ۔

هذا حديث غريب لا نعرفه مرفوعًا الا من حديث عمران القطان۔

ماخذ:

① ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء، فی فضل الدعاء ۞ الادب المفرد للبخاری باب فضل الدعاء ۞ ابن ماجه کتاب الدعاء باب فضل الدعاء ۞ ابن ماجہ میں علی اللّٰہ کے بعد سبحانہ کا اضافہ بھی ہے۔ ۞ مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۲۔ عن ابی ہریرۃ ۞ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۰۔ کتاب الدعاء ۞ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۲۔ عن ابی ہریرۃ ۞ شعب الایمان ج ۲ ص ۳۸۔ عن ابی ہریرۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی حاجت قطعیت کے ساتھ مانگنی چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(1) اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ اِرْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ اُرْزُقْنِيْ اِنْ شِئْتَ، وَلْيَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ۔ (بخاری)

جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ خدایا مجھے بخش دے اگر تو چاہے، مجھے رزق دے اگر تو چاہے، بلکہ اسے قطعیت کے ساتھ کہنا چاہئے کہ خدایا میری فلاں حاجت پوری کر۔

تشریح: مانگنے والے کو ایسے ڈھیلے ڈھالے انداز سے نہیں مانگنا چاہئے کہ آپ کا جی چاہے تو مجھے معاف کر دیجئے" آپ کا جی چاہے تو مجھے رزق دے دیجئے" اگر آپ کا جی چاہے تو مجھ پر راضی ہو جائے بلکہ قطعیت کے ساتھ مانگنا چاہئے۔ خدایا مجھے رزق دے، خدایا مجھے بخش دے، خدایا مجھ پر رحم فرما۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں کرے گا وہی جو اس کے جی میں آئے گا۔ مگر مانگنے والے کو پورے وثوق کے ساتھ، پوری دل جمعی کے ساتھ، پوری رغبت کے ساتھ پر امید ہو کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو بھی کسی کو دیتا ہے وہ اس کی نگاہ میں کوئی بڑی چیز نہیں اس لیے اس سے دل کھول کر مانگو۔

تخریج:

(1) ⟵ حَدَّثَنَا يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ اِرْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ اُرْزُقْنِيْ اِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْاَلَتَهٗ اِنَّهٗ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ لَا مُكْرِهَ لَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگنے تو یوں نہ کہے کہ خدایا مجھے بخش دے اگر تو چاہے مجھے رزق دے اگر تو چاہے، بلکہ اسے قطعیت کے ساتھ کہنا چاہیے کہ خدایا میری فلاں حاجت پوری کر کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر کوئی جبر و اکراہ کرنے والا نہیں۔

(2) ⟵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ، وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جب کوئی دعا مانگے تو قطعیت کے ساتھ مانگے۔ یوں نہ کہے خدایا مجھے عطا کر اگر تو چاہے، کیونکہ اسے تو مجبور کرنے والا کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ۔

نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس طرح نہ کہے کہ خدایا مجھے بخش دے اگر تو چاہے، مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے بلکہ اسے قطعیت کے ساتھ کہنا چاہیے کیونکہ اسے تو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

ماخذ:

① ● بخاری ج ۲ ص ۱۱۴ کتاب التوحید ● مشکوٰۃ ص ۱۹۴۔ کتاب الدعوات، الفصل الاول۔ عن ابی ہریرۃ ● کنزالعمال ج ۲ ص ۹۴۔ عن ابی ھریرۃ۔ اور ص ۸۴ پر ہے۔ لا یقل احدکم اغفرلی ان شئت، و لیعزم فی المسألۃ فانہ لا مکرہ لہ۔

② ● بخاری کتاب الدعوات باب لیعزم المسئلۃ۔ فانہ لا مستکرہ لہ اور کتاب التوحید باب ۳۱۔ ● مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ باب العزم فی الدعاء و لا یقل ان شئت ● ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الدعاء ● مؤطا امام مالک قرآن ج ۱ ص ۱۶۶۔ باب ماجاء فی الدعاء ● ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷ ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات ● ابن ماجہ کتاب الدعاء باب لا یقول الرجل اللھم اغفرلی ان شئت ● مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۳۔ ۳۱۸۔ ۲۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۸۶۔ ۵۰۰۔ ۵۳۰۔ ● ریاض الصالحین ص ۴۲۷۔ عن ابی ھریرۃ ● کنزالعمال ج ۲ ص ۹۴۔ عن ابی ھریرۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا پورے یقین کے ساتھ مانگنی چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ۔ (ترمذی) اللہ سے دعا مانگو اس یقین کے ساتھ کہ وہ قبول فرمائے گا۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ، نَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَآءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهِيْ (لَاهٍ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے دعا منگو اس یقین کے ساتھ کہ وہ قبول فرمائے"۔ مگر یہ یاد رکھو کہ کسی غافل بے پرواہ دل سے نکلی ہوں دعا وہ قبول نہیں کرتا"۔

قال ابوعیسٰی۔ هذا حدیث غریب لا نعرفه الا من هذا الوجه۔ سمعتُ عباسًا العنبری یقول: اکتبوا عن عبداللّٰه بن معاویة الجمحی فانه ثقة۔

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۸۶۔ ابواب الدعوات۔ باب ---- ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۳۔ کتاب الدعاء ○ باب لا یقبل دعاء من قلب غافل لاہ۔ ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۷۲ ✿ مسند احمد ج ۲۔ عن ابی ہریرة ○ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۸۔ عن عبداللّٰه بن عمر ✿ مشکوٰة ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات۔ الفصل الثانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا میں جلد بازی

يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ' قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَ يَدَعُ الدُّعَآءَ۔ (مسلم)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ) "بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے، اور جلد بازی سے کام نہ لے"۔ عرض کیا گیا جلد بازی کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: "جلد بازی یہ ہے کہ آدمی کہے میں نے بہت دعا کی، بہت دعا کی، مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول ہی نہیں ہوتی اور یہ کہہ کر آدمی تھک جائے اور دعا مانگنی چھوڑ دے"۔

تشریح: گناہ کی دعا نہیں مانگنی چاہئے مثلاً یہ کہے کہ خدایا مجھے چوری میں کامیاب کر دے یا فلاں شخص سے میں رشوت لینا چاہتا ہوں، مجھے اس میں کامیاب کر دے۔ اس طرح کی جو گناہ کی باتیں ہیں ان کی دعا نہیں مانگنی چاہیے۔ اور قطع رحمی کی دعا بھی نہیں کرنی چاہئے۔ مثلاً اپنے ماں باپ کے لئے، بہن بھائی کے لئے یا اپنی اولاد کے لئے بددعا کرے۔ یہ نہیں کرنا چاہئے، تیسری بات یہ ہے کہ جلد بازی نہ کرے۔

قطع رحمی کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن دعا میں جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اتنی دعا مانگی ہے کہ مانگتا ہی چلا گیا مگر میں نہیں دیکھتا کہ میری دعا قبول ہوئی ہے۔ آخر کار تھک جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے اور کہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔

دعا آپ اس شرط کے ساتھ نہ مانگیں کہ جو چیز آپ مانگ رہے ہیں وہی اللہ تعالیٰ دے اور جتنی جلدی آپ مانگنا چاہتے ہوں اتنی جلدی ہی اللہ تعالیٰ دے۔ یہ شرط لگا کر اگر ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو اس کی دعا کبھی قبول نہ ہو گی۔ آدمی اللہ تعالیٰ کو اپنی شرطوں سے پابند نہیں کر سکتا۔ آپ بہرحال بندے ہیں۔ خدا نہیں ہیں۔ خدا کے ہمسر نہیں ہیں۔ اس کے یار نہیں۔ اس کے محض بندے اور غلام ہیں۔ آپ کا کام دعا مانگنا ہے قطع نظر اس کے کہ آپ کا رب اسے قبول کرتا ہے کہ نہیں اور کب کرتا ہے، کس شکل میں کرتا ہے۔

ایک آدمی کا یہ کہنا میری دعا کسی طرح قبول نہیں ہوئی اس لئے آخر کار یہ کہنا شروع کر دے کہ اب خدا سے کیا مانگنا اور اپنے رب سے مایوس ہو جاتا ہے۔ یہ تو کمتر درجہ کی حالت ہے اس سے آگے جو آدمی کرتا ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی تو پھر اور خداؤں سے مانگنا شروع کر دیتا ہے۔ (یہ اس کے اپنے مصنوعی خدا ہیں بھلا ان کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقبولیت دعا کے اختیارات کہاں سے آ گئے) یہ تو اور بھی زیادہ بڑی برائی ہے۔ لیکن یہ بات بجائے خود بھی برائی ہے کہ آدمی دعا مانگتے مانگتے تھک جائے اور کہے کہ اب کس خدا سے مانگوں جو میری دعا پوری نہیں کرتا۔

بندے کا کام مانگنا ہے یہ فیصلہ رب کا کام ہے کہ وہ دے اور کب دے اور نہ دے۔ بسا اوقات آدمی ایک دعا یہ سمجھتے ہوئے مانگتا ہے کہ اس میں اس کی بھلائی ہے اور آخر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ دعا (اس کی منشا کے) مطابق قبول ہو گئی ہوتی تو اس کی شامت آ جاتی۔ اللہ تعالیٰ (ہی) جانتا ہے کہ حکمت اور مصلحت کیا ہے؟ کس چیز میں بھلائی ہے اور کس چیز میں نہیں ہے۔ بندے کا کام فقط مانگنا ہے، مسلسل مانگنا ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ، اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ، رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيبُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ بندے کی دعا قبول ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا جلد بازی کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا جلد بازی یہ ہے کہ آدمی کہے میں نے بہت دعا کی بہت دعا کی، مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول ہی نہیں ہوتی یہ کہہ کر آدمی تھک جائے اور دعا مانگنی چھوڑ دے۔

② حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے وہ اس طرح کہ یوں کہنا شروع کر دے کہ میں نے بہت دعا کی مگر قبول ہی نہیں کی جاتی۔

ایک اور حدیث انہی سے مندرجہ ذیل الفاظ میں منقول ہیں۔

◇ ① عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ اَوْ يَسْتَعْجِلْ فَيَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَا اَرَى يُسْتَجِيبُ لِي فَيَدَعُ الدُّعَاءَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے یا جلد بازی سے کام نہ لے وہ اس طرح کہے میں نے بہت دعا کی مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری کوئی دعا قبول نہیں ہوتی یہ کہہ کر دعا مانگنی چھوڑ دے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ ⟸ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَنْصِبُ وَجْهَهُ اِلَى اللّٰهِ يَسْأَلُ مَسْأَلَةً اِلاَّ اَعْطَاهُ اِيَّاهَا اِمَّا عَجَّلَهَا لَهُ فِي الدُّنْيَا- وَ اِمَّا ذَخَرَهَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مَا لَمْ يَعْجَلْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا عُجْلَتُهُ قَالَ: يَقُوْلُ: دَعَوْتُ وَ دَعَوْتُ وَ لاَ أَرَاهُ يُسْتَجَابُ لِيْ-

نبی ﷺ کا ارشاد ہے- ایسا کوئی مومن نہیں جو اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے اس سے کوئی سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا سوال عطا فرما دیتا ہے- یا تو جلدی سے دنیا میں یا پھر آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے- صحابہؓ نے عرض کیا اس کی جلد بازی کیا ہے اے اللہ کے رسول؟ فرمایا آدمی کہے کہ میں نے دعا کی، پھر دعا کی مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ دعا قبول ہی نہیں کی جاتی-

مآخذ:

① ❁ مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة- باب بیان انه یستجاب للداعی مالم یعجل فیقول دعوت فلم یستجب ❁ اسی باب میں ایک دوسری روایت میں قد دعوت و قد دعوت فلم ار یستجاب بھی منقول ہے ❁ ریاض الصالحین ص ۳۶۳ ❁ کنزالعمال ج ۲ ص ۸۲- عن ابی هریرة ❁ مشکوٰة ص ۱۹۴- کتاب الدعوات-

② ❁ بخاری کتاب الدعوات- باب یستجاب للعبد مالم یعجل ❁ ابوداؤد کتاب الصلاة- باب الدعاء ❁ ترمذی ابواب الدعوات- باب ماجاء فی من یستعجل فی دعائه ❁ ابن ماجه کتاب الدعاء باب یستجاب لاحدکم مالم یعجل ❁ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۶۷- قرآن باب ماجاء فی الدعاء ❁ کنزالعمال ج ۲ ص ۸۳ ❁ الادب المفرد للبخاری باب من قال یستجاب للعبد مالم یعجل ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۶- ابوهریرة-

◇ الادب المفرد للبخاری باب من قال یستجاب للعبد مالم یعجل ❁ ریاض الصالحین ص ۳۶۳-

③ ❁ الادب المفرد باب ما یدخر للداعی من الاجر والثواب ❁ کنزالعمال ج ۲ ص ۷۰-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بد دعا کی ممانعت

بجائے اس کے کہ تم بھلائی کی دعا کرو' اگر وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو اور وہ وقت تم نے پالیا اور اس وقت تم بددعا کر رہے ہو' تو وہ قبول ہو جائے اور تمہاری شامت آ جائے۔ بعض اوقات آدمی اپنے آپ کو کوس بیٹھتا ہے بعض اوقات اپنی اولاد کو کوس بیٹھتا ہے۔ بعض اوقات ماں اپنے بچوں سے بگڑ کر کہتی ہے خدا تمہیں غارت کرے۔ ماں کی زبان سے ایسی سخت بات نکل جائے۔ بعض اوقات آدمی اپنے مال کو کوس بیٹھتا ہے (مثلاً کہہ دیتا ہے) ستیاناس ہو میری سواری کا کہ ٹھیک کام نہیں کر رہی۔ اس طرح کی باتوں سے بچنا چاہیے۔ بددعا زبان سے نہیں نکالنی چاہیے اس لئے کہ آدمی کو کچھ معلوم نہیں کہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے یا نہیں ہے۔ اگر فرض کیجئے وہی وقت دعا کی قبولیت کا ہے اور دعا قبول ہو جائے تو وہی ماں جو اپنے بچہ کو کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے۔ اگر بچہ مرجائے تو پھر وہی ماں روتی ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے بددعا سے منع فرمایا۔

تخریج:

① ⟸ ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ' وَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبَّادٍ وَ تَقَارَ بَافِيْ لَفْظِ الْحَدِيْثِ' وَالسَّيَاقُ لِهَارُوْنَ' قَالَا: نا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَعْقُوْبَ ابْنِ مُجَاهِدٍ اَبِيْ حَزْرَةَ' عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.....(في الحديث الطويل): لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ' وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ' وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ' لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْئَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ-الخ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے آپ کو بددعا مت دو۔ اپنی اولاد کو بددعا مت دو۔ اور اپنے مالوں کو بددعا مت دو۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ تم دعا جس وقت کر رہے ہو وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو جو کچھ مانگا جائے وہی دے دیا جائے"۔

ابوداؤد میں مروی روایت کا متن:

② عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ'

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ اپنے آپ کو بددعا مت دو۔ اور اپنی اولاد کو بددعا مت دو'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ، وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى خَدَمِكُمْ، وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ (تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى) سَاعَةً نِيْلَ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ۔ قَالَ اَبُوْدَاؤد: هذا الحديث متصل (الاسناد فان) عبادة ابن الوليد بن عبادة لقی جابرا۔

اپنے ماتحت خادموں کو بددعا مت دو۔ اپنے مالوں کو بددعا مت دو۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ تم دعا جس وقت کر رہے ہو، وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو جو مانگا گیا ہو وہی دے دیا جائے"۔

مآخذ:

① ✿ مسلم کتاب الزهد ج ۲ ص ۴۱۶۔ حدیث جابر الطویل و قصة ابی الیسر ✿ مشکوٰة ص ۱۹۴۔ کتاب الدعوات۔ الفصل الاول۔

② ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۸۸۔ کتاب الصلاة باب النهی عن ان یدعو الانسان علی اهله و ماله ✿ ریاض الصالحین ص ۳۶۲۔ جابر بن عبداللّٰه ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۹۳۔ عن جابر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا کے ذریعہ حضورؐ کا احساس ذمہ داری

اللہ نے اتنی بڑی ذمہ داری کو میرے حوالہ کیا ہے۔ مجھے نبی بنایا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ میری غیر مشروط اطاعت کریں۔ جس چیز کا میں انہیں حکم دوں اسے مانیں اور جس چیز سے منع کروں اس سے رک جائیں۔ اتنا بڑا اقتدار آپ نے اپنے بندوں پر مجھے عطا کیا ہے' حالانکہ میں ایک انسان ہوں اور انسان کے اندر بہرحال بڑی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کسی کے لئے میری زبان سے کوئی بری بات نکل گئی ہو' کسی کو میں نے اذیت پہنچا دی ہو' کبھی کسی کو میں نے سزا دے دی ہو حالانکہ وہ اس سزا کا مستحق نہ ہو۔ اب اس کا بدلہ میں کس طرح ادا کر سکتا ہوں؟ اس کا بدلہ تو اب آپ ہی ادا کر سکتے ہیں وہ اس طرح کہ میں نے جس کسی کو بشریت کی بنا پر کوئی بھی تکلیف پہنچائی ہو تو اس کے حق میں ایک نماز لکھ دیجئے یا ایک زکاۃ۔ دوسرے معنی میں اس کا یہ بھی مطلب لیا جا سکتا ہے کہ صلاۃ کو رحمت کے معنی میں لیا جائے اور زکاۃ کو طہارت کے معنی میں۔ (اس اعتبار سے معنی یوں ہوں گے) کہ اس اذیت کو جو میں نے کسی کو پہنچائی ہے اس کے حق میں رحمت بنا دے اور ذریعہ طہارت و پاکیزگی بنا دے۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ نبی کا مقام کیا ہے۔ نبی کو اللہ تعالیٰ کتنا بڑا ظرف عطا کرتا ہے۔ کسی انسان کو اگر دوسرے انسانوں پر وہ اختیارات حاصل ہوں' وہ اقتدار حاصل ہو جو نبی کو مومنین پر ہوتا ہے (تو معلوم نہیں کیا کچھ وہ کر گزرے) ذرا تصور کیجئے کہ دنیا میں جو پیر ہوتے ہیں۔ ان کے مرید ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد اپنے آپ کو ان کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اب پیر جو چاہے حکم دے وہ اسے پورا کریں گے' جس چیز سے وہ چاہے روکے' اس سے رک جائیں گے' یہ ذرا سا اقتدار جو دنیا میں پیر کو اپنے مریدوں پر حاصل ہوتا ہے۔ (اس کی وجہ سے وہ پیر اپنے آپ کو کس مقام پر فائز سمجھنے لگتا ہے) اس دنیا میں کتنے پیر ایسے پائے جاتے ہیں جو اس ذرا سے (عارضی) اقتدار کو بالکل صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر ایک شخص ایمان لایا تھا آپ کی یہ حیثیت سمجھتے ہوئے کہ گفتہ او گفتہ اللہ بود یعنی آپؐ خدا کی طرف سے بولتے ہیں۔ اتنا زبردست اقتدار آپؐ کو عطا کیا گیا اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ میں ذمہ داری کا احساس اتنا شدید تھا کہ اس اقتدار کے حاصل ہونے کے بعد بھی کبھی کسی کو جان بوجھ کر اذیت نہیں پہنچائی۔ کسی کو برا بھلا نہیں کہا' کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا' کبھی کسی کو بے جا سزا نہیں دی۔ پھر بھی آخر زمانے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ انسان ہوں' کمزور ہوں' ہو سکتا ہے کہ میری ذات سے کسی کو کوئی اذیت پہنچی ہو اور میرے علم میں بھی نہ ہو کہ میں نے کسی کو اذیت پہنچا دی ہے (اس صورت میں) اس کو بدلہ نہیں دے سکتا۔ البتہ جس کے متعلق حضور ﷺ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ میری ذات سے اس کو تکلیف یا اذیت پہنچ گئی ہے آپؐ فوراً اسے کہتے کہ مجھ سے ابھی بدلہ لے لو۔ الا یہ کہ وہ شخص خود کہتا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے اس کا بدلہ نہیں لوں گا' میں نے معاف کیا۔ لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ کو یہ احساس لاحق رہتا تھا کہ کسی کو میری ذات سے کوئی تکلیف یا اذیت پہنچ گئی ہو تو میں اس کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے استدعا فرماتے کہ جس کسی کو مجھ سے کوئی اذیت یا تکلیف پہنچی ہو اور اس کا بدلہ دینا میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بس میں نہ ہو تو اے اللہ تیری بارگاہ میں درخواست کرتا ہوں کہ اسے تقرب کا ذریعہ بنا دے اور اسے اس کے لئے رحمت کا ذریعہ بنا دے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ' نا الْمُغِيْرَةُ يعنى ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْخِرَامِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْاَعْرَجِ' عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ' فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهُ' شَتَمْتُهُ' لَعَنْتُهُ' جَلَدتُّهُ' فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلَاةً وَ زَكَاةً وَ قُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ خدایا! میں نے تجھ سے ایک وعدہ لیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تو میرے اس وعدے کو پورا کرے گا۔ میں ایک انسان ہوں۔ جس مومن کو بھی میں نے کبھی کوئی تکلیف دی ہو یا برا بھلا کہا ہو' یا جس کے حق میں میری زبان سے لعنت نکل گئی ہو' جس کو میں نے مار دیا ہو تو اس شخص کے حق میں (میرے اس فعل کو) رحمت اور طہارت یا نماز اور زکاۃ بنا دے۔ اور ذریعہ تقرب بنا دے' جس کے ذریعہ وہ قیامت کے روز تیری قربت حاصل کر لے"۔

② و فى الرواية الاخرى عن ابى هريرة رضى الله عنه: يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ' وَ اِنِّيْ قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَمْ تُخْلِفَنِيْهِ' فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ اٰذَيْتُهُ اَوْ سَبَبْتُهُ اَوْ جَلَدتُّهُ' فَاجْعَلْهَا لَهٗ كَفَّارَةً وَ قُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ خدایا! میں محمد ایک انسان ہوں۔ میں بھی انسان کی طرح غضب ناک ہو جاتا ہوں۔ اور میں نے تجھ سے ایک وعدہ لے رکھا ہے جسے پورا کرنے میں تو مجھ سے خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ پس جس مومن بندے کو میں نے کبھی کوئی اذیت دی ہو' یا برا بھلا کہا ہو' یا جس کو میں نے مار دیا ہو تو (میرے اس فعل کو اس کے لئے کفارہ بنا دے اور ذریعہ' تقرب بنا دے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے روز تیری قربت حاصل کر لے۔

③ و فى الرواية الاخرىٰ عن ابى هريرة رضى الله عنه۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ' فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سَبَبْتُهُ اَوْ لَعَنْتُهُ اَوْ جَلَدتُّهُ' فَاجْعَلْهَا لَهٗ زَكَاةً وَ رَحْمَةً۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدایا میں ایک انسان ہی تو ہوں۔ لہٰذا جس کسی مسلمان کو میں نے برا بھلا کہا ہو' یا جس کے حق میں میری زبان سے لعنت نکل گئی ہو' یا جس کو میں نے مار دیا ہو تو میرے اس عمل کو اسکے حق میں زکوٰۃ اور رحمت بنا دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ ⟸ و فی الروایة الاخریٰ عن جابر بن عبداللّٰہ' یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَ اِنِّیْ اشْتَرَطْتُ عَلٰی رَبِّیْ اَیُّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ سَبَبْتُہٗ اَوْ شَتَمْتُہٗ اَنْ یَکُوْنَ ذٰلِکَ لَہٗ زَکَاۃً وَ اَجْرًا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے۔ میں ایک انسان ہی تو ہوں' میں نے اپنے آپ کو اپنے رب کے حضور پیش کیا کہ جس مسلمان بندے کو میں نے برا بھلا کہا ہو' یا جس کسی کو گالی دی ہو تو اسے اس کے حق میں زکاۃ اور اجر بنا دے۔

⑤ ⟸ و فی الروایة الاخری عن انس بن مالک: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ شَرْطِیْ عَلٰی رَبِّیْ اَنِّیْ اشْتَرَطْتُ عَلٰی رَبِّیْ' فَقُلْتُ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَرْضٰی کَمَا یَرْضَی الْبَشَرُ' وَ اَغْضَبُ کَمَا یَغْضَبُ الْبَشَرُ' فَاَیُّمَا اَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَیْہِ مِنْ اُمَّتِیْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ لَھَا بِاَھْلٍ اَنْ تَجْعَلَھَا لَہٗ طَھُوْرًا وَ زَکَاۃً وَ قُرْبَۃً تُقَرِّبُہٗ بِھَا مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اپنے رب کے روبرو پیش کر کے عرض کیا میں بھی انسان ہی ہوں۔ خوش ہوتا ہوں جس طرح ایک انسان خوش ہوتا ہے اور ناراض ہوتا ہوں جس طرح ایک انسان ناراض ہوتا ہے۔ پس میری امت کے جس کسی کے خلاف میں نے بددعا کی ہو جس کا وہ مستحق بھی نہ ہو' تو اسے اس کے حق میں طہارت اور زکوۃ بنا دے اور ذریعہ تقرب بنا دے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے روز تیری قربت حاصل کر لے۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتاب الدعوات میں جو روایت نقل کی ہے۔

⑥ ⟸ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ' اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُہٗ' فَاجْعَلْ ذٰلِکَ لَہٗ قُرْبَۃً اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ خدایا! جس کسی بندہ مؤمن کو میں نے برا بھلا کہا ہو تو اسے اس شخص کے حق میں قیامت کے روز اپنی قربت کے حصول کا ذریعہ بنا دے۔

ابوداؤد میں مندرجہ ذیل روایت منقول ہے۔

⑦ ⟸ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَقَالَ: اَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ سَبَبْتُہٗ سَبَّۃً اَوْ لَعَنْتُہٗ لَعْنَۃً فِیْ غَضَبِیْ' فَاِنَّمَا اَنَا مِنْ وُلْدِ اٰدَمَ اَغْضَبُ کَمَا یَغْضَبُوْنَ' وَ اِنَّمَا بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ فَاجْعَلْھَا عَلَیْھِمْ صَلَاۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا۔ حالت غضب میں میں نے اپنی امت کے جس کسی آدمی کو کسی طرح برا بھلا کہا ہو' یا میری زبان سے کسی طرح کی لعنت نکل گئی ہو' تو میں بہرحال آدم زاد ہوں' دوسرے لوگوں کی طرح فطری طور پر غضب ناک ہو جاتا ہوں' ورنہ میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعثت تو سارے جہانوں کے لئے باعث رحمت ہے' لہٰذا میرے اس فعل کو ان کے لیے قیامت کے روز صلاۃ بنا دے۔

مآخذ:

① ✿ مسلم کتاب البر والصلة۔ باب من لعنه النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔الخ ✿ ابویعلٰی بحوالہ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۶۔ عن ابی سعید خدری ✿ مشکٰوۃ ص ۱۹۴۔ کتاب الدعوات۔ الفصل الاول۔

② ③ ④ ✿ مسلم کتاب البر والصلة۔ باب من لعنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ✿ دارمی کتاب الرقاق۔ باب ۵۲۔ فی قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایمارجل لعنته او شتمته ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۰۔ ۴۸۸۔ ۴۹۶ = ج ۳ ص ۳۳۳۔ ۳۸۴۔ ۳۹۱۔ ۴۰۰ = ج ۵ ص ۲۹۴۔ ۴۳۷۔ ۴۳۹ = ج ۶ ص ۴۵۔

⑤ ✿ مسلم کتاب البروالصلة۔ باب من لعنه النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم۔ او سبه او دعا علیه و لیس هو اهلا لذلک کان له زکاة و اجرا و رحمة۔

⑥ ✿ بخاری کتاب الدعوات ج ۲ ص ۹۴۱۔ باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اذیته فاجعله له زکاة و رحمة۔

⑦ ✿ ابوداؤد کتاب السنة۔ باب فی النهی عن سب اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۴۳۷۔ ۴۳۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے اپنا حق دعا امت کے لیے قیامت پر اٹھا رکھا

اگر کوئی کسی طرح شرک میں مبتلا ہوا' تو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق نہیں ہو گا۔ اگر حضور ﷺ کسی کے حق میں دعا کریں گے بھی تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کریں گے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا گیا۔ ان میں منافق بھی ہیں جو "بظاہر" مسلمان بنے ہوئے ہیں لیکن کام کافر اور مشرک جیسے کرتے ہیں۔ اور مشرک بھی ہیں جو کھلم کھلا شرک کرتے ہیں۔ منافقوں کے بارے میں تو قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ ستر مرتبہ بھی اگر تم ان کے حق میں دعا مانگو گے تو بھی ان کو معاف نہیں کروں گا۔ (اسی طرح) مشرکین کے متعلق بھی صاف فرما دیا گیا ہے ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ "اللہ تعالیٰ اس بات کو کبھی معاف نہیں کرے گا کہ اس کی خدائی میں کسی کو شریک کیا جائے"۔ تو امت میں سے جو کوئی شرک سے محفوظ رہ گیا اس کے حق میں میری شفاعت نافع ہو گی۔

شفاعت مختلف شکلوں میں نافع ہو سکتی ہے۔ شفاعت اس شکل میں بھی نافع ہو سکتی ہے کہ (جس کے حق میں شفاعت کی جائے گی) اس کو بالکل معاف کر دیا جائے۔ اور اس شکل میں بھی نافع ہو سکتی ہے کہ اس کی سزا کم کر دی جائے۔ دونوں شکلوں میں نافع ہو سکتی ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ اَبُوْكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ كُرَيْبٍ' قَالَا: نَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ' عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ' (عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ' فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَ اِنِّىْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' فَهِىَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِىْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ہر نبی کو ایک دعوت مستجاب دی گئی (یعنی ہر نبی کو حق دیا گیا کہ ایک دعا مانگو' جو مانگو گے ہم قبول کریں گے) اور ہر نبی نے اپنے وقت میں دعا مانگی اور وہ قبول ہو گئی (اور نہیں معلوم کہ کس نبی نے کیا دعا مانگی اور قبول ہوئی اور اب نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مجھے جو دعا کا ایک حق دیا گیا اور فرمایا کہ ہم اسے ضرور قبول کریں گے) تو اس کو میں نے آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ ان شاء اللہ میری وہ دعا میری امت کے اس شخص کے لئے ضرور قبول ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیے بغیر مرا ہو"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) و فی الروایة الاخری عن ابی هریرة: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ یَدْعُوْ بِهَا، فَیُسْتَجَابُ لَهٗ فَیُؤْتَاهَا، وَ اِنِّیْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کو ایک دعوت مستجاب دی گئی اور ہر نبی نے اپنے وقت میں وہ دعا مانگی اور وہ قبول کی گئی اور جو اس نے مانگا، اسے دیا گیا، اور میں نے اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے"۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ یَدْعُوْبِهَا، وَ اُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ، شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ فِی الْاٰخِرَةِ۔ وَ قَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: کُلُّ نَبِیٍّ سَاَلَ سُؤْلًا اَوْ قَالَ: لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَابِهَا، فَاسْتُجِیْبَ، فَجَعَلْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا۔ اور نبی نے اپنے وقت میں وہ دعا مانگی۔ اور میں نے چاہا کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھوں"۔ معتمر کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے حضرت انس بن مالک کے واسطہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کیا۔ فرمایا: ہر نبی نے ایک سوال کیا یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا۔ اس نبی نے وہ دعا مانگی اور وہ قبول ہو گئی۔ البتہ میں نے اپنی دعا کو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھا ہے"۔

(۴) حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی، قَالَ: اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، (عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ یَدْعُوْهَا (بِهَا) فَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا، اور اس نبی نے اپنے وقت میں وہ دعا مانگی۔ مگر میں نے چاہا کہ اپنی دعا کو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھوں"۔

و فی الروایة الاخری: اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةً فَاَرَدْتُّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ اس حق دعا کو ان شاء اللہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھوں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و فی الروایة الاخرٰی عن ابی هریرة- قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْبِهَا فَاَنَا اُرِيْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

حضرت ابو ہریرہؓ نے کعب احبار سے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا اور اس نبی نے وہ دعا مانگی- پس میں چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھوں"-

و فی الروایة الاخرٰی عن ابی هریرة- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَابِهَا فِيْ اُمَّتِهٖ فَاسْتُجِيْبَ لَهٗ وَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اُؤَخِّرَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا اس نبی نے وہ دعا اپنی امت کے لیے مانگی اور وہ قبول ہو گئی- اور میں چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ اپنی اس دعا کو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھوں"-

و فی الروایة الاخرٰی عن انس بن مالک- اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِاُمَّتِهٖ وَ اِنِّيْ اَخْتَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا- اس نبی نے اپنی امت کے لیے وہ دعا مانگی اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھا"-

و فی الروایة الاخرٰی- عن جابر بن عبداللہ يَقُوْلُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْدَعَا بِهَا فِيْ اُمَّتِهٖ وَ خَبَاْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ-

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان کر رہے تھے کہ "ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا حق دیا گیا- وہ نبی اپنی امت کے لیے وہ دعا مانگ چکا- مگر میں نے اپنی دعا قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھی ہے"-

مآخذ:

① ○ مسلم- کتاب الایمان ج ۱ ص ۱۱۳ ○ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰- ابواب الدعوات باب ○ ابن ماجه کتاب الزهد باب ۳۷- ذکر الشفاعة-

② ○ مسلم ج ۱ ص ۱۱۳- کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة-

③ ○ بخاری ج ۲ ص ۹۳۲- کتاب الدعوات باب و لکل نبی دعوة مستجابة ○ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۲۶- ماجاء فی الدعاء-

④ ○ مسلم ج ۱ ص ۱۱۲-۱۱۳' باب اثبات الشفاعة ○ دارمی کتاب الرقاق ج ۲ ص ۲۳۵- باب ۸۵- ان لکل نبی دعوة ○ مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۲۶- قرآن ماجاء فی الدعاء ○ مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۱- ۲۹۵ = ج ۲ ص ۲۷۵- ۳۱۳- ۳۸۱- ۳۹۶- ۴۰۹- ۴۲۶- ۴۳۰- ۴۸۶- ۴۸۷ = ج ۳ ص ۱۳۴- ۲۰۸- ۲۱۸- ۲۱۹- ۲۵۸- ۲۷۶- ۲۹۲- ۲۹۲- ۳۸۳- ۳۹۶ ○ المستدرک حاکم ج ۱ ص ۶۸- عبدالرحمن بن ابی عقیل-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر حاجت صرف اللہ سے طلب کی جائے

مطلب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ آپ موچی کے پاس جائیں اور اس (اپنی جوتی) کی مرمت کرائیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میری اس جوتی کی مرمت ہو جائے اور پھر جائیے موچی کے پاس۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ موچی کے پاس نہ جائیں۔ اور جوتی سامنے رکھ کر دعا مانگیں اور تسمہ خود بخود سل جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی کیوں ضرورت ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ کی جو تدبیر بھی کامیاب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق نہ ہو اور وہ آپ کے حالات و اسباب کو سازگار نہ بنائے تو آپ کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور پر آپ دیکھئے کہ ایک آدمی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا ہے اب اگر وہ چاہتا ہے کہ جوتی کا تسمہ دوبارہ جڑے تو کتنے اسباب درکار ہوں گے جب جا کر اس کی خواہش یا کوشش کامیاب ہو سکتی ہے۔ موچی کا وجود درکار ہے۔ اس کا فن کو جاننا درکار ہے۔ آپ کا اس قابل ہونا درکار ہے کہ آپ جا کر اس کو کہیں کہ تو یہ میری جوتی درست کر دے (گویا) تو آپ زندہ رہیں۔ چل کر جا سکیں۔ موچی بھی موجود ہو اس کے پاس یہ علم بھی ہو اس کے پاس ذرائع بھی ہوں تب جا کر آپ کی جوتی جڑ سکتی ہے اب یہ تمام ذرائع جو ہیں یہ ہیں دراصل کس کی قدرت میں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں۔ اگر فرض کیجئے آدمی دعا نہیں کرتا تب بھی چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تو نہیں کیا ہے کہ جب تک مجھ سے مانگو نہیں میں ذرائع فراہم کر کے نہیں دوں گا۔ جو اللہ کا منکر ہے وہ بھی اگر تدبیر اختیار کرتا ہے تو وہ بھی کامیاب ہو کر رہتی ہے۔ لیکن فرق جو ہے وہ خدا شناس آدمی اور ناخدا شناس آدمی کے درمیان ہے اور وہ یہ کہ ناخدا شناس آدمی سمجھتا ہے کہ یہ تو آپ سے آپ ذرائع موجود ہیں۔ میں تدبیر کروں گا اور کامیاب ہو جاؤں گا۔ درآنحالیکہ بارہا اس کا تجربہ ہوتا ہے کہ آپ بڑی سے بڑی عظیم الشان تدبیریں کرتے ہیں ناکام ہو جاتے ہیں لیکن ناخدا شناس آدمی چونکہ بالعموم دیکھ رہا ہے جو تدبیریں کرتا ہوں اسباب موجود ہیں اس کے مطابق میری تدبیر کامیاب ہو جاتی ہے وہ دعا کی حاجت محسوس نہیں کرتا۔ لیکن ایک مومن چونکہ حقیقت کو جانتا ہے اس لیے اس کو ہر وقت یہ احساس رہتا ہے کہ ہماری ہر تدبیر کی کامیابی کا انحصار دراصل اللہ کی توفیق پر ہے۔ تو اس کا دعا مانگنا یہ ایک طرح سے اس بات کو تسلیم کرنا ہے۔ اس بات کا اعتراف کرنا ہے کہ اصل چیز میں نہیں ہوں اصل چیز یہ اسباب دنیا نہیں ہیں اصل چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توفیق ہے کہ جس سے یہ سب کچھ ہوا۔ اگر آپ دعا نہیں مانگیں گے تو ایسا نہیں ہے کہ آپ کا کام نہیں بنے گا۔ روٹی بھی پکے گی۔ آپ کھائیں گے بھی۔ ذرائع بھی فراہم ہوں گے لیکن یہ غافل آدمی کی سی زندگی ہو گی جس کو حقیقت کا اعتراف اور اس کا شعور نہیں ہے۔ مومن چونکہ غافل نہیں ہوتا اس کو حقیقت کا شعور ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے ہر کام سے پہلے دعا مانگتا ہے کہ یا خدا اس کو کامیاب بنا۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ میری کامیابی کا اور ناکامی کا انحصار اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی تائید کے اوپر ہے۔ دوسری روایت اس حدیث کی اس کے اندر یہ الفاظ ہیں کہ حَتّٰی یَسْأَلَهُ الْمِلْحَ۔ الخ .... حتیٰ کہ اگر نمک بھی اس کو درکار ہو تو پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جا کر نمک کی تلاش کرے اور جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے پھر اس کو جڑوانے کی کوشش کرے۔ [ٹیپ سے لی گئی] (مرتب)

تخریج:

① ⇐ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْاَشْعَثِ السِّجْزِيُّ ثنا قَطَنُ الْبَصْرِيُّ، نا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَةً كُلَّهَا حَتّٰى يَسْاَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ۔ هذا حديث غريب۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص کو اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے حتیٰ کہ اگر اس کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

② ⇐ وَ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَنَسٍ۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، نا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ حَتّٰى يَسْاَلَهُ الْمِلْحَ وَ حَتّٰى يَسْاَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ وَ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ قَطَنٍ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ سُلَيْمَانَ۔

حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو اپنی حاجت اپنے رب سے مانگنی چاہیے حتیٰ کہ اگر گھر میں نمک تک نہ ہو تو خدا سے دعا کرنی چاہیے اور یہ کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو بھی خدا سے دعا کرے۔

ماخذ:

① ✪ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱۔ ابواب الدعوات ✪ مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات ✪ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۵۔ بحوالہ ابن حبان ✪ شعب الایمان ج ۲ ص ۴۱۔ عن قطن بن نُسیر۔

② ✪ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱۔ ابواب الدعوات۔ ✪ کنزالعمال ج ۲ ص ۶۵ مرسلاً۔ ✪ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۰۔ عن انس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا پہلے اپنے لئے پھر دوسروں کے لئے

رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے اپنے حق میں دعا کرتے تھے اور پھر اس شخص کے حق میں دعا کرتے تھے جس شخص کے لئے آپ کو دعا مانگنی ہوتی مثلاً یہ کہ آپ کسی شخص کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ آپ یوں کہیں گے خدایا میری مغفرت بھی کر اور اس بندے کی بھی مغفرت کر۔ کوئی کسی بیماری میں سے شفا کے لئے دعا کر رہا ہے تو آپ کہیں گے یا اللہ مجھے بھی عافیت بخش اور اس شخص کو بھی عافیت بخش۔ اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ دعا مانگنے والا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ سب سے پہلا حاجت مند تو میں ہوں اور سب سے پہلے خدا کی مدد کا محتاج میں ہوں۔ اس کے سامنے اپنی حاجت پیش کرنے کے بعد پھر ہر ایک کی حاجت پیش کروں۔ اگر ایک آدمی دوسروں ہی کی حاجتوں کے لئے دعا مانگے اور اپنا ذکر نہ کرے تو اس کے معنی کیا ہوئے؟ اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں تو خدا کی مدد سے بے نیاز ہوں۔ دوسرے لوگوں کے لئے سفارش کرتا پھر رہا ہوں۔ مجھے خود اس کی مدد کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ تو اس وجہ سے حضور ﷺ پہلے اپنی بندگی کا اعتراف کرتے تھے اپنی حاجت مندی کا اعتراف کرتے تھے اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ میری ساری حاجتیں حضور سے ہی متعلق ہیں آپ ہی سے مانگوں گا اور کس سے مانگنے جاؤں اور دوسروں کی بھی حاجتیں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ تو ایک آدمی کا اپنے نفس کے حق میں دعا سے ابتدا کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ پہلے اپنی حاجت مندی کا اعتراف کرتا ہے اور اس کے بعد دوسروں کی حاجتوں کے لئے درخواست کرتا ہے ورنہ بظاہر آدمی اس چیز کے اوپر غور نہ کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ عجیب خود غرضی ہے کہ دوسروں کے لئے دعا کرنے کے لئے اٹھیں لیکن پہلے اپنے حق میں دعا کریں لیکن غور کیجئے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس میں حکمت کیا ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُوْفِيُّ، نا اَبُوْ قَطَنٍ، عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ۔ هذا حديث حسن غريب۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کا ذکر کے اس کے حق میں دعا کرتے تھے تو پہلے اپنے آپ سے ابتدا کرتے تھے۔

مأخذ:

① ترمذی ابواب الدعوات ج ۲ ص ۱۷۶۔ باب ماجاء ان الداعی یبدأ بنفسہ ● مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۲۔ عن ابی ایوب۔ الزوائد میں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دعا بدأ بنفسہ نقل کیا ہے۔ ● مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات۔ فصل ثالث۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا

مظلوم کی دعا جب تک وہ خود بدلہ نہ لے لے : اگر مظلوم نے بددعا بھی کی ہے ظالم کے حق میں اور اس کے بعد اس نے بدلہ بھی لے لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی دعا قبول کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر مظلوم بدلہ نہیں لیتا ہے اور اللہ پر چھوڑتا ہے تو پھر اس شخص سے اس کی خبر لینا اللہ کا کام ہے جس نے اس پر ظلم کیا۔ اسی چیز کو ایک حدیث میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو کوئی شخص سامنے سے آیا اور اس نے آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموشی سے اس کو سنتے رہے اور رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے اس کو پلٹ کر جواب دے دیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر انطباق کے آثار پیدا ہو گئے۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضور جب تک وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور میں خاموش رہا آپ مسکراتے رہے جب میں نے اس کو ایک جواب دے دیا تو آپ کے چہرے پر انطباق کی کیفیت طاری ہو گئی یہ کیا وجہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جب وہ تمہیں گالیاں دے رہا تھا اور تم خاموش تھے صبر کر رہے تھے تو میں دیکھ رہا تھا کہ ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اس کو جواب دے رہا ہے جب تم نے اس کو پلٹ کر جواب دیا تو میں نے دیکھا کہ وہ فرشتہ ہٹ گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ایک شخص آپ کے اوپر ظلم کر رہا ہے اور آپ اس ظلم کے جواب میں اس پر ظلم نہیں کر رہے اور برداشت کر رہے ہیں تو اب اس کی خبر لینا اللہ کے ذمے ہے۔ لیکن اگر آپ نے پلٹ کر اس کو جواب دے دیا اور اس سے بدلہ لے لیا تو پھر اللہ کو آپ کی طرف سے جواب دینے کی حاجت نہیں ہے۔ یہی بات یہاں فرمائی گئی ہے کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ خود بدلہ نہیں لے لیتا۔

دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ ”حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ پلٹ کر اپنے گھر نہیں پہنچتا“ یعنی گھر سے نکلنے اور حج کر کے گھر واپس آنے تک یہ پورا زمانہ قبولیت دعا کا زمانہ ہے۔

اور ”مجاہد کی دعا جب تک کہ وہ جہاد سے پلٹ کر واپس نہیں آجاتا“ یعنی جہاد کے لئے نکلنے کے وقت سے لے کر پلٹ کر آنے تک یہ پورا زمانہ جو ہے یہ بھی قبولیت دعا کا زمانہ ہے۔ ہر وقت بندہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔

اور ”بیمار کی دعا جب تک کہ وہ شفا نہ پا جائے“ یعنی بیماری کی حالت میں جو دعا کی جاتی ہے چونکہ وہ خلوص

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دل سے نکلتی ہے اس وجہ سے بندہ اس وقت اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ اس وقت آدمی پر جو تکلیف طاری ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ بار بار اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا اس حالت میں قبول کرتا ہے۔ اور "ایک مسلمان بھائی کا کسی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا مانگنا"۔ یہ بڑی اہم قسم کی دعا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تمام دعاؤں میں سب سے زیادہ مقبول دعا ایک بھائی کا اپنے بھائی کے حق میں اس کی غیر موجودگی میں اس کی پیٹھ پیچھے دعا مانگنا ہے۔ یعنی پیٹھ پیچھے جو دعا مانگی جاتی ہے جس کا اس شخص کو پتہ بھی نہیں ہوتا جس کے حق میں دعا مانگی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مقبول ہے کیونکہ وہ دل سے نکلی ہوئی ہے۔ انتہائی اخلاص کے بغیر ایک دوسرے آدمی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا نہیں مانگ سکتا۔

تشریح : جب آپ خاموشی کے ساتھ اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے دعا مانگتے ہیں یا اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتے ہیں' یہ اس کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ کو اس شخص کے ساتھ خلوص ہو۔ مخلصانہ محبت کے بغیر آپ یہ نہیں کر سکتے اور یہ مخلصانہ محبت جو آپ کے اور اس کے درمیان ہے یہ صرف اسلام کی بنیاد پر ہے۔ کوئی ذاتی غرض اور ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ آپ کا مومن بھائی ہے اس لئے آپ اس کے لئے دعا مانگتے ہیں یہ خود بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔

اسلام اور ایمان کے رشتہ کی بنیاد پر ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے لئے مخلص ہونا بھی نیکی ہے اس طرح دنیا میں ایک صالح جماعت بنتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ دنیوی اغراض اور دنیوی مصلحتوں اور مقاصد کے لئے ایک دوسرے سے تعلقات استوار کرتے ہیں ان کے ہاں باہم خلوص نہیں ہوتا۔ فی الواقع ایک غیر مسلم معاشرے کے اندر وہ اسپرٹ پیدا ہو ہی نہیں سکتی جو ایک مومن معاشرے کے اندر ہوا کرتی ہے کیونکہ وہاں یہ دوستیاں اور تعلقات بھی ذاتی اغراض کے حصول کے لئے ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کے دل میں حسد ہی پرورش پا رہا ہوتا ہے۔ ہر وقت اس فکر میں رہتے ہیں کہ کب موقعہ ملے کہ اسے چت کر دیں۔ بظاہر ایک دوسرے کے ساتھ دوستیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں' بیانات بھی آ رہے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے حق میں تقریریں بھی جھاڑی جا رہی ہوتی ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مخلصانہ دوستی نہیں ہوتی۔

مخلصانہ دوستی وہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے محض ایمان کی بنیاد پر کی جائے اور یہ وہ چیز ہے جو ایک صالح ترین معاشرہ پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر ہر فرد دوسرے کا مخلص ہوتا ہے۔ اور مخلص دوستی کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ بھلائی میں ساتھ ہوتا ہے اور برائی میں ساتھ نہیں ہوتا۔ اس طرح یہ تعاونوا علی البر نیکی میں تعاون کرو کی مثال ہوتا ہے۔ ایک صالح ترین معاشرہ اس طرح وجود میں آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ غیر موجودگی میں آدمی' بغیر اس کے علم کے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو یہ بڑی نیکی کا کام ہے۔ فرشتہ دعا کرنے والے کے سرپر کھڑا ہوتا ہے دعا کے ساتھ کہہ رہا ہوتا ہے آمین۔ جس بھلائی کے لئے تو اپنے دوسرے بھائی کے لئے دعا مانگ رہا ہے' وہ تجھے بھی حاصل ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج:

① عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَمْسُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ۔ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ، وَ دَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ، وَ دَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَفْقِدَ، وَ دَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ، وَ دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ: وَ اَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ دعائیں ایسی ہیں جو مقبول ہوتی ہیں۔ (اب اس کے بعد آپؐ ایک ایک دعا کو فرماتے ہیں) مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ خود بدلہ نہ لے لے۔ حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ پلٹ کر اپنے گھر نہیں پہنچتا اور مجاہد کی دعا جب تک وہ جہاد سے پلٹ⁰ کر واپس نہیں آ جاتا۔ اور بیمار کی دعا جب تک کہ وہ شفا نہ پا جائے اور ایک مسلمان بھائی کا کسی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا مانگنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان تمام دعاؤں میں سے سب سے زیادہ مقبول دعا ایک بھائی کا اپنے بھائی کے حق میں اس کی غیر موجودگی میں اس کی پیٹھ پیچھے دعا مانگنا ہے۔

② اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْحَافِظُ، انا عَلِيُّ بْنُ عِيْسَى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ، ثنا اَبُوْيَحْيٰى زَكَرِيَّا بْنُ دَاوُدَ، ثنا يُوْنُسُ بْنُ اَفْلَحَ، خَتَنُ يَحْيٰى، ثنا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثنا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ العمى عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: خَمْسُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حِيْنَ يَسْتَنْصِرُ، وَ دَعْوَةُ الْحَاجِّ حِيْنَ يَصْدُرُ، وَ دَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حِيْنَ يَقْفُلُ، وَ دَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حِيْنَ يَبْرَأُ، وَ دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، ثُمَّ قَالَ: وَ اَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً، دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔

③ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، انا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، نا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ صَفْوَانَ وَ هُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ، وَ تَحْتَهُ اُمُّ الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ، فَاَتَيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فِيْ مَنْزِلِهٖ، فَلَمْ اَجِدْهُ وَوَجَدْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ، فَقَالَتْ: اَتُرِيْدُ الْحَجَّ الْعَامَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ،

حضرت صفوان کا بیان ہے کہتے ہیں کہ میں شام میں گیا اور ابوالدرداء کے مکان پر گیا مگر انہیں گھر پر نہ پایا۔ ام الدرداء گھر پر موجود تھیں انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا اس سال حج کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ بولیں تو پھر ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دعا ضرور کرنا۔ اس لئے کہ نبی ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان

⁰ نیچے والی روایت میں یقفل بھی ہے جس کے معنی واپس پلٹ کر آنا ہے۔ مولانا مرحوم نے اسی کو سامنے رکھتے ہوئے یفقد کا معنی پلٹ کر آنا کر دیا ہے۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ: فَادْعُ اللّٰهُ لَنَا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ۔ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُؤَكَّلٌ۔ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُؤَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْن۔ وَ لَكَ بِمِثْلٍ۔ قَالَ فَخَرَجْتُ اِلَى السُّوْقِ فَلَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ يَرْوِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں دعا مانگتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ دعا مانگنے کے وقت اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ متعین ہوتا ہے۔ جب کبھی بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھلائی کی دعا مانگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے۔ آمین اور ایسی ہی بھلائی تیرے لیے بھی ہو۔

④ ⟸ و فی روایة الاخری عن ابی الدرداء۔ قَالَتْ: حَدَّثَنِیْ سَیِّدِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ دَعَا لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُؤَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْن وَلَكَ بِمِثْلٍ۔

حضرت ام الدرداء کا بیان ہے کہتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: کہ جو کوئی اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا مانگتا ہے، اس کے ساتھ متعین فرشتہ کہتا ہے۔ آمین اور ایسی ہی بھلائی تیرے لئے بھی ہو۔

⑤ ⟸ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ الْوَكِيْعِیُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، نا اَبِیْ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ، عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ۔

حضرت ام الدرداء، ابوالدرداء سے روایت بیان کرتی ہیں۔ ابوالدرداء نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے ایسی ہی بھلائی تیرے لئے بھی ہو۔

⑥ ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ایک روایت بایں الفاظ بھی نقل کی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً، دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہت جلد شرف قبولیت سے ہمکنار ہونے والی دعا، غیر حاضر کے لئے غیر حاضر کی دعا ہے۔

مآخذ:

① ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۹۸۔ عن ابن عباس۔

② ✿ شعب الایمان ج ۲ ص ۴۶۔۴۷۔ ذکر فصول فی الدعاء یحتاج الی معرفتها۔

③ ✿ مسلم کتاب الذکر والدعاء ج ۲ ص ۳۵۲۔ باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب ✿ ابن ماجه کتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المناسک باب ۵ فضل دعاء الحاج ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۴- کتاب الدعوات الفصل الاول ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۵ ✿ ریاض الصالحین ص ۳۶۲ ✿ کنز العمال ج ۲ ص ۱۰۶- قدرے لفظی اختلاف

④ ✿ مسلم کتاب الذکر والدعاء الخ ج ۲ ص ۳۵۲- باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب۔ ✿ ابوداؤد کتاب الصلاۃ ج ۲ ص ۸۹- باب الدعاء بظهر الغیب ✿ ریاض الصالحین ص ۳۶۲ ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۲- اذا دعا المرء لاخیه بظاهر الغیب قالت الملائکة- امین ولک مثله-

⑤ ✿ مسلم کتاب الذکر والدعاء ج ۲ ص ۳۵۱- ۳۵۲- باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب ✿ کنز العمال ج ۲ ص ۹۸-۱۱۰- عن ابی الدرداء-

⑥ ✿ ابوداؤد ج ۲ ص ۸۹- کتاب الصلاۃ باب الدعاء بظهر الغیب ✿ کنز العمال ج ۲ ص ۹۷- عن ابن عمر-

اِذَا دَعَا الْغَائِبُ لِغَائِبٍ قَالَ لَهُ الْمَلَكُ: وَ لَكَ مِثْلُ ذٰلِكَ- (کنز العمال ج ۲ ص ۷۲- عن ابی هریرة)

جب غیر حاضر دوسرے غیر حاضر کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے ایسی ہی بھلائی تیرے لئے بھی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

دعا میں ہاتھ اٹھانا

خدا کے حضور دعا میں ہاتھ اٹھانا:

① اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا- (عن سلمان فارسی)

تمہارا رب باحیا اور کریم ہے- بندہ جب اس کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اس کو خالی ہاتھ واپس کر دے"-

تشریح: حدیث میں ہے ہم کو نبی ﷺ کی یہ ہدایت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جب دعا مانگی جائے تو وہاتھ اٹھا کر مانگی جائے اور دعا سے فارغ ہو کر چہرے پر ہاتھ مل لئے جائیں- (ابوداؤد' ترمذی اور بیہقی میں اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں)

دوسری روایت میں حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب دعا مانگتے تھے تو ہاتھ اٹھا کر مانگتے تھے- اور اس کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر لیتے تھے-② حاکم نے مستدرک میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا اللہ کے آگے عاجزی اور مسکنت کے اظہار کے لئے ہے-

اس میں شک نہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں یہ طریقہ رائج نہ تھا جو اب رائج ہے کہ نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں- اس بنا پر بعض علماء نے اس طریقے کو بدعت ٹھہرایا ہے- لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اگر اس کو لازم نہ سمجھ لیا جائے' اور اگر نہ کرنے والے کو ملامت نہ کی جائے' اور اگر کبھی کبھی قصداً اس کو ترک بھی کر دیا جائے' تو پھر اسے بدعت قرار دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے- خدا سے دعا مانگنا بجائے خود تو کسی حال میں برا فعل نہیں ہو سکتا-

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۱۷۰-۱۷۱)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ' ثنا عِيْسٰى يعنى ابْنُ يُوْنُسَ' ثنا جَعْفَرٌ يعنى ابْنُ مَيْمُوْنٍ صَاحِبُ الْاَنْمَاطِ' حَدَّثَنِيْ اَبُوْعُثْمَانَ' عَنْ سَلْمَانَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ رَبَّكُمْ (تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى) حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا-

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارا رب بڑا باحیا اور کریم ہے- بندہ جب اس کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اس کو خالی ہاتھ واپس کر دے"-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① مسند احمد میں ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَسْتَحْيِ اَنْ يَبْسُطَ الْعَبْدُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ يَسْأَلُهُ فِيْهِمَا خَيْرًا فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔

حضرت سلمان سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ اس کے حضور بھلائی کی طلب کے لئے ہاتھ پھیلا کر دعا کرے اور وہ انہیں نامراد واپس کر دے۔

② حَدَّثَنَا اَبُوْمُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا: نَا حَمَّادُ بْنُ عِيْسٰى الْجُهَنِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ۔ قال محمد بن المثنی فی حدیثه لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه۔

حضرت عمر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اس وقت تک واپس نہ کرتے جب تک کہ اپنے چہرے پر نہ پھیر لیتے۔

هذا حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث حماد بن عیسی و قد تفرد به و هو قلیل الحدیث و قد حدث عنه الناس۔ و حنظلة بن ابی سفیان الجمحی ثقة۔ وَ ثَقَّهُ یحییٰ بن سعید القطان۔

مآخذ:

① ✿ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الدعاء ✿ ترمذی ابواب الدعاء۔ باب رفع الایدی فی الدعاء۔

① مسند احمد ج ۵ ص ۴۳۸۔ سلمان فارسی ✿ المستدرک ج ۱ ص ۴۹۷۔ کتاب الدعاء ✿ باب ان اللّٰہ حی کریم یستحی من عبده ان یبسط الیه یدیه ثم یردها خائبتین ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۸۷۔ لفظی زیادتی کے ساتھ ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔ بحواله بیهقی فی الدعوات الکبیر۔

② ✿ ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی رفع الایدی عندالدعاء ✿ المستدرک ج ۱ ص ۵۳۶۔ کتاب الصلاۃ مسح الوجه بالیدین بعد الدعاء ✿ مستدرک نے کان اذا مد یدیه فی الدعاء الخ ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات۔ الفصل الثانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا میں ہاتھ سینے تک اٹھانا

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' ثنا اَبِیْ' ثنا وَکِیْعٌ' عَنْ حَمَّادٍ' عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ' سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ: اِنَّ رَفْعَکُمْ اَیْدِیَکُمْ بِدْعَةٌ۔ مَازَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی هٰذَا یعنی اِلَی الصَّدْرِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ تمہارا اپنے ہاتھوں کو بہت اٹھانا اور ایک ہی طرح ہمیشہ اٹھانا یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر جو دعا مانگتے تھے تو آپ کا ہاتھ آپ کے سینے کے سامنے تک ہوتا۔

ماخذ:

(۱) ❁ مسند احمد ج ۲ ص ۶۱۔ عبداللہ بن عمر ❁ مشکوۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات-----

تشریح: یعنی اتنا اٹھاتے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ مختلف طریقے ہیں یہ جو یوں کر کے اٹھانا ہے پورا آسمان کی طرف۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں۔ یوں کر کے مانگنا یہ بھی طریقہ نہیں۔ یعنی نہ تو سامنے پوری طرح سے ہاتھ کھینچ کر اور نہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ طریقہ آپ کا دعا مانگنے کا نہیں تھا۔ آپ کا دعا مانگنے کا طریقہ یہ تھا کہ عام حالات میں آپ ہاتھ سینے تک اٹھاتے تھے۔ اور ہاتھ اگر زیادہ اٹھ گئے تو شانے تک آ گئے۔ بہت زیادہ اگر گڑ گڑا کر دعا مانگنی ہو تو چہرے تک ہاتھ اٹھا کر۔ بس اس سے زیادہ اٹھانے کا طریقہ آپ کا نہیں۔ اور یہی گویا دعا مانگنے کے آداب سکھائے گئے۔ یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ دعا مانگو تو ویسے ہی ہاتھ مت رکھ کر فارغ ہو جاؤ بلکہ منہ پر ہاتھ پھیرنے کے بعد پھر ہاتھ رکھو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی بڑی مصیبت کے وقت منہ تک ہاتھ اٹھانا

حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ' ثنا وُهَیْبٌ۔ یعنی ابْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنِیْ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ' عَنْ عِكْرِمَةَ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْمَسْأَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ یَدَیْكَ حَذْوَ مَنْكِبَیْكَ' اَوْ نحوهِمَا' وَالْاِسْتِغْفَارُ اَنْ تُشِیْرَ بِاَصْبعٍ وَاحِدَةٍ' وَالْاِبْتِهَالُ اَنْ تَمُدَّ یَدَیْكَ جَمِیْعًا۔

حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ اس طرح اٹھاؤ کہ وہ تمہارے شانوں کے سامنے تک آ جائیں یا ان کے قریب ترین (یعنی اتنے ہاتھ اٹھنے چاہئیں) اور استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی انگلی سے اشارہ کرو۔ اگر گڑگڑا کر دعا مانگنی ہو اور بڑی مصیبت کے وقت آہ و زاری کر کے دعا مانگنی ہو تو آدمی کو اتنے ہاتھ اٹھانے چاہئیں کہ منہ کے سامنے لائے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ' ثنا سُفْیَانُ' حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَعبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ' بِهٰذَا الْحَدِیْثِ' قَالَ فِیْهِ: وَالْاِبْتِهَالُ هٰكَذَا' وَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَ جَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا یَلِیْ وَجْهَهُ۔

مَاٰخَذ:

① ✿ ابوداؤد کتاب الصلاۃ ج ۲ ص ۷۹۔ باب الدعاء ✿ کنزالعمال ج ۲ ص ۸۲۔ عن ابن عباس ✿ مشکوۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات۔ فصل ثالث۔ عن عکرمۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا سیدھے ہاتھوں مانگنی چاہئے

عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارِ اَلسَّكُوْنِيِّ ثُمَّ الْعَوْفِيِّ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم اللہ سے مانگو تو سیدھے ہاتھوں مانگو الٹے ہاتھوں نہ مانگو۔

① عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ هٰكَذَا بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَ ظَاهِرِهِمَا۔

② عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا وَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے مانگو تو سیدھے ہاتھوں مانگو الٹے ہاتھوں نہ مانگو اور پھر اپنے چہروں پر پھیر لو۔

ماخذ:

① ❁ ابوداؤد ج ۲ ص ۷۸۔ کتاب الصلوٰۃ' باب الدعاء ❁ کنزالعمال ج ۲ ص ۸۰ ❁ مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات۔ عن مالک بن یسار۔

② ❁ المستدرک ج ۱ ص ۵۳۶۔ کتاب الدعاء۔ السوال عن اللّٰہ ببطن الاکف ❁ کنزالعمال ج ۲ ص ۸۔ عن ابن عباس۔ ❁ مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات الفصل الثانی۔ عن ابن عباس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا میں ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں

عَنْ اَنَسٍ ' قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کی بغل (کی سفیدی) نظر آجاتی تھی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَ يَدْعُوْا۔

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اتنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپؐ کی انگلیاں آپ کے شانے کے سامنے آجاتیں (یعنی اس طرح سے اٹھاتے تھے کہ یہ انگلی کی نوک اور آپ کا شانہ گویا ایک سیدھ میں ہوتے تھے)

دعا کے اختتام پر اپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِيَدَيْهِ۔

حضرت سائب بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر مانگتے تھے اور دعا ختم کر کے اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لیتے تھے۔

ماخذ:

① ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات' فصل ثالث بحوالہ البیھقی الکبیر فی الدعوات۔ ✿ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الدعاء۔

تشریح: آگے چل کر متعدد احادیث آتی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا مانگنے کا طریقہ اور جو طریقہ آپ نے دعا مانگنے کا لوگوں کو سکھایا ان کو یہاں فرمایا۔ میں وہ ساری احادیث بیان کر کے پھر آپ کو بتاؤں گا کہ اس سے اصل بات کیا نکلتی ہے تو حضرت انس تو یہ کہتے ہیں کہ دعا مانگتے وقت آپ اتنا ہاتھ اٹھاتے کہ یہ بغل نظر آتی تھی۔

حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اتنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ کی انگلیاں آپ کے شانے کے سامنے آجاتیں یعنی اس طرح سے اٹھاتے تھے کہ یہ انگلی کی نوک اور آپ کا شانہ گویا ایک سیدھ میں ہوتے تھے ایک اندازہ انہوں نے بتایا ہے اتنا ہو۔

حضرت سائب بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر مانگتے تھے اور دعا ختم کر کے اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لیتے تھے۔

انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہاتھ اٹھاتے کس طرح تھے۔ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر جب دعا مانگنے سے فارغ ہوتے تھے تو ہاتھ یونہی نہیں رکھ لیتے تھے بلکہ منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر رکھ لیتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں قبولیت دعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:

(1) مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْا بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِحْدٰى ثَلٰثٍ، اِمَّا اَنْ يُعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَ اِمَّا اَنْ يَدَّخِرَهَا فِى الْاٰخِرَةِ وَ اِمَّا اَنْ يُصْرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا۔ (مسند احمد)

آپؐ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان جب بھی کوئی دعا مانگتا ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں قبول فرماتا ہے۔ یا تو اس کی وہ دعا اسی دنیا میں قبول کر لی جاتی ہے، یا اسے آخرت میں اجر دینے کے لئے محفوظ کر لیا جاتا ہے یا اسی درجہ کی کسی آفت کو اس پر آنے سے روک دیا جاتا ہے"۔

تشریح: یعنی اس کی دعا بہرحال رد نہیں ہوتی۔ اس سے پہلے احادیث میں آ چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا باحیا اور کریم ہے تو اس کو شرم آتی ہے اس بات سے کہ کوئی اس کے آگے ہاتھ پھیلائے اور وہ اس کو خالی ہاتھ واپس کرے۔ تو دعا تو قبول کی جاتی ہے مگر تین مختلف شکلوں میں سے کسی ایک شکل میں کی جاتی ہے بشرطیکہ گناہ کے لئے دعا نہ کی جائے مثلاً آدمی یہ دعا نہ کرے کہ یا اللہ میں چوری کے لئے جا رہا ہوں کامیاب ہو جاؤں یا جیب کاٹنے جا رہا ہوں اور جیب کاٹ سکوں۔ گویا یہ کہ گناہ کے لئے دعا نہ مانگی جائے۔ دوسرے قطع رحمی کی دعا نہ مانگی جائے۔ یعنی باپ بیٹے کے لئے بددعا کر رہا ہے۔ ماں بیٹی کے لئے بددعا کر رہی ہے یا بھائی بھائی کے لئے بددعا کر رہا ہے تو یہ بددعا اپنے رشتے داروں اور اپنے عزیزوں اور قریبیوں کے خلاف نہ ہو۔ اگر اس طرح کی دعا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ بھلائی کی جو دعا انسان کرتا ہے اس کو تین شکلوں میں سے کسی ایک شکل میں پورا کرتا ہے۔ ایک یہ ہے اس کی دعا کو اسی دنیا میں قبول کر لیا جائے جس شکل میں وہ دعا مانگ رہا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ ادھر اس نے دعا مانگی اور فوراً دے دیا جائے۔ مدعا یہ ہے کہ عاجلہ (دنیا) میں دے دی جائے۔ یہ دنیا کی زندگی اس کے اندر اس کی دعا اسی شکل میں پوری کر دی جائے جس شکل میں اس نے دعا مانگی۔ یا پھر اس دعا کو اس کے لئے آخرت کے واسطے اٹھا رکھا جائے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ نہیں ہے اور اس کی سکیم کے یہ بات خلاف ہے کہ اس کی وہ دعا قبول کر لی جائے تو اس کے بعد ایسا نہیں ہے کہ وہ دعا ضائع ہو گئی۔ وہ ایک نیکی ہے جو اس کے حق میں لکھ لی گئی اور اس نیکی کا اجر اس کو آخرت میں ملے گا۔ جس وقت آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے تو ایک بہت بڑا نیک کام کرتا ہے کیونکہ دعا نہ صرف یہ کہ عبادت ہے بلکہ عبادت کی جان ہے۔ قرآن کریم میں دعا کی جو حیثیت بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دعا اور عبادت مختلف مقامات پر دونوں ہم معنی استعمال ہوئے ہیں آپ دیکھ لیجئے کہیں دعا ایک چیز کو کہا گیا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہیں اسی چیز کو عبادت کہا گیا ہے حدیث میں دعا کو جہاں عبادت کہا گیا ہے تو اس وجہ سے کہ چونکہ دعا ایک عبادت ہے اس لئے دنیا میں پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی مصلحت کے مطابق نہیں ہے تو وہ ضائع نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک نیکی کے طور پر لکھی جاتی ہے اور اس کا اجر آخرت میں دیا جاتا ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ دنیا میں تجھے ایک چیز نہیں دی گئی تھی لے اب آخرت میں اس سے بڑھ کر لے۔ یا اگر وہ چیز نہ دینی ہو تو کوئی اور برائی یا کوئی اور مصیبت جو اس پر آنے والی تھی اس کو ہٹا دیا جاتا ہے یعنی بجائے اس کے کہ وہ چیز اس کو دی جائے اگر وہ مصلحت کے مطابق نہیں ہے جس کے لئے اس نے دعا کی ہے تو اس کے بدلے میں ایسی مصیبت کہ جو آنے والی تھی روک دیا جاتا ہے صحابہ کرام نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم بہت دعا مانگا کریں گے رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہت زیادہ ہے جتنی تم دعا مانگ سکتے ہو یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تنگ نہیں ہے جتنا مانگو۔ مانگتے چلو جتنی تم دعا مانگو گے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی دولت ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثنا اَبُوْعَامِرٍ، ثنا عَلِیٌّ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَیْسَ فِیْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِیْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰی ثَلَاثٍ۔ اِمَّا تَعَجَّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَ اِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ وَ اِمَّا اَنْ یُّصْرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا اِذًا نُکْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَکْثَرُ۔

① ترمذی نے عبادہ بن صامت سے ایک روایت اور نقل کی ہے۔

اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ یَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰی بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهَا وَ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَالَمْ یَدْعُ بِمَاْثِمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اِذًا نُکْثِرُ قَالَ: اَللّٰهُ اَکْثَرُ۔ هذا حديث حسن غريب صحيح من هذا الوجه۔

حضرت عبادہ بن صامت نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے وہی دیتا ہے اور اس سے اتنا گناہ پھیر دیتا ہے بشرطیکہ اس نے گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو۔ ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا جب ہم بکثرت دعا کریں تو فرمایا اللہ تعالیٰ بکثرت عطا فرمائے گا۔

② عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُو اللّٰهَ بِدُعَاءٍ اِلَّا اُسْتُجِیْبَ لَهٗ، فَاَمَّا اَنْ یُّعَجَّلَ لَهٗ فِی الدُّنْیَا وَ اِمَّا اَنْ یُّدَّخَرَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ۔ وَ اِمَّا اَنْ یُّکَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ بِقَدْرِ مَا دَعَا مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ اَوْ یَسْتَعْجِلُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ کَیْفَ یَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: یَقُوْلُ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَمَا اسْتَجَابَ لِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ یا تو جلدی کر کے اس دنیا ہی میں پوری کر دی جاتی ہے یا پھر آخرت کے لئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے یا پھر بقدر دعا اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ ہو۔ یا پھر جلد بازی نہ دکھائے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا دعا کرنے والا کہتا ہے میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی۔

③ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوْ اِبْطُهُ يَسْئَالُ اللّٰهَ مَسْاَلَةً اِلاَّ اٰتَاهُ اِيَّاهَا مَا لَمْ يُعَجِّلْ۔ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَيْفَ عُجْلَتُهٗ قَالَ يَقُوْلُ: قَدْ سَاَلْتُ وَ سَاَلْتُ فَلَمْ اُعْطَ شَيْئًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے دونوں ہاتھ اتنے اونچے اٹھا کر دعا کرتا ہے کہ اس کی بغلیں نمایاں ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کوئی جو کچھ مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہی چیز عطا فرما دیتا ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کا جلد جلدی مچانا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس کا یہ کہنا کہ میں نے مانگا پھر مانگا مگر کچھ دیا تو گیا نہیں۔

④ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثنا اَبُوْ عَامِرٍ، ثنا عَلِیٌّ عَنْ اَبِی الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ، لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ، وَ لَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلاَّ اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰى ثَلَاثٍ، اَمَّا اَنْ تُعَجَّلَ لَهٗ دَعْوَتُهٗ، وَ اَمَّا اَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ، وَ اَمَّا اَنْ يَّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، قَالُوْا اِذًا نُكْثِرُ، قَالَ: اَللّٰهُ اَكْثَرُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کوئی مسلمان جب دعا کرتا ہے اور ایسی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور جس میں کوئی قطع رحمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین باتوں میں سے کوئی ایک بات عطا کرتا ہے۔ ایک یہ کہ اس کی دعا کو اسی دنیا میں قبول کر لیا جائے یا پھر اس دعا کو اس کے لئے آخرت کے واسطے اٹھا رکھا جائے یعنی ذخیرہ بنا دیا جائے۔ یا کوئی برائی یا کوئی مصیبت جو اس پر آنے والی تھی اس کو ہٹا دیا جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا پھر تو ہم بہت دعا مانگا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہت زیادہ ہے۔

مآخذ:

① ✿ مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۔ ابو سعید خدری ✿ المستدرک ج ۱ ص ۴۹۳۔ کتاب الدعاء ✿ الادب المفرد للبخاری باب مایدخر للداعی من الاجر والثواب ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۵۔ کتاب الدعوات باب ذکر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ من الاجر والثواب۔

⑦ ✿ ترمذی ابواب الدعوات۔ باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تعوذہ فی دبر کل صلاۃ ✿ شعب الایمان ج ۲ ص ۴۸۔ عن ابی سعید خدری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ ۳ ◘ ترمذی ابواب الدعوات۔ باب .... ص ۲۰۱ ◘ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۸۔ عن ابی ہریرۃ (قدرے الفاظی اختلاف)

۳ ◘ مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۱۔ ابو سعید خدری ◘ ترمذی ابواب الدعوات ج ۲ ص ۱۹۸۔ عن عبادۃ بن صامت۔ ◘ ریاض الصالحین ص ۳۶۳۔ ◘ مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات الفصل الثالث ◘ ابن ابی شیبہ' عبد بن حمید' مستدرک حاکم بحوالہ کنز العمال ج ۲ ص ۷۰ ◘ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۷۔ عن عبادہ بن صامت ○ شعب الایمان ج ۲ ص ۳۸۔ عن ابی سعید خدری و عبادہ بن صامت ◘ کنز العمال ج ۲ ص ۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

دعا میں وسیلہ

دعا میں بزرگوں کی حرمت و جاہ سے توسل :

① اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة- انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی- اللّٰهم فشفعه فیَّ-

(رواہ ترمذی- ابواب الدعوات)

خدایا میں تیرے نبی محمدؐ نبی رحمت کے ذریعہ سے تجھ سے دعا کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں- میں نے اپنی اس حاجت کے لئے اے پروردگار تیری طرف توجہ کی ہے تاکہ تو میری حاجت پوری کرے- پس اے اللہ! میرے حق میں محمد ﷺ کی شفاعت قبول فرما-

پس منظر: ترمذی شریف کے ابواب الدعوات میں ایک حسن صحیح غریب حدیث مروی ہے کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ میری تکلیف کو دور کر دے- آپؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کروں اور اگر صبر کر سکتے ہو تو صبر کرو- صبر تمہارے لئے بہتر ہے اس نے عرض کیا آپؐ دعا فرمائیں- آپؐ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی-

تشریح: (اس حدیث) کا مضمون تو آپ ہی بتا رہا ہے کہ استدعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی تھی کہ آپؐ دعا فرمائیں اور آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ اچھا تو اللہ سے دعا کر کہ "خدایا میں تیرے نبیؐ کے واسطے سے تیرے حضور اپنی حاجت لے کر آیا ہوں تو میرے حق میں اپنے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی سفارش قبول کر" اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس سے بھی فرمایا کہ میرے واسطے سے تو بھی اپنی حاجت طلب کر اور میری سفارش قبول کئے جانے کی بھی دعا مانگ- یہ تو دعا کی بالکل ایک فطری صورت ہے- اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص مجھ سے کہے کہ فلاں حاکم کے پاس چل کر میری سفارش کرو- اور میں سفارش کرنے کے ساتھ ساتھ اس شخص سے بھی کہوں کہ تو خود بھی حاکم سے عرض کر کہ میں انہیں سفارشی بنا کر لایا ہوں آپ ان کی سفارش قبول کر کے میری حاجت پوری کر دیں- یہ معاملہ اور ہے اس کے برعکس یہ ایک بالکل دوسرا طریق معاملہ ہے کہ کوئی شخص مجھ سے اجازت لئے بغیر خود ہی حاکم کے پاس پہنچ جائے اور اپنی جو حاجت بھی چاہے میرا واسطہ دے کر پیش کر دے- اس دوسری صورت کو آخر پہلی صورت پہ کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے؟ دلیل پہلی صورت کی پیش کرنا اور اس سے جواز دوسری صورت کا نکالنا کسی طرح درست نہیں- دوسری صورت کا جواز ثابت کرنے کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا قول ملنا چاہئے جس میں آپ نے اپنے تمام نام لیواؤں کو عام اجازت مرحمت فرمائی ہو کہ جس کا جی چاہے اپنی ہر حاجت میرا واسطہ دے کر اللہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلب کر لے۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۲۱۹-۲۲۰)

دعا میں اللہ تعالیٰ کو کسی کے جاہ و حرمت کا واسطہ دینا وہ طریقہ نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھایا ہے۔ قرآن تو اس تخیل سے بالکل خالی ہے۔ حدیث میں بھی اس کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بھی کسی کے متعلق میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ طریقہ خود اختیار کیا ہو یا دوسروں کو اس کی تعلیم دی ہو۔ معلوم نہیں کہ مسلمانوں میں یہ تخیل کہاں سے آگیا کہ رب العالمین کے حضور دعا مانگتے وقت اسے کسی بندہ کی جاہ و حرمت کا حوالہ دیں یا اس سے یہ عرض کریں کہ اپنے فلاں بندے کے طفیل میری حاجت پوری کر دے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا کرنا ممنوع ہے۔ میں صرف دو باتیں کہتا ہوں۔ ایک یہ کہ ایسا کرنا اس طریقہ کے مطابق نہیں ہے جو رب العالمین نے خود ہمیں دعا مانگنے کے لئے سکھایا ہے۔ اور اس طریق دعا سے بھی مطابقت نہیں رکھتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے براہ راست شاگردوں کو بتایا تھا۔ اس لئے اس سے اجتناب ہی کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام آخر یہی بتانے کے لئے تو آئے تھے کہ خدا اور بندوں کے درمیان ربط و تعلق کی صحیح صورت کیا ہے' اور جب انہوں نے اس کی یہ صورت نہ خود اختیار کی' نہ کسی کو سکھائی' تو جو شخص بھی اسے اختیار کرے گا' وہ معتبر چیز کو چھوڑ کر غیر معتبر چیز اختیار کرے گا۔

دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے تو اس طریق دعا میں بڑی کراہیت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کے معنی سے صرف نظر کرے۔ اور اس میں کراہیت کا وہ پہلو محسوس نہ کرے جو مجھے نظر آتا ہے۔ میں جب اس طرز کے مضمرات پر غور کرتا ہوں تو میرے سامنے کچھ ایسی تصویر آتی ہے کہ جیسے ایک بہت بڑی سخی داتا ہستی ہے' جس کے دروازہ سے ہر کہ و مہ کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ جس کا فیض عام ہے' جس کا دربار کھلا ہے' جس سے ہر مانگنے والا مانگ سکتا ہے' اور کسی پر اس کی عطا و بخشش بند نہیں ہے۔

ایسی ہستی کے حضور ایک شخص آتا ہے اور اس سے سیدھی طرح یہ نہیں کہتا کہ اے کریم و رحیم! میری مدد کر۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ اپنے فلاں دوست کی خاطر میری حاجت پوری کر دے۔ مانگنے کے اس انداز میں یہ بدگمانی پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صفت رحم و کرم کی وجہ سے کسی کی دستگیری کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اپنے دوستوں اور چہیتوں اور مقربوں کی خاطر احسان کر دیا کرتا ہے۔ ان کا واسطہ نہ دیا جائے تو آپ اس کے ہاں سے کچھ پانے کی امید نہیں رکھتے اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگنے میں تو معاملہ بدگمانی سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ گویا آپ اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ میں فلاں بڑے آدمی کا متوسل آیا ہوں' میری درخواست کو کسی بے وسیلہ آدمی کی سی درخواست سمجھ کر نہ ٹال دیجئے گا۔ اگر یہ اس طرز دعا کے مضمرات نہ ہوں تو مجھے سمجھا دیا جائے۔ بڑی خوشی ہو گی کہ میرے دل کی کھٹک اس معاملہ میں نکل جائے گی۔ لیکن اگر اس کے واقعی مضمرات یہی ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا صحیح تصور رکھتا ہو وہ ایسا طرز دعا اختیار کرنے کا خیال بھی کیسے کر سکتا ہے۔

اس طرح کے مضمرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے بھی اس طریق دعا کو مکروہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں یہ قول موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و یکرہ ان یقول الرجل فی دعائہ بحق فلان او بحق انبیاءک و رسلک لانہ لا حق للمخلوق علی الخالق۔ (کتاب الکراھیۃ' مسائل متفرقہ)

اور یہ مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دعا میں بحق فلاں' بحق انبیاء و رسل کہے' کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں ہے۔

(رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۳۶۶-۳۶۹)

نوٹ: محولہ حوالہ مجھے ہدایہ میں نہیں ملا۔ (مرتب)

اصحاب قبور سے درخواستِ دعا:

کسی بزرگ سے اپنے حق میں دعائے خیر کی درخواست کرنا بجائے خود تو کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ آدمی خود بھی اللہ سے دعا مانگ سکتا ہے اور دوسروں سے بھی کہہ سکتا ہے کہ میرے لئے دعا کرو۔ لیکن وفات یافتہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر یہ درخواست پیش کرنا معاملہ کی نوعیت کو بالکل ہی بدل دیتا ہے۔ قبر پر یہ بات کہنے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ آپ اپنے دل میں یا چپکے چپکے ایسا کہیں۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ ان بزرگوں کی سماعت کی شان وہی کچھ سمجھ رہے ہیں جو اللہ کی ہے کہ:

اَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِہٖ ○ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (الملک)

تم اپنی بات آہستہ سے کہو یا زور سے' وہ تو دلوں کا حال بھی جانتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ زور زور سے ان ولی اللہ کو پکار کر یہ بات کہیں۔ اس صورت میں اعتقاد کی خرابی تو لازم نہ آئے گی مگر یہ اندھیرے میں تیر چلانا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ پکار رہے ہوں اور وہ نہ سن رہے ہوں۔ کیونکہ سماع موتی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا سماع تو ممکن ہو' مگر ان کی روح اس وقت وہاں تشریف نہ رکھتی ہو' اور آپ خواہ مخواہ خالی مکان پر آوازیں دے رہے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی روح تشریف فرما تو ہو' مگر وہ اپنے رب کی طرف مشغول ہوں' اور آپ اپنی غرض کے لئے چیخ چیخ کر ان کو الٹی اذیت دیں۔ دنیا میں کسی نیک آدمی سے دعا کرانے کے لئے آپ جاتے ہیں تو مہذب طریقہ سے پہلے ملاقات ہوتی ہے پھر آپ عرض مدعا کرتے ہیں۔ یہ تو نہیں کرتے کہ مکان کے باہر کھڑے ہو کر بس چیخنا شروع کر دیا۔ کچھ پتہ نہیں کہ اندر ہیں یا نہیں ہیں۔ ہیں تو آرام میں ہیں یا کسی کام میں مشغول ہیں' یا آپ کی بات سننے کے لئے خالی بیٹھے ہیں۔

اب غور کیجئے کہ وفات یافتہ بزرگوں کے معاملہ میں جب ہمارے لئے ان کے احوال معلوم کرنے اور ان سے بالمشافہ ملاقات کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے تو ان کے مکانوں پر جا کر اندھا دھند چیخ پکار شروع کر دینا آخر کس معقول آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔ دعا کروانے کا یہ طریقہ اگر قرآن و حدیث میں سکھایا گیا ہوتا' یا اس کا کوئی ثبوت موجود ہوتا کہ صحابہ کے عہد میں یہ رائج تھا' تب تو بات صاف تھی۔ بڑے اطمینان کے ساتھ یہ کام کیا جا سکتا تھا۔ لیکن جب وہاں اس کا کوئی پتہ نشان نہیں ملتا تو آخر ایسا طریقہ کیوں اختیار کیا جائے' جس کی ایک صورت تو صریحاً صفات الٰہی کے تصور سے ٹکراتی ہے اور دوسری صورت علانیہ غیر معقول نظر آتی ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ۳۶۴ تا ۳۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج:

① حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ' نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ' نَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ' عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ' عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ' اَنَّ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَنِیْ قَالَ: اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَ اِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ: فَادْعُهُ قَالَ: فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وَ ضُوْءَهُ وَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ هذا حديث حسن صحيح غريب لا نعرفه الامن هذا الوجه من حديث ابی جعفر و هو غير الخطمی۔ وَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ هُوَ اَخُوْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ۔

عثمان بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے (اس نابینا پن) سے عافیت دے۔ آپؐ نے فرمایا "اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کرتا ہوں اور اگر چاہو تو صبر کر لو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا آپؐ دعا فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؐ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا کہ اچھی طرح وضو بنا لے اور یہ دعا کرکے اللہ سے عافیت کی استدعا کرے اے خدایا! میں تیرے نبی محمد نبی رحمت کے ذریعہ سے تجھ سے دعا کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں' میں نے اپنی حاجت کے لئے اے پروردگار تیری طرف توجہ کی ہے تاکہ تو میری حاجت پوری کرے۔ پس اے اللہ! میرے حق میں محمد ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔

مآخذ:

① ○ ترمذی ابواب الدعوات۔ باب فی انتظار الفرج و غیر ذلک ○ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۱۹۔ کتاب الدعاء دعاء رد البصر ○ ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها۔ باب ۱۸۹۔ ماجاء فی صلاۃ الحاجة ○ مشکوٰۃ ص ۲۱۹۔ کتاب الدعوات' باب جامع الدعاء۔ عن عثمان بن حنیف ○ مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸۔ عثمان بن حنیف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴

ایصالِ ثواب

ایصال ثواب اور اس کی حیثیت : قرآن و حدیث سے عام قاعدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کا اپنا عمل ہی اس کے لئے مفید ہے' ایک شخص کا عمل دوسرے کے لئے آخرت میں مفید نہ ہو گا۔ لیکن بعض احادیث سے یہ استثناء کی صورت بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی جتنی احادیث بھی ہمیں ملی ہیں ان سب میں کسی خالص بدنی عبادت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ ایسی عبادت کا ذکر ہے جو یا تو صرف مالی عبادت ہے جیسے صدقہ یا مالی و بدنی عبادت ملی جلی ہے' جیسے حج' اسی بنا پر فقہاء میں اختلاف ہوا ہے۔ ایک گروہ اسے مالی اور بدنی عبادات دونوں میں جاری کرتا ہے اور دوسرا گروہ اس کو ان عبادات کے لئے مخصوص کرتا ہے جو یا تو خالص مالی عبادات ہیں یا جن میں بدنی عبادت مالی عبادت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ میرے نزدیک یہ دوسرا مسلک اس لئے مرجح ہے کہ قاعدۂ کلیہ میں اگر کوئی استثناء کسی حکم سے نکلتا ہو تو اس استثناء کو اسی حد تک محدود رکھنا چاہئے جس حد تک وہ حکم سے نکلتا ہے۔ اسے عام کرنا میری رائے میں درست نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص پہلے گروہ کے مسلک پر عمل کرتا ہے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ شریعت میں اس کی گنجائش بھی پائی جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اختلاف صرف ترجیح کا ہے۔

رہی یہ بات کہ ایصال ثواب کا میت کے لئے نافع ہونا یا نہ ہونا اللہ کی مرضی پر موقوف ہے' تو اس کا سبب دراصل یہ ہے کہ ایصال ثواب کی نوعیت محض ایک دعا کی ہے۔ یعنی ہم اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ یہ نیک عمل جو ہم نے تیری رضا کے لئے کیا ہے اس کا ثواب فلاں مرحوم کو دیا جائے۔ اس دعا کی حیثیت ہماری دوسری دعاؤں سے مختلف نہیں ہے۔ اور ہماری سب دعائیں اللہ کی مرضی پر موقوف ہیں۔ وہ مختار ہے کہ جس دعا کو چاہے قبول فرمائے اور جسے چاہے قبول نہ فرمائے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایسے شخص کے لئے ایصال ثواب کریں جو اللہ کی نگاہ میں مومن ہی نہ ہو' یا سخت مجرم ہو اور اللہ اسے کسی ثواب کا مستحق نہ سمجھے۔

ایصال ثواب کرنے والے نے اگر واقعی کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کا اجر بہرحال ضائع نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اگر متوفی کو ثواب نہ پہنچائے تو نیکی کرنے والے کے حساب میں اس کا اجر ضرور شامل کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے آپ کسی شخص کے نام منی آرڈر بھیجیں۔ اگر وہ منی آرڈر اس کو نہ دیا گیا ہو تو لازماً آپ کی رقم آپ کو واپس ملے گی۔ یا مثلاً آپ جیل میں کسی قیدی کو کھانا بھیجیں۔ اگر حکومت یہ مناسب نہیں سمجھتی کہ ایک ظالم مجرم کو نفیس کھانے کھلائے جائیں تو وہ آپ کا بھیجا ہوا کھانا پھینک نہیں دے گی' بلکہ آپ کو واپس کر دے گی۔

ایصال ثواب ہر ایک کے لئے کیا جا سکتا ہے' خواہ متوفی سے کوئی قرابت ہو یا نہ ہو اور خواہ متوفی کا کوئی حصہ آدمی کی تربیت میں ہو یا نہ ہو۔ جس طرح دعا ہر ایک شخص کے لئے کی جا سکتی ہے اسی طرح ایصال ثواب بھی ہر ایک کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص ۲۹۸ تا ۳۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایصالِ ثواب کے چند واقعات

① مسلم' بخاری' مسند احمد' ابوداؤد' نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرنے کے لئے کہتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے اجر ہے؟ فرمایا ہاں۔

② مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ ان کے دادا عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی۔ ان کے چچا ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں کیا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے باپ نے توحید کا اقرار کر لیا تھا تو تم ان کی طرف سے روزہ رکھو یا صدقہ کرو وہ ان کے لئے نافع ہو گا۔ (تفہیم القرآن ج ۵ سورہ النجم ص ۲۱۵۔ حاشیہ ۳۸)

③ مسند احمد' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت حسن بصریؒ کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

(اسی مضمون کی متعدد دوسری روایات بھی حضرت عائشہؓ' حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے بخاری' مسلم' مسند احمد' نسائی' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے اور اسے میت کے لئے نافع بتایا ہے)

④ دار قطنی میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں اپنے والدین کی خدمت ان کی زندگی میں تو کرتا ہوں' ان کے مرنے کے بعد کیسے کروں؟ فرمایا "یہ بھی ان کی خدمت ہی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی روزے رکھے"۔

(تفہیم ج ۵ سورہ النجم ص ۲۱۵۔ حاشیہ ۳۸)

⑤ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے باپ کو فریضۂ حج کا حکم ایسی حالت میں پہنچا کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے' اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ نہیں سکتا۔ آپؐ نے فرمایا (فَحُجِّیْ عَنْه) "تو اس کی طرف سے تو حج کر لے"۔ (بخاری' مسلم' احمد' ترمذی' نسائی) قریب قریب اسی مضمون کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کی ہے۔ (احمد' ترمذی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑥ ارایت لو کان علی ابیک دین فقضیته عنه اکان یجزی ذالک عنه؟ قال نعم- قال فاحجج عنه-

حضرت عبداللہ بن زبیر قبیلۂ خثعم ہی کے ایک مرد کا ذکر کرتے ہیں کہ اس نے بھی اپنے بوڑھے باپ کے متعلق یہی سوال کیا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو اس کا سب سے بڑا لڑکا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا "تیرا کیا خیال ہے' اگر تیرے باپ پر قرض ہو اور تو اس کو ادا کر دے تو وہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے گا"؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: "بس اسی طرح تو اس کی طرف سے حج بھی کر لے"۔ (احمد نسائی)

⑦ (بخاری اور مسند احمد میں ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ایک مرد نے آکر اپنی بہن کے بارے میں وہی سوال کیا جو اوپر مذکور ہوا ہے اور حضور ﷺ نے اس کو بھی یہی جواب دیا)۔ (تفہیم القرآن ج ۵ سورۃ النجم ص ۲۱۵۔ حاشیہ ۳۸)

⑧ ابن عباسؓ (کی روایت ہے) کہ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نے حضور ﷺ سے پوچھا "میری ماں نے روزے کی نذر مانی تھی اور وہ پوری کیے بغیر مر گئی' کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتی ہوں؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "اس کی طرف سے روزہ رکھ لے"۔ (بخاری' مسلم' احمد' نسائی' ابوداؤد)

⑨ حضرت بریدہؓ کی یہ روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی ماں کے متعلق پوچھا کہ اس کے ذمہ ایک مہینے (یا دوسری روایت کے مطابق دو مہینے) کے روزے تھے' کیا میں یہ روزے ادا کر دوں؟ آپؐ نے اس کو بھی اس کی اجازت دے دی۔ (مسلم' احمد' ترمذی' ابوداؤد)

⑩ من مات و علیه صیام صام عنه ولیه-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کچھ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی وہ روزے رکھ لے"۔ (بخاری' مسلم' احمد)

(بزار کی روایت میں حضور ﷺ کے الفاظ یہ ہیں کہ فلیصم عنه ولیه ان شاء۔ یعنی اس کا ولی اگر چاہے تو اس کی طرف سے یہ روزے رکھ لے)

تشریح: احادیث بالا سے واضح ہے کہ ایک شخص کی سعی کے کسی اور کے لئے نافع ہونے کی شکل یہ ہے کہ آدمی یا تو دوسرے کی خواہش اور ایماء کی بنا پر اس کے لئے کوئی نیک عمل کرے' یا اس کی خواہش اور ایماء کے بغیر اس کی طرف سے کوئی ایسا عمل کرے جو دراصل واجب تو اس کے ذمہ تھا مگر وہ خود اسے ادا نہ کر سکا۔ اس کے بارے میں فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک خالص بدنی' جیسے نماز۔ دوسری خالص مالی' جیسے زکوٰۃ اور تیسری مالی و بدنی مرکب' جیسے حج۔ ان میں سے پہلی قسم میں نیابت نہیں چل سکتی' مثلاً ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص نیابۃ "نماز نہیں پڑھ سکتا۔ دوسری قسم میں نیابت ہو سکتی ہے' مثلاً بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر دے سکتا ہے۔ تیسری قسم میں نیابت صرف اس حالت میں ہو سکتی ہے جبکہ اصل شخص جس کی طرف سے کوئی فعل کیا جا رہا ہے' اپنا فریضہ خود ادا کرنے سے عارضی طور پر نہیں بلکہ مستقل طور پر عاجز ہو' مثلاً حج بدل ایسے شخص کی طرف سے ہو سکتا ہے جو خود حج کے لئے جانے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قادر نہ ہو ورنہ یہ امید ہو کہ وہ کبھی اس کے قابل ہو سکے گا۔ مالکیہ اور شافعیہ بھی اس کے قائل ہیں۔ البتہ امام مالکؒ حج بدل کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ اگر باپ نے وصیت کی ہو کہ اس کا بیٹا اس کے بعد اس کی طرف سے حج کرے تو وہ حج بدل کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ مگر احادیث اس معاملہ میں بالکل صاف ہیں کہ باپ کا ایما یا وصیت ہو یا نہ ہو' بیٹا اس کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے۔

احادیث بالا کی بنا پر اصحاب الحدیث اور امام اوزاعی اور ظاہریہ اس کے قائل ہیں کہ بدنی عبادات میں بھی نیابت جائز ہے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ' امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام زیدؒ بن علی کا فتویٰ یہ ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جا سکتا' اور امام احمدؒ' امام لیثؒ اور اسحاقؒ بن راہویہ کہتے ہیں کہ صرف اس صورت میں ایسا کیا جا سکتا ہے جبکہ مرنے والے نے اس کی نذر مانی ہو اور وہ اسے پورا نہ کر سکا ہو۔ مانعین کا استدلال یہ ہے کہ جن احادیث سے اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے ان کے راویوں نے خود اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ ابن عباس کا فتویٰ نسائی نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ **لا یصلی احد عن احد و لا یصم احد عن احد** "کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے"۔ اور حضرت عائشہؓ کا فتویٰ عبدالرزاق کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ **لا تصوموا عن موتکم و اطعموا عنهم** "اپنے مردوں کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ کھانا کھلاؤ"۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی عبدالرزاق نے یہی بات نقل کی ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً بدنی عبادات میں نیابت کی اجازت تھی' مگر آخری حکم یہی قرار پایا کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ ورنہ کسی طرح ممکن تھا کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ احادیث نقل کی ہیں وہ خود ان کے خلاف فتویٰ دیتے۔

اس سلسلے میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ نیابۃ "کسی فریضہ کی ادائیگی صرف انہی لوگوں کے حق میں مفید ہو سکتی ہے جو خود ادائے فرض کے خواہش مند ہوں اور معذوری کی وجہ سے قاصر رہ گئے ہوں۔ لیکن اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود قصداً حج سے مجتنب رہا اور اس کے دل میں اس فرض کا احساس تک نہ تھا' اس کے لئے خواہ کتنے ہی حج بدل کئے جائیں وہ اس کے حق میں مفید نہیں ہو سکتے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص نے کسی کا قرض جان بوجھ کر مار کھایا اور مرتے دم تک اس کا کوئی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہ تھا۔ اس کی طرف سے خواہ بعد میں پائی پائی ادا کر دی جائے' اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ قرض مارنے والا ہی شمار ہو گا۔ دوسرے کے ادا کرنے سے سبکدوش صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی میں ادائے قرض کا خواہش مند ہو اور کسی مجبوری کی وجہ سے ادا نہ کر سکا ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۲۱۵' النجم حاشیہ ۳۸)

(۱۱) دار قطنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کا قبرستان پر گذر ہوا اور وہ گیارہ مرتبہ **قل هو الله احد** پڑھ کر اس کا اجر مرنے والوں کو بخش دے تو جتنے مردے ہیں اتنا ہی اجر عطا کر دیا جائے گا۔

تشریح : ایصال ثواب یہ ہے کہ ایک شخص کوئی نیک عمل کر کے اللہ سے دعا کرے کہ اس کا اجر و ثواب کسی دوسرے شخص کو عطا فرما دیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کثیر روایات جو ایک دوسری کی تائید کر رہی ہیں' اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ ایصال ثواب نہ صرف ممکن ہے' بلکہ ہر طرح کی عبادات اور نیکیوں کے ثواب کا ایصال ہو سکتا ہے اور اس میں کسی خاص نوعیت کے اعمال کی تخصیص نہیں ہے۔ مگر اس سلسلے میں چار باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں۔

ایک یہ کہ ایصال اسی عمل کے ثواب کا ہو سکتا ہے جو خالصتاً اللہ کے لئے اور قواعد شریعت کے مطابق کیا گیا ہو' ورنہ ظاہر ہے کہ غیر اللہ کے لئے یا شریعت کے خلاف جو عمل کیا جائے اس پر خود عمل کرنے والے ہی کو کسی قسم کا ثواب نہیں مل سکتا' کجا کہ وہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں صالحین کی حیثیت سے مہمان ہیں ان کو تو ثواب کا ہدیہ یقیناً پہنچے گا۔ مگر جو وہاں مجرم کی حیثیت سے حوالات میں بند ہیں انہیں کوئی ثواب پہنچنا متوقع نہیں ہے۔ اللہ کے مہمانوں کو ہدیہ تو پہنچ سکتا ہے' مگر امید نہیں کہ اللہ کے مجرم کو تحفہ پہنچ سکے۔ اس کے لئے اگر کوئی شخص کسی غلط فہمی کی بنا پر ایصال ثواب کرے گا تو اس کا ثواب ضائع نہ ہو گا بلکہ مجرم کو پہنچنے کے بجائے اصل عامل ہی کی طرف پلٹ آئے گا۔ جیسے منی آرڈر اگر مُرْسَل الیہ کو نہ پہنچے تو مُرْسِل کو واپس مل جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایصال ثواب تو ممکن ہے مگر ایصال عذاب ممکن نہیں ہے۔ یعنی یہ تو ہو سکتا ہے کہ آدمی نیکی کر کے کسی دوسرے کے لئے اجر بخش دے اور وہ اس کو پہنچ جائے' مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی گناہ کر کے اس کا عذاب کسی کو بخشے اور وہ اسے پہنچ جائے۔

اور چوتھی بات یہ ہے کہ نیک عمل کے دو فائدے ہیں۔ ایک اس کے وہ نتائج جو عمل کرنے والے کی اپنی روح اور اس کے اخلاق پر مترتب ہوتے ہیں اور جن کی بنا پر وہ اللہ کے ہاں بھی جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ دوسرے اس کا وہ اجر جو اللہ تعالیٰ بطور انعام اسے دیتا ہے۔ ایصال ثواب کا تعلق پہلی چیز سے نہیں ہے بلکہ صرف دوسری چیز سے ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص ورزش کر کے کشتی کے فن میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے جو طاقت اور مہارت اس میں پیدا ہوتی ہے وہ بہر حال اس کی ذات ہی کے لئے مخصوص ہے۔ دوسرے کی طرف وہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اگر وہ کسی دربار کا ملازم ہے اور پہلوان کی حیثیت سے اس کے لئے ایک تنخواہ مقرر ہے تو وہ بھی اسی کو ملے گی' کسی اور کو نہ دے دی جائے گی۔ البتہ جو انعامات اس کی کارکردگی پر خوش ہو کر اس کا سرپرست اسے دے اس کے حق میں وہ درخواست کر سکتا ہے کہ وہ اس کے استاد یا ماں باپ' یا دوسرے محسنوں کو اس کی طرف سے دے دیئے جائیں۔ ایسا ہی معاملہ اعمال حسنہ کا ہے کہ ان کے روحانی فوائد قابل انتقال نہیں ہیں اور ان کی جزا بھی کسی کو منتقل نہیں ہو سکتی مگر ان کے اجر و ثواب کے متعلق وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتا ہے کہ وہ اس کے کسی عزیز قریب یا اس کے کسی محسن کو عطا کر دیا جائے۔ اسی لئے اس کو ایصال جزا نہیں بلکہ ایصال ثواب کہا جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۲۱۵۔ النجم حاشیہ ۳۸)

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ' ثنى مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَ اُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا۔

② عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَّنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَ اِنَّ هِشَامًا ابْنَهٗ نَحَرَ حِصَّتَهٗ خَمْسِيْنَ وَ اِنَّ عَمْرًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ اَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ وَ تَصَدَّقْتَ عَنْهُ۔ نَفَعَهٗ ذٰلِكَ۔

① ابوداؤد میں منقول روایت ہے:

اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ ابْنُهٗ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً۔ فَاَرَادَ ابْنُهٗ عَمْرٌو اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ: حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ وَ اِنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ۔

عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں۔ اس بنا پر اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ اب ان کے دوسرے بیٹے عمرو نے سوچا کہ وہ بھی اپنے والد کی طرف سے باقی پچاس غلام اپنے حصہ کے طور پر آزاد کرے۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ پہلے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں۔ لہٰذا وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ میرے والد نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی ہشام نے پچاس غلام تو والد صاحب کی طرف سے آزاد کر دیئے ہیں اب والد صاحب پر پچاس باقی رہ گئے ہیں تو کیا میں ان کی جانب سے آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان تھا تو پھر تم اس کی جانب سے آزاد کر دو یا صدقہ کرو یا اس کی طرف سے حج بدل کرو اسے اس کا فائدہ پہنچے گا۔

① حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، ثنا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ، اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى، اَنَّهٗ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ: انبأ ابْنُ عَبَّاسٍ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَ هُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَ اَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔

حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ کی والدہ کا ان کی عدم موجودگی میں انتقال ہو گیا سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ میری غیر حاضری میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا یہ اس کے لئے نافع ہو گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "ہاں" یہ سن کر سعد نے کہا میں آپؐ کو گواہ بنا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میرا المخراف کا باغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان پر صدقہ ہے۔

① نسائی نے اس روایت کو قدرے وضاحت سے نقل کیا ہے۔

خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ وَ حَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقِيْلَ لَهَا اَوْصِيْ فَقَالَتْ: فِيْمَ أُوْصِيْ الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدٌ ذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ: حَائِطُ كَذَا وَ كَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا۔ لِحَائِطٍ سَمَّاهُ۔

حضرت سعد نبی ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک تھے۔ مدینہ میں ان کی غیر حاضری میں ان کی ماں کی وفات کا وقت آن پہنچا۔ اس سے کہا گیا کچھ وصیت کر دے تو وہ بولیں کس چیز میں وصیت کروں۔ مال و متاع تو سعد کا ہے۔ چنانچہ سعد کی واپسی سے پہلے ہی وفات پا گئیں۔ جب سعد واپس پہنچے تو ان سے ذکر کیا گیا۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا میرا صدقہ کرنا میری والدہ کو مفید رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں" تو سعد نے نام لے کر اعلان کیا کہ فلاں فلاں باغ والدہ کی طرف سے صدقہ ہیں۔

② مسند احمد میں ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: سَقْيُ الْمَآءِ قَالَ: فَتِلْكَ سِقَايَةُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَنْ يَقُوْلُ تِلْكَ سِقَايَةُ اٰلِ سَعْدٍ؟ قَالَ: الْحَسَنُ۔

حضرت سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ وفات پا گئیں ہیں کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ فرمایا "ہاں" سعد نے پھر پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی پلانا راوی کا بیان ہے مدینہ میں سبیل آل سعد کی ہے۔ شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے قتادہ سے دریافت کیا کہ کون ہے جو کہتا ہے کہ یہ آل سعد کی سبیل ہے۔ اس نے بتایا کہ حسن۔

③ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوْا: نا اِسْمَاعِيْلُ وَ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَبِيْ مَاتَ وَ تَرَكَ مَالًا وَ لَمْ يُوْصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ اِنْ تُصُدِّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اپنے پیچھے مال کافی چھوڑ گیا ہے کوئی وصیت بھی نہیں کی کیا اگر اس کی جانب سے صدقہ کیا جائے تو اس کا کفارہ بن جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ سَعِيْدٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عَبْدِالْمَلِكِ' قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ' عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ' قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: اِنَّ اُمِّيْ اَوْصَتْ اَنْ تُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ وَ اِنَّ عِنْدِيْ جَارِيَةً نُوْبِيَّةً۔ اَفَيُجْزِئُ عَنِّيْ اَنْ اُعْتِقَهَا عَنْهَا؟ قَالَ: ائْتِنِيْ بِهَا۔ فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَبُّكِ؟ قَالَتْ: اَللّٰهُ قَالَ: مَنْ اَنَا؟ قَالَتْ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ' قَالَ: فَاَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ۔

حضرت شرید بن سوید نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ میری ماں نے یہ وصیت کی تھی کہ اس کی جانب سے ایک غلام آزاد کیا جائے میرے پاس اس کی بجائے ایک لونڈی ہے اگر میں اسے والدہ کی طرف سے آزاد کر دوں تو کیا یہ کفایت کر جائے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ میں اسے آپؐ کی خدمت میں لے آیا۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا تیرا رب کون ہے؟ اس نے جواب میں کہا اللہ' پھر آپؐ نے اس سے اپنے بارے میں پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب میں کہا آپؐ اللہ کے رسول ہیں' آپؐ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ یقیناً یہ مومنہ ہے۔

④ وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَ اَنْ تَصُوْمَ عَنْهُمَا مَعَ صِيَامِكَ وَ اَنْ تَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ۔

⑤ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ' عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ' اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ: ح وَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ' ثنا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ' ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ' عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ' فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ' اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ' فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر موسم حج میں فریضۂ حج فرض کیا ہے مگر میرے باپ کو فریضۂ حج کا حکم ایسی حالت میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے' سواری پر بیٹھ نہیں سکتا تو کیا اگر اس کی جانب سے حج ادا کروں تو اس کی طرف سے پورا ہو جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: "ہاں"۔

① حضرت ابن عباسؓ نے اس روایت کو قدرے وضاحت سے بیان کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ'

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ فضل ابن عباس سواری پر نبی ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ قبیلہ خثعم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا، وَ تَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ، فَقَالَتْ: اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَ ذَالِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

کی ایک عورت آ نکلی۔ فضل نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس نے فضل کی طرف۔ نبی ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس نے عرض کیا میرے والد کو فریضۂ حج کا حکم ایسی حالت میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ سواری پر جم کر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ کا ہے۔

۴ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، نا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اَبِيْ اَدْرَكَتْهُ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَ هُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْتَوِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَعِيْرِ قَالَ: حُجِّيْ عَنْهُ۔

و فی الباب۔ عن علی و بریدة و حصین بن عوف و ابی رزین العقیلی و سودة و ابن عباس۔

قال ابوعیسٰی۔ حدیث الفضل بن عباس حدیث حسن صحیح۔ و روی عن ابن عباس عن سنان بن عبداللّٰہ الجھنی عن عمته عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و روی عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال محمد و یحتمل ان یکون ابن عباس سمعه من الفضل و غیرہ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم روی ھذا فارسله و لم یذکر الذی سمعه منه۔

قال ابوعیسٰی۔ و قد صح عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی ھذا الباب غیر حدیث --- والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و غیرھم و به یقول الثوری و ابن المبارک والشافعی و احمد و اسحاق یرون ان یحج عن المیت۔ و قال مالک اذا اوصٰی ان یحج عنه و قد رخص بعضھم ان یحج عن الحی اذا کان کبیرا و بحال لا یقدر ان یحج۔ و ھو قول ابن المبارک والشافعی۔

۶ ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اَبِيْ اَدْرَكَهُ الْاِسْلَامُ، وَ هُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ رُكُوْبَ الرَّحْلِ، وَالْحَجُّ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ، اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: اَنْتَ اَكْبَرُ وَلَدِهٖ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اَبِيْكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ عَنْهُ؟

حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ قبیلۂ خثعم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا میرے باپ کو اسلام ایسی حالت میں پہنچا ہے جبکہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ سواری پر سوار تک نہیں ہو سکتا۔ حج اس پر فرض ہے۔ کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا تم اس کی اولاد میں سے سب سے بڑے ہو۔ اس نے عرض کیا "جی ہاں" آپؐ نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہارے باپ پر قرض ہوتا اور تو اسے ادا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَكَانَ ذٰلِكَ يَجْزِىْ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ' قَالَ: فَاحْجُجْ عَنْهُ۔

دیتا تو وہ اس کی طرف سے ادا ہوتا یا نہ ہوتا۔ اس نے عرض کیا "ہاں" (اس کی طرف سے ادا ہو جاتا) آپؐ نے فرمایا تو پھر تم اس کی جانب سے حج کرو۔

⑥ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ' قَالَ: اَنْبَانَا جَرِيْرٌ' عَنْ مَنْصُوْرٍ' عَنْ مُجَاهِدٍ' عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ' قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الرُّكُوْبَ وَ اَدْرَكَتْهُ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ' فَهَلْ يَجْزِىْ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: اَنْتَ اَكْبَرُ وَلَدِهٖ؟ قَالَ: نَعَمْ' قَالَ: اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ اَكُنْتَ تَقْضِيَهٗ؟ قَالَ: نَعَمْ فَحُجَّ عَنْهُ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ قبیلہ خثعم کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسے اللہ کے فریضہ کا حکم بھی پہنچ چکا ہے۔ کیا میری طرف سے حج ادا کرنا اسے کفایت کر جائے گا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا تو اس کی اولاد میں سب سے بڑا ہے؟ اس نے عرض کیا "جی ہاں" آپؐ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا۔ بولا ہاں ضرور کرتا۔ "تو پھر تم اس کی جانب سے حج کرو"۔

ایک مرد کا اپنی بہن کے بارے میں وہی سوال :

⑦ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ: اَتٰى رَجُلٌ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' فَقَالَ: اِنَّ اُخْتِىْ نَذَرَتْ لَاَنْ تَحُجَّ' وَ اَنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ؟ قَالَ: نَعَمْ' قَالَ: فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ بِالْقَضَآءِ۔

ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری بہن نے فریضہ حج ادا کرنے کی نذر مانی تھی۔ مگر وہ نذر پوری کرنے سے پہلے وفات پا گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا ہاں' آپؐ نے فرمایا تو پھر اللہ کا حق اس کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

⑧ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَابْنُ اَبِىْ خَلَفٍ وَ عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عَدِىٍّ' قَالَ عَبْدٌ: حَدَّثَنِىْ زَكَرِيَّا بْنُ عَدِىٍّ' اَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِىْ اُنَيْسَةَ' حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ' عَنِ ابْنِ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں وفات پا گئی ہے اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے کیا میں اس کے بدلے روزے رکھ سکتی ہوں فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبَّاسٍ، قَالَ: جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ اَفَاَ صُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ: اَرَاَيْتِ لَوْكَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهٖ؟ اَكَانَ يُؤَدِّيْ ذٰلِكَ عَنْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: فَصُوْمِيْ عَنْ اُمِّكِ۔

تیری ماں کے ذمہ قرض واجب الادا ہوتا تو اسے تو ادا کرتی آیا وہ اس کی جانب سے ادا شدہ تصور ہوتا؟ اس نے عرض کیا "ہاں" فرمایا تو پھر تو اپنی ماں کے بدلے روزے رکھ۔

① ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے مروی روایت مندرجہ ذیل نقل کی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ: اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْنَهٗ؟ قَالَتْ: بَلٰى! قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ۔

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کرنے لگی "یا رسول اللہؐ! میری بہن فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ مسلسل دو ماہ کے روزے تھے حضورؐ نے فرمایا (یہ بتاؤ) کہ "اگر تمہاری بہن کے ذمہ قرض واجب الادا ہوتا تو تو اسے ادا کرتی؟ عرض کیا "ہاں" حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر اللہ کا حق ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔

② حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَكِبَتِ امْرَاَةٌ الْبَحْرَ، فَنَذَرَتْ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرًا، فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَصُوْمَ، فَاَتَتْ اُخْتُهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ، فَاَمَرَهَا اَنْ تَصُوْمَ عَنْهَا۔

حضرت ابن عباس کا یہ بھی بیان ہے کہ ایک عورت سمندری سفر پر روانہ ہوئی اور نذر مانی کہ وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ مگر وہ روزے رکھنے سے پہلے ہی مر گئی۔ اس کی بہن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے صورت واقعہ بیان کر کے اس بارے میں مسئلہ کی نوعیت دریافت کی۔ آپؐ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کے بدلے میں روزے رکھے۔

③ ابوداؤد نے قدرے وضاحت کے ساتھ روایت نقل کی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اِنَّ امْرَاَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ، فَنَذَرَتْ اِنْ نَجَاهَا اللّٰهُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرًا، فَنَجَاهَا اللّٰهُ، فَلَمْ تَصُمْ حَتّٰى مَاتَتْ، فَجَآءَتِ ابْنَتُهَا اَوْ اُخْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَمَرَهَا اَنْ تَصُوْمَ عَنْهَا۔

کہ ایک عورت نے سمندری سفر کا آغاز کیا اور ساتھ ہی منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح و سلامت رکھا تو وہ ایک مہینے کے روزے رکھے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر مصیبت سے نجات بخشی مگر روزے رکھنے سے پہلے ہی وفات پا گئی اس کی بہن یا اس کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس آئی آپؐ نے فرمایا کہ وہ (آنے والی) اس کی جگہ روزے رکھے۔

⑨ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَبُو الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ، وَ إِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ: فَقَالَ: وَجَبَ أَجْرُكِ وَ رَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: صُومِي عَنْهَا، قَالَتْ: إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَ فَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: حُجِّي عَنْهَا۔

حضرت بریدہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک عورت آئی اور حضور ﷺ سے پوچھنے لگی۔ میں نے اپنی ماں کو صدقہ میں ایک لونڈی دی تھی اب وہ فوت ہو گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کا اجر تیرے کھاتے میں درج ہو گیا اور اب وہ لونڈی میراث میں تجھے واپس مل جائے گی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تو کیا میں اس کے بدلے روزے رکھ سکتی ہوں حضورؐ نے فرمایا اس کے ذمہ تو ایک ماہ کے روزے تھے تم اس کے بدلے روزے رکھو پھر اس نے عرض کیا حضورؐ اس نے تو حج بھی نہیں کیا تھا کیا حج بھی اس کے بدلے میں کر سکتی ہوں فرمایا اس کے بدلے حج بھی کرو۔

◇ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ، وَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى۔

حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی ہے اس کے ذمہ ایک مہینے کے روزے تھے۔ کیا میں اس کے بدلے روزے پورے کر سکتا ہوں فرمایا "ہاں" اللہ کا قرض! اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔

⑩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، ثنا أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کچھ روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی وہ روزے رکھ لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑩ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثنا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَآءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ، فَلَمْ تَحُجَّ، حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَ حُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: حُجِّيْ عَنْهَا، لَوْكَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اِقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَآءِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی مگر وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی آیا میں اس کے بدلے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا "ہاں" تم اس کے بدلے حج کر سکتی ہو اگر اس پر قرض واجب الادا ہوتا تو کیا تو اسے ادا نہ کرتی؟ اللہ کے حقوق پورے کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس کے حقوق پورے کئے جائیں۔

⑪ ⟸ وَ اَخْرَجَ اَبُوْمُحَمَّدٍ السَّمَر قَنْدِيُّ فِيْ فَضَائِلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا مَنْ مَرَّعَلَى الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً۔ ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔

ابو محمد سمرقندی نے فضائل قل ھو اللہ احد کے بارے میں حضرت علیؓ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کا قبرستان پر گزر ہو اور وہ گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا اجر مرنے والوں کو بخش دے تو جتنے مردے ہیں اتنا ہی اجر عطا کر دیا جائے گا۔

مآخذ:

① ✿ بخاری کتاب الوصایا باب ما یستحب لمن توفی فجاءۃ ان یتصدقوا عنہ و قضاء النذر عن المیت ✿ بخاری کتاب الجنائز ✿ مسلم کتاب الوصایا باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ✿ مسلم کتاب الجنائز۔

قدرے لفظی فرق کے ساتھ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی منقول ہے۔

✿ نسائی کتاب الوصایا۔ باب اذا مات الفجاءۃ ھل یستحب لاھلہ ان یتصدقوا عنہ ✿ ابوداؤد۔ کتاب الوصایا باب ماجاء فیمن مات عن غیر وصیۃ یتصدق عنہ ✿ ابن ماجہ کتاب الوصایا باب من مات و لم یوص ھل یتصدق عنہ ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۵۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ✿ تفسیر روح المعانی پ ۲۷۔ سورہ النجم ص ۶۶۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

② ✿ مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۲۔ عمرو بن شعیب ✿ ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی وصیۃ الحربی یسلم ولیہ ایلزمہ ان ینفذھا؟ ✿ تفسیر روح المعانی جز پ ۲۷ ص ۶۶۔

⟨⟩ ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی وصیۃ الحربی۔الخ

③ ✿ بخاری کتاب الوصایا باب اذا قال ارضی او بستانی صدقۃ للہ عن امی فھو جائز۔ اور باب الاشھاد فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الوقف والصدقة والوصية ⊙ مسلم کتاب الزکاۃ ⊙ ابوداؤد کتاب الوصایا' باب ماجاء فیمن' مات عن غیر وصیة یتصدق عنه ⊙ نسائی کتاب الوصایا' باب فضل الصدقة عن المیت ⊙ ترمذی ابواب الزکاۃ ⊙ مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۳- عن ابن عباس-

① نسائی کتاب الوصایا باب اذا مات الفجاءة- هل یستحب لاهله ان یتصدقوا عنه- ⊙ مؤطا امام مالک کتاب الاقضیة صدقة الحی عن المیت-

② مسند احمد ج ٦ ص ۷ سعد بن عبادة ⊙ نسائی کتاب الوصایا-

③ مسلم کتاب الوصایا باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ⊙ نسائی کتاب الوصایا باب فضل الصدقة عن المیت ⊙ ابن ماجه کتاب الوصایا باب من مات و لم یوص هل یتصدق عنه ⊙ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۱ ابوهریرة-

④ نسائی کتاب الوصایا باب فضل الصدقة عن المیت-

④ ⊙ شرح الصدور للسیوطی ص ۱۰۹- طبع الٰہی بخش جلال الدین لاہور ⊙ نوٹ: دارقطنی میں یہ روایت مجھے نہیں ملی- (مرتب)

⑤ ⊙ بخاری کتاب المناسک ابواب العمرة باب الحج عمن لا یستطیع الثبوت علی الراحلة ⊙ مسلم کتاب الحج باب الحج عن العاجز لزمانة و هرم الخ ⊙ نسائی کتاب مناسک الحج باب حج المرأة عن الرجل ⊙ ابن ماجه کتاب المناسک باب الحج عن الحی اذا لم یستطع ⊙ کنزالعمال ج ۵ ص ۲٦۹ ⊙ ابن جریر بحواله کنزالعمال ج ۵ ص ۲٦۹ ⊙ مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۹- عن ابن عباس-

① بخاری کتاب المناسک ابواب العمرة باب حج المرأة عن الرجل ⊙ مسلم کتاب الحج باب الحج عن العاجز' لزمانة وهرم ⊙ ابوداؤد کتاب المناسک باب الرجل یحج عن غیره ⊙ نسائی کتاب الحج- باب حج المرأة عن الرجل ⊙ ابن ماجه کتاب المناسک باب الحج عن الحی اذا لم یستطع ⊙ ابن جریر بحواله کنزالعمال ج ۵ ص ۲۷۲ ⊙ مسند احمد ج ۱ ص ۲۵۱- عن ابن عباس-

② ترمذی ابواب الحج' باب ماجاء فی الحج عن الشیخ الکبیر والمیت-

③ ⊙ مسند احمد ج ۴ ص ۵ عبدالله بن الزبیر ⊙ کنزالعمال ج ۵ ص ۲۷۰ ⊙ ابن جریر بحواله کنزالعمال ج ۵ ص ۲۷۰-

① نسائی کتاب مناسک الحج باب تشبیه قضاء الحج بقضاء الدین ⊙ ترمذی ابواب الحج باب منه' ⊙ نسائی کتاب مناسک الحج باب العمرة عن الرجل الذی لا یستطیع' ⊙ دارقطنی کتاب الحج ج ۲ ص ۲۸۳ ⊙ ابن ماجه کتاب المناسک باب الحج عن الحی اذا لم یستطع کے تحت ابو رزین عقیلی کی روایت منقول ہے اس میں ہے إنَّ أبِیْ شیخ کبیر لا تستطیع الحج والعمرة ولا الظعن ہے-

② ⊙ بخاری کتاب الایمان والنذور باب من مات و علیه نذر الخ ⊙ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۷- عن ابن عباس-

③ ⊙ مسلم کتاب الصیام- باب قضاء الصوم عن المیت-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① ابن ماجہ کتاب الصیام- باب من مات و علیہ صیام من نذر ✿ ترمذی ابواب الصوم- عن ابن عباس-

② نسائی کتاب الایمان والنذور' باب من نذر ان یصوم ثم مات قبل ان یصوم-

③ ابوداؤد کتاب الایمان والنذور باب........

⑨ ✿ مسلم کتاب الصیام- باب قضاء الصوم عن المیت ✿ ابوداؤد کتاب الایمان و النذور ✿ ترمذی ج ۱ ص ۱۸۶ ابواب الحج باب منہ- ✿ ابن ماجہ کتاب الصیام باب من مات و علیہ صیام من نذر ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۹- بریدہ اسلمی-

① بخاری کتاب الصوم باب من مات و علیہ صوم الخ ✿ مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصوم عن المیت ✿ ابوداؤد کتاب الایمان والنذور باب ماجاء فیمن مات و علیہ صیام صام عنہ ولیہ ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۷-۲۲۴- عن ابن عباس-

⑩ ✿ بخاری کتاب الصوم باب من مات و علیہ صوم قال الحسن و ان صام عنہ ثلاثون رجلا یوما واحد اجاز ✿ مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصوم عن المیت ✿ ابوداؤد کتاب الصوم باب فیمن مات و علیہ صیام ✿ ابن ماجہ کتاب الصیام ✿ مسند احمد ج ۶ ص ۶۹ روایت عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا ✿ دارقطنی ج ۱ ص ۱۹۵- کتاب الصیام-

ابوداؤد میں ابن عباس کا یہ فتویٰ بھی منقول ہے:

اِذَا مَرِضَ الرَّجُلُ فِیْ رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَ لَمْ یَصُمْ اُطْعِمَ عَنْهُ وَ لَمْ یَکُنْ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَ اِنْ کَانَ عَلَیْهِ نَذْرٌ قَضٰی عَنْهُ وَلِیُّهٗ۔

① بخاری کتاب المناسک ابواب العمرۃ باب الحج والنذر عن المیت والرجل یحج عن المرأۃ ✿ بخاری کتاب الصید ✿ کتاب التوحید ✿ مسلم کتاب الصیام ✿ ترمذی ابواب الحج باب منہ ✿ نسائی کتاب الحج ✿ دارمی کتاب الصوم و النذور ✿ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۹-۲۷۹-۳۴۵ ✿ دارقطنی کتاب الصیام ج ۱ ص ۱۹۶ ✿ ابن جریر بحوالہ کنزالعمال ج ۵ ص ۲۷۱-

⑪ ✿ شرح الصدور للسیوطی ص ۲۱۰- طبع الٰہی بخش جلال الدین لاہور ✿ نوٹ: دارقطنی میں یہ روایت نہیں ملی-(مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵

ذکر اللہ

ذکر اللہ کی فضیلت و اہمیت :

(1) عن معاذ بن انس الجهنی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان رجلا سألهُ ای المجاهدین اعظم اجرًا یا رسول اللّٰہ؟ قال: اکثرهم للّٰہ تعالٰی ذکراً۔ قال ای الصائمین اکثر اجراً؟ قال اکثرهم للّٰہ عزوجل ذکراً۔ ثم ذکر الصلٰوة و الزکٰوة والحج و الصدقة کل ذلک یقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اکثرهم للّٰہ ذکراً۔ (مسند احمد)

معاذ بن انس جہنی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ جہاد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا کون ہے؟ فرمایا جو ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے۔ اس نے عرض کیا روزہ رکھنے والوں میں سب سے زیادہ اجر کون پائے گا؟ فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والا ہو۔ پھر اس شخص نے اسی طرح نماز' زکوٰۃ' حج اور صدقہ ادا کرنے والوں کے متعلق پوچھا اور حضورؐ نے ہر ایک کا یہی جواب دیا کہ "جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو"۔

تشریح : اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی زبان پر ہر وقت زندگی کے ہر معاملے میں کسی نہ کسی طرح خدا کا نام آتا رہے۔ یہ کیفیت آدمی پر اس وقت تک طاری نہیں ہوتی جب تک اس کے دل میں خدا کا خیال بس کر نہ رہ گیا ہو۔ انسان کے شعور سے گزر کر اس کے تحت الشعور اور لاشعور تک میں جب یہ خیال گہرا اتر جاتا ہے تب ہی اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ جو کام اور جو بات بھی وہ کرے گا اس میں خدا کا نام ضرور آئے گا۔ کھائے گا تو بسم اللہ کہہ کر کھائے گا۔ فارغ ہو گا تو الحمدللہ کہے گا۔ سوئے گا تو اللہ کو یاد کر کے اور اٹھے گا تو اللہ ہی کا نام لیتے ہوئے۔ بات چیت میں بار بار اس کی زبان سے بسم اللہ' الحمدللہ' ان شاء اللہ' ماشاء اللہ اور اسی طرح کے دوسرے کلمات نکلتے رہیں گے اپنے ہر معاملے میں اللہ سے مدد مانگے گا۔ ہر نعمت ملنے پر اس کا شکر ادا کرے گا۔ ہر آفت آنے پر اس کی رحمت کا طلب گار ہو گا۔ ہر مشکل میں اس سے رجوع کرے گا۔ ہر برائی کا موقع سامنے آنے پر اس سے ڈرے گا۔ ہر قصور سرزد ہو جانے پر اس سے معافی چاہے گا۔ ہر حاجت پیش آجانے پر اس سے دعا مانگے گا۔ غرض اٹھتے بیٹھتے اور دنیا کے سارے کام کاج کرتے ہوئے اس کا وظیفہ خدا ہی کا ذکر ہو گا۔ یہ چیز درحقیقت اسلامی زندگی کی جان ہے۔ دوسری جتنی بھی عبادات ہیں ان کے لئے بہرحال کوئی وقت ہوتا ہے جب وہ ادا کی جاتی ہیں اور انہیں ادا کر چکنے کے بعد آدمی فارغ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ وہ عبادت ہے جو ہر وقت جاری رہتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یہی انسان کی زندگی کا مستقل رشتہ اللہ اور اس کی بندگی کے ساتھ جوڑے رکھتی ہے۔ خود عبادات اور تمام دینی کاموں میں بھی جان اسی چیز سے پڑتی ہے کہ آدمی کا دل محض ان خاص اعمال کے وقت ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت خدا کی طرف راغب ہو اور اس کی زبان دائماً اس کے ذکر سے تر رہے یہ حالت انسان کی ہو تو اس کی زندگی میں عبادات اور دینی کام ٹھیک اسی طرح پروان چڑھتے اور نشوونما پاتے ہیں جس طرح ایک پودا ٹھیک اپنے مزاج کے مطابق آب و ہوا میں لگا ہوا ہو۔ اس کے برعکس جو زندگی اس دائمی ذکر خدا سے خالی ہو اس میں محض مخصوص اوقات میں یا مخصوص مواقع پر ادا کی جانے والی عبادات اور دینی خدمات کی مثال اس پودے کی سی ہے جو اپنے مزاج سے مختلف آب و ہوا میں لگایا گیا ہو اور محض باغبان کی خاص خبر گیری کی وجہ سے پل رہا ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۹۷۔ الاحزاب حاشیہ ۶۳)

تخریج:

① حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِي اَبِيْ، ثنا حَسَنٌ، ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، ثنا زَبَّانٌ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَهُ فَقَالَ: اَيُّ الْجِهَادِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ذِكْرًا، قَالَ: فَاَيُّ الصَّائِمِيْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ذِكْرًا۔ ثُمَّ ذَكَرَلَنَا الصَّلَاةَ، وَالزَّكَاةَ، وَالْحَجَّ، وَالصَّدَقَةَ، كُلُّ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ذِكْرًا، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، يَا اَبَا حَفْصٍ! ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَجَلْ۔

مآخذ:

① مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر اللہ کی فضیلت

(1) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ' نا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ' عَنْ اَبِيْ نَعَامَةَ السَّعْدِيِّ' عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ' عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ' قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا اَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُوا اللّٰهَ' قَالَ: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلاَّ ذَاكَ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسْنَا اِلاَّ ذٰلِكَ' قَالَ: اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ' وَ مَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِّنِّيْ' وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ' فَقَالَ: مَا اَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُوا اللّٰهَ وَ نَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا- قَالَ: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلاَّ ذَاكَ؟ قَالَ: اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ' فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ-

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک روز معاویہؓ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ ایک حلقہ سا لوگوں کا بیٹھا ہوا ہے حضرت معاویہؓ نے لوگوں سے پوچھا کہ کس چیز کے لئے تم لوگ بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں- حضرت معاویہؓ نے کہا: خدا کی قسم یہی بات ہے کہ تم کو اس مقصد کے سوا کسی اور چیز نے نہیں بٹھایا (یعنی واقعی اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو) انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم اس مقصد کے سوا کسی اور مقصد کے لئے ہم نہیں بیٹھے- حضرت معاویہؓ نے کہا: میں نے تم سے قسم دے کر یہ بات اس وجہ سے نہیں پوچھی کہ مجھے تمہارے اوپر کوئی شک و شبہ تھا تہمت کے طور پر میں نے یہ قسم نہیں لی (اصل بات یہ ہے) کہ میری عادت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے کی نہیں ہے جتنے لوگ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں بیٹھتے تھے ان میں میرے درجے کا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس نے حضور ﷺ سے میری نسبت روایات کم بیان کی ہوں (یعنی میں حدیثیں بہت کم روایت کرنے کا عادی ہوں یہ حدیث مجھے اچھی طرح یاد ہے اس وجہ سے اسے بیان کر رہا ہوں) پھر انہوں نے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان مبارک سے باہر نکل کر ایک گروہ کے پاس آئے تو ان سے آپؐ نے پوچھا: بھئی کیسے بیٹھے ہو؟ کس کام کے لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد کر رہے ہیں اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت فرمائی اور آپؐ کے ذریعہ سے ہمارے اوپر احسان کیا کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھایا- رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا واقعی خدا کی قسم کھا کر تم کہتے ہو کہ تم اسی غرض کے لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: خدا کی قسم اسی غرض کے سوا اور کسی غرض کے لئے نہیں بیٹھے- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جو قسم دے کر تم سے پوچھا ہے تو کچھ اس وجہ سے نہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے تمہارے اوپر شک تھا بلکہ اصل بات یہ تھی کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے آ کر مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کے سامنے تمہارے اوپر فخر کر رہا ہے۔

تشریح: یعنی ملائکہ سے کہہ رہا ہے کہ دیکھو میرے یہ کیسے بندے ہیں۔ ملائکہ کے سامنے فخر کیوں کیا جاتا ہے اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ملائکہ تو ہیں بے اختیار وہ تو پیدا ہی اطاعت کے لئے ہوئے ہیں۔ ملائکہ اطاعت کرتے ہیں تو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطاعت ہی کے لئے پیدا کیا ہے ان کے اندر برا میلان سرے سے نہیں ہے ان کو کوئی اس طرح کی آزادی حاصل نہیں ہے کہ خدا کی اطاعت کرنا چاہئیں تو کریں نہ کرنا چاہئیں تو نہ کریں خدا کا انکار کرنا چاہئیں تو کر دیں یہ آزادی ان کو حاصل نہیں ہے اس کے برخلاف انسان جس کو آزادی دی گئی ہے اس لئے کہ یہ چاہے تو ایمان لائے' چاہے تو کفر کرے' چاہے اللہ کی بندگی کرے' چاہے نافرمانی کرے چاہے اللہ کا ذکر کرے چاہے اس کو بھول جائے چاہے اللہ کی بجائے شیطان کا ذکر کرنے لگے اس کو آزادی حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کے سامنے اپنے بندوں کے اوپر فخر فرماتا ہے کہ جو یہ آزادی رکھتے ہوئے پھر اس کو یاد کرتے ہیں یہ آزادی رکھتے ہوئے اس کا ذکر کرتے ہیں' یہ آزادی رکھتے ہوئے نافرمانی نہیں کرتے اطاعت کرتے ہیں اور اس بات کو بھی نگاہ میں رکھتے ہیں کہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ پیدا کرنے لگا تھا تو فرشتوں نے کہا تھا نحن نسبح بحمدک و نقدس لک۔ تو گویا اللہ تعالیٰ ان کو یاد دلاتا ہے کہ تمہارا یہ خیال تھا دیکھو یہ کتنی بڑی خیر برآمد ہوئی ہے کہ ایک ایسی مخلوق زمین پر پائی جاتی ہے کہ جس کو ہم نے اختیار دیا ہے فرماں برداری اور نافرمانی کا پھر فرمان برداری اختیار کی جس کو ہم نے آزادی دی ہے اطاعت کرنے یا نہ کرنے کی ایمان لانے یا نہ لانے کی پھر وہ اپنے اختیار سے ایمان لائی ہے۔ بجائے اس کے کہ اپنے اس وقت کو عیاشیوں میں جا کر صرف کر رہی ہو بجائے اس کے کہ اس وقت کو گپیں ہانکنے میں صرف کر رہی ہو بجائے اس کے کہ اس وقت کو جھوٹ بولنے اور غیبتیں کرنے میں صرف کر رہی ہو' یہ اللہ کی حمد' اس کا ذکر' اور اس کے احسانات کو گنانے اور یاد کرنے میں لگی ہوئی ہے تو اس بات کے اوپر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جو قسم دے کر پوچھا اسی لئے بیٹھے ہو صرف اس غرض کے لئے کہ لوگوں کی پوری توجہ اس بات کی طرف ہو جو آگے آپ بیان فرمانے والے ہیں اگر پہلے کہہ دیا جاتا تو اتنی اہمیت کے ساتھ نگاہ میں نہ آتی پہلے پوچھا کیوں بھئی خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو اسی لئے بیٹھے ہو پھر فرمایا کہ ابھی جبرئیل نے آ کر مجھے بتایا ہے کہ تم یہاں بیٹھے ہوئے اس کا ذکر کر رہے ہو اور وہاں اللہ تعالیٰ فخر کے ساتھ اپنے فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر کر رہا ہے کہ یہ ایسے بندے ہیں یہ نیک کام کر رہے ہیں۔

مآخذ:

① ❁ مسلم ج ۲ ص ۳۴۶۔ کتاب الذکر و الدعاء۔ ابو سعید خدری ❁ ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵۔ ابواب الدعوات باب ماجاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ مالھم من الفضل ❁ ترمذی نے ما اجلسکم کی جگہ مَا یُجْلِسکم نقل کیا ہے۔ اور ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ کیا ہے۔ ❁ نسائی ج ۸ ص ۲۴۹۔ کتاب آداب القضاۃ باب کیف یستحلف الحاکم۔ نسائی میں ھدانا لدینہ ہے۔ اور نذکر اللہ کی جگہ ندعو اللہ ہے ❁ مسند احمد ج ۴ ص ۹۲۔ معاویہ بن ابی سفیان ❁ ریاض الصالحین ص ۳۵۳۔ ابو سعید خدری ❁ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات' باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ۔ عن ابی سعید خدری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر اللہ سے کیا مراد ہے

ذکر کے متعلق پہلے ہی اس بات کو سمجھ لیجئے کہ ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا یا یاد دلانا اور یہ غفلت یا نسیان کے مقابلے میں بولا جاتا ہے غفلت اس چیز کو کہتے ہیں کہ آدمی جان بوجھ کر کسی چیز سے بے پروائی برتے اور نسیان اس چیز کا نام ہے کہ آدمی کسی دوسری چیز میں ایسا مشغول ہو کہ بھول جائے۔ ذکر اس کے مقابلے میں یاد رکھنے اور یاد کرنے کے معنی میں بولا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر ایک وہ ہے جو آدمی زبان سے کرے اور اس کو بھی ذکر کہتے ہیں کہ آدمی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کو یاد رکھے اس کو بھی ذکر کہتے ہیں۔

اللہ کے ذکر سے مراد اس جگہ ہر وہ چیز ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو یہ درس قرآن آپ سن رہے یا حدیثیں سن رہے ہیں یہ سب بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہیں۔ صرف اس چیز کا نام ذکر نہیں کہ آپ تسبیح لے کر ذکر کریں۔ جس طرح بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو اگر کوئی محفل وعظ ہے کہ جس کے اندر لوگوں کو خدا کی راہ کی طرف بلایا جا رہا ہے خدا سے ڈرایا جا رہا ہے تو یہ بھی ذکر ہے قرآن مجید آپ پڑھ رہے ہوں یہ بھی ذکر ہے پڑھ کر لوگوں کو سنا رہے ہوں یہ بھی ذکر ہے تو ذکر کی بے شمار شکلیں ہیں فرمایا گیا کہ جب کبھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں خواہ اللہ کے احکام کو یاد کریں اس کو بیان کریں خواہ اللہ کے کلام کو پڑھیں خواہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو آپ کی حیات طیبہ کا ذکر کریں یہ سب اللہ ہی کے ذکر میں شامل ہے تو جب کبھی لوگ بیٹھ کر ایسا کرتے ہیں تو اس کے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ ملائکہ اس مجلس کی طرف لپکتے ہیں تو اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ اس محفل کے اندر شیاطین نہیں آتے دوسرا نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس مجلس پر چھا جاتی ہے۔ وہ مجلس ایسی نہیں ہوتی جو خدا کے غضب کو دعوت دینے والی ہو وہ مجلس ایسی ہوتی ہے جو اللہ کی رحمت کو دعوت دینے والی ہوتی ہے جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور اللہ سے ڈر کر اس کا ذکر کرنے والے ہیں تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ اور ان پر چھا جاتی ہے۔ تیسری چیز فرمائی کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ سکینہ کے معنی ہیں اطمینان قلب سکون قلب بالفاظ دیگر اضطراب رفع ہو جائے۔ تردد اور تذبذب اور شک کی کیفیت رفع ہو جائے اور آدمی ٹھنڈے دل سے اس راہ حق پر مطمئن ہو جائے جس پر وہ چل رہا ہے تو جب ایمان کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے دل کا شک اضطراب اور تردد دور ہو جاتا ہے۔ اور سکون قلب اور اطمینان قلب اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی بات کو قرآن مجید میں فرمایا الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ اللہ کا ذکر وہ چیز ہے جو آدمی کے دل میں ٹھنڈک اور اطمینان پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ آخری اور سب سے بڑی نعمت جو ان کو حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے جو مقرب فرشتے ہیں ان کے سامنے ان کا ذکر کرتے ہیں اب اس سے بڑی نعمت انسان کے لئے اور کوئی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرے اور یہ نتیجہ ہے اس چیز کا کہ آدمی اللہ کا بندہ بن جائے۔ آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد کرتا ہے آپ دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کو یاد کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو یاد کرے گا آپ زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کا ذکر کرے گا۔

تخریج:

① ⇐ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ: اَشْهَدُ عَلٰى اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری دونوں کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ملائکہ ان کا ذکر سننے کے لئے ہجوم کرتے ہیں اور ان کے اوپر رحمت چھا جاتی ہے اور ان کے اوپر سکون قلب اور اطمینان قلب نازل کیا جاتا ہے۔ اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس جو فرشتے ہیں ان کے سامنے کرتا ہے۔

ماخذ:

① ❁ مسلم کتاب الذکر ج ۲ ص ۳۴۵ ❁ ابوداؤد کتاب الصلاۃ وتر۔ ❁ ابن ماجه کتاب الادب باب فی فضل الذکر ❁ ریاض الصالحین ص ۳۵۲ ❁ مسنداحمد ج ۳ ص ۳۳۔ ابوسعید خدری ❁ مشکوۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان ذکر الٰہی سے ہر وقت تر رہنی چاہیے

① حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ' نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ' عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ' عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنْ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ' فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ' قَالَ: لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِاللّٰهِ- هذا حديث حسن غريب-

عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول شرائع اسلام تو مجھ پر بہت زیادہ ہیں۔ پس آپؐ مجھے ایسی چیز ارشاد فرمائیں کہ میں اس پر ہمیشہ چمٹا رہوں۔ آپؐ نے فرمایا تیری زبان ذکر اللہ سے (ہر وقت) تر رہے۔

② حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' ثنا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ' عَنْ مُعَاوِيَةَ يعنى ابْنِ صَالِحٍ' عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ' قَالَ: (سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ يَقُوْلُ: جَاءَ اَعْرَابِيَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ' وَ حَسُنَ عَمَلُهٗ- وَ قَالَ الْاٰخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ' فَمُرْنِيْ بِاَمْرٍ اَتَثَبَّتُ بِهٖ' فَقَالَ: لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا بِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ-

حضرت عبداللہ بن بسر کہتے ہیں دو اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا: یا رسول اللہ سب سے بہتر انسان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی عمر دراز ہو اور جس کا عمل اچھا ہو۔ دوسرے نے عرض کیا یا رسول اللہ شرائع اسلام تو مجھ پر بہت زیادہ ہیں پس آپؐ مجھے ایسا ارشاد فرمادیں کہ میں اس پر مداومت کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا تیری زبان ذکر اللہ سے ہر وقت تر رہے۔

③ ترمذی نے عبداللہ بن قیس سے روایت نقل کی ہے۔

اَنَّ اَعْرَابِيًا' قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَ حَسُنَ عَمَلُهٗ- هذا حديث غريب من هذا الوجه

ایک بدو نے عرض کیا یا رسول اللہؐ لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ فرمایا! جس کی عمر دراز ہو اور جس کا عمل اچھا ہو۔

④ ترمذی نے ابوبکرۃ سے بھی ایک بایں الفاظ روایت کی ہے۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ- اَنَّ رَجُلاً' قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ

حضرت ابوبکرۃ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہؐ! لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُمُرُهُ وَ حَسُنَ عَمَلُهُ۔ قَالَ: اَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَ سَآءَ عَمَلُهُ۔ هذا حديث حسن صحيح۔

جس کی عمر دراز ہو اور جس کا عمل اچھا ہو۔ اس نے مزید پوچھا لوگوں میں سب سے برا انسان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی عمر دراز ہو اور عمل برا ہو۔

۞ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: آخِرُ كَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ وَ اَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: اَنْ تُمْسِيَ وَ تُصْبِحَ وَ لِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

معاذ بن جبل سے روایت ہے۔ آخری کلام جس پر میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا یہ کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کونسا عمل بہتر ہے اور اللہ کے زیادہ قریب کرنے والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ کہ تو صبح و شام اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھے۔

تشریح: دیکھئے مختصربات ہے لیکن اس میں کتنی اہم بات فرمائی۔ عمر دراز ہونا بجائے خود کوئی بھلائی نہیں ہے اگر آدمی کی عمر دراز ہو اس حالت میں کہ اس کا عمل نیک ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جتنی لمبی وہ عمر پائے گا اتنی زیادہ نیکیاں کمائے گا اس لحاظ سے فرمایا کہ بڑا خوش نصیب ہے وہ آدمی کہ جس کو جتنا دنیا میں کام کرنے کے لئے لمبا وقت ملے اور پھر وہ اس وقت کو بھلے کام کرنے میں نیک کام کرنے میں صرف کرے اس غرض کے لئے جس آدمی کی عمر جتنی زیادہ لمبی ہو۔ اور وہ اگر برائیاں کرنے والا آدمی ہے تو جتنی لمبی اس کو عمر ملے گی اتنا ہی زیادہ اپنے نامہء اعمال کو برائیوں سے بھرتا چلا جائے گا تو بدنصیب ہوتا چلا جائے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ کم عمر میں مرجائے اگر عمر دراز پائے آدمی اور اس کے ساتھ ساتھ نیکیاں کرے تب اس سے بڑی کوئی خوش نصیبی نہیں۔ پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ تمام اعمال میں سب سے زیادہ افضل کونسا عمل ہے فرمایا: سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تو دنیا سے اس حالت میں رخصت ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو یعنی مرتے دم تک جس کو قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ ﴿ و لا تموتن الا و انتم مسلمون ﴾ تمہیں موت نہ آئے کہ مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو تو آدمی کا سب سے افضل عمل یہ ہے کہ مرتے وقت تک وہ اللہ کا ذکر کرے۔ اللہ کی یاد سے کبھی خالی نہ رہے موت کا وقت جب آ رہا ہو اس وقت بھی اس کو اللہ کی یاد ہو یعنی آدمی کا جو خاتمہ ہے وہ بالخیر اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کی یاد کے ساتھ وہ مرا ہو اگر اللہ سے غفلت کی حالت میں مرا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہے۔

"حضرت عبداللہ بن بسر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسلام کے احکام تو بہت ہیں آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس کا میں التزام کرلوں یعنی جو ایک کاٹے کی بات ہو جو اصل چیز ہے وہ مجھے بتا دیں تاکہ میں اس کو پکڑ لوں آپ نے فرمایا کہ بس تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (یہ ہے جان ساری شرائع کی بس۔ اس چیز کا تو التزام کر)

یہ اصل میں جڑ ہے تمام نیکیوں کی اگر آدمی ہر وقت اللہ تعالٰی کو ذہن میں حاضر نہ رکھے ہر وقت اللہ تعالٰی کا خیال نہ رہے تو ظاہر بات ہے کہ وہ کبھی نیکی کے راستے پر چل نہیں سکتا کیونکہ زندگی میں آدمی کے لئے آزمائشیں پیش آتی ہیں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدم ایسا نہیں ہے جس میں انسان کے لئے آزمائشیں نہ پیش آتی ہوں کوئی لمحہ ایسا نہیں جو آزمائشوں سے خالی ہو اور ہر آزمائش کے موقع پر جو چیز آدمی کو صحیح راستے پر قائم رکھتی ہے وہ اللہ کی یاد ہے اللہ کو بھولا اور صحیح راستے سے بھٹکا اس وجہ سے اللہ کی یاد جب دل میں ہوتی ہے تو پھر آدمی کی زبان پر بھی ذکر آتا ہے اگر اللہ کی یاد سے آدمی کا دل غافل ہو تو اگر زبان پر ذکر آئے گا بھی تو وہ بطور مشق کے آئے گا۔ چونکہ آدمی نے مشق کر کے عادت ڈال لی ہے اس لیے تسبیح تو گرتی رہے گی اور دل پڑا رہے گا نامعلوم کن کن چیزوں میں وہ تو کسی کام کی چیز نہیں۔ اصل کام کی چیز یہ ہے کہ آدمی کے دل میں خدا بسا ہوا ہو جب دل میں خدا بسا ہوتا ہے اور دل کے اوپر ہر وقت اس کا خیال طاری رہتا ہے تو بات بات میں اللہ کا نام زبان پر آتا ہے۔ کوئی بات پیش آ جائے کبھی الحمد للہ کہے گا کبھی انشاء اللہ کہے گا کبھی ماشاء اللہ کہے گا کبھی بسم اللہ کہے گا غرض یہ کہ اس کی زبان پر کسی نہ کسی طرح سے اللہ کا ذکر آتا رہے گا۔ یہ ہے اصل چیز اصل جڑ اس کو تھام لو اس کے بعد باقی معاملات سارے یہ سنبھال لے گا جب اللہ کا ذکر آدمی کے دل میں بسا ہوا ہو گا تو اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو گی تو اس کے بعد جتنے شرائع اسلام ہیں جن کو تو کہہ رہا ہے کہ یہ بہت سارے ہیں میرے لیے بہت زیادہ ہیں۔ ان سارے شرائع اسلام کو تو آپ سے آپ کرتا چلا جائے گا یہ بہت نہیں ہوں گے تھوڑے ہوں گے۔ اگر آدمی اللہ کے ذکر سے خالی ہو اللہ سے غافل ہو تو اسلام کے احکام اس کو اتنے پہاڑ نظر آتے ہیں کہ بھئی کس کس چیز کو سنبھالوں یہ بھی حکم ہے اور یہ بھی حکم ہے اور یہ بھی فریضہ ہے اور اس کی بھی تعمیل کروں تو آدمی کو وہ پہاڑ نظر آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ دل میں بسا ہوا ہو تو یہ سارا پہاڑ اس کے لئے ہلکی چیز بن جاتا ہے وہ بہت ساری چیز نہیں رہتی بہت ہلکی چیز ہو جاتی ہے۔

مَاخذ:

① ○ ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵۔ ابواب الدعوات۔ باب ماجاء فی فضل الذکر ○ ابن ماجه کتاب الادب باب ۵۳۔ فضل الذکر ○ مسنداحمد ج ۴ ص ۱۹۰۔ عبداللّٰہ بن بُسر ○ المستدرک ج ۱ ص ۴۹۵۔ کتاب الدعاء باب مداومة الذکر۔ عبداللّٰہ بن بُسر ○ ریاض الصالحین ص ۳۴۹۔ عبداللّٰہ بن بُسر ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات، باب ذکراللّٰہ عزوجل والتقرب الیه۔ عن عبداللّٰہ بن بُسر۔

نوٹ: صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کے جن دو اصل ماخذ کا حوالہ دیا ہے وہاں بعینہ ان الفاظ میں یہ حدیث منقول نہیں۔ جو متن متذکرہ کتابوں میں ملا ہے اسے نقل کر دیا ہے۔ (مرتب)

② ○ مسند احمد ج ۴ ص ۱۹۰۔ عبداللّٰہ بن بُسر ○ مسند احمد ج ۴ کے ص ۱۸۸ پر انہی سے مروی روایت میں یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ کی جگہ مَنْ خیرالرجال یا مُحَمَّدُ؟ اور قد کثرت عَلَیَّ کی جگہ قَد کثرتْ علینا اور فَمُرنی بِاَمْرٍ اتشبث به کی جگہ فَبَابٌ نتمسک به جَامِعٌ ہے۔ ○ ترمذی ابواب الدعوات ج ۲ ص ۱۷۵۔ باب ۲ ماجاء فی فضل الذکر اس نے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ سے آخر تک نقل کیا ہے۔ قال ابوعیسٰی: هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه۔ ابن ماجه۔ کتاب الادب باب ۵۳ فضل الذکر اس نے بھی آخر حصہ میں عبداللہ بن بسر کے حوالہ سے نقل کیا اس نے اتشبث نقل کیا ہے ○ ریاض الصالحین ص ۳۴۹۔ عبداللّٰہ بن بسر ○ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۵۔ کتاب الدعاء۔ باب مداو...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الذکر- عبداللہ بن بُسر- ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ-

③ ✿ ترمذی ابواب الزھد ج ۲ ص ۵۹- باب ماجاء فی طول العمر للمؤمن ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۰۳- عن ابی بکرۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ای الناس خیر قال من طال عمرہ الخ-

④ ✿ ترمذی ابواب الزھد ج ۲ ص ۵۹- باب ماجاء فی طول العمر للمؤمن ✿ دارمی کتاب الرقاق باب ۳۰- ای المومنین خیر ✿ مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۸- ۱۹۰- ج ۵ ص ۴۰- ۴۳- ۴۴- ۴۷- ۴۸- ۴۹- ۵۰-

⑤ ✿ ابن النجار بحوالہ کنزالعمال ج ۲ ص ۲۴۲ ✿ ابن شاھین بحوالہ کنز ج ۲ ص ۲۴۷ ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۴-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذاکر اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور بلند درجہ انسان ہے

اللہ کی یاد جس کی بنا پر آدمی شہادت فی سبیل اللہ سے بھی بلند درجہ حاصل کرتا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ اگر اللہ کی یاد سے مراد صرف اتنی بات ہو کہ آپ حجرہ بنا کر بیٹھ کر لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہے ہیں یا تسبیح لے کر آپ سبحان اللہ' سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں محض یہ چیز اور اس کے مقابلے میں اللہ کی راہ میں جا کر لڑنا اور جان دینا' اگر اس کے مقابلے میں یہ چیز افضل ہو تو پھر تو بے وقوف ہے وہ آدمی جو جا کر جنگ میں خدا کے دشمنوں سے لڑے اور جان دے پھر تو بیٹھا ہوا اپنے حجرے کے اندر تسبیح لے کر اللہ کا ورد کرتا رہے تو اس وجہ سے اس کا مقصود یہ نہیں ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ کوئی نیکی بھی ہو اس کی جو اصل روح ہے وہ اللہ کی یاد ہے یعنی ایک ہوتا ہے نیکی کا ظاہری قالب جس کو دیکھ کر آپ کہتے ہیں کہ یہ نیکی ہے نیکی کا ظاہری قالب یہ ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں یہ شکل ہے نیکی کی۔ روح اس کی کیا ہے اللہ کی یاد۔ اگر دل میں اللہ کی یاد نہیں ہے' دل میں خدا کا خیال نہیں ہے' خدا کی طرف آپ متوجہ نہیں ہیں تو آپ خالی رکوع و سجود کر رہے ہیں خالی آپ کی زبان سے چند رٹی ہوئی عبارتیں نکل رہی ہیں۔ یہ فعل کی ظاہری شکل موجود ہے لیکن اس کی جان غائب ہے اس کے اندر خدا کی یاد سے ہی دل غافل ہے اور ظاہر فعل ہو رہا ہے اسی طرح سے دنیا میں جتنے بھی اعمال ہیں ایک ہے ان کا ظاہری قالب آپ نے خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے تیاری کی آپ گئے جا کر کفار سے لڑے لڑ کر شہید بھی ہو گئے اب یہ ہے فعل کی ظاہری شکل اس کو جو چیز شہادت بناتی ہے وہ کیا چیز ہے؟ آپ کا اس ارادے سے لڑنا کہ میں اللہ کے دین کا کلمہ بلند کرنے کے لئے لڑوں اگر آپ اللہ کے دین کا کلمہ بلند کرنے کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں اگر آپ اللہ کے دین کی حمایت کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں اللہ کی خاطر جان نہیں دے رہے تو چاہے آدمی ظاہر میں شہید ہوا ہو اور دنیا کے بھی یہ شہید ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ وطن کے لئے لڑا ہے تو وطن کا شہید ہے وطن والوں سے اپنا اجر مانگ لے' خدا سے کیوں مانگتا ہے' قوم کے لئے لڑ رہا ہے تو قوم سے اجر مانگ لے خدا سے کسی اجر کا مستحق نہیں ہے۔ خدا سے اجر کا مستحق وہ ہے جو خدا کی خاطر لڑے۔ تو خدا کے خیال سے اگر آدمی کا دل غافل ہے اور خدا کے سوا کسی اور چیز کا خیال رکھتا ہے تو ایسی نیکی' نیکی ہی نہیں اس کی نیکی کے اندر جان اللہ کی یاد ہی سے پیدا ہو گی تو اس وجہ سے محض خدا کی راہ میں جا کر لڑنا' لڑ کر شہید ہو جانا یہ کوئی بلند درجہ نہیں ہے۔ اس کو اگر کوئی چیز بلند درجہ عطا کرتی ہے تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی یاد ہے۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا، قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ مِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَ يَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً۔ حديث غريب۔ انما نعرفه من حديث دراج۔

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور سب سے بلند درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز کون شخص ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا "کہ وہ مرد اور عورتیں جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کریں" پوچھا گیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے نمازی سے بھی بڑھ کر افضل ہیں؟ آپؐ نے فرمایا "ایک آدمی اپنی تلوار سے کفار و مشرکین سے لڑے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں لتھڑ جائے یعنی وہ آدمی شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والا آدمی اس سے بھی زیادہ افضل ہے۔

مآخذ:

① ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵۔ ابواب الدعوات باب منه ● مسند احمد ج ۳ ص ۷۵۔ ابوسعید خدری۔ دونوں کتابوں میں والذاکرات نہیں ہے۔ ● مشکوٰۃ ص ۱۹۸-۱۹۹۔ کتاب الدعوات باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقریب الیه۔ عن ابی سعید خدری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی یاد ہی انسان کو راہِ راست پر قائم رکھ سکتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلشَّيْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، فَإِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَإِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ شیطان ابن آدم کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ جہاں آدمی نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا شیطان ہٹ جاتا ہے، جہاں آدمی اللہ تعالیٰ سے غافل ہوا، شیطان آ کر پھر وسوسہ ڈال دیتا ہے۔

مآخذ:

① بخاری تعلیقا۔ بحوالہ مشکوٰۃ ج ا ص ۱۹۹۔ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ۔

تشریح: اتنی بڑی حقیقت اس میں بیان کی گئی ہے آپ دیکھئے کہ جو چیز انسان کو صحیح راستے پر قائم رکھتی ہے وہ اللہ کی یاد کے سوا کوئی نہیں۔ اب اس حقیقت کو رسول اللہ ﷺ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ شیطان ہر وقت آدمی کے دل کے ساتھ لگا ہوا ہے یہ خیال رکھئے کہ شیطان سے مراد وہ ابلیس نہیں ہے شیطان سے مراد وہ ہے جو ہر ایک آدمی کے ساتھ جو شیطان لگا ہوا ہے یہ مت خیال کر لیجئے کہ وہی ایک ابلیس تمام انسانوں کے دل کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ نہیں اس ابلیس کی بہت بڑی ذریت ہے ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے ہر آدمی کے اوپر جو شیطان مسلط ہے وہ اس کے دل کے پاس لگا رہتا ہے اور جہاں آدمی کو خدا کا خیال آیا اور شیطان ہٹ گیا کیونکہ خدا کا خیال آنے کے بعد پھر شیطان کے لئے ممکن نہیں رہتا کہ آدمی کو بہکا دے۔ بہکاتا وہ کس وقت ہے۔ ادھر خدا سے غافل ہوا اور شیطان نے آکر بہکایا۔ قرآن مجید میں جو آتا ہے وسواس الخناس یہ اسی معنی میں آتا ہے کہ کبھی وہ ہٹتا ہے کبھی آکر وسوسہ ڈالتا ہے اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ ہٹتا کس وقت ہے اور وسوسہ کس وقت ڈالتا ہے۔ آدمی کا خیال آیا اس نے اللہ کو یاد کیا اور شیطان ہٹا اور اللہ سے غافل ہوا پھر آکر اس نے وسوسہ ڈالنا شروع کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بکثرت ذکر کرنے والے سبقت لے جاتے ہیں

حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامِ الْعَيْشِيُّ' نا يَزِيْدُ يعنى ابْنُ زُرَيْعٍ' نا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِىْ طَرِيْقِ مَكَّةَ' فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ' فَقَالَ: سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ' سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ' قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مکہ کے راستے میں سفر کر رہے تھے یعنی مدینے سے مکہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک پہاڑ کے قریب آپ کا گزر ہوا جس کا نام جمدان ہے (یہ پہاڑ مکہ کے راستہ پر مدینے سے ایک رات کی مسافت پر ہے) آپؐ نے اس مقام پر فرمایا چلو: یہ جمدان نامی پہاڑ ہے۔ مفردون سبقت لے گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: مفردون کون ہیں یا رسول اللہ؟ ارشاد فرمایا۔ جو بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور یاد کرتی ہیں۔

مآخذ:

① ❁ مسلم ج ۲ ص ۳۴۱۔ کتاب الذکر والدعاء ❁ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰۔ ابواب الدعوات' باب--- ترمذی نے و ما المفردون کے بعد قال المستھترون فی ذکر اللّٰہ یصنع الذکر عنھم اثقالھم فیاتون یوم القیامۃ خفافا۔ ھذا حدیث حسن غریب ❁ ریاض الصالحین ص ۳۴۹۔ عن ابی ہریرۃ ❁ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۵۔ کتاب الدعاء سبق المفردون ❁ کنزالعمال ج ۲ ص ۲۴۴۔ عن ابی الدرداء اس نے بھی و ما المفردون قال: الذین یستھترون الخ بھی نقل کیا ہے۔ نیز ابن شاہین نے الترغیب میں الذکر کے تحت بھی اسے نقل کیا ہے۔ ابن شاہین ❁ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۵۔ عن ابی ہریرۃ ❁ مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات باب ذکر اللّٰہ عزوجل الفصل الاول۔

تشریح: فرد کہتے ہیں اکیلے کو یکتا و تنہا کو۔ مفردون کا مطلب یہ ہے کہ ہر دوسری چیز کا خیال ترک کر کے جن کو اللہ کا خیال ہو۔ ہر دوسری چیز کی یاد ترک کر کے جن کے دل پر اللہ کی یاد غالب ہو گئی ہو ہر دوسری چیز یا ذکر چھوڑ کر اللہ کا ذکر جن کی زبان پر جاری رہتا ہو۔ وہ لوگ سب پر سبقت لے جاتے ہیں۔ جو دنیا کی فکر میں پڑے رہتے ہیں۔ وہ پیچھے رہ گئے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے خود کو خالص کر لیا جو ذکر کرتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں' بندگی کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو اس کی کرتے ہیں جو اطاعت کرتے ہیں تو اس کی کرتے ہیں وہ لوگ ہر ایک پر سبقت لے گئے۔ کثرت سے اللہ کو یاد کرنے کا مطلب ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس بات کو کثرت سے فرمایا گیا ہے۔ اور حدیث میں بھی بیان فرمایا گیا ہے کثرت سے ذکر کرنے کا مطلب دراصل یہ ہے کہ آدمی کے دماغ پر جس چیز کا خیال چھا جاتا ہے کسی نہ کسی طرح سے اس کا نام اس کا ذکر بار بار اس کی زبان پر آتا ہے کوئی کس قسم کا بھی آرام کوئی لذت دینے والی چیز اگر ان کو ملے تو الحمد للہ کہیں گے۔ ٹھنڈا پانی بھی پئیں گے تو الحمد للہ کہیں گے۔ ٹھنڈی ہوا چل جائے گی تو الحمد للہ کہیں گے۔ کسی چیز کے متعلق کہیں کہ میں یہ کرنے والا ہوں اس کے کہنے سے پہلے انشاء اللہ کہیں گے کوئی کام شروع کر رہے ہوں بسم اللہ سے شروع کریں گے یعنی ہر وقت ایک آدمی کے دماغ پر جب اللہ تعالیٰ کا خیال مسلط رہے گا تو کسی نہ کسی طرح زندگی کے ہر مرحلے پر ہر موقع کے اوپر اس کا نام جاری رہے گا۔ ضرورت سے اگر بیٹھے ہوں تو بجائے اس کے کہ اول فول بکتے رہیں اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے متعلق بات کریں گے۔ اللہ کے انعامات کے متعلق بات کریں گے جو چیزیں اللہ کی صفات کے متعلق ہیں ان کے متعلق بات کریں گے۔ جو چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں ان کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے جو اس کو پسند ہیں ان کو پسند کا اظہار کریں گے اس طرح سے ہر وقت کا جو ذکر ہے اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ آدمی ہر وقت تسبیح لے کر سبحان اللہ ہی پڑھتا رہے۔ ہر وقت کا جو ذکر ہے وہ زندگی کے ہر معاملے میں آدمی کی زبان پر رہے۔ ذرا سی کوئی حاجت پیش آئے کوئی تکلیف پیش آئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا شروع کر دے گا۔ چاہے دل میں کرے چاہے زبان سے کرے۔ تو یہ ہر وقت کا ذکر جو ہے اس کی کوئی ایک خاص شکل نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس آدمی کے دماغ پر اللہ کا خیال مسلط ہو گا وہ کسی نہ کسی طرح سے کسی نہ کسی شکل میں برابر آدمی کی زبان پر آئے گی اور اس کے دل میں آئے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غافل لوگوں میں اللہ کو یاد رکھنے والا

عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّيْنَ وَ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ كَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِيْ شَجَرٍ يَابِسٍ۔

امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ غافل لوگوں کے درمیان اللہ کو یاد رکھنے والا گویا ایسا شخص ہے جیسے بھاگنے والوں کے پیچھے رہ جانے والا غازی۔ اور غافل لوگوں کے درمیان اللہ کو یاد رکھنے والا شخص ایسا ہے جیسے خشک درخت میں سرسبز شاخ۔

تشریح: یعنی وہ غازی کہ جو پھر بھی میدان جنگ میں ڈٹا ہوا ہے اور وہ غازی کہ جو برابر ان کے بھاگ جانے کے بعد بھی لڑے جا رہا ہے اس کے مانند ہے وہ شخص جو غافل لوگوں کے درمیان اللہ کو یاد کرتا ہے۔

مآخذ:

① مشکوٰۃ ج ا ص ۱۹۹۔ کتاب الدعوات، باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر الٰہی کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ کی طرح ہے

جو آدمی اپنے رب کو یاد کرتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا ضمیر زندہ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی روح زندہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی انسانیت زندہ ہے جو آدمی اپنے رب سے غافل ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا ضمیر مر چکا ہے اس کے اندر کوئی روحانی زندگی باقی نہیں رہی اس کی انسانیت تمام ہو گئی اب وہ دو پاؤں پر چلنے والا جانور ہے۔ عقل رکھنے والا جانور ہے وہ جانور ہے کہ جو ٹینک ایجاد کرتا ہے اور ہوائی جہاز ایجاد کرتا ہے اور ایٹم بم بناتا ہے تو یہ ایک عاقل جانور تو ہے لیکن حقیقت میں انسان نہیں۔ انسان صرف وہ ہے جو خدا سے ڈرنے والا ہے خدا کا خوف اس کے دل میں سے نکلا اس کے بعد اس سے زیادہ خطرناک جانور دنیا میں کوئی نہیں۔ شیر خطرناک ہے مگر اس حد تک کہ اس کے پنجے تیز ہیں۔ یا اس کے دانت تیز ہیں اتنا خطرناک تو نہیں کہ وہ ٹینک بناتا ہو اور ہوائی جہاز بنا کر اوپر سے بم برساتا ہو تو یہ سب سے زیادہ خطرناک جانور ہے اگر خدا سے بے خوف ہو تو فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے زندہ اور مردے کا۔ ایک کے اندر انسانیت زندہ ہے ضمیر زندہ ہے اس کے اندر روحانی حیات موجود ہے دوسرا آدمی جو ہے اس کے اندر جیولیکل لائف ہو تو ہو انسانی زندگی اس کے اندر نہیں ہے حیوانی زندگی بلاشبہ اس کے اندر ہے۔ مگر انسانی زندگی سے خالی ہے۔

تخریج:

① ⟸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ، وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو آدمی اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو آدمی اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ان دونوں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک مردہ ہے ایک زندہ۔

مآخذ:

① ○ بخاری ج ۲ ص ۹۴۸۔ کتاب الدعوات۔ باب فضل ذکر اللّٰہ تعالٰی ○ ریاض الصالحین ص ۳۴۸۔ عن ابی موسیٰ اشعری ○ مشکوۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات، باب ذکر اللّٰہ عزوجل الفصل الاول۔ عن ابی موسیٰ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ اپنے بندے کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا وہ اسے گمان کرتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس طرح کی حدیث کو حدیث قدسی کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا کوئی ارشاد نقل کریں اور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں۔

حدیث قدسی اور قرآن مجید میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید لفظاً لفظاً اللہ کا کلام ہے رسول اللہ ﷺ اس کو بیان کرتے ہیں لیکن اصل میں پورا کلام لفظ بلفظ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ حدیث قدسی میں معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کے۔ معنی اللہ آپ کے دل میں ڈالتا ہے اور حضور اپنے الفاظ میں ان معنوں کو بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جیسا مجھ کو سمجھے ویسا ہی میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک گروہ کے سامنے یاد کرتا ہے تو میں ایک ایسے گروہ کے سامنے اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس گروہ سے زیادہ بہتر ہے جس کے سامنے اس نے میرا ذکر کیا۔

اس میں پہلی بات جو فرمائی کہ میں اپنے بندے کے ظن کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہو۔ یعنی میں ویسا ہی اس کے ساتھ کرتا ہوں جیسا گمان وہ میرے متعلق رکھتا ہے اس کی کوئی تشریح کرنا چاہے تو پوری ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے اس ایک فقرے میں اتنی بڑی بات کہی گئی یوں سمجھئے۔ اگر ایک آدمی اپنے رب کے متعلق یہ تصور رکھتا ہے کہ میرا رب ظالم ہے پھر میں اس کے ساتھ معاملہ وہی کرتا ہوں جو ظالم کو کرنا چاہئے اگرچہ میں ظالم نہیں ہوں لیکن چونکہ اس نے مجھے جس کا وہ بندہ ہے' نے ظالم سمجھ رکھا ہے اس وجہ سے اس کے ساتھ دنیا میں پھر وہی معاملہ ہے جو آدمی اپنے رب کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ میرا رب تو کچھ نہیں سن سکے گا۔ پھر اس کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کو روٹی کپڑا دیے جاؤں کیونکہ بہرحال میں رب ہوں۔ مجھے بھوکا تو نہیں مارنا۔ مجھے ہر اس آدمی کو بھوکا نہیں مار دینا جو میرے متعلق برے خیالات رکھتا ہو لیکن میرا معاملہ اس کے ساتھ ویسا ہی ہو گا جیسا کہ اس نے میرے متعلق گمان کیا۔ اگر وہ مجھے رحیم سمجھتا ہے تو میں اس کے ساتھ رحمت ہی کا معاملہ کروں گا۔ اگر کریم سمجھتا ہے تو میں اس کے ساتھ کرم ہی کا معاملہ کروں گا۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ میں دعائیں قبول کرنے والا ہوں دعائیں سننے والا ہوں تو میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا اس نے گمان میرے متعلق کر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر آپ دیکھئے کہ ایک آدمی اگر آپ کو برا انسان سمجھتا ہے تو چاہے آپ اپنی شرافت کی وجہ سے جوتے نہ ماریں گالی نہ دیں لیکن آپ کی نگاہ میں اس آدمی کی وقعت نہیں ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ آپ کو برا سمجھ رہا ہو۔ آپ اس کو جواب میں اچھا سمجھیں۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے انسانی فطرت ہی کے خلاف نہیں ہے نفس فطرت کے خلاف ہے اور لاء آف نیچر کے خلاف ہے یہ چیز کہ آپ کسی کو برا سمجھیں اور وہ جواب میں آپ کو اچھا سمجھے اس وجہ سے یہ بالکل فطری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر شخص کے ساتھ اس گمان کے مطابق معاملہ ہو گا جو گمان وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری چیز فرمائی کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت وہ میرا ذکر کرتا ہے اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ جس وقت آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں گے تو ایسا نہیں ہے کہ کوئی وائرلیس کے ذریعے اس کو خبریں پہنچتی ہوں کہ میرا ذکر کیا جا رہا ہے نہیں اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہوتا ہے وہ خود سن رہا ہوتا ہے اس کے ساتھ ہوتا ہے براہ راست سن رہا ہوتا ہے کہ یہ میرا ذکر کر رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اس کا ذکر کرتا ہوں اگر کسی مجلس میں وہ کرتا ہے تو میں اس سے زیادہ اونچے درجے کی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں یعنی ملائکہ کی مجلس میں۔

تخریج:

① حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَ اَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِيْ، فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَ اِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ، وَ اِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَ اِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا، وَ مَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جیسا مجھ کو سمجھے ویسا ہی میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے میں یاد کرتا ہے تو میں اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک گروہ کے سامنے یاد کرتا ہے تو میں ایک ایسے گروہ کے سامنے اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس گروہ سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ برابر اس کے قریب آتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بھر قریب آتا ہے تو میں ایک گز قریب آتا ہوں اور اگر وہ تیز چل کر آتا ہے تو میں لپک کر آتا ہوں"۔

ماخذ:

① ○ بخاری ج ۲ ص ۱۱۰۱۔ کتاب الرد علی الجهمية و غيرهم التوحيد۔ باب قول الله و يحذركم الله نفسه و قوله تعالیٰ ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک ○ مسلم ج ۲ ص ۳۴۱۔ ۳۴۳۔ کتاب الذکر و الدعاء۔ باب الحث علی ذکر الله ○ ابن ماجه کتاب الادب باب ۵۸۔ فضل العمل۔ ابوهريرة ○ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰۔ ابواب الدعوات باب۔۔۔ ○ رياض الصالحين ص ۳۴۹۔ عن ابی هريرة ○ مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۱۔ ۴۰۵۔ ۴۱۳۔ ۴۵۴۔ ۴۸۰۔ ۴۸۲۔ ۵۱۴۔ ۵۱۷۔ ۵۲۴۔ ۵۳۴۔ ۵۴۰۔ ○ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ صرف اتنا حصہ ہے يقول الله عزوجل انا عند ظن عبدی بی فليظن بی ماشاء۔ ان ظن خيرا فله و ان ظن شرا فله ○ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۸۔ عن انس۔ (قدرے لفظی اختلاف) ○ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۹۶۔ عن ابی سعيد خدری ○ مشکوٰة ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات، باب ذکر الله عزوجل عن ابی هريرة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفل ذکر میں شرکت کی فضیلت

(1) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ' قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ' عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ' فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ' فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا' قَالَ: فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُ يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يَحْمَدُوْنَكَ وَ يُمَجِّدُوْنَكَ' قَالَ: فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لَا' وَاللّٰهِ! مَا رَاَوْكَ' قَالَ: فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً' وَ اَشَدَّلَكَ تَمْجِيْدًا' وَ اَكْثَرَلَكَ تَسْبِيْحًا- قَالَ: يَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ؟ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ- قَالَ: يَقُوْلُ وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا' وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا- قَالَ: يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا' وَ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا' وَ اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً- قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ- قَالَ: يَقُوْلُ وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا' وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا- قَالَ: يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا' وَ اَشَدَّلَهَا مَخَافَةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے ہیں- پس جب وہ کچھ لوگوں کو اس حالت میں پالیتے ہیں کہ وہ بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ تمہارے مطلب کی چیز یہاں ہے پھر فرشتوں کا آسمان دنیا تک ایک جمگھٹا اور ہجوم ہو جاتا ہے- (یہ ذکر سننے کے بعد فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں) تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ جانتا ہے- مگر پھر بھی پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کی تسبیح کر رہے ہیں' آپ کی بڑائی بیان کر رہے ہیں' آپ کی تعریف کر رہے ہیں' آپ کی بزرگی کا ذکر کر رہے ہیں- اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم انہوں نے آپ کو دیکھا نہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کہیں انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا- فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر کہیں انہوں نے آپ کو دیکھا ہوتا تو اس سے بہت زیادہ آپ کی عبادت کرتے' بہت زیادہ آپ کی بزرگی بیان کرتے' بہت زیادہ آپ کی تسبیح کرتے- پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ یہ چاہتے کیا ہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ یہ آپ کی جنت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: فَيَقُوْلُ اِنِّیْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔ قَالَ: يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ۔ قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ رواه شعبة عن الاعمش و لم يرفعه۔ و رواه سهيل عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے رب انہوں نے اس جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ (یعنی بے دیکھے اس کے طالب ہیں) اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ اگر کہیں انہوں نے اس کو دیکھ لیا ہوتا تو پھر ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کریں گے کہ اگر کہیں انہوں نے اس جنت کو دیکھ لیا ہوتا تو وہ اور زیادہ شدت کے ساتھ اس کے طالب ہوتے اور زیادہ اس کی طلب کی کوشش کرتے اور اس کی طلب میں زیادہ دلچسپی رکھتے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ یہ بچنا کس چیز سے چاہتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں یہ آپ کی دوزخ سے بچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر ان سے پوچھتا ہے کیا دوزخ کو انہوں نے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اے رب کریم انہوں نے اس کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ اگر انہوں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہوتا تو ان کا رویہ کیا ہوتا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر کہیں اس کو انہوں نے دیکھ لیا ہوتا تو وہ اس سے اور زیادہ شدت کے ساتھ بھاگتے اور زیادہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ اچھا تو میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ ان میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار ان میں ایک ایسا شخص تھا کہ یونہی اپنے کسی کام کے لئے آیا تھا' اس ذکر کی خاطر نہیں آیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ چونکہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے تھے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبختی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

تشریح: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کس چیز کا نتیجہ ہے؟ حقیقت میں ایمان بالغیب کا نتیجہ ہے یہ پوری حدیث یہ بتا رہی ہے کہ ایمان بالغیب کا نتیجہ ہے کہ نبی کے بیان کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ماننا اور ویسا ماننا جیسے نبی نے بیان کیا ہے۔ بغیر اس کے کہ آدمی دیکھے۔ نبی ﷺ کے بیان کی بنا پر جنت کو آخرت کو دوزخ کو۔ ہر چیز کو ماننا اور تسلیم کرنا اور اس کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے جو تقاضے ہیں ان کے مطابق عمل کرنا۔ یہ سب اس چیز کا نتیجہ ہے اور اس بات کو واضح طور پر بیان کیا گیا کہ جب یہ لوگ ایسے ہیں کہ ایمان بالغیب کی بنا پر اللہ کی تحمید و تسبیح کر رہے ہیں ایمان بالغیب کی بنا پر جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایمان بالغیب کی بنا پر دوزخ سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں اگر کہیں اللہ کو دیکھا ہوتا' جنت کو دیکھا ہوتا' دوزخ کو دیکھا ہوتا تو اس کے بعد کوئی سوال ان کے نافرمانی کرنے کا پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ مغفرت کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ یہ بندے میری مغفرت کے مستحق ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی فرشتہ ان میں سے عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار ان میں ایک آدمی ایسا تھا کہ جو اپنے یونہی کسی کام کے لئے آیا تھا کوئی اس ذکر کی خاطر نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے وہ چونکہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے تھے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبختی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ گویا یہ صحبت کی برکت ہے۔ ایک آدمی خود جو نیکی کر رہا ہے اس نیکی کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے کے ساتھ جو ساتھ ہے اس کے لئے اس کے ساتھ ہونا بھی نافع ہے۔ جس طرح سے بدی کرنے والے کے ساتھ ہونا آدمی کے لئے نقصان دہ ہے اس طرح سے نیکی کرنے والے کے ساتھ ہونا یہ اس کے لئے نافع ہے۔ تو فرمایا کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بشرطیکہ منکر نہ ہو۔ یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ انکار کرنے والا ہو۔ یہ ہے کہ وہ اس ذکر کی طلب میں نہیں آیا تھا دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی آ بیٹھا نکلا تھا اپنی کسی اور حاجت کے لئے اس غرض کے لئے نہیں نکلا تھا کہ اس ذکر کی محفل میں وہ شریک ہو تو فرمایا کہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہو سکتا۔ یہ اوپر والی روایت بخاری کی روایت ہے جو ابوذر سے مروی ہے۔ مسلم کی روایت کے الفاظ مضمون تقریباً ایک ہی ہیں لیکن مسلم کی روایت کے الفاظ ذرا مختلف ہیں۔ اس میں ہے کہ:

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، نَابَهْزٌ، نَاوُهَيْبٌ، نَاسُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مَلٰئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ، قَعَدُوْا مَعَهُمْ، وَ حَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا، فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَ صَعَدُوْا اِلَى السَّمَآءِ۔ قَالَ: فَيَسْئَالُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ، مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يُهَلِّلُوْنَكَ وَ يُحَمِّدُوْنَكَ وَ يَسْئَلُوْنَكَ۔ قَالَ: وَ مَا ذَا يَسْاَلُوْنَنِيْ؟ قَالُوْا: يَسْئَالُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ: وَ هَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: لَا، اَيْ رَبِّ۔ قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: وَ يَسْتَجِيْرُوْنَكَ، قَالَ: وَ عَمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِيْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَّارِكَ يَا رَبِّ۔ قَالَ: وَ هَلْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: وَ يَسْتَغْفِرُوْنَكَ۔ قَالَ: فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَ اَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَ اَجَرْتُهُمْ عَمَّا اسْتَجَارُوْا۔ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: رَبِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اصل سٹاف سے زائد ہیں، گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے تو وہاں وہ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر ان کا ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ زمین سے آسمان تک بھر جاتے ہیں۔ جب وہ مجلس ختم ہوتی ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف عالم بالا میں چڑھ جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے (کہ کیا ماجرا ہے؟ کیا ہو رہا ہے؟) اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین سے آ رہے ہیں، آپ کے ایسے بندوں کے پاس سے جو آپ کی تسبیح کر رہے ہیں تکبیر کہہ رہے ہیں (یعنی بڑائی بیان کر رہے ہیں) آپ کی تعریف کر رہے ہیں، آپ کی حمد کر رہے ہیں، اور آپ سے کچھ مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگ رہے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں، وہ آپ کی جنت کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں، اے ہمارے رب۔ انہوں نے اسے دیکھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ۔ إِنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ۔ قَالَ: فَيَقُولُ وَ لَهُ غَفَرْتُ۔ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔

کیا حال ہوتا ان کا اگر یہ کہیں میری جنت کو دیکھ لیتے! فرشتے پھر عرض کرتے ہیں: وہ آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں: کہ آپ کی آگ (یعنی جہنم) سے بچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کیا میری دوزخ کو انہوں نے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ ان کا کیا حال ہوتا اگر کہیں میری دوزخ کو انہوں نے دیکھ لیا ہوتا۔ (تو کس قدر اس سے بچنے کی کوشش کرتے) فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو معاف کیا اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہ ان کو دیا جس چیز سے بچنے کے لئے پناہ مانگتے ہیں اس سے ان کو پناہ دی۔ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں ایک آدمی ایسا بھی ہے جو خطادار ہے اور وہ یونہی بغیر کسی خاص ارادے کے ان میں آ بیٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو بھی میں نے معاف کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا۔ ⓫

مآخذ:

① ✿ بخاری ج ۲ ص ۹۴۸۔ کتاب الدعوات' باب ذکر اللّٰہ تعالٰی ✿ ریاض الصالحین ص ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ عن ابی ہریرۃ ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۷۔ کتاب الدعوات' باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیہ۔ عن ابی ہریرۃؓ۔

② ✿ مسلم ج ۲ ص ۳۴۴۔ کتاب الذکر والدعاء۔ باب فضل مجالس الذکر ✿ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰۔ ابواب الدعوات۔ باب...... ✿ ریاض الصالحین ص ۳۵۲۔ عن ابی ہریرۃ ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۵۔ کتاب الدعاء۔ باب فضیلۃ مجالس الذکر۔

⓫ یہ مطلب نہیں ہے کہ مخبری کرنے کے لئے آ بیٹھا ہو مراد یہ ہے کہ آدمی خطا کار تھا۔ کوئی بڑا نیکوکار آدمی نہیں تھا۔ گذر رہا تھا۔ دیکھا کہ اللہ کا ذکر ہو رہا ہے آ بیٹھا حالانکہ اپنے گھر سے اس غرض کے لئے نکلا نہیں تھا کہ اللہ کے ذکر میں شریک ہو۔ یہ مراد ہے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک آدمی بدنیتی کے ساتھ آ کر اس مجلس میں بیٹھا ہو۔ اس غرض کے لئے بیٹھا ہو کہ کچھ فتنے کا سامان تلاش کر کے لے جائے اور جا کر فتنہ پردازی کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفل رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّيْمِيُّ وَ قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى- اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ' عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ' عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَيْدِيِّ- قَالَ وَ كَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: كَيْفَ اَنْتَ؟ يَا حَنْظَلَةُ! قَالَ: قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ- قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ قُلْتُ: نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَاَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ- فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ- فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا- قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: فَوَاللّٰهِ! اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا- فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ' حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ مَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَكُوْنُ عِنْدَكَ- تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَاَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ- فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَ الْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ- نَسِيْنَا كَثِيْرًا- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنْ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ' وَ فِي الذِّكْرِ' لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ' وَ فِيْ

حضرت حنظلہ کہتے ہیں (یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے) کہ راستہ میں حضرت ابوبکرؓ سے میری ملاقات ہوئی- انہوں نے پوچھا حنظلہ کیسے ہو؟ میں نے کہا حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے- حضرت ابوبکرؓ نے کہا سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو (یعنی حنظلہ منافق ہو جائے یہ کیسی بات کر رہے ہو) حضرت حنظلہ نے جواب دیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ اور جنت کی یاد دہانی فرما رہے ہوتے ہیں تو اس وقت ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہے ہیں- پھر جب ہم آپ کے پاس سے نکل جاتے ہیں اور جا کر اپنے بال بچوں اور اپنی جائدادوں کے معاملات میں پھنس جاتے ہیں اور اکثر باتیں بھول جاتے ہیں یعنی وہ کیفیت نہیں رہتی جو آپ کی مجلس میں ہوتے ہوئے ہوتی ہے- حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم ہمارا بھی یہی حال ہے (پھر حضرت حنظلہ کہتے ہیں) میں اور ابوبکرؓ دونوں جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے- میں نے جاتے ہی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کی حنظلہ تو منافق ہو گیا- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ و جنت کی یاد دہانی کرواتے ہیں تو اس وقت ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم اپنی آنکھوں سے ان چیزوں کا ملاحظہ کر رہے ہیں- اور جب ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طُرُقِكُمْ وَ لٰكِنْ، يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَ سَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور اپنے بال بچوں کے دھیان اور اپنی جائدادوں کی دیکھ بھال میں مشغول ہو جاتے ہیں تو اکثر باتیں فراموش کر بیٹھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم پر وہی حالت و کیفیت طاری رہتی جو میرے پاس ہوتے وقت رہتی ہے تو ملائکہ تم سے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں مصافحہ کرتے۔ مگر اے حنظلہ گھڑی گھڑی کی بات ہوتی ہے۔ یہ فقرہ آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

مآخذ:

① ○ مسلم ج ۲ ص ۳۵۵۔ کتاب التوبہ۔ باب فضل دوام الذکر والفکر فی امور الآخرۃ۔ الخ ○ ترمذی ج ۲ ص ۷۸۔ ابواب صفۃ القیامۃ ○ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۰۸۔ عن انس۔ اس صفحہ پر یہ روایت مختصر ہے اور ص ۳۱۰۔ پر طویل۔ ○ کنز العمال ج ۱ ص ۳۹۶۔ روایت کا آخری حصہ قدر لفظی اختلاف کے ساتھ ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۷۔ کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ۔

تشریح: آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ حالت ہر ایک پر ہر وقت طاری نہیں رہ سکتی۔ کسی وقت آدمی کے اوپر حالت ایسی گہری طاری ہوتی ہے کسی وقت نہیں ہوتی۔ یہ منافقت نہیں ہے منافقت یہ ہے کہ تم جنت دوزخ اور آخرت اور خدا اور رسول سب کو بھول کر اور وہ طرز عمل اختیار کرنا شروع کر دو کہ جو غفلت میں مبتلا انسان کیا کرتے ہیں یا منکر انسان کرتا ہے۔ یا بالکل بھول جانے والا انسان کرتا ہے۔ وہ تو ہے منافقت کی کیفیت لیکن یہ بات کہ تم پر ہر وقت وہی کیفیت طاری رہے جو میری مجلس میں ہوتی ہے تو یہ بات ہوتی تو فرشتے تم سے راستوں میں ملا کرتے۔ آپ نے ان کو یہ اطمینان دلایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر آدمی کے اوپر ذکر کی کبھی شدید کیفیت طاری ہو اور کبھی وہ شدید کیفیت نہ رہے لیکن آدمی بالکل غافل بھی نہیں رہتا تو اسی صورت میں وہ منافق نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ نجات دلانے والی چیز

① حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ، اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَعِیْدٍ ھُوَ ابْنُ اَبِیْ ھِنْدٍ، عَنْ زِیَادٍ مَوْلٰی ابنِ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ بَحْرِیَّۃَ، عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَ خَیْرٌلَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَ یَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ۔ قَالُوْا: بَلٰی، قَالَ: ذِکْرُاللّٰہِ قَالَ مُعَاذٌ: مَا شَیْءٌ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِاللّٰہِ۔ و قدروی بعضھم ھذا الحدیث عن عبداللّٰہ ابن سعید مثل ھذا بھذا الاسناد و روی بعضھم منہ فارسلہ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تمہارے بہترین اعمال نہ بتاؤں۔ کہ کونسا تمہارا عمل تمہارے بادشاہ کے نزدیک سب سے بہتر ہے سب سے پاکیزہ ہے اور سب سے بڑھ کر تمہارے درجے بڑھانے والا ہے جو سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور بہتر ہے اور اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے لڑو اور اس کی گردن مارو یا وہ تمہاری گردنیں مارے۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور فرمائیے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ۔ اللہ کا ذکر۔ حضرت معاذ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذکر اللہ سے زیادہ نجات دلانے والی کوئی اور چیز نہیں ہے۔

مآخذ:

① ✿ ترمذی ج ۲ ص ۱۷۵۔ ابواب الدعوات۔ باب ماجاء فی فضل الذکر کے تحت باب منہ۔ ✿ ابن ماجہ کتاب الادب باب ۵۳۔ باب فضل الذکر ✿ ابن ماجہ میں انفاق الذھب کی جگہ اعطاء الذھب الخ ہے۔ ✿ مسنداحمد ج ۶ ص ۴۴۷۔ عن ابی الدرداء ✿ مسنداحمد نے بھی اعطاء الذھب الخ نقل کیا ہے۔ ✿ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۴۹۶۔ کتاب الدعاء باب ما عمل آدمی من عمل انجی لہ من عذاب اللّٰہ من ذکر اللّٰہ عزوجل ✿ ریاض الصالحین ص ۳۴۹-۳۵۰۔ عن ابی الدرداء ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۳۔ کتاب الاذکار۔ باب فضل ذکر اللّٰہ تعالٰی ✿ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات، باب ذکر اللّٰہ عزوجل و التقرب الیہ۔ عن ابی الدرداء۔

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ تمام اعمال جو دنیا میں انسان کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ اچھا عمل سب سے زیادہ انسان کے درجے بڑھانے والا عمل اللہ کی نگاہ میں سب سے زیادہ پاکیزہ عمل سونے چاندی کی خیرات سے بھی بڑھا ہوا عمل حتیٰ کہ خدا کی راہ میں لڑ کر جان دینے اور جان لینے کے عمل سے بھی بلند مرتبہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔ اس پر آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غور کریں گے تو یہی بات قرآن مجید میں بھی مختلف طریقوں سے بتائی گئی ہے اس پر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس کو اس وجہ سے تمام اعمال سے بلند مرتبہ عمل اس لئے کہا گیا ہے کہ جتنی بھی نیکیاں آدمی کی ہیں ان کی اصل جان اور اصل روح اللہ کی یاد ہے محض یہ بات کہ ایک آدمی اللہ کی راہ میں لڑنے گیا اور اس نے جہاد کیا اور مارا گیا یہ ایک ظاہری عمل ہے- یہ عمل اللہ کے ہاں اس صورت میں مقبول تب ہو گا جب کہ وہ اللہ کی خاطر لڑا ہو یعنی محض لڑ کر جان دے دینا یہ محض شہادت نہیں ہے- لڑ کر جان دینے کو جو چیز شہادت بناتی ہے وہ کیا ہے وہ اللہ کی یاد ہے اگر آدمی اس بات سے خالی ہے کہ میں اللہ کے لئے لڑ رہا ہوں تو وطن کے لئے لڑے تو شہید نہیں ہے قوم کے لئے لڑے تو شہید نہیں ہے ناموری کے لئے لڑے تو شہید نہیں ہے مال و دولت کے لئے لڑے تو شہید نہیں ہے- اس غرض کے لئے لڑے کہ دشمن کے ملک میں جا کر اچھی اچھی عورتیں اس کے حصے میں آئیں گی تو شہید نہیں ہے- شہید کیا چیز بناتی ہے وہ صرف اللہ کی یاد بناتی ہے اسی طرح سے آدمی مال اپنا خرچ کرتا ہے آپ تو یہی دیکھتے ہیں کہ روپیہ اپنا خرچ کر رہا ہے اللہ کی راہ میں لیکن جو چیز اس کو حقیقت میں نیکی بناتی ہے وہ اللہ کی یاد ہے اگر آدمی کروڑوں روپیہ خرچ کر ڈالے لیکن اس کے خرچ کرنے کا جو اصل محرک ہے وہ اللہ کی یاد نہ ہو کوئی اور چیز ہو قومی بھلائی کے لئے خرچ کر رہا ہے وہ انفاق فی سبیل اللہ نہیں ہے اپنے وطن کی ترقی کے لئے صرف کر رہا ہے- انفاق فی سبیل کی تعریف میں وہ نہیں آتا- نہ ناموری کے لئے خرچ کر رہا اپنے ذاتی اثرات بڑھانے کے لئے خرچ کر رہا ہے وہ حقیقت میں انفاق فی سبیل اللہ نہیں ہے جو چیز اس کو انفاق فی سبیل اللہ بناتی ہے اللہ کی یاد ہے تو معلوم ہوا کہ تمام نیکیوں کی جڑ جو ہے وہ اللہ کی یاد ہے اگر آدمی اللہ کی یاد سے خالی ہے تو اس کا کوئی عمل عمل نیکی نہیں اور جتنی زیادہ اللہ کی یاد ہو گی اتنا ہی زیادہ وہ عمل نیک ہو گا- خود نماز ہے نماز میں اگر آپ اللہ کی یاد نہیں رکھتے ہیں تو نماز لاشہ بے جان ہے اگر نماز اللہ کی خاطر نہیں پڑھ رہے ہے تو وہ نماز نماز ہی نہیں- بظاہر پورا کا پورا عمل آپ نے نماز کا کیا لیکن حقیقت میں وہ نماز تو ہو گی اس وقت جب اس کی روح اللہ کی یاد ہو گی تو یہ چیز حضور ﷺ نے ذہن نشین کرانے کے لئے پہلے پوچھا کہ بتاؤ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ وہ عمل کہ جو اصل میں تمام عملوں سے زیادہ بڑا عمل ہے تمام عملوں سے زیادہ بہتر عمل ہے جب لوگ متوجہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ حضور فرمائیے کہ ایسا وہ کونسا عمل ہے جو شہادت سے بھی بلند درجے کا ہے اللہ کی راہ میں سونا چاندی لٹانے سے بھی زیادہ بلند درجے کا ہے تب حضور ﷺ نے یہ مختصر سا فقرہ فرمایا کہ ذکر اللہ- اللہ کا ذکر- اس سے حضور ﷺ کے طریق تعلیم کو سمجھنا چاہئے کہ آپ کا طریقہ لوگوں کو سمجھانے کیا تھا- سوال اس انداز سے کرتے تھے کہ لوگ پوری طرح سے متوجہ ہوں صحابہؓ کرام کا قاعدہ یہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کوئی سوال کرتے تھے تو لوگ فوراً متوجہ ہو جاتے تھے کہ اب اس کے بعد کوئی بڑا عمل ہم کو دیا جانے والا ہے اور اس کے بعد حضور ﷺ وہ بات فرمایا کرتے تھے اور بالعموم مختصرات فرمایا کرتے تھے تاکہ فوراً دل میں بیٹھ جائے وہ لمبی چوڑی بات نہیں ہوتی تھی بڑی مختصرات ہوتی تھی تاکہ فوراً آدمی کے ذہن نشین ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاض الجنہ یعنی جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے

① حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ، قَالَ: ثنی مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ هُوَ الْبُنَانِيُّ، ثنی اَبِيْ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا، قَالُوْا: وَ مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: حِلَقُ الذِّكْرِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو، تو ان باغوں سے چرو چگو۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ ریاض الجنۃ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "وہ حلقے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جا رہا ہو"۔

هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه من حديث ثابت عن انس۔

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ایک غریب روایت بایں الفاظ بھی نقل کی ہے۔

② عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَارْتَعُوْا قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: اَلْمَسَاجِدُ۔ قُلْتُ: وَ مَا الرَّتْعُ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو، تو ان باغوں سے چرو چگو۔ میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ ریاض الجنۃ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "مساجد" میں نے عرض کیا چرنے چگنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

مآخذ:

① ترمذی ج ۲ ص ۱۹۱۔ ابواب الدعوات ❁ مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۰۔ انس بن مالک ❁ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات، باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیہ۔

② ترمذی ج ۲ ص ض۱۹۔ ابواب الدعوات۔ عن ابی ہریرۃ۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ان باغوں سے کچھ پھول حاصل کرو اس سے کچھ کھاؤ پیو۔ لوگوں نے پوچھا کہ ریاض الجنۃ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا "کہ وہ حلقے جہاں اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو جہاں قرآن پڑھا جا رہا ہو قرآن کی تشریح کی جا رہی ہو حدیث پڑھی جا رہی ہو جہاں لوگوں کو خدا کی یاد دلائی جا رہی ہو کوئی ایسی محفل ہو کہ جس کے اندر کسی نہ کسی طرح سے اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہے اللہ کی یاد کئے جا رہے ہوں وہ گویا یہیں جنت کے باغ ہیں یہیں سے گویا جنت میں باغ لگانے کی تیاری کی جا رہی ہے فرمایا کہ جب ایسے باغوں میں تم پہنچو تو کچھ نہ کچھ خود بھی حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ایسے باغوں میں تم پہنچو تو تمہارے پلے کچھ نہ پڑے باغ تو وہاں لگے ہوئے ہیں پھل بھی ہیں پھول بھی ہیں مگر تمہارے پلے کچھ نہیں تو اس طرح کی محفلوں میں جب جاؤ تو کچھ فائدہ اٹھا کر جاؤ کچھ وہاں سے پھل پھول چن کر جاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی یاد سے خالی مجلس مردہ گدھے کی لاش ہے

① حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ' ثنا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا' عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِيْهِ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَ كَانَ لَهُمْ حَسْرَةً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''کہ کچھ لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے تو وہ اس مجلس سے ایسے کھڑے ہوں گے جیسے مرے ہوئے گدھے کی لاش سے اٹھ کر آئے ہوں یہ ان کے لئے حسرت کا موجب ہوگی۔

② مستدرک نے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔

مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَ تَفَرَّقُوْا مِنْهُ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ' وَ كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

کچھ لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اللہ کا ذکر کئے بغیر اس سے اٹھ کر چلے جائیں تو ان کی حالت ایسی ہے جیسے مرے ہوئے گدھے کی لاش سے اٹھ کر آئے ہوں۔ اور یہ مجلس قیامت کے روز ان کے لئے باعث حسرت و پشیمان ہوگی۔

مآخذ:

① ○ ابوداؤد کتاب الادب باب کراھیة ان یقوم الرجل من مجلسه و لا یذکر اللّٰه ○ مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۹۔ ۴۹۴۔ ۵۱۵۔ ۵۲۷ ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات' مشکوٰۃ میں کان علیهم حسرة ہے۔

مسند احمد ج ۲ کے ص ۳۸۹ کی عبارت یوں ہے۔

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فَتَفَرَّقُوْا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ اِلَّا كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَ كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً۔

کچھ لوگ ایک اجتماع گاہ میں اکٹھے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر وہاں سے منتشر ہو گئے ہوں تو وہ اس مجلس سے ایسے کھڑے ہوئے جیسا کہ ایک مرے ہوئے گدھے کی لاش سے اٹھ کر آئے ہوں' یہ مجلس ان کے لئے باعث حسرت ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

(۴) مستدرک حاکم ج ۱ ص ۴۹۲- کتاب الدعاء-

تشریح: ہمارے اس معاشرے میں بے شمار مجلسیں ہوتی ہیں- جلسے ہوتے ہیں تو بڑے بڑے مقررین جو مسلمانوں کے لیڈر تک ہوتے ہیں وہ اللہ کا نام لئے بغیر اپنی تقریریں شروع کرتے ہیں- حالانکہ آپؐ کا ارشاد مسلم معاشرے کا امتیاز تھا کہ جب کلام شروع کرو تو اللہ کی حمد سے شروع کرو وہ امتیاز ہی رخصت ہو گیا- تقریریں سنیے تو ان میں سب کچھ ہو گا مگر اللہ کا نام اس کے دین کا ذکر اس کے رسول کا ذکر اس کے دین کی تعلیمات ان کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا- مجلسوں میں بیٹھیں گے بڑی بڑی مجلسیں جن میں بڑے بڑے قومی معاملات پر بحثیں کی جاتی ہیں ان کے اندر سب مسائل زیر بحث آئیں گے مگر نہ آئے گا تو یہ مسئلہ کہ بھئی آپ کا یہ ملک بنا کاہے کے لئے تھا کیا تھا اس کا مقصد- نہ آئے گی تو یہی بات نہیں آئے گی کہ اس ملک کو اللہ کے دین کا گہوارہ بننا ہے دنیا بھر کے مسائل زیر بحث آئیں گے مگر خدا اور اس کا دین اور اس کے رسول کی تعلیمات یہی زیر بحث نہیں آئیں گی کاروبار میں بیٹھیں گے تو معلوم ہو گا کہ اس مجلس میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے دماغ میں یہ خیال ہو کہ کوئی خدا بھی ہے جس کے سامنے جانا ہے بالکل اپنے کاروبار میں غرق اور اس کے اندر خدا کے نام کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا- یہ بحث ہی پیدا نہیں ہوتی کہ یہ معاملات جو ہم کرنے جا رہے ہیں یہ خدا کی شریعت کی رو سے جائز بھی ہیں یا نہیں- مجلسیں گھنٹوں جمتی ہیں اور وہ خدا کے ذکر سے خالی ہوتی ہیں- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کی مجلسیں ایسی ہیں کہ جیسے کوئی دعوت تھی کہ جس کے اندر گدھے کی مری ہوئی لاش رکھی ہوئی تھی اور اس کے اوپر بیٹھے ہوئے وہ ریاضت کرتے رہے اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے- اس نوعیت کی مجلسوں کے متعلق کہ گدھے کی لاش پر ریاضت کرتے ہوئے چلے آئے ایسی مجلسیں ان لوگوں کے لئے خدا کے ہاں حسرت کی موجب بنیں گی وہاں جا کر معلوم ہو گا وہاں جا کر ان کو اس بات پر پشیمانی لاحق ہو گی کہ ہم دنیا میں کیسی مجلسیں برپا کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی محفل میں بیٹھتے اور بستر پر لیٹتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرنا باعث حسرت ہے

① حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ' ثنا اللَّيْثُ' عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ' عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ' وَ مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی محفل میں بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس نے نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے حسرت اور پشیمانی کا موقعہ ہے اور جو شخص کسی بستر پر لیٹا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس نے نہیں کیا تو یہ لیٹنا بھی اس کے لئے اللہ کے ہاں ایک پشیمانی اور حسرت کا سبب بن گیا۔

② مسند احمد ج ۲ ص ۴۶۳ اور ۴۹۵ پر بھی انہی سے مروی روایت ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ الخ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جو لوگ کسی محفل میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے قیامت کے روز یہ ان کے خلاف حسرت و پشیمانی کا موجب ہوگی۔

③ مسند کے ص ۴۹۵ پر ان ہی سے مروی روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ الْقَوْمُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَامُوْا وَ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فِيْهِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ محفل میں بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوں تو قیامت کے روز یہ ان کے لئے باعث حسرت و پشیمانی ہوگی۔

مآخذ:

① ○ ابو داؤد کتاب الادب باب کراهية ان يقوم الرجل من مجلس و لا يذكر الله ○ ابو داؤد کتاب الادب باب ما يقال عند النوم اس مقام پر پہلے من اضطجع مضجعا الخ ہے۔ ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات باب ذكر الله عزوجل والتقرب اليه۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۶۳ ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸- کتاب الدعوات ○ مستدرک ج ا ص ۵۵۰- کتاب الدعاء

○ مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۷۹-

⑤ ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۹۵-

تشریح : اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بیٹھو اللہ کا ذکر کرو جب بستر پر لیٹو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سوؤ اگر کوئی شخص نہ آرام لیتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے نہ دنیا میں کہیں بیٹھ کر کسی مجلس میں کسی جگہ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ آخرت میں جا کر اس کو حسرت اور پشیمانی لاحق ہوگی کہ میں اللہ کی طرف سے کس طرح غفلت کی زندگی بسر کر کے یہاں آیا ہوں- حسرت کا سبب بنتا یہ اس معنی میں ہے کہ آخرت میں جا کر آدمی کو معلوم ہو گا کہ دنیا میں کتنے مواقع مجھے ایسے ملے تھے کہ جن میں اپنا انجام بہتر کر سکتا تھا لیکن سارے مواقع کو میں کھو کر آیا ہوں کہیں بیٹھا تھا تو اللہ کی یاد کئے بغیر بیٹھا تھا کہیں سویا تو اللہ کی یاد کے بغیر سویا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی یاد اور درود و سلام کے بغیر محفل موجب حسرت ہو گی

① حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ' نَاعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ' نَاسُفْيَانُ' عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ' عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ وَ لَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُمْ۔ هذا حديث حسن و قد روى عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم من غير وجه۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ ایسی مجلس میں بیٹھے ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور نہ انہوں نے اپنے نبی پر درود بھیجا ہو مگر وہ مجلس ان لوگوں کے لئے حسرت اور پشیمانی کا موجب ہو گی۔ اللہ چاہے تو ان کو معاف کر دے اور چاہے تو ان کو عذاب دے۔

② حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ' عَنْ لَيْثٍ' قَالَ حَدَّثَنِيْ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ' عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَ لَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ”کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھے ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور نہ انہوں نے اپنے نبی پر درود بھیجا ہو مگر وہ مجلس ان لوگوں کے لئے حسرت و پشیمانی کا موجب ہو گی۔

③ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِيْ اَبِيْ' ثنا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ' قَالَ: ثنا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ' عَنْ اِسْحَاقَ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا فَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً' وَ مَا مِنْ رَجُلٍ مَشٰى طَرِيْقًا فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً' وَ مَا مِنْ رَجُلٍ اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً الخ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھے ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ مجلس ان کے لئے موجب نقصان ہو گی۔ الخ

④ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ لَمْ يُصَلُّوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ کسی مجلس میں اکٹھے ہوئے ہوں پھر جدا ہوئے ہوں اور انہوں نے اس مجلس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ مَجْلِسُهُمْ تِرَةً عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا ہو یہ مجلس ان کے لئے قیامت کے روز باعث پشیمانی ہو گی۔

⑤ مستدرک میں حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ بھی ایک روایت نقل کی ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ تِرَةً وَ لَا قَعَدَ قَوْمٌ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ اِلَّا كَانَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ تِرَةً۔ هذا حديث صحيح على شرط البخاری و لم يخرجاه۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کیا ہو مگر اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا ہو تو یہ مجلس ان کے لئے باعث حسرت و پشیمان ہو گی۔ اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو ایسی مجلس بھی ان کے لئے باعث حسرت ہو گی۔

ماخذ:

① ○ ترمذی ابواب الدعوات ج ۲ ص ۱۷۵۔ باب ماجاء فی القوم یجلسون و لا یذکرون اللّٰہ ○ مستدرک ج ۱ ص ۴۹۶۔ کتاب الدعاء۔ ما عمل آدمی من عمل انجی له من عذاب اللّٰہ من ذکراللّٰہ عزوجل اس میں ایّما قوم جلسوا، فاطال الجلوس، ثم تفرقوا قبل ان یذکرواللّٰہ او یصلوا علی نبیه صلی اللہ علیه و آله وسلم الا کانت علیهم من اللّٰہ ترة ان شاء اللّٰہ عذبهم و ان شاء غفرلهم۔ هذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاه و صالح لیس بالساقط ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات باب ذکراللّٰہ عزوجل والتقرب الیه۔

② ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۵۳۔ ابوهریرة ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات۔ باب ذکراللّٰہ عزوجل والتقرب الیه۔ ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۸۴ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں الا کان علیهم ترة یوم القیامة ان شاء آخذهم به و ان شاء عفاعنهم بھی منقول ہے۔

③ ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۲۔

④ ○ مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۶۔

⑤ ○ مستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۵۰۔ کتاب الدعاء ما جلس قوم یذکرون اللّٰہ و لم یصلوا کان المجلس ترة علیهم۔

تشریح: یعنی یہ بات موجب مواخذہ ہے کہ کوئی مجلس ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ ہو کوئی مجلس ہو اور اس کے اندر یہ بات کبھی زیر بحث نہ آئے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کیا ہیں کوئی مجلس ہو اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا نام آئے اور کسی کی زبان پر درود تک نہ نکلے تو اس طرح کی مجالس جو ہیں یہ حقیقت میں آدمی کے لئے خدا کے ہاں پشیمانی کی موجب ہوں گی اب یہ خدا کو اختیار ہے کہ ان پر مواخذہ کر کے عذاب دے یا درگزر فرمائے لیکن یہ ہے قابل مواخذہ جرم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کی جواب دہی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا: نا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُوْمِيَّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث محمد بن يزيد بن خُنَيس۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر بات جو آدمی کی زبان سے نکلتی ہے اس کی اس کو جواب دہی کرنی ہوگی الا یہ کہ وہ بھلائی کا لوگوں کو حکم دے یا کسی برائی سے لوگوں کو روکے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

ماخذ:

① ○ ترمذی ج ۲ ص ۶۲- ابواب الزھد- باب ماجاء فی حفظ اللسان- ○ مشکوۃ ص ۱۹۸- کتاب الدعوات باب ذکراللہ عزوجل والتقرب الیہ-

تشریح: یہ تو خالص وہ چیز ہے کہ جو آدمی کے حق میں جاتی ہے باقی جتنی باتیں بھی آدمی کرتا ہے ان کی اس کو جواب دہی کرنا ہوگی یعنی ان کے بارے میں یہ دیکھا جائے گا یہ حق تھی کہ نہ تھی لیکن امربالمعروف و نہی المنکر اور اللہ تعالیٰ کا ذکر یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو سراسر آدمی کے حق میں جاتی ہیں اس کے اندر یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اس کی آدمی کو جواب دہی کرنی ہے اس پر مواخذہ کرنا ہے اس پر پوچھا جاتا ہے کہ تو نے اپنی زبان ٹھیک طور پر استعمال کی تھی کہ نہ کی تھی اور تمام باتوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے لیکن امربالمعروف و نہی المنکر اور ذکر اللہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ یہ حق تھیں یا نہ تھیں یہ تو ہیں ہی سراسر حق یہ پوری پوری آدمی کے لئے نافع ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر الٰہی کے علاوہ کثرتِ گفتگو قساوتِ قلبی کا موجب ہے

① حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي الثَّلْجِ الْبَغْدَادِيُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ثنا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ نا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُ الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِاللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِاللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَ اِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر بہت زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر کثرتِ کلام دل کو سخت کرنے والی بات ہے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ آدمی ہے جس کا دل سخت ہے۔

② مؤطا امام مالک میں مروی روایت ہے۔

حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ وَ لَا تَنْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَاَنَّكُمْ اَرْبَابٌ وَانْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِكُمْ كَاَنَّكُمْ عَبِيْدٌ۔

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر بہت زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر کثرتِ کلام دل کو سخت کر دینے والی بات ہے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ آدمی ہے جس کا دل سخت ہے لیکن تمہیں اس کی خبر نہیں۔ اور لوگوں کے گناہوں کو آقاؤں کی طرح نہ دیکھو بلکہ اپنے گناہوں کو غلاموں کی طرح دیکھو۔

ماخذ:

① ترمذی ج ۲ ص ۶۶۔ ابواب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان ◎ مشکوٰۃ ص ۱۹۸۔ کتاب الدعوات باب ذکراللہ عزوجل والتقرب الیہ ○ ریاض الصالحین ص ۳۷۱۔ عن ابن عمر۔

② ○ مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۲۵۲۔ کتاب الجامع ما یکرہ من الکلام بغیر ذکراللہ۔

تشریح: آدمی کے دل میں نرمی اگر پیدا ہوتی ہے تو اللہ کی یاد اور اس کے ذکر سے ہوتی ہے اگر ایک آدمی کا دل اللہ کے ذکر سے خالی ہے تو جتنی زیادہ وہ باتیں بنائے گا اتنا ہی زیادہ اس کا دل اور سخت ہوتا چلا جائے گا اور دل کا سخت ہونا یہی چیز آدمی کو اللہ سے دور کرنے والی ہے جتنا زیادہ آدمی کا دل سخت ہو گا اتنا ہی زیادہ وہ خدا سے دور ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین مال ذکر الٰہی ہے

① حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ اَبِى الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ، فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: اُنْزِلَتْ فِى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، لَوْ عَلِمْنَا اَىُّ الْمَالِ خَيْرٌ؟ فَنَتَّخِذَهٗ، فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَ زَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ۔

هذا حديث حسن

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت والذین یکنزون الذھب والفضة نازل ہوئی تو اس وقت ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یعنی دوران سفر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپؐ کے بعض صحابہ نے عرض کیا حضورؐ سونے اور چاندی کے متعلق تو یہ آیت نازل ہوئی ہے کاش ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ وہ کونسا مال ہے کہ جس کا جمع کرنا زیادہ بہتر ہے تو ہم اس کو جمع کریں۔ آپؐ نے فرمایا "کہ بہترین مال اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، شکر گذار دل اور مومنہ بیوی ہے۔ جو آدمی کو ایمان کی زندگی بسر کرنے میں مدد دے۔

سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ، فَقُلْتُ لَهٗ: سَالِمُ بْنُ اَبِى الْجَعْدِ سَمِعَ مِنْ ثَوْبَانَ، فَقَالَ لَا، قُلْتُ لَهٗ: مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سَمِعَ مِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

② عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ فِى الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ مَا نَزَلَ، قَالُوْا: فَاَىُّ الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ قَالَ عُمَرُ: فَاَنَا اَعْلَمُ لَكُمْ ذٰلِكَ فَاَوْضَعَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ، فَاَدْرَكَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا فِىْ اَثَرِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَىُّ الْمَالِ نَتَّخِذُ؟ فَقَالَ لِيَتَّخِذْ اَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا، وَلِسَانًا ذَاكِرًا، وَ زَوْجَةً مُؤْمِنَةً تُعِيْنُ اَحَدَكُمْ عَلٰى اَمْرِ الْاٰخِرَةِ۔

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ جب سونے چاندی کے بارے میں جو کچھ نازل ہونا تھا وہ ہو چکا تو صحابہ نے عرض کیا کہ کون سا وہ مال ہے جسے ہم جمع کریں۔ تو حضرت عمرؓ بولے مجھے اس بارے میں تمہارے لئے منافع بخش چیز کا زیادہ علم ہے یہ کہہ کر اپنی سواری کو سرپٹ دوڑایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جالیا۔ میں ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ جاتے ہی عرض کیا یارسول اللہؐ کونسا وہ مال ہے جسے ہم جمع کریں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو شکر گذار بنائے اور زبان کو یاد کرنے والی بنائے اور مومنہ بیوی حاصل کرے جو تمہارے آخرت کے معاملہ میں مدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے۔

مآخذ:

① ○ ترمذی کتاب التفسیر ج ۲ ص ۱۴۰ ○ ابن ماجه کتاب النکاح باب--- ○ مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸-۲۸۲-۳۶۶ ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۸- کتاب الدعوات' باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیه- عن ثوبان-

② ○ ابن ماجه کتاب النکاح باب ۵ افضل النساء ○ فی الزوائد: عبداللّٰہ بن عمرو بن مرۃ ضعفه ○ النسائی و وثقه الحاکم و ابن حبان و قال ابن معین لابأس به- فقال: روی الترمذی' فی التفسیر المرفوع منه دون قول عمر- قال: حسن-

تشریح: یہ تین مال ہیں جو تمہارے لئے بہترین اور صالح ہیں لسان ذاکر یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی زبان جس کو حاصل ہے اس کو بہت بڑا مال حاصل ہے دوسرے قلب شاکر جو کچھ خدا نے دیا ہے اس کا شکر کرنے والا دل آدمی بجائے اس کے کہ اس کو جو کچھ خدا نے دیا ہے اس پر شکر نہ کرے اور جو کچھ نہیں دیا اس کے پیچھے دوڑتا پھرے اس سے بہتر یہ ہے کہ آدمی قلب شاکر رکھتا ہو اللہ نے جو کچھ دیا ہے شکر ادا کرے اور اس کے بعد جو کچھ بھی آدمی کے پاس اوقات بچتے ہیں جو کچھ بھی آدمی کے پاس اس کے مال میں سے بچتا ہے اس کو دنیا میں نیکیاں کمانے کے لئے صرف کرے بجائے اس کے کہ آدمی ہر وقت تکاسر میں مبتلا رہے کہ اور زیادہ سمیٹوں اور زیادہ سمیٹوں اس کے بجائے جو اللہ نے دیا ہے شکر کرے۔ اگر اللہ نے کروڑ دیا ہے تو شکر کرے دو پیسے دیئے ہیں تو شکر کرے۔ اور تیسرے وہ بیوی خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے جو آدمی کو ایمانی زندگی بسر کرنے میں مدد دیتی ہے۔ ایک بیوی وہ ہے کہ جو آدمی کے پیچھے اس بات کے لئے پڑی ہوتی ہے کہ مجھے زیور چاہئے مجھے موٹر چاہئے مجھے عیش کی زندگی چاہئے اور چاہے تم حرام کا کما کر لاؤ چاہے حلال کا کما کے لاؤ اس سے بحث نہیں۔ ایسی بیوی ایک مومن کے لئے حقیقت میں عذاب ہے چاہے وہ حور کی مانند ہو۔ ایسی بیوی بڑی نعمت ہے کہ جو ایمان کی زندگی بسر کرنے میں اس کے لئے مددگار ہو جو ایسی نہ ہو کہ ادھر تو اس کا شوہر نیکی کمانے کی فکر میں لگا ہو اور ادھر اس کی بیوی جو ہے وہ اس کی زندگی کو عذاب بنائے ہوئے ہے کہ یہ تو کیا بلا مول لے رکھی ہے تو اس وجہ سے اس کا ایمانی زندگی میں مددگار ہونا یہ بہت بڑا مال ہے جو آدمی کو حاصل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوافل ذریعہ تقرب الٰہی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے اور مجھے اپنے بندے کی محبوب ترین چیز اس کا وہ فعل ہے جو میں نے اس کے اوپر فرض کیا ہے۔ اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ برابر مجھ سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو نوبت یہ آجاتی ہے کہ میں ہی اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اس کا وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ مارتا ہے یا پکڑتا ہے اور میں ہی اس کا وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ مجھ سے مانگے گا تو میں اس کو دوں گا اور مجھ سے پناہ مانگے گا تو میں اس کو پناہ دوں گا۔ اور کوئی کام کرتے ہوئے مجھے کوئی تردد نہیں ہوتا مگر مومن کو موت دیتے ہوئے جبکہ موت سے اس کو تکلیف ہو رہی ہو اس کو تکلیف دینا میں پسند نہیں کرتا۔

ماخذ:

○ بخاری ج ۲ ص ۹۶۳۔ کتاب الرقاق۔ باب التواضع ○ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۴۷-۲۴۸۔ عن عائشۃ اور عن ابوامامۃ۔ ○ بخاری کی روایت سے کمی، بیشی اور الفاظ کے تقدم و تاخر قدرے مختلف ہے۔ ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۷۔ کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل۔ عن ابی ہریرۃ

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث قدسی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے یہ پہلی بات فرمائی۔ ولی سے کیا مراد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ یہ سمجھ لیجئے اس غلط فہمی میں نہ رہیئے کہ ولی کے معنی کسی صاحب کرامت ہستی کے ہوتے ہیں۔ ولی بس وہ ہے کہ جو آپ کے دل کی بات آپ کو بتا دے اور ہوا پر اڑے۔ اور کوئی کام فطری طریقے سے اس کا ہوتا ہی نہ ہو۔ ہر وقت اس سے کرامتیں صادر ہوتی رہیں۔ یہ معنی ولی کے نہیں ہیں قرآن مجید کو آپ پڑھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک مخلص مومن جو اللہ تعالیٰ کی ٹھیک بندگی کرتا ہے اور صالح زندگی بسر کرتا ہو وہ خدا کا ولی ہے ہر صالح آدمی جو اخلاص کے ساتھ مومن ہے اور پاک زندگی بسر کرتا ہے وہ ولی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''کہ جو شخص میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرے میری طرف سے اعلان جنگ ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ میرے دوست کا دشمن میرا دشمن ہے۔ سیدھے الفاظ میں وہ محض میرے دوست کا دشمن نہیں ہے بلکہ میرے ساتھ دشمنی ہے۔

اللہ کے ولی کے ساتھ دشمنی کی دو شکلیں ہیں۔ ایک شکل یہ ہے کہ ایک آدمی اس کے دین اور اس کے فلاح اور اس کی پاکیزگی کی وجہ سے اس کا دشمن ہے۔ اس وجہ سے اس کا دشمن ہے کہ یہ کم بخت سچا مومن کیوں ہے یہ صالح زندگی کیوں بسر کرتا ہے یہ تقویٰ سے کیوں کام لیتا ہے۔ یہ میری خاطر جھوٹی شہادت دینے کیوں نہیں جا رہا۔ یہ میری خاطر بے ایمانی کیوں نہیں کرتا۔ یہ میری سازشوں میں کیوں نہیں شریک ہوتا۔ جس جس طرح سے میں اپنا ایمان بیچتا ہوں یہ بھی کیوں نہیں بیچتا۔ ایک تو ہے دشمنی اس بنا پر یعنی اس کے ایمان اس کے فلاح اور تقویٰ کی بنا پر اس سے دشمنی۔ دوسری شکل اس کے ساتھ دشمنی کی یہ ہو سکتی ہے کہ آدمی کے حقوق مارنا چاہتا ہے اس وجہ سے اس کا دشمن ہو گیا اس کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے تکلیف دینا چاہتا ہے دونوں شکلوں میں جو شخص بھی اللہ کے کسی دوست کے ساتھ یعنی ایک سچے اور صالح مسلمان کے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو وہ دشمنی صرف اس شخص سے ہی نہیں کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے یہ اصولی اور سیدھی بات ہے کہ آپ اگر کسی کے واقعی مخلص دوست ہیں تو جو آپ کے دوست کا دشمن ہے اس سے آپ کی بھی دشمنی ہے اور مجھے اگر کوئی چیز محبوب ہے تو میرے بندے کا وہ فعل ہے جو میں نے اس کے اوپر فرض کیا ہے اس سے زیادہ میرے ساتھ تقرب کا ذریعہ اور کوئی نہیں۔ یعنی بندہ میرے ساتھ تقرب حاصل کرنے کے لئے جتنے نیک کام کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ کام ہیں کہ جو میں نے اس پر فرض کر دیئے ہیں۔ اب یہاں بعض لوگ غلطی سے فرض کو محض فرض نماز کے معنی میں لے لیتے ہیں حالانکہ فرض نماز بھی ان فرائض میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی کے اوپر لازم کئے ہیں۔ روزہ بھی فرض ہے حج بھی فرض ہے زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ اسی طرح سے اور جو فرائض اللہ تعالیٰ نے انسان پر عائد کئے ہیں ہر وہ چیز جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم یہ کرو وہ فرض ہے' تو جن چیزوں کو میں نے آدمی کے اوپر فرض کر دیا ہے ان سے بڑھ کر مجھ سے قریب ہونے کا ذریعہ اور کوئی نہیں۔ یعنی آپ نوافل کتنے ہی چاہے ادا کرتے رہیں لیکن فرائض سے اگر آپ غافل ہیں تو اللہ سے قرب کا امکان نہیں۔ تو گویا پہلی چیز فرائض ہے اگر بندہ فرائض ہی نہ ادا کر رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے نوافل کے ساتھ تقرب کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب فرائض ہیں۔ ظاہر بات ہے اگر فرائض سب سے اہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو فرض کیسے کرتا اور جو بندہ فرض ادا نہیں کر رہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اندر حقیقت میں بندگی موجود نہیں ہے اگر نوافل ادا کر رہا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی مرضی کا بندہ ہے اگر خدا کا بندہ ہوتا تو جس چیز کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے فرض کیا ہے اس کو پہلے ادا کرنا ارشاد باری تعالیٰ کا معنی یہ ہے کہ جن چیزوں کے ذریعے سے بندہ میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ان میں سب سے بڑھ کر محبوب مجھے فرائض ہیں جو میں نے اس پر عائد کر دیئے اور نوافل کے ذریعے سے میرا بندہ برابر مجھ سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

نوافل کو بھی لوگ غلطی سے صرف نفل نمازوں کے معنی میں لیتے ہیں اور عام طور پر قرب نوافل کا مفہوم بھی یہ لیا جاتا ہے کہ نفل نمازیں پڑھ کر قرب حاصل کرنا۔ حالانکہ نوافل اصل میں ان تمام نیکیوں کو کہتے ہیں جو فرض سے زائد ہیں اور بندہ اپنی رضامندی اور رضا و رغبت سے خود کرے مثلاً ایک ہے زکوٰۃ جو آپ پر فرض ہے۔ وہ آپ باقاعدگی سے نکال دیتے ہیں۔ فرض ادا کر دیا۔ اس کے بعد اگر کوئی دین کے کام کے لئے ضرورت پیش آئے یا مصیبت زدہ بندہ آپ کے سامنے آ جائے' کوئی حاجت مند ہو کوئی رشتے دار غریب ہو یا کوئی محلے کا آدمی غریب ہو کوئی مصیبت زدہ ہو اور اس وقت بھی آپ اپنا روپیہ نکال کر اس کو دے دیں۔ تو یہ نوافل ہیں فرض آپ ادا کر چکے زکوٰۃ آپ نے دے دی اس کے بعد آپ جو بھی خیرات کریں کے سب نوافل ہیں فرض روزے رمضان میں ادا کر لئے اس کے بعد جو روزے بھی آپ رکھیں گے سب نوافل ہیں تو فرمایا گیا فرض تو وہ چیز ہے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اسی لئے میں نے ان کو فرض کیا ان کو اس کے بعد بندہ جب اپنی رضا و رغبت سے فرض سے زائد نیکی کرتا ہے تو جتنی وہ نیکی کرتا جاتا ہے مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو نوبت یہ آ جاتی ہے کہ میں ہی اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اس کا وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ مارتا ہے کسی کو یا کسی کے اوپر ضرب لگاتا ہے اور میں ہی اس کا وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے کیا مطلب ہے اس کا؟ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے صوفیا فنافی اللہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اتنا گہرا جذبہ اور اتنا قوی جذبہ اس آدمی کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے کہ جتنی جتنی چیزوں کو بھی اللہ پسند کرتا ہے جن نیکیوں کو وہ بغیر اس کے کہ فرض ہوں اپنے دل کی رضا و رغبت سے نیکیاں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ایسا گہرا ہو جاتا ہے کہ اب اس کے بعد اللہ ہی اس کی سماعت اور اللہ ہی اس کی بینائی بن جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے بعد اس کے کان وہی چیزیں سنتے ہیں جو میں چاہتا ہوں کہ وہ سنیں۔ کوئی ایسی چیز جو مجھے ناپسند ہے اس کے کان وہ سننے کے لئے تیار نہیں۔ مجھے گانا ناپسند ہے تو وہ گانا سننے نہیں جائے گا۔ مجھے گالیاں ناپسند ہیں وہ گالیاں رغبت سے نہیں سنے گا۔ اگر گالی کان میں پڑ بھی جائے گی تو اس کے دل میں اس قدر شدید نفرت اس بات کے لئے پیدا ہو گی کہ یہ کیا میرے کان میں پڑ رہا ہے تو اس کو وہی چیز پسند ہو گی جو مجھے پسند ہے وہی سننا پسند کرے گا جو مجھے پسند ہیں جو چیز مجھے ناپسند ہے اس کو سننا وہ پسند نہیں کرے گا اسی طرح سے میں بینائی بن جاؤں گا یعنی میری نگاہوں سے وہ ہر چیز دیکھے گا۔ میری نگاہ میں اگر کوئی چیز بری ہے تو اس کی نگاہ میں بھی وہ بری ہو گی۔ میری نگاہ میں کوئی چیز اچھی ہے تو اس کی نگاہ میں بھی وہ اچھی ہے اور جس آدمی کو وہ چیز مرغوب ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ سے ضد ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔ جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اسے وہ ناپسند ہے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برعکس جو اللہ کو ناپسند ہے وہ اسے پسند ہے جو اللہ کو ناپسند ہے وہ اسے ناپسند ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی نگاہ اور اللہ کی نگاہ یکساں نہیں ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں ہی اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ ضرب لگا رہا ہے دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ جب وہ لڑے گا تو حق کے لئے لڑے گا اس وقت اس کا ہاتھ نہیں مار رہا ہو گا میرا ہاتھ مار رہا ہو گا اور میں ہی اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے یعنی جب بھی وہ چلے گا راہِ حق میں چلے گا۔ یہ ممکن نہیں کہ اس کا قدم کبھی راہِ باطل میں اٹھ جائے۔ کیونکہ اب اس کے قدم جو ہیں وہ میرے قدم ہیں اب وہ اسی راستے میں چلے گا جو مجھے پسند ہے۔ وہ چلے گا تو راہِ حق میں چلے گا لڑے گا تو راہِ حق میں لڑے گا دیکھے گا تو حق کی نگاہ سے دیکھے گا سنے گا تو حق سنے گا باطل نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ مجھ سے مانگے گا تو میں اس کو دوں گا اور مجھ سے پناہ مانگے گا تو میں اس کو پناہ دوں گا پھر فرمایا کہ اور کوئی کام کرتے ہوئے مجھے تردد نہیں ہوتا مگر مومن کو موت دیتے ہوئے جبکہ موت سے اس کو تکلیف ہو رہی ہو۔ میں اس کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا مگر موت دیئے بغیر چارہ نہیں۔ چونکہ اس دنیا میں انسان کو جو پیدا کیا گیا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور اس مومن کے لئے ہمیشہ کی زندگی چونکہ آخرت میں ہے اور وہاں اس کا لے جانا ضروری ہے اس وجہ سے موت تو میں دیتا ہوں مگر مجھے اپنے مومن بندے کو تکلیف دینا پسند نہیں۔ اس لئے کوئی کام ایسا نہیں جس کے کرنے میں مجھے تردد ہو مگر مومن کو موت دیتے ہوئے مجھے تردد ہے یہ گویا اللہ تعالیٰ کی محبت کی انتہا ہے جو ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کے ذرائع کیا ہیں اور قریب ہونے کے ذرائع کو جس جس طرح سے وہ استعمال کرتا ہے تو قرب کی نوبت پہنچتی ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے تو پھر اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر نیکی کا دس گنا اجر

حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ' نا وَكِیْعٌ' نا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ' عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِیْدُ' وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَجَزَآءُ هٗ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ' وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا' وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا' وَ مَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً' وَ مَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے دس گنا اجر دیا جائے گا اور میں اور بھی زیادہ دوں گا اور جو شخص بدی لے کر آئے گا تو بدی کی سزا اتنی ہے جتنی بدی اس نے کی ہے یا میں معاف کر دوں گا۔ اگر کوئی شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ہاتھ بھر مجھ سے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے تو میں اس کے قریب ہوتا ہوں پورا ہاتھ یعنی شانے تک۔ جو میری طرف چلتا ہوا آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ جو مجھ سے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملتا ہے بشرطیکہ اس نے شرک نہ کیا ہو تو میں اتنی ہی مغفرت کے ساتھ اس سے ملوں گا۔

مآخذ:

① ○ مسلم ج ۲ ص ۳۴۳۔ کتاب الذکر والدعاء۔ باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللّٰہ ○ ابن ماجہ کتاب الادب باب ۵۸۔ فضل العمل ○ مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳۔ ۱۴۹ ابوذر غفاری ○ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۹۷۔ ابوذر غفاری ○ مشکوٰۃ ص ۱۹۶۔ کتاب الدعوات' باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیہ۔

تشریح: پہلی بات جو اس حدیث میں فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ جو نیکی لے کر آئے گا اس کو دس گنا اجر دیا جائے گا اور میں اس سے بھی زیادہ دوں گا۔

نیکی اور بدی کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا قانون مختلف ہے نیکی کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ آدمی کو جتنی نیکی اس نے کی ہے صرف اتنی ہی جزا نہیں دی جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھا کر اس کو دے گا۔ اللہ تعالیٰ فیاض ہے اور اس کے ہاں نعمتوں کی کمی نہیں ہے۔ اس کی برکت لامتناہی ہے۔ جو آدمی نیکی کرتا ہے اس کی نیکی کا اجر صرف اتنا ہی نہیں دیا جاتا جتنی اس نے نیکی کی بلکہ اس لحاظ سے اس کو اور زیادہ اجر دیا جاتا ہے کہ اس نے اس رب، کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ."

www.KitaboSunnat.com

خاطر نیکی کی جس کو اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان طاقتوں کے مقابلے میں نیکی کی جن کو وہ دیکھ رہا تھا پولیس کو دیکھ رہا تھا، حکومتوں کے نظام کو دیکھ رہا تھا دولت مندوں کو دیکھا رہا تھا، غنڈوں اور بدمعاشوں کو۔ غرض ہر چیز دنیا میں جو برائی کی طرف لے جانے والی تھی وہ سب تو اس کو نظر آ رہی تھیں مگر اپنے رب کو اس نے نہیں دیکھا تھا۔ اس کو اس نے عقل سے اور دل سے پہنچانا تھا۔ آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ تو جو مادی طاقتیں اس کو برائی کی طرف بلانے والی تھیں ان مادی طاقتوں کی طرف اس نے پروا نہیں کی اور ان دیکھی طاقت پر یقین کر کے اس نے نیکی کی ہے تو اس وجہ سے وہ صرف نیکی کے برابر اجر کا مستحق نہیں ہے بلکہ کئی گنا زیادہ بڑھ کر اجر کا مستحق ہے۔ اب اس کے اندر جتنا زیادہ خلوص ہو گا اتنا زیادہ اجر دیا جائے گا کوئی حد اس کی نہیں ہے اس وجہ سے فرمایا کہ کم سے کم اس کا جو اجر ہے وہ تو دس گنا ہے جتنی نیکی اس نے کی ہے اور میں اس سے بھی زیادہ دیتا ہوں اور اب جو اس سے زیادہ دیتا ہے وہ ان حالات پر موقوف ہے کہ وہ آدمی خود کن حالات میں تھا فرض کیجئے خود تنگ دست تھا۔ خود تکلیف میں تھا اس حالت میں اس نے نکال کر اللہ کی راہ میں دیا تو ظاہر بات ہے چاہے اس کے پانچ پیسے ہوں جو اس نے نکال کر دیئے ہیں لیکن وہ ایک کروڑ پتی کی بخشش سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ اس نے اپنی تنگ حالی اور تنگ دستی میں دیئے کن حالات میں دیا ہے کس جذبے کے ساتھ دیا ہے کتنا خلوص اس کے اندر تھا۔ کس قدر ریا سے پاک ہو کر اس نے دیا ہے اس مزید اضافی پر ان چیزوں کا انحصار ہے۔ اب جتنے خلوص کے ساتھ، جتنے زیادہ سخت حالات میں کسی نے نیکی کا کام کیا ہے اتنا ہی زیادہ اضافہ اس کے اجر میں کیا جائے گا اور اس کی کوئی حد بیان نہیں کی گئی۔

یہاں تک کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ کوئی آدمی ایک کھجور اگر اللہ کی راہ میں دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا بڑھائے گا کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔ ایک کھجور اور احد پہاڑ کے درمیان کیا نسبت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ اجر دینے کے معاملے میں کوئی حد نہیں ہے جتنا چاہے اللہ تعالیٰ دے اور اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے اس لئے کہ ہماری جیب سے تو نہیں جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے دے رہا ہے۔ اس کے برعکس بدی کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا جو قانون ہے وہ ان الفاظ میں فرمایا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاۗءُهٗ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ۔ کہ جو برائی لے کر آئے تو اس کے معاملے میں دو شکلوں میں سے کوئی ایک چیز پیش آئے گی سزا دی جائے گی تو اتنی سزا جتنی برائی کی یا معاف کر دیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کا بھی پابند نہیں ہے کہ ضرور ہر اس آدمی کو سزا دے جس آدمی سے برائی کا ارتکاب ہوا ہے اگر توبہ کرے تب تو ویسے ہی معافی ہے فرض کیجئے کہ توبہ کرنے کا موقع بھی اس کو نہیں ملا۔ تب بھی اس کا امکان ہے کہ معاف کر دیا جائے گا۔ اس بھروسے پر نہ رہئے کہ ضرور معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن فرمایا گیا کہ بدی کے معاملے میں جو ہمارا طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ یا ہم سزا دیں گے تو اتنی دیں گے جتنی بدی ہے اور یا معاف کر دیں گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص ایک بالشت بھر مجھ سے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بھر بڑھتا ہوں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ناپ تول کا یہ حساب ہوتا ہے مدعا یہ تصور دلانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہا رحیمی کا برتاؤ کرتا ہے اگر بندہ اس کی طرف بڑھتا ہے تو جتنا وہ خدا کی طرف بڑھتا ہے اس سے زیادہ وہ بندے کی طرف بڑھتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ دیکھیں کہ باپ کا اور اولاد کا تعلق ہے۔ باپ کے اور اولاد کے تعلق میں لازماً شفقت شامل ہے باپ پیدائشی طور پر اولاد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے شفیق ہوتا ہے اولاد اگر شرارت بھی کرتی ہے تو باپ اس کو نظر شفقت کی بنا پر نظرانداز کر دے گا۔ اولاد اگر اس سے دور بھی جا رہی ہو گی تو باپ کی خواہش ہو گی کہ قریب آ جائے اور وہ جتنی اس سے قریب ہو گی باپ اس سے زیادہ اس کے ساتھ قریب ہو گا۔ اب باپ کے تعلق اور اولاد کے تعلق میں اور رب کے تعلق اور بندوں کے تعلق میں کوئی نسبت ہی نہیں ہے اس وجہ سے کہ باپ اور ماں کے دل میں اولاد کے پالنے کے لئے جو شفقت پیدا کی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ ورنہ باپ اور ماں سے زیادہ اولاد کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ ان کو تنگ کرنے والے ہوتے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی تنگ کرنا شروع کرتے ہیں بلکہ بچہ تو ماں کے پیٹ میں ہی تنگ کرنا شروع کر دیتا ہے تو ان سے زیادہ ان کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ محبت پیدا کی۔ جو اللہ تعالیٰ اس محبت کا پیدا کرنے والا ہے خود اس کے دل میں ان بندوں کے لئے کتنی محبت ہو گی۔ اس کا تصور آپ نہیں کر سکتے اس تصور کو بیان کرنے کے لئے اس چیز کو ارشاد فرمایا کہ بندہ اگر بالشت بھر قریب آئے گا تو خدا اس کی طرف ایک ہاتھ بھر بڑھ جاتا ہے۔ اور بندہ ایک ہاتھ بھر بڑھتا ہے تو خدا اس کی طرف ایک بازو بھر۔ اس کے بعد فرمایا کہ میری طرف جو چلتا ہوا آتا ہے میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں اور جو زمین بھر کر مجھ سے خطاؤں کے ساتھ ملے میں مغفرت کے ساتھ اس سے ملتا ہوں بشرطیکہ شرک نہ کرے یہ سب سے بڑی شرط ہے یعنی یوں سمجھئے کہ مغفرت کی امید اگر ہے تو مومن کے لئے جو توحید کا قائل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغاوت کا رویہ جس کا نہیں ہے۔ لیکن جس آدمی کا رویہ اللہ سے بغاوت کا ہے جو شرک کرتا ہے اس کے لئے کسی مغفرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قرآن مجید میں اس بات کو واضح طور سے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز معاف کرتا ہے مگر شرک معاف نہیں کرتا۔ ظاہر بات ہے اگر ہر بات معاف کرتا ہے مگر شرک معاف نہیں کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شرک سے توبہ نہ کرے ورنہ شرک سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے تو وہ بھی معاف۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شرک کر کے اگر بغیر توبہ کئے کوئی شخص مر جائے تو اس کی معافی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ باقی گناہوں کی معافی کا امکان ہے چاہے توبہ بھی نہ کی ہو۔ لیکن اصل میں جو مومن اگر ایمان سے خالی ہے اور شرک دل کے اندر بھرا ہوا ہے تب تو کسی مغفرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصل ۶

حضور ﷺ کی چند مخصوص دعائیں

① اللہ سے دعا کہ مجھ پر کسی فاجر و فاسق کا احسان نہ ہونے دے:

دیلمی نے حضرت معاذ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا نقل کی ہے کہ:

① اللّٰھم لا تجعل لفاجر (و فی روایة لفاسق) علی یدا و لا نعمة فیودہ قلبی فانی وجدت فیما اوحیت الی لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوآدُّون من حآدَّ اللّٰہ و رسولہ۔

"خدایا' کسی فاجر (اور ایک روایت میں فاسق) کا میرے اوپر کوئی احسان نہ ہونے دے کہ میرے دل میں اس کے لئے کوئی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ تیری نازل کردہ وحی میں یہ بات بھی میں نے پائی ہے کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والوں کو تم اللہ اور رسول کے مخالفوں سے محبت کرتے نہ پاؤ گے"۔

تشریح: (اس حدیث سے واضح ہے کہ) دین حق پر ایمان اور اعدائے دین کی محبت' دو بالکل متضاد چیزیں ہیں جن کا ایک جگہ اجتماع کسی طرح قابل تصور نہیں ہے۔ یہ بات قطعی ناممکن ہے کہ ایمان اور دشمنان خدا اور رسول کی محبت ایک دل میں جمع ہو جائیں' بالکل اسی طرح جیسے ایک آدمی کے دل میں اپنی ذات کی محبت اور اپنے دشمن کی محبت بیک وقت جمع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ ایمان کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس نے ایسے لوگوں سے محبت کا رشتہ بھی جوڑ رکھا ہے جو اسلام کے مخالف ہیں تو یہ غلط فہمی ہمیں ہرگز لاحق نہ ہونی چاہئے کہ شائد وہ اپنی اس روش کے باوجود ایمان کے دعوے میں سچا ہو۔ اسی طرح جن لوگوں نے اسلام اور مخالفین اسلام سے بیک وقت رشتہ جوڑ رکھا ہے وہ خود بھی اپنی پوزیشن پر اچھی طرح غور کر لیں کہ وہ فی الواقع کیا ہیں' مومن ہیں یا منافق؟ اور فی الواقع کیا ہونا چاہتے ہیں' مومن بن کر رہنا چاہتے ہیں یا منافق؟ اگر ان کے اندر کچھ بھی راستبازی موجود ہے اور وہ کچھ بھی یہ احساس اپنے اندر رکھتے ہیں کہ اخلاقی حیثیت سے منافقت انسان کے لئے ذلیل ترین رویہ ہے' تو انہیں بیک وقت دو کشتیوں میں سوار ہونے کی کوشش چھوڑ دینی چاہئے۔ ایمان تو ان سے دو ٹوک فیصلہ چاہتا ہے۔ مومن رہنا چاہتے ہیں تو ہر اس رشتے اور تعلق کو قربان کر دیں جو اسلام کے ساتھ ان کے تعلق سے متصادم ہوتا ہو۔ اسلام کے رشتے سے کسی اور رشتے کو عزیز تر رکھتے ہیں تو بہتر ہے کہ ایمان کا جھوٹا دعویٰ چھوڑ دیں۔

جو لوگ سچے مومن تھے انہوں نے فی الواقع سب کی آنکھوں کے سامنے تمام ان رشتوں کو کاٹ پھینکا جو اللہ کے دین کے ساتھ ان کے تعلق میں حائل ہوئے۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جو بدر و احد کے معرکوں میں سارا عرب دیکھ چکا تھا۔ مکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے جو صحابہ کرام ہجرت کر کے آئے تھے وہ صرف خدا اور اس کے دین کی خاطر خود اپنے قبیلے اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے لڑ گئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ بن الحارث نے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا جو ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسیران جنگ بدر کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے رشتہ دار کو قتل کرے۔ اسی جنگ بدر میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے سگے بھائی ابوعزیز بن عمیر کو ایک انصاری پکڑ کر باندھ رہا تھا۔ حضرت مصعبؓ نے دیکھا تو پکار کر کہا "ذرا مضبوط باندھنا، اس کی ماں بڑی مالدار ہے، اس کی رہائی کے لئے وہ تمہیں بہت سا فدیہ دے گی"۔ ابوعزیز نے کہا "تم بھائی ہو کر یہ بات کہہ رہے ہو؟" حضرت مصعب نے جواب دیا "اس وقت تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں گرفتار کر رہا ہے"۔ اسی جنگ بدر میں خود نبی ﷺ کے داماد ابوالعاص گرفتار ہو کر آئے اور ان کے ساتھ رسول کی دامادی کی بنا پر قطعاً کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا جو دوسرے قیدیوں سے کچھ بھی مختلف ہوتا۔

اس طرح عالم واقعہ میں دنیا کو یہ دکھایا جا چکا تھا کہ مخلص مسلمان کیسے ہوتے ہیں اور اللہ اور اس کے دین کے ساتھ ان کا تعلق کیسا ہوا کرتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۳۶۶۔ المجادلہ حاشیہ ۳۷)

تخریج:

① وَ اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ طَرِیْقِ الْحَسَنِ عَنْ مُعَاذٍ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِفَاجِرٍ وَ فِیْ رِوَایَةٍ: وَ لَا لِفَاسِقٍ عَلَیَّ یَدًا وَلَا نِعْمَةً فَیَوَدُّهٗ قَلْبِیْ' فَاِنِّیْ وَجَدْتُّ فِیْمَا اَوْحَیْتَ اِلَیَّ' لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔

مآخذ:

① روح المعانی جز ۳۰/ ۱۸ ص ۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② اللہ سے طلب رحمت کی درخواست

حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ:

اللّٰهم رحمتک ارجوا فلا تکلنی الی نفسی طرفة عین۔

خدایا میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔

تشریح: انسان جب خدا کی نافرمانی کرے گا تو دیر یا سویر اس کا پردہ کھل کر رہے گا اور یہ کہ انسان کے ساتھ خدا کی تائید حمایت اسی وقت تک رہے گی جب تک وہ خدا کا مطیع فرمان رہے گا۔ اطاعت کے حدود سے قدم باہر نکالنے کے بعد اسے خدا کی تائید ہرگز حاصل نہ ہوگی بلکہ اسے خود اس کے اپنے نفس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس مضمون کو نبی ﷺ نے متعدد احادیث میں ارشاد فرمایا۔ (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۶۔ الاعراف حاشیہ ۱۳)

تخریج:

① حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى ' قَالَا: ثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو ' عَنْ عَبْدِالْجَلِيْلِ بن عَطِيَّةَ ' عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ' قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهُ قَالَ لِاَبِيْهِ يَا اَبَتِ اِنِّيْ اَسْمَعُكَ تَدْعُوْ كُلَّ غَدَاةٍ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تَعِيْدُهَا ثَلَاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ وَ ثَلَاثًا حِيْنَ تُمْسِيْ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِهِنَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ قَالَ عَبَّاسٌ فِيْهِ وَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ تُعِيْدُهَا

عبدالرحمٰن اپنے والد ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا ابا جان میں سنتا ہوں آپ صبح و شام بلاناغہ تین تین بار یہ دعا کرتے ہیں۔ خدایا! میرے بدن میں عافیت دے، میری سماعت میں عافیت دے، میری بصارت میں عافیت دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ ان کلمات سے دعا کیا کرتے تھے۔ میں بھی سنت کی اتباع کی غرض سے ایسا کرنا پسند کرتا ہوں۔ حضرت عباس نے بیان کیا کہ حضورؐ بھی اس کلمے کو تین تین بار پڑھتے تھے۔ خدایا میں تجھ سے کفر اور فقر سے پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تیری مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ چنانچہ میں سنت نبوی کی اتباع میں پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ اور حضور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثَلاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ وَ ثَلاثًا حِيْنَ تُمْسِيْ فَتَدْعُوْ بِهِنَّ فَأُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ قَالَ: وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتُ الْمَكْرُوْبِ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَ اَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے۔ ”خدایا! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں پس مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر اور میرے سارے حالات کی اصلاح فرما دے تیرے سوا کوئی نہیں جو معبود بننے کا استحقاق رکھتا ہو“۔

مآخذ:

① ✿ ابوداؤد ج ۴ ص ۳۲۴۔ کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح ✿ مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۔ عبدالرحمن بن ابی بکرۃ ✿ الادب المفرد للبخاری ص ۱۸۲۔ باب الدعاء عندالکرب ✿ ابن حبان فی صحیحہ بحوالہ کنزالعمال ج ۲ ص ۱۱۹ ح ۳۴۲۲۔ ✿ مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۷۔ عن ابی بکرۃ۔ الزوائد میں صرف کلمات المکروب اللّٰھم رحمتک ارجوا فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین اصلح لی شأنی کلہ ہے۔ ✿ مشکوٰۃ ص ۲۱۵۔ کتاب الدعوات٬ باب الدعوات فی الاوقات۔ عن ابی بکرۃ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ ناسازگار و مشکل حالات میں دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ "اے اللہ! ہم تجھی کو ان کی گردنوں پر مسلط کرتے ہیں۔ اور تجھی سے ان کی شرارتوں کے بالمقابل پناہ طلب کرتے ہیں"۔

تشریح: یہ دعا بہت مختصر اور جامع ہے۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ مشکل و ناسازگار حالات میں جہاں دوسری تدابیر اختیار فرماتے وہاں اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ دعا بھی کیا کرتے تھے۔ جس زمانے میں اعدائے اسلام کا بظاہر بڑا زور دکھائی دیتا تھا' اس زمانے میں آنحضور ﷺ بالخصوص (مندرجہ بالا) دعا پڑھا کرتے تھے۔ (اس لئے) کہ اس کارزار حیات میں اللہ رب العالمین سے دعا مانگنا ایک بندہ مومن کا بہترین ہتھیار ہے جو لوگ محض نفسانیت اور تعصب اور حسد کی بنا پر ہمارے خلاف طرح طرح کے فتنے اٹھا رہے ہیں اور محض اپنے ذاتی کینے کی وجہ سے اس خیر کا راستہ روکنا چاہتے ہیں جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں ان کے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور خدا ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان سے نمٹ لے۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۴۴۱-۴۴۲)

تخریج:

① حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی' ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ' حَدَّثَنِیْ اَبِیْ' عَنْ قَتَادَةَ' عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ' اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

② مسند احمد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مروی روایت ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ مِنْ رَجُلٍ اَوْ مِنْ قَوْمٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

ماخذ:

① ابوداؤد کتاب الصلاۃ ج ۲ ص ۸۹۔ باب ما یقول اذا خاف قومًا ❁ مسنداحمد ج ۴ ص ۴۱۴-۴۱۵ ❁ المستدرک ج ۲ ص ۱۴۲۔ کتاب قسم الفئی' دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خاف قومًا ❁ مشکوٰۃ ص ۲۱۵۔ کتاب الدعوات۔ باب الدعوات فی الاوقاف۔

② ❁ مسند ج ۴ ص ۴۱۴ ❁ السنن الکبرٰی ج ۵ ص ۲۵۳۔ کتاب الحج باب ما یقول اذا خاف قومًا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ سواری پر سوار ہونے کی دعا

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَ مَاکُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ۔

① اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی، وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ لَنَا السَّفَرَ وَاطْوِلَنَا الْبَعِیْدَ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا۔ (مسنداحمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب سفر پر جانے کے لئے سواری پر بیٹھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ آیت پڑھتے کہ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لئے ان چیزوں کو مسخر کر دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اور اس کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے: "خدایا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے اس سفر میں مجھے نیکی اور تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق دے جو تجھے پسند ہو۔ خدایا ہمارے لئے سفر کو آسان کر دے اور لمبی مسافت کو لپیٹ دے، خدایا تو ہی سفر کا ساتھی اور ہمارے پیچھے ہمارے اہل و عیال کا نگہبان ہے، خدایا ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ اور پیچھے ہمارے گھر والوں کی خبر گیری فرما۔

② اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ، ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھا پھر سوار ہونے کے بعد فرمایا "سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے پھر تین مرتبہ الحمدللہ کہا اور تین دفعہ اللہ اکبر کہا پھر فرمایا تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو مجھے بخش دے"۔ اس کے بعد آپؐ ہنس دیئے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہنسے کس بات پر؟ فرمایا، بندہ جب رَبِّ اغْفِرْلِیْ کہتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کی یہ بات بڑی پسند آتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا مغفرت کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ) [الزخرف ج ۴ ص ۵۲۸ حاشیہ ۱۳]

③ ایک صاحب ابو مِجلَز بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جانور پر سوار ہوا اور میں نے آیت سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا پڑھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس طرح کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ میں نے عرض کیا پھر کیا کہوں؟ فرمایا یوں کہو کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی۔ شکر ہے اس کا کہ اس نے محمد ﷺ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا' شکر ہے اس کا کہ اس نے ہمیں اس بہترین امت میں داخل کیا جو خلق خدا کے لئے نکالی گئی ہے' اس کے بعد یہ آیت پڑھو۔

(ابن جریر' احکام القرآن للجصاص)

تشریح : (احادیث بالا سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ) زمین کی تمام مخلوقات میں سے تنہا انسان کو کشتیاں اور جہاز چلانے اور سواری کے لئے جانور استعمال کرنے کی یہ مقدرت اللہ تعالیٰ نے اس لئے تو نہیں دی تھی کہ وہ غلے کی بوریوں کی طرح ان پر لد جائے اور کبھی نہ سوچے کہ آخر وہ کون ہے جس نے ہمارے لئے بحر زخار میں کشتیاں دوڑانے کے امکانات پیدا کئے' اور جس نے جانوروں کی بے شمار اقسام میں سے بعض کو اس طرح پیدا کیا کہ وہ ہم سے بدرجہا زیادہ طاقتور ہونے کے باوجود ہمارے تابع فرمان بن جاتے ہیں اور ہم ان پر سوار ہو کر جدھر چاہتے ہیں انہیں لئے پھرتے ہیں۔ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانا اور نعمت دینے والے کو فراموش کر دینا' دل کے مردہ اور عقل و ضمیر کے بے حس ہونے کی علامت ہے۔ ایک زندہ اور حساس قلب و ضمیر رکھنے والا انسان تو ان سواریوں پر جب بیٹھے گا تو اس کا دل احساس نعمت اور شکر نعمت کے جذبے سے لبریز ہو جائے گا۔ وہ پکار اٹھے گا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے میرے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا۔ پاک ہے اس سے کہ اس کی ذات و صفات اور اختیارات میں کوئی اس کا شریک ہو۔ پاک ہے اس کمزوری سے کہ اپنی خدائی کا کام خود چلانے سے وہ عاجز ہو اور دوسرے مددگار خداؤں کی اسے حاجت پیش آئے۔ پاک ہے اس سے کہ میں ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کروں۔

یہاں ذرا اس تعلیم کے اخلاقی نتائج کا بھی اندازہ کر لیجئے۔ کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ جو شخص کسی سواری پر بیٹھتے وقت سمجھ بوجھ کر پورے شعور کے ساتھ اس طرح اللہ کو اور اس کے حضور اپنی واپسی اور جواب دہی کو یاد کر کے چلا ہو وہ آگے جا کر کسی فسق و فجور یا کسی ظلم و ستم کا مرتکب ہو گا؟ کیا کسی فاحشہ سے ملاقات کے لئے' یا کسی کلب میں شراب خوری' قماربازی کے لئے جاتے وقت بھی کوئی شخص یہ کلمات زبان سے نکال سکتا ہے یا ان کا خیال کر سکتا ہے؟ کیا کوئی حاکم' یا سرکاری افسر' یا تاجر' جو یہ کچھ سوچ کر اپنے منہ سے کہہ کر گھر سے چلا ہو' اپنی جائے عمل پر پہنچ کر لوگوں کے حق مار سکتا ہے؟ کیا کوئی سپاہی بے گناہوں کا خون بہانے اور کمزوروں کی آزادی پر ڈاکہ مارنے کے لئے جاتے وقت بھی اپنے ہوائی جہاز یا ٹینک پر قدم رکھتے ہوئے یہ الفاظ زبان پر لا سکتا ہے؟ اگر نہیں' تو یہی ایک چیز ہر اس نقل و حرکت پر بند باندھ دینے کے لئے کافی ہے جو معصیت کے لئے ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۵۲۸۔ الزخرف حاشیہ ۱۳ اور ۱۴)

تخریج :

① ⟸ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ' حَدَّثَنِي اَبِي' ثنا اَبُوْكَامِلٍ' ثنا حَمَّادٌ يعني ابْنُ سَلَمَةَ' عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ' عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَارِقِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ كَبَّرَ ثَلَاثًا' ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ فِيْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَفَرِیْ هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی- اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَ اَطْوِلَنَا الْبَعِيْدَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ- اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَهْلِنَا- الخ

(٢) ⟸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثنا اَبُوالْاَحْوَصِ، ثنا اَبُوْاِسْحَاقَ الْهَمَدَانِیُّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: شَهِدْتُّ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- وَ اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا- فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی ظَهْرِهَا قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ يُعْجِبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِیْ-

علی بن ربیعہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا- ان کی سواری کے لئے ایک چوپایہ جانور لایا گیا- جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سبحان الذی سخرلنا ھذا و ما کنا له مقرنین و انا الی ربنا لمنقلبون پڑھا- یعنی سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے' پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے- ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے- پھر تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا- پھر فرمایا تو پاک ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے- اس کے بعد آپ ہنس دیئے پوچھا گیا اے امیرالمؤمنین آپ ہنسے کس بات پر؟ فرمایا میں نے نبی ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح میں نے کیا ہے- میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا بندہ جب اغفرلی کہتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کی یہ بات بہت پسند آتی ہے اور وہ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا مغفرت کرنے والا کوئی اور نہیں ہے-

(٣) ⟸ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ وَ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْهَبَارِیُّ، قَالَا: ثنا الْمُحَارِبِیُّ، عَنْ عَاصِمِ نِ الْاَحْوَلِ، عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ، عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ، قَالَ: رَكِبْتُ دَابَّةً فَقُلْتُ: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، فَسَمِعَنِیْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ، قَالَ اَبُوْكُرَيْبٍ وَالْهَبَارِیُّ: قَالَ الْمُحَارِبِیُّ: فَسَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُوْلُ: هُوَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا، فَقَالَ: اَهٰكَذَا اُمِرْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ اَقُوْلُ؟ قَالَ: تَقُوْلُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا فِیْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، فَاِذَا اَنْتَ قَدْ ذَكَرْتَ نِعَمًا عِظَامًا، ثُمَّ تَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:

① ٭ مسند احمد ج ۲ ص ۱۴۴ ٭ ترمذی ابواب الدعوات' باب ماجاء ما یقول اذا رکب دابة ٭ ابوداؤد- کتاب الاستیذان' باب فی الدعاء اذا سفر ٭ دارمی کتاب الاستیذان' باب فی الدعاء اذا سفر ٭ مؤطا امام مالک کتاب الحج ٭ مشکوٰۃ ص ۲۱۳- کتاب الادعوات' باب الدعوات فی الاوقات ٭ مسند احمد ج ۲ ص ۵- ۱۰- ۱۵- ۲۱- ۳۸- ۶۳- ۱۰۵- ۱۴۴- ۱۵۰= ج ۳ ص ۱۸۷= ج ۴ ص ۲۸۱ ٭ مسلم کتاب الحج باب استحباب الذکر اذا رکب دابته الخ- مسلم نے جمع کے صیغہ سے روایت نقل کی ہے-

② ٭ ابوداؤد کتاب الجهاد باب ما یقول الرجل اذا رکب ٭ ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء مایقول اذا رکب دابة ٭ شمائل نبوی میں بھی ہے هذا حدیث حسن صحیح- ترمذی نے آخر میں لا یغفرالذنوب غیرک نقل کیا ہے ٭ احکام القرآن للجصاص ج ۵ ص ۲۶۴- الزخرف فی تسمیة عندالرکوب ٭ مسند احمد ج ۱ ص ۹۷- عن علی ۲۵۶- ٭ مشکوٰۃ ص ۲۱۴- کتاب الدعوات باب الدعوات فی الاوقات ٭ احکام القرآن میں غیری کے بجائے اِلاَّ هُوَ ہے-

③ ٭ تفسیر ابن جریر جز ۲۷/ ۲۴ ص ۳۳- الزخرف-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵ حضور ﷺ کا ہر روز سو مرتبہ استغفار

(ابوداؤد' نسائی اور مسند احمد کی روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ) "میں ہر روز سو بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں"۔

تشریح: سلام نے جو اخلاق انسان کو سکھائے ہیں' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے رب کی بندگی و عبادت بجا لانے میں' اور اس کے دین کی خاطر جان لڑانے میں' خواہ اپنی حد تک کتنی ہی کوشش کرتا رہا ہو' اس کو کبھی اس زعم میں مبتلا نہ ہونا چاہیے کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا وہ میں نے کر دیا ہے' بلکہ اسے ہمیشہ یہی سمجھتے رہنا چاہئے کہ میرے مالک کا مجھ پر جو حق تھا وہ میں ادا نہیں کر سکا ہوں' اور ہر وقت اپنے قصور کا اعتراف کر کے اللہ سے یہی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ تیری خدمت میں جو کچھ بھی کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اس سے درگزر فرما۔ نبی کریم ﷺ کے اس قدر استغفار کرنے کی بھی اصل حقیقت یہی ہے۔

(حضور ﷺ کے) استغفار کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ معاذاللہ' نبی ﷺ نے فی الواقع جان بوجھ کر کوئی قصور کیا تھا۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ تمام بندگان خدا سے بڑھ کر جو بندہ اپنے رب کی بندگی بجالانے والا تھا اس کا منصب بھی یہ نہ تھا کہ اپنے کارنامے پر فخر کا شائبہ تک اس کے دل میں راہ پائے' بلکہ اس کا مقام بھی یہ تھا کہ اپنی ساری عظیم القدر خدمات کے باوجود اپنے رب کے حضور اعتراف قصور ہی کرتا رہے۔ اسی کیفیت کا اثر تھا جس کے تحت رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بکثرت استغفار فرماتے رہتے تھے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۲۵۔ سورہ محمد حاشیہ ۳۱)

تخریج:

① حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادٍ' قَالَ يَحْيٰى: نا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ' عَنْ ثَابِتٍ' عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ' عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ' وَ كَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

حضرت اغر مزنی جو حضور ﷺ سے صحبت یافتہ تھے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شان یہ ہے کہ میرے دل پر خواہشات کا غلبہ ہو جاتا ہے تو میں دن میں سو بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

ابن عمر کی روایت میں ہے۔

قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَاأَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

نے فرمایا "لوگو! اللہ کی جانب رجوع کرو (یعنی توبہ کرو) میں خود دن میں سو بار اللہ سے توبہ کرتا ہوں"۔

ابن عمرؓ سے ایک اور روایت ہے۔

۴ ⟸ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْلِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے کہ ہم آپؐ کی مجلس میں بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا استغفار شمار کرتے رہتے تھے آپ سو بار اللہ سے عرض کرتے میرے پروردگار! مجھے معاف فرما دے اور میری جانب توجہ فرما (توبہ قبول کر) بے شک تو ہی سب سے بڑھ کر توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

سنن دارمی میں ہے۔

۵ ⟸ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔

میں دن میں سو بار اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

۶ ⟸ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ بخدا میں دن میں ستر بار سے زیادہ مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

مآخذ:

① ○ مسلم کتاب الذکر باب استحباب الاستغفار والاستکثار ○ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الاستغفار اور الوتر ○ ترمذی کتاب التفسیر سورہ محمد اور ابواب الدعوات ○ مسنداحمد ج ۴ ص ۲۱۱۔ الاغر المزنی ○ ابن ماجہ کتاب الادب۔ باب فی الاستغفار۔

انی لاستغفراللّٰہ و اتوب الیه فی الیوم مائة مرة۔

میں دن میں سو بار اللہ سے استغفار اور اور سو بار توبہ کرتا ہوں۔

○ ریاض الصالحین ص ۸۔ عن اغر بن یسار مزنی ○ مشکوٰۃ ص ۲۰۳۔ کتاب الدعوات' باب الاستغفار ○ کنزالعمال ج ۱ص ۴۸۳۔ ۴۸۴ بحوالہ ابن ابی شیبہ' و ابن السنی عن ابی ہریرۃ' طبرانی عن ابی موسیٰ۔

② ○ ابن ماجہ کتاب الادب باب فی الاستغفار ○ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الاستغفار ○ مشکوٰۃ ص ۲۰۵۔ باب الاستغفار والتوبۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ ✿ دارمی کتاب الرقاق باب فی الاستغفار ✿ مسنداحمد ج ۲ ص ۴۵- ج ۴ ص ۲۶۰- ج ۵ ص ۳۹۴-۳۹۶-۳۹۷-۴۰۲ ص ۲۶۱- ج ۴ پ

فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُهٗ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ بے شک میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور دن میں سو بار اس سے استغفار کرتا ہوں۔

✿ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۴۵۷- کتاب التفسیر۔

④ ✿ بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم فی الیوم واللیلۃ ✿ ترمذی ابواب التفسیر ✿ ابن ماجہ کتاب الادب باب فی الاستغفار ✿ مسنداحمد ج ۲ ص ۲۸۲-۳۴۱ ✿ ریاض الصالحین ص ۸ ✿ مشکوٰۃ ص ۲۰۳- کتاب الدعوات باب الاستغفار ✿ کنزالعمال ج ۱ ص ۴۸۳- عن ابی موسیٰ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادارۂ معارف اسلامی